ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ
حکمرانوں کو خطاب
عالمی مبلغ اسلام
مولانا محمد طارق جمیل مدظلہ
جمع وترتیب
مولانا ثناء اللہ سعد

اُدعُ اِلیٰ سَبِیلِ رَبِّکَ بِالحِکمَۃِ وَالمَوعِظَۃِ الحَسَنَۃِ

عالمی مُبلغِ اسلام

مولانا محمد طارق جمیل

جمع و ترتیب

مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

ادارہ تحقیقات

فسٹ فلور یوسف مارکیٹ غزنی سٹریٹ اُردو بازار لاہور

فون: 03334380927

نام کتاب : حکمرانوں کو خطاب

بیانات : حضرت مولانا محمد طارق جمیل صاحب

جمع وترتیب : مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی

مطبع :

اشاعت : 2008ء

اہتمام : شبیر حسین

کمپوزنگ : حافظ سیف اللہ خالد
النفیس کمپوزنگ سنٹر
فون: 0307-2603021

قیمت : =/250 روپے

کتاب ہذا میں اگر کہیں کوئی کمپوزنگ کی غلطی ہو تو ادارہ کو اطلاع فرما کر اپنا دینی فرض پورا کریں تا کہ اگلے ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے۔ شکریہ

فہرست

حکمرانوں سے خطاب 49

دنیا کی بے ثباتی 73

وزیر اعلیٰ ہاؤس کراچی میں خطاب — 91

دربار موہری شریف میں خطاب — 120

لاہور کے ناظمین سے خطاب 131

لاہور ہائیکورٹ میں خطاب 160

محکمہ پولیس کے ملازمین و آفیسرز سے خطاب — 220

عدنان شاہد کی وفات پر بیان 258

اسلام آباد کا ایک یادگار بیان 282

مقصد تخلیق اُمت محمدیہ 305

اللہ سب سے بڑا حاکم 340

حرفِ آغاز

اللہ تعالیٰ کا فضل و احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُمتی بنایا، اور اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازنے کے بعد ہمیں موجودہ دور میں مولانا محمد طارق جمیل مدظلہٗ جیسا عظیم اور بے مثال مبلغِ اسلام بھی عطا فرما دیا، جس کی پُر درد صدا ہمارے کانوں میں دعوت کا رَس گھول کر ہمارے مُردہ قلوب کو حیاتِ تازہ عطا کرنے کا سبب بن رہی ہے۔ **اللّٰھم زد فزِد، اللّٰھم لک الحمد ولک الشکر کلہٗ**

یوں تو ہر وہ شخص جسے دنیا کے جھمیلوں سے ہٹ کر دین سے گہری وابستگی نصیب ہو جائے اللہ کا انتخاب ہی ہوتا ہے لیکن مولانا محمد طارق جمیل کی ذاتِ گرامی بطورِ خاص اللہ تعالیٰ کا انتخاب اور موجودہ دور میں ایک انعامِ عظیم معلوم ہوتی ہے، جس کی زندگی کے شب و روز ایک مقدس مہم اور مشن میں صَرف ہو رہے ہیں، وہی مہم جس پر پیغمبروں کی زندگیاں صرف ہوئیں اور وہی مشن جو پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال و انتقال کے بعد ''خیرِ اُمت'' کو سونپ دیا گیا۔

کنتم خیرَ اُمّۃٍ اُخرِجت لِلنّاسِ تأمرون بالمعروف وتنھَوْنَ عنِ المنکر......

خیرِ اُمت کے افراد جب تک اپنے الٰہی فریضہ یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو بجالاتے رہے، دنیا میں خیر کی فراوانی رہی اور جب انہوں نے اپنے اس فریضے کو پسِ پشت ڈال دیا، دنیا میں کفر اور فسق و فجور غالب آ گیا۔ جو آج بھی نہ صرف غالب ہے بلکہ بے پناہ سیاسی اور اقتصادی قوت حاصل کر چکا ہے اور اپنی اس قوت کے روڈ ویٹر سے خیر کی فصلیں روندتا، اُجاڑتا اور اُکھاڑتا چلا جا رہا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ آج کعبے سے صنم خانوں کو پاسبان اور پشتی بان میسر آ رہے ہیں۔
گویا قیامت کی گھڑیاں دنیا سے قریب تر ہوتی چلی جا رہی ہیں، وکان امرُ اللّٰہ قدرًا مقدورا، وعدۂ الٰہی کے مطابق اس دنیا کی بقاء خیر کی بقاء سے مشروط ہے جب دنیا میں خیر نہیں رہے گی، اس دنیا کی بساط اور زمین کا بچھونا بھی لپیٹ دیا جائے گا۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ کو اس روئے زمین کی بقاء منظور ہے تب تک اللہ تعالیٰ خیر کے پیغام بر اور نامہ بر بھیجتا رہے گا۔

مولانا محمد طارق جمیل بھی اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ اس نظام کے تحت اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اور موجودہ دور میں اللہ نے انہیں جو عظمت، محبوبیت اور مقبولیت عطا فرمائی ہے شاید وہ اس وجہ سے ہے کہ وہ سرتاسر اللہ کے دین کے داعی ہیں۔ چھوٹے بڑے، امیر وغریب، حاکم ومحکوم اور ظالم ومظلوم، ان کی دعوت سب کے لئے ہے اور سب کے لئے خیر کا پیغام ہے، حقیقی خیر اور ابدی خیر کا پیغام!

چنانچہ زیرِ نظر مجموعہ میں ہم نے وہ بیانات بطورِ خاص شامل کئے ہیں جو مقتدر طبقے کے حضرات میں انہی کی دعوت پر کیے گئے اور ان کے عمدہ اثرات بھی یقیناً برآمد ہو رہے ہیں۔ اللہ نے مولانا کی زبان میں بڑی تاثیر رکھی ہے اور ان کی دعوت بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے۔ وہ اب تک دنیا کے تمام براعظموں میں اللہ کے دین کے لئے گردش میں رہے ہیں اور اب بھی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے علم وعمل اور درد واخلاص میں برکت عطا فرمائے، اور ان کے طفیل ہم جیسے گناہگاروں، سیاہ کاروں، بدکاروں اور بدکرداروں کو بھی دین کا ذرہ عطا فرمائے اور بروزِ محشر ہمارا انجام اپنے نیک اور مخلص بندوں کے ساتھ فرمائے۔ آمین ثم آمین

زیرِ نظر مجموعہ برادرم قاری محبوب احمد صاحب کے حکم واصرار پر محض اشاعتِ خیر کے جذبہ سے ترتیب دیا گیا، تاکہ مولانا کی دعوت میں ہم بھی اپنی بساط کے مطابق شامل ہو سکیں، ممکن ہے ہمارا یہی عمل ہمارے لئے اُخروی کامیابی کا سبب بن جائے، یقیناً اللہ کی رحمت بے پایاں سے کچھ بعید نہیں۔ اللّٰھم ربّنا تقبل منّا انک انت السمیع العلیم

ابو محمد ثناء اللہ سعد

شجاع آبادی

اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے

نواز شریف نے مولانا سے عرض کی...... حضرت! آپ یہ حدیث مبارکہ کابینہ کو سنا دیں...... مولانا نے درخواست قبول کر لی...... یہ ستمبر ۱۹۹۹ء کی بات ہے کہ مولانا طارق جمیل صاحب وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات کے لئے پرائم منسٹر ہاؤس گئے...... نواز شریف ان دنوں پریشان تھے۔ مولانا نے فرمایا ”جناب! عذاب دو قسم کے ہوتے ہیں زمینی اور آسمانی۔ زمین آفتوں کے حل کیلئے تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے چند اصول وضع کئے ہیں۔ رہی آسمانی آفتیں تو ان کا صرف ایک ہی حل ہے ”توبہ“۔ مولانا نے ساتھ ہی حدیث مبارکہ کا ذکر بھی کیا اور فرمایا...... دنیا کے پچیس مسائل ہیں...... فرد ہو یا قوم انہی پچیس مسائل کا شکار ہوتے ہیں۔ ان کا حل اللہ کے رسول ﷺ نے کچھ یوں تجویز فرمایا...... یہ کہتے ہوئے مولانا نے ایک طویل حدیث مبارکہ سنائی...... نواز شریف حدیث مبارکہ سن کر چونک اٹھے...... مسائل اور ان کے حل یوں سامنے پڑے تھے جیسے میز پر قہوے کی پیالیاں دھری ہوں...... وزیر اعظم فرط جذبات سے کھڑے ہوئے اور مولانا سے بغل گیر ہو کر عرض کی ”حضرت! آپ یہ حدیث مبارکہ کابینہ کو سنا دیں“...... مولانا نے درخواست قبول کر لی۔ پچھلے ہفتے مولانا طارق جمیل صاحب اسلام آباد تشریف لائے...... انہوں نے مجھے شرف باریابی بخشا۔ گفتگو شروع ہوئی تو نواز شریف کا ذکر ہوا۔ میں نے وہ حدیث مبارکہ دہرانے کی درخواست کی...... مولانا درخواست قبول کرتے ہوئے دو زانو ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا......

”ایک بدو حضور ﷺ کے دربار میں حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ فرمایا ہاں کہو! دربار میں اس وقت حضرت خالد بن ولیدؓ بھی موجود تھے...... انہوں نے یہ حدیث مبارکہ تحریر کر کے اپنے پاس رکھ لی بعد ازاں یہ فرمان کنز العمال مسند احمد میں نقل ہوا:

بدو نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں امیر (غنی) بننا چاہتا ہوں۔
فرمایا قناعت اختیار کرو امیر ہو جاؤ گے۔
عرض کیا میں سب سے بڑا عالم بننا چاہتا ہوں۔
فرمایا تقویٰ اختیار کرو، عالم بن جاؤ گے۔
عرض کیا عزت والا بننا چاہتا ہوں۔
فرمایا مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلانا بند کر دو با عزت ہو جاؤ گے۔
عرض کیا اچھا آدمی بننا چاہتا ہوں۔
فرمایا لوگوں کو نفع پہنچاؤ......
عرض کیا عادل بننا چاہتا ہوں
فرمایا جسے اپنے لئے اچھا سمجھتے ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کرو......
عرض کیا طاقتور بننا چاہتا ہوں
فرمایا اللہ پر توکل کرو......
عرض کیا اللہ کے دربار میں خاص (خصوصیت) درجہ چاہتا ہوں
فرمایا کثرت سے ذکر کرو......
عرض کیا رزق کی کشادگی چاہتا ہوں
فرمایا ہمیشہ باوضو رہو......
عرض کیا دعاؤں کی قبولیت چاہتا ہوں
فرمایا حرام نہ کھاؤ......
عرض کیا ایمان کی تکمیل چاہتا ہوں
فرمایا اخلاق اچھے کرلو......
عرض کیا قیامت کے روز اللہ سے گناہوں سے پاک ہو کر ملنا چاہتا ہوں
فرمایا جنابت کے فوراً بعد غسل کیا کرو......
عرض کیا گناہوں میں کمی چاہتا ہوں
فرمایا کثرت سے استغفار کیا کرو......

عرض کیا قیامت کے روز نور میں اٹھنا چاہتا ہوں

فرمایا ظلم کرنا چھوڑ دو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ مجھ پر رحم کرے

فرمایا اللہ کے بندوں پر رحم کرو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ میری پردہ پوشی کرے

فرمایا لوگوں کی پردہ پوشی کرو......

عرض کیا رسوائی سے بچنا چاہتا ہوں

فرمایا زنا سے بچو......

عرض کیا چاہتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کا محبوب بن جاؤں

فرمایا جو اللہ اور اس کے رسول کو محبوب ہو اُسے اپنا محبوب بنالو......

عرض کیا اللہ کا فرمانبردار بننا چاہتا ہوں

فرمایا فرائض کا اہتمام کرو......

عرض کیا احسان کرنے والا بننا چاہتا ہوں

فرمایا اللہ کی یوں بندگی کرو جیسے تم اسے دیکھ رہے ہو یا جیسے وہ تمہیں دیکھ رہا ہے!

عرض کیا یارسول اللہ! کیا چیز گناہوں سے معافی دلائے گی؟

فرمایا آنسو، عاجزی اور بیماری......

عرض کیا کیا چیز دوزخ کی آگ کو ٹھنڈا کرے گی؟

فرمایا دنیا کی مصیبتوں پر صبر......

عرض کیا اللہ کے غصے کو کیا چیز سرد کرتی ہے؟

فرمایا چپکے چپکے صدقہ اور صلہ رحمی......

عرض کیا سب سے بڑی برائی کیا ہے؟

فرمایا بد اخلاقی اور بخل......

عرض کیا سب سے بڑی اچھائی کیا ہے؟

فرمایا اچھے اخلاق، تواضع اور صبر

عرض کیا اللہ کے غصے سے بچنا چاہتا ہوں

فرمایا لوگوں پر غصہ کرنا چھوڑ دو......

حدیث مبارک ختم ہوگئی...... مولانا سیدھے ہو کر بیٹھے اور فرمایا میں نے کابینہ کے ارکان سے کہا ''ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں لہٰذا ہم دنیاوی مسائل سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ ہم من حیث القوم اسراف کا شکار ہیں لہٰذا امیر (غنی) کیسے ہو سکتے ہیں؟ اللہ کی مخلوق کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں لہٰذا باعزت کیسے ہو سکتے ہیں؟ بے وضو رہتے ہیں لہٰذا ہمارا رزق کیسے کشادہ ہو سکتا ہے؟ توکل اختیار نہیں کرتے لہٰذا ہم طاقتور کیسے بن سکتے ہیں؟ بد اخلاق ہیں لہٰذا ہمارا ایمان کیسے مکمل ہو سکتا ہے؟ بندوں پر رحم نہیں کرتے لہٰذا اللہ ہم پر کیسے رحم کرے گا؟ صدقات سے پرہیز کرتے ہیں لہٰذا اللہ کے غصے سے کیسے بچ سکتے ہیں؟ نواز شریف نے پوچھا ''حضرت پھر ہمیں اللہ کی رحمت کے حصول کیلئے کیا کرنا چاہئے؟'' مولانا نے فرمایا جناب! اللہ سے توبہ کریں اور عوام سے توبہ کی اپیل کریں...... اللہ آنسو بہانے، گڑگڑانے اور معافی مانگنے والوں کو معاف کر دیا کرتا ہے...... جناب وزیر اعظم یقین کر لیجئے یہ مسائل زمینی نہیں آسمانی ہیں۔ جب تک اللہ کی مدد، اللہ کی رہنمائی اور اللہ کی رحمت نہیں آئے گی یہ ملک ٹھیک نہیں ہوگا...... اور نہ ہی اس ملک کے مسئلے ختم ہوں گے'' نواز شریف نے کہا ''حضرت! آپ مجھے تقریر لکھ دیں میں قوم سے خطاب کروں گا اور اس سے توبہ کرنے کی اپیل کروں گا'' میٹنگ ختم ہوگئی، مولانا نے تقریر لکھنا شروع کر دی لیکن نواز شریف کی مہلت ختم ہوگئی۔

مولانا طارق جمیل صاحب جب یہ حدیث مبارکہ سنا رہے تھے...... تو میں سوچ رہا تھا موجودہ حکمرانوں کو بھی اس حدیث کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی نواز شریف کو تھی۔ ان کو بھی احساس دلانا ضروری ہے کہ جو لوگ مہلت کو غنیمت نہیں سمجھتے ہیں وہی لوگ تو دراصل خسارے میں رہتے ہیں۔ اللہ کے نام پر بننے والے ملک میں اللہ کے احکامات کی جس قدر خلاف ورزی کی گئی اب اس کے عذاب سے بچئے...... اب اس سے معافی کا صرف ایک ہی راستہ ہے ''توبہ''۔ آیئے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑائیں اور اس سے اپنی کوتاہیوں کی معافی مانگیں...... اس سے توبہ کریں...... اس سے پہلے کہ توبہ کے سارے دروازے بند ہو جائیں...... اس سے پہلے کہ مہلت ختم ہو جائے۔ (جاوید چودھری۔ بشکریہ ''روزنامہ جنگ'')

حکمران کی ذمہ داریاں

اللّٰھم صلّ علٰی سیّدنا و مولانا محمّدٍ و علٰی اٰلہٖ و بارک وسلّم...... اما بعد، فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم بسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیمِ. فلینظُرِ الاِنسانُ مِمَّ خُلِقَ O خُلِقَ مِنْ مّآءٍ دافقٍO یخرج من بین الصُّلبِ والتّرآئب O وقال تعالٰی...... الم یک نُطفةً مّن مّنِیٍّ یُّمنٰی O ثُمّ کان علقةً فخلق فسوّٰی O فجعل منه الزّوجَیْنِ الذّکر والانثٰی O الیس ذالک بقٰدِرٍ علٰی اَنْ یُّحیِۧ المَوْتٰی O
وقال النّبیُّ صلی اللّٰہ علیه وسلم: اَلتَّائِبُ من الذّنبِ کمنْ لّا ذَنْبَ لهٗ، او کما قال النبی ﷺ.

میرے بھائیو اور دوستو! چند باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنی ہیں۔ آپ سارے ملک کے بڑے اہم لوگ ہیں، پڑھے لکھے، دانشور، ملک چلانے والے۔ میں تو ایک طالبعلم ہوں، کچھ باتیں آپ کی خدمت میں عرض کرنا اپنی اس لیے خوش قسمتی سمجھتا ہوں کہ "اَلدَّالُ علی الخیرِ کفاعلهٖ"، میں اگر نیکی کرتا ہوں تو وہ میری ذات کے ساتھ متعلق ہے، میرے ساتھ زیادہ لوگ نہیں، آپ کے ساتھ بہت سے لوگ ہیں، اگر ایک آدمی کا رُخ اللہ کی طرف اٹھتا ہے تو مجھے بھی اس کا اجر ملے گا اور اس کے ساتھ سینکڑوں لوگ

قدم اٹھائیں گے تو اس کا ان کو اجر ملے گا تو پھر مجھے بھی ملے گا۔ بہرحال کچھ باتیں عرض کرنی ہیں، آپ کی خدمت میں گزارش ہے تھوڑی توجہ فرمائیں، مجھے بھی نفع ہوگا آپ کو بھی نفع ہوگا۔

انسان کی پہلی تخلیق

پہلی بات یہ ہے کہ اس دنیا میں کوئی اپنے ارادے سے نہیں آیا، یہ جو شکلیں ہیں یہ ذاتی فیصلے سے نہیں بنیں۔ ہم کچھ نہ تھے......

هل اتٰی علی الاِنسانِ حینٌ مِّن الدَّھرِ لم یکنْ شیئًا مَّذْ کورًا.

ابھی تو آپ کے ساتھ مختلف نسبتیں لگی ہوئی ہیں...... اللہ تعالیٰ وہ دور بتا رہا ہے جب ہم نطفہ بھی نہ تھے، کچھ بھی نہ تھے، ایک یہ دور ہے، اس سے اگلا دور آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنی قدرت سے پیدا فرمایا، تو ہم خود نہیں آئے، بنانے والے نے ہی بنایا ہے۔

فیٓ ایِّ صورۃٍ مَّا شآء رکَّبک......

جس صورت میں چاہا بنایا، پھر جو چاہا دے دیا۔ یہ جو کچھ آپ کو ملا، یا مجھے ملا، یا اور انسانوں کو ملا اللہ تبارک وتعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں دے رہا ہوں۔ **یبسُط الرِّزق لمن یَّشآء ویقدر...... وتُعِزُّ من تشاء وتُذِلُّ من تشاء......** یہ تقسیم اللہ تعالیٰ کی ہے۔

اگلی بات یہ ہے کہ جب ہم نے جانا ہے تو اس میں بھی ہمارا ارادہ شامل نہیں ہے...... کہ ابھی تو میں ممبر بنا ہوا ہوں، ابھی تو موت نہیں آنی چاہئے، ابھی تو میں وزیر بنا ہوا ہوں...... ابھی تو مجھے موت نہیں آنی چاہئے، ابھی تو میرے پاس پیسہ آیا ہے، ابھی تو مجھے نہیں جانا چاہئے...... لیکن نظام اوپر والے کا ہے جب اس کا امر آتا ہے...... **اِنَّ اجل اللّٰہِ اِذا جآء لا یؤخَّر......** پھر وہ ٹل نہیں سکتا۔

دنیا کے دو جابر حکمرانوں کی موت

سکندر دنیا فتح کرنے نکلا تھا، اپنے گھر پہنچنا بھی نصیب نہ ہوا۔ بابل جو آج کا عراق ہے، یہاں پہنچ کر بیمار ہوا، کہنے لگا دنیا فتح کرنے نکلا تھا پر موت نے مجھے شکست دے دی۔ پھر کہنے لگا کوئی میری ساری سلطنت لے لے اور مجھے اتنی مہلت دے دے کہ میں گھر

پہنچ جاؤں۔

اس معاملے میں اتنا بڑا بادشاہ بھی عاجز نظر آتا ہے تو ہماری آپ کی حیثیت تو بہت تھوڑی ہے۔ اس کے مقابلے میں ہم بہت چھوٹے ہیں۔ واثق باللہ تین براعظموں کا مالک تھا، اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا، چار سال بھی حکومت میں نہیں گزارے اور چونتیس سال کی عمر میں موت کا پیغام آ گیا، اس عمر میں کون مرنا چاہتا ہے؟ اتنی بڑی شاہی ہے کون مرنا چاہتا ہے؟ آپ کے لیے ممبر بننا ایک مصیبت ہوتی ہے، لوگ جان نہیں چھوڑتے، ان کے سامنے کوڈ نگ نہیں مار سکتا تھا، چوتھے سال میں موت آ گئی اور جابر اتنا تھا کہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہیں کر سکتا تھا۔ موت نے جھٹکا دیا تو ہاتھ اٹھائے آسمان کی طرف:

یا مَن لا یزالُ ملکهٗ ارحم من زال ملکه.

''اے وہ ذات جس کے ملک کو زوال نہیں اس پر رحم کردے جس کا ملک زائل ہو گیا۔''

یہاں کون مرنا چاہتا ہے، لیکن جب وقت آتا ہے تو وہ کچھ نہیں دیکھتا۔ ہادی، ہارون الرشید کا بڑا بھائی تھا، اسے ایک سال بھی حکومت نصیب نہیں ہوئی کہ اللہ نے اٹھالیا۔

میں یہ بات کر رہا تھا کہ وہ جس کی آنکھوں میں کوئی آنکھیں نہیں ڈال سکتا تھا، اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا کہ امیر المومنین مر گیا...... تھوڑی دیر کے بعد کپڑے کے نیچے حرکت ہوئی...... سب لوگ امیر المومنین کے گرد بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہا یہ کیا ہوا، تو دیکھا ایک موٹا چوہا دونوں آنکھیں نکال کر کھا چکا تھا۔ یہ چوہا کہاں سے آ گیا؟...... اتنے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، نہ زمین سے آیا، نہ بل سے آیا...... آسمان والے نے اس کی ذلت کو دکھایا، جن آنکھوں سے حکومت کا قہر برستا تھا، وہ آنکھیں قبر میں جانے سے پہلے ہی چوہے کو کھلا دیں...... اگلے جھٹکے ابھی باقی ہیں...... جانا بھی اپنے اختیار میں نہیں ہے۔

بنانے والے نے ہمیں کیوں بنایا؟...... خود اللہ تعالیٰ سے ہی پوچھ لیں، کیسے بنایا:

لقد خلقنا الاِنسانَ من سللٰةٍ مّن طينٍ O

مٹی سے جوہر نکالا......

ثم جعلنا النطفةَ علقةً فخلقنا العلقةَ مضغةً فخلقنا المُضغةَ عظامًا فکسونا العظام لحمًا......

اب یہ تخلیق کا سلسلہ بتایا...... آخر میں روح ڈال دی،

ثم انشأنٰہ خلقًا اخر......

پھر اسے شکل دے دی!!

اللہ تعالیٰ کے احسانات

پھر عالم دنیا اس کے لئے پہلے سے تیار رکھا...... زمین غلے اُگل رہی...... ہوائیں ٹھنڈی ہو کر چل رہیں...... سورج کرنوں کو بکھیر رہا...... چاند اپنی چاندنی کو بکھیر رہا...... اور کائنات اس کی خدمت کے لئے تیار ہے اور یہ دنیا میں آیا ہے...... اخرج قال ریشة من جناحہ...... اے میرے بندے! آج تو تیری گردن نیچے نہیں ہوتی...... وہ دن یاد کر جب تو دنیا میں آیا تھا تو میرے ایک فرشتے نے اپنے پَروں پر اُٹھا کر تجھے تیری ماں کے پیٹ سے نکالا تھا۔ اس وقت:

لا لک سن تقطع...... تیرے منہ میں دانت نہیں تھے کہ تو کاٹ سکے

ولا لک یدٌ تبطش...... تیرے ہاتھ میں طاقت نہیں تھی کہ پکڑ سکے

ولا لک رجلٌ تمشی...... تیرے پاؤں میں طاقت نہیں تھی کہ چل سکے

آنکھ دیکھ نہ سکے...... زبان بول نہ سکے...... پیشاب تو اپنے اوپر کرتا تھا......

پاخانہ تیرا اپنے اوپر نکلتا تھا...... کرسی پر بیٹھ کر اپنے اس حال کو یاد کر، جب تو اس حال میں دنیا میں آیا تھا کہ......

ہاتھوں سے پکڑ نہ سکے......

پاؤں سے چل نہ سکے......

آنکھوں سے دیکھ نہ سکے......

دماغ سے سوچ نہ سکے......

پاخانے کو دھو نہ سکے......

پیشاب سے بچ نہ سکے......

ضرورت بتا نہ سکے......

تو ایسی بے بسی کے عالم میں تھا، مجھے یہ بھی پتا تھا کہ کل تو میرا نافرمان بنے گا یا فرمانبردار......اس وقت جب تو بے بس تھا، ماں کی گود میں، ادرت لک عــرقيــن رقيقين......میں نے تیرے لیے دودھ کے چشمے جاری کیے، من ثدی امی...... تیری ماں کے سینے سے، ینبعـان لک لبنًا خالصًا...... تجھے خالص دودھ پلایا، دافعًا فی الشتا...... سردیوں میں وہ گرم، وبـارِدًا فـي الصيف...... گرمیوں میں وہ ٹھنڈا، فهل يقدر علٰی ذالک احدٌ غیری...... کوئی اور بھی ہے جو یہ سب کچھ تیرے لئے کر کے دکھائے؟ جو اللہ ہمارے ساتھ کر رہا ہے وہ ہمیں درجہ بدرجہ بتا رہا ہے۔ کون کسی کا پاخانہ دھوتا ہے؟ اپنا دھونا مشکل ہوتا ہے، پرایا کہاں دھوئے؟ تو اللہ نے کیا کہا: جعلتُ لک حنانًا فی صدر ابویک...... باپ کے دل میں تیری محبت کو پیوست کر دیا، لا یاکلانِ حتّٰی تشبع...... تو کھائے نہیں تو انہیں کھانا اچھا نہیں لگتا، ولا ینامانِ حتّٰی ترقد...... تو سوئے نہیں تو انہیں نیند نہیں آتی۔ یہ میں نے اس لئے کیا کہ تیری پرورش ہو سکے، محبت نہ ہو تو کون اٹھے؟ کون تڑپے؟ کون روئے؟ کون علاج کو لے جائے؟ کون تیرا پیشاب پاخانہ دھوئے؟ یہ میں نے کیا، ماں تو ایک ذریعہ ہے، کر تو میں رہا ہوں!!

میرا ایک نظام چلا اور تیرا بھی ایک نظام چلا، جب تجھ میں جوانی کی لہریں دوڑیں اور دنیا میں نے تیرے لیے کھول دی......

کسی کو صدر بنا دیا......

کسی کو وزیر بنا دیا......

کسی کو ممبر بنا دیا......

کسی کو افسر بنا دیا......

کسی کو زمیندار بنا دیا......

کسی کو تاجر بنا دیا......

دولت کے دروازے کھولے......اور تیرا قد لمبا ہوا، بازو تیرے مضبوط ہو گئے،

اب چاہئے تو یہ تھا کہ تو پچھلی کہانی سوچتا کہ میں گندہ پانی تھا، الم یک نطفۃً مّن منیّ یُمنٰی...... میں تو ٹپکتا ہوا پانی تھا، مِن نُّطفۃٍ امشاج...... مرد وعورت کا ملا ہوا پانی تھا، من حمَاءٍ مسنونٍ...... گندی گلی سڑی کالی مٹی تھا، مجھے ان گندگیوں سے یہ شکل دی...... یہ جوانی دی...... یہ رزق دیا...... یہ عزت دی...... یہ اقتدار دیا...... اے اللہ! تجھے کیسے راضی کروں کہ تو نے مجھے اتنا کچھ دیا...... تو بچھ جاتا، جھک جاتا، مر جاتا، مٹ جاتا...... لیکن تو نے کیا کیا؟...... بارزتنی بالمعاصی یا عبدَ سوءٍ...... میرے بندے! تو میری نافرمانی کر کے مجھے للکارنے لگا؟ آگے کیسی پیاری بات ہے، اھکذا جزاءُ من احسن الیک...... جو تمہارے اوپر احسان کرے تم یہی بدلہ دیتے ہو؟؟

آنکھوں کا حسن اور حکم

آنکھوں کو دیکھو ایک سو تیس ملین بلب میں نے تیری آنکھوں کو لگائے ہوئے ہیں...... دو سو ساٹھ ملین اللہ تعالیٰ نے بلب لگائے ہوئے ہیں...... شکلوں کو آپ کے اندر پہنچا رہے ہیں۔ ایک بلب لگائیں اور مہینہ بل نہ دیں تو اعجاز صاحب کی لائن کٹ جائے۔ اللہ تعالیٰ نے 260 بلب لگائے ہیں اس کا کوئی بل نہ مانگا، سوائے ایک بات کے، کہ نظر کو حرام سے چھپا لے، حلال پہ اُٹھا لے، کتنے ہیں جو نظر کو جھکاتے ہیں؟ کتنے ہیں جو نظر کو چھپاتے ہیں؟ کب کسی کے بلب اس نے بجھائے؟ ایک حدیث بڑے زمانے کے بعد آپ کی برکت سے یاد آ گئی:

یابن ادم جلعتُ لک عینین وجعلت لک من الغطاء......

تجھے جو آنکھیں دیں، ان پر جو پردہ لگایا ہے، یہ مٹی سے بھی تجھے بچاتا ہے، غبار سے بھی تجھے بچاتا ہے، یہ اس لیے نہیں لگایا...... یہ تو اضافی کام ہے...... اصل کام کیا ہے؟ فانظر بعینیک ما احللتُہٗ لک ...... جسے دیکھنا تیرے لیے حلال کیا، اس کو دیکھو۔ اپنی بیوی کو دیکھ، اپنی بہن کو دیکھ، اپنی ماں کو دیکھ، اپنی خالہ کو دیکھ، اپنی پھوپھی کو دیکھ...... جہاں کہا ہے وہاں روکا نہیں...... فان عرض لک ما حرّمتہٗ علیک...... جہاں وہ شکل نظر آئے جس سے دل باغی بن سکتا ہو، جو تیرے قدموں کو ڈگمگا دے، تجھے مجھ سے بہکا دے،

اتــرک عـلیهـم الـغطاء...... پھر یہ پردہ بند کرلیا کر...... یہ اللہ نے ہم سے بل مانگا ہے، کتنے بل دیتے ہیں؟ تو کرنا کیا تھا کہ ہم جھکتے، ہم نے کیا کیا؟ بـارزتـنـی بـالـمعاصی یا عبـد سـوء...... اے میرے بندے میرا ہی دشمن بن گیا، اور کوئی نہیں تمہیں عداوت کے لئے ملا تھا؟؟

زبان اور کان کی نعمت

وجعلتُ لک لساناً ...... میں نے تجھے زبان دی، وجعلتُ لهٗ بابًا...... ایک دروازہ ہے، فانقطما اجللتهٗ لک...... جو میں تم سے چاہتا ہوں وہ بولو، دین کا بھی دنیا کا بھی، حاجت کا بھی ضرورت کا بھی...... فـان عـرض لـک مـا حرّمتهٗ علیک...... تیری زبان پر وہ نہ آ جائے جو مجھے پسند نہیں۔ جیسے جھوٹ آئے، غیبت آئے، تکبر آئے، کسی کو گالی دینا...... ہم سب جانتے ہیں غلط استعمال زبان کا کیا ہے۔ فـان عـرض لـک مـا حرّمتهٗ علیک...... جب تیری زبان غلط چلنے لگے، اغلق علیهم الباب...... تو تالہ لگالیا۔

اگر آپ آنکھوں سے حرام دیکھنا بند کرلیں، کانوں کو گانے بجانے سے بند کرلیں، زبان کو غلط بولنے سے بند کرلیں...... اللہ کی قسم! اللہ آپ کے دل کو عرش سے زیادہ نورانی بنادے گا۔ آپ نے آنکھ اٹھانے کی لذت کو تو چکھا ہے، آنکھ جھکانے کی لذت کو بھی دیکھو، زبان غلط چلانے کی لذت کو تو دیکھا ہے، زبان صحیح چلانے کی لذت کو بھی دیکھو...... ان کانوں سے گانے بجانے کی لذت کو تو سنا ہے کبھی اپنے رونے کی آواز کی لذت کو بھی سنو...... آدھی رات ہو، عالم سو چکا ہو، رات بیت چکی ہو...... ستارے ماند پڑ چکے ہوں...... چاند بھی تھک چکا ہو...... اور آپ کا مصلیٰ آنسوؤں سے آباد ہو...... آپ کو ہچکیاں لگ رہی ہوں...... اللہ کا عرش ہل جاتا ہے، آدھی رات کے رونے پر...... کائنات کے کسی نغمے میں وہ لذت نہیں جو رات کو اللہ کے سامنے رونے میں لذت ہے۔ جس کے کان حرام سے بچیں گے، اللہ اسے یہ لذت دے گا، جس کی آنکھ حرام سے بچے گی، اللہ اسے یہ حلاوت دے گا، کرنا تو یہ تھا، اُلٹا کردیا...... تو اللہ تعالیٰ پھر گلہ کرتا ہے...... اهـکـذا جـزاء مـن احسـن الیـک؟...... جو تم پر احسان کرے تو تم اس کے ساتھ یہ کرتے ہو؟؟

لوگ آپ کو نہیں پکڑتے کہ آپ کو ووٹ دیا ہے، ہمارا کام کرو...... چاہے چوری کی ہو، چھڑواؤ کیونکہ ووٹ دیا ہے...... ارے بھائی ظلم کے لئے تو نہیں تمہاری مدد کرنی...... آپ ان کا ناجائز کام بھی اللہ کو ناراض کر کے کرتے ہیں...... تو اللہ تعالیٰ یہ کہہ رہا ہے...... اھکذا جزاء من احسن الیک؟...... میرے احسان کا کوئی بدلہ نہیں تھا، کہ میں نے تمہیں نطفے سے انسان بنایا...... کائنات کی چکی کو تیری خدمت کے لیے چلایا!!

نظام کائنات کس کے لئے؟

سورج کو تیرے لیے چمکایا...... الشمس والقمر دائبین

چاند ستاروں کو تمہارے لئے بنایا...... وبالنّجم ھم یھتدون

رات کو تمہارے لیے لایا...... وجعلنا الّیل لِباسًا

دن تمہارے لئے لے کے آیا...... وجعلنا النّھار معاشًا

زمین تمہارے لیے بچھائی...... والارض فرشنٰھا

پانی تمہارے لیے نکالا...... اخرج منھا ماء ھا

خوبصورت پھل پھول تمہارے لیے نکالے...... ومرعٰھا

پہاڑ لگائے...... والجبال ارسٰھا

ومن الجبال جدد بیض...... پھر ان پہاڑوں میں خوبصورت پتھر رکھ دیے...... سارا ہی کالا پہاڑ ہوتا تو ہم کیا کر لیتے؟ خوبصورت پتھر نکالے کہ مجھے پتا تھا کہ تجھے شوق ہے، میں نے پہلے سے پہاڑوں میں پتھر چھپا دیئے، میں نے اپنے لیے تو نہیں کیا، اِنّا صببنا المآء صبًّا...... بارش تمہارے لیے برسائی، مجھے تو ضرورت نہیں تھی۔ الم تر انّ اللّٰہ یُزجی سحابًا...... بادل تمہارے لیے لے کر آیا، مجھے تو ضرورت نہیں تھی۔ پانی برسایا تمہارے لیے...... غلے نکالے آپ کے لئے...... ہوائیں چلائیں آپ کے لیے...... سورج چمکایا آپ کے لیے...... چاند کو چاندنی بخشی آپ کے لیے...... پھلوں میں مٹھاس لایا ہمارے لیے...... ہریالی لایا ہمارے لیے...... جوڑا جوڑا بنایا ہمارے لیے...... کائنات کو مسخر کیا ہمارے لیے...... پھر بھی یہ حق نہیں تھا کہ اس رب کے لیے سر جھک

جاتا؟......اس میں سلاخ کیوں آ گئی؟؟

نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا؟

میرے بھائیو! بنانے والے کو پہچانو کہ اس نے کیسے بنایا، اچھا میں حدیث مکمل کر دوں۔ یہ تو اللہ نے گلہ کیا، میں نے یہ کیا تم نے یہ کیا، مــــع ذالک، اس کے باوجود اِنِ استغفرتنی غفرتُ لک، جب تو پریشان ہوتا ہے اور تجھے ندامت ہوتی ہے، تو میرے پاس آتا ہے کہ یا اللہ معاف کر دے، تو میں کہتا ہوں چلو معاف کر دیا!!

پھر اگلی بات اس سے بھی اعلیٰ ہے کہ اگر تیری توبہ ٹوٹ جاتی ہے، ماحول ایسا، فضا ایسی......اب پریشان نہ ہونا کہ اب توبہ کیسے کروں، تو دوبارہ توبہ کرے گا میں دوبارہ قبول کرلوں گا......میری رحمت سے نا اُمید نہ ہونا، پھر آ جانا میں دنیا کا بادشاہ نہیں ہوں کہ دھکے دے کر نکال دوں گا، زمین و آسمان کا بادشاہ ہوں۔ مـالـم یغرغر...... جب تک تیرے گلے کا گھنگرو نہیں بولتا، میں تیری توبہ پر تجھے معاف کرتا رہوں گا، یہ تو اللہ کا ہمارے ساتھ معاملہ ہے۔

میرے بھائیو! اگر تو ہم خود بخود بنتے تو جو مرضی کرتے......یا اپنے آپ کو بناتے جو مرضی کرتے۔ نہ خود بخود بنے کہ نیچر نے بنا دیا، گلاس تو خود بنا نہیں اور کائنات خود بن گئی؟ لائٹ تو خود چمکی نہیں اور سورج خود بخود چمک گیا؟...... اَمۡ خُـلِقُوۡا مِنۡ غیرِ شیءٍ بتاؤ تو سہی خود بخود بن گئے ہو؟ اَمۡ هُـمُ الۡـخَالِقُونَ؟......نہیں یا اللہ تو نے ہی بنایا، ہم کیا ہیں، کچھ بھی نہیں ہیں۔ اب ہماری اوقات کیا ہے؟ ہماری حیثیت کیا ہے؟ آپ مجھے کہیں گے مولوی صاحب، میں آپ کو کہوں گا ممبر صاحب، وزیر صاحب، صدر صاحب، حاجی صاحب، شیخ صاحب، کرنل صاحب، اصل مسئلہ یہ ہے کہ اللہ ہمیں کیا کہتا ہے!!

ایک اثر انگیز واقعہ

ایک واقعہ مجھے یاد آ گیا ہے۔ سلیمان بن عبد الملک کے زمانے میں عراق کا گورنر یزید بن مہلب بن ابی صفراء تھا۔ یہ بازار میں جا رہا تھا بڑا اکڑ اکڑ کے، آگے مالک بن دینارؒ کھڑے تھے۔ انہوں نے ٹوکا، کہا بیٹا! یہ اکڑ اللہ کو پسند نہیں ہے جو تو چل رہا ہے۔ اس نے

کہا، بڑے میاں شاید آپ نے مجھے پہچانا نہیں، بڑے میاں آپ نہیں جانتے میں کون ہوں؟انہوں نے کہا بیٹا، اعرِفُ بذالِک منکَ...... جتنا تو اپنے آپ کو جانتا ہے میں اس سے زیادہ تمہیں جانتا ہوں۔ کہا وہ کیسے؟ انہوں نے کہا:

ان اوّلک نطفةً نجسًا......

بیٹا تیری ابتداء ایک ناپاک پانی ہے

وانّ آخرتک جیفةً منتنًا......

تیری انتہا بدبو کا ایک ڈھیر ہے

وبینهما تحمل القذرة......

ایک گندگی شروع کی، ایک غلاظت آخر کی، اور اس کے درمیان تو پیشاب پاخانے کا ٹوکرا ہے۔

مالک بن دینار نے کہا، تجھے پہچانا کہ نہیں؟ تو اس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ کہا شیخ! آپ نے مجھے صحیح پہچانا، لوگوں نے مجھے نہیں پہچانا۔

انسان کی حقیقت

تو ہم اپنی حیثیت قائم کریں کہ ہماری حیثیت کیا ہے، ہم اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں ہیں اور دنیا ہم سے بھی زیادہ بے قیمت ہے۔ میری اپنی حیثیت کچھ نہ ہو تو جو مجھ سے کم حیثیت ہو وہ میری حیثیت کیسے قائم کرے گی؟ میں اپنی ذات میں بے حیثیت ہوں اور یہ دنیا مجھ سے بھی زیادہ بے حیثیت ہے، یہ دنیا میری حیثیت کو کیسے اونچا کر سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خود اپنی ذات سے متعارف کرایا کہ تم کیا ہو:

الم یکُ نُطفةً مّن مّنیٍّ یُمنٰی......

الم نَخلُقکُّم مّن مّآءٍ مّھینٍ......

فلینظُرِ الانسانُ مِمَّ خُلِقَ، خلِقَ من مّآءٍ دافقٍ

مِنْ نُّطفةٍ اَمْشاجٍ......

مِنْ حمَاٍ مّسنونٍ......

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ تو بتا رہا کہ دیکھو تو سہی تم ہو کیا!!

اس کے بعد اللہ تعالیٰ اگلا نقشہ بتا رہا ہے۔

ثمّ انکم بعد ذالک لمیّتون...... پھر وہ دن یاد کرو جب موت کا جھٹکا آئے گا

فلو لآ اذا بلغتِ الحُلقوم...... سانس اُکھڑے گا۔ ایمبولینسیں بھاگیں گی...... کہ وزیر صاحب، ایم این اے صاحب کو دورہ پڑ گیا، بڑے سے بڑے ڈاکٹر الرٹ ہو جائیں گے، بڑی سے بڑی مشینری حرکت میں آ جائے گی...... اور سارے اسباب ہسپتال میں جانے سے پہلے اکٹھے ہو جائیں گے اور آسمان والا یوں کہہ رہا ہوگا:

فلو لآ اِن کنتُم غیر مدینِیْنَ O ترجعونھآ اِن کنتم صٰدقین O

اب میں اسے اٹھا کے لے جا رہا ہوں، بلاؤ نا جرنیلوں کو، بلاؤ نا بادشاہوں کو، کہ اس کی جان کو روک کے دکھا سکیں۔ نہیں روک سکتے!!

جب موت شکنجے گاڑتی ہے تو ہر چیز بے کار ہو جاتی ہے۔ اللہ ہمیں ہماری حیثیت سمجھا رہا ہے، کہیں ہم اپنی اوقات کو بھول نہ جائیں۔ اپنے مرتبے کو بھول نہ جائیں۔ اپنے آپ سے باہر نہ ہو جائیں۔ ایک سانس نکلا اور سارے القابات مٹی میں تبدیل ہو گئے۔ ساری عزتیں خاک میں مل گئیں اور ایک زمانہ آیا کہ ہوا نے، گردشِ زمانہ نے اور وقت کے پہیے نے قبر کا نشان بھی مٹا دیا۔

ہوئے نامور بے نشاں کیسے کیسے

دنیا کا سب سے بڑا فاتح چنگیز خان ہے، کوئی اس کی قبر تو دکھا دے کہاں ہے...... اس کی شاہی ختم ہوگئی...... آپ کی بادشاہی کیا ہے؟ بادشاہی جس کو اللہ نے دی آج اس کی قبر کا نشان کوئی نہیں۔ بھائیو! ہم اپنی حیثیت یاد رکھیں، ہم کچھ نہیں، بے حیثیت ہیں بے قیمت ہیں۔

خلیفہ ہارون الرشید جہاں بادلوں کو دیکھتا، کہتا تھا جہاں برسو گے وہاں کی زمین کی فصلیں میرے ہی خزانے میں آئیں گی۔ اتنی بڑی سلطنت اور بیت اللہ میں ہاتھ اٹھائے ہوئے گڑگڑا رہا اور رو رہا۔ سویان ثوریؒ کہنے لگے:

انظروا الٰی جبار الارض...... زمین کے جابر کو دیکھو

کیف یتضرّع الٰی جبار السمٰوات والارض...... زمین وآسمان کے جابر کے سامنے کیسے تھر تھر کانپ رہا ہے۔

ہماری حیثیت دنیا سے نہیں بنے گی...... وہ حیثیت بھی کوئی حیثیت ہے جو چھن جائے، زوال پذیر ہو جائے...... سامنے تو سلام ہوں پیچھے کوئی نہ پوچھے...... اس کو آپ حیثیت کہتے ہیں؟ نہیں، یہ حیثیت نہیں ہے۔ دنیا حیثیت دے نہیں سکتی، اگر دنیا سے حیثیت ملتی تو کائنات کا سب سے عظیم انسان، اللہ کا محبوب، اللہ کا لاڈلا رسول ﷺ، دو جہانوں کا سردار، سید الکونین، تاجدارِ مدینہ، جنت کا چابی بردار، اللہ کا جھنڈا اٹھانے والا، کائنات جس کے قدموں میں ڈال دی گئی، وہ پیٹ پر دو پتھر باندھ کر بیٹھا ہے۔ چار دن گزر چکے ہیں اور اس شہنشاہ کے منہ میں ایک لقمہ روٹی کا داخل نہیں ہوا۔

سیدہ فاطمہؓ کا فقر

اور یہ دیکھو کائنات کی سب سے افضل خاتون، جنت کی عورتوں کی سردار...... جنت کے نوجوانوں کے سرداروں کی ماں اور کائنات کے عظیم انسان کی بیوی اور ہر نسبت سے اعلیٰ اور کامل و برتر...... اور حال یہ ہے کہ ایک مرتبہ پتہ چلا بیٹی بیمار ہے، حضور ﷺ جب حال پوچھنے گئے تو دروازے پر دستک دی، کہا بیٹا اندر آؤں؟ میرے ساتھ ایک صحابی عمران بھی ہے...... انہوں نے اندر سے جواب دیا، یارسول اللہ! میرے گھر میں تو چادر بھی کوئی نہیں پردہ کرنے کے لئے...... ہمارے گھروں کے پردے تو گنو اور یہ دو جہانوں کے سردار کی بیٹی، جنت کی عورتوں کی سردار...... جس کی یہ شان ہے کہ جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پل صراط سے گزریں گی تو میدانِ حشر میں اعلان ہوگا، نظریں جھکا لو فاطمہؓ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے جا رہی ہیں...... اتنی بڑی شان اور حال یہ ہے کہ پردہ کرنے کے لئے چادر بھی کوئی نہیں ہے...... چہرہ چھپانے کے لئے گھر میں رومال ہے نہ چادر ہے۔ آپ نے اپنی چادر اندر پیش کی اور کہا بیٹا اس سے پردہ کرو۔

جب پردہ کیا تو اندر آئے۔ پوچھا کیا حال ہے؟ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا

رونے لگی، یارسول اللہ! پہلے بھوک تھی روٹی کوئی نہیں تھی، اب بیماری ہے علاج کوئی نہیں۔تو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر مقدمہ قائم ہو جاتا حقوق العباد کی حق تلفی کا۔اتنی عظیم خاتون، اتنا عظیم باپ، اتنے عظیم بیٹے...... خاوند کوئی کم ہے؟...... اتنا عظیم خاوند، خیبر کے قلعے کو اکھاڑ پھینکنے والا، فاطمہ کو روٹی نہیں دے سکا؟ کوئی مقدمہ قائم نہیں ہوا، بلکہ آپ ﷺ نے گلے لگا لیا، کائنات کی دو عظیم ہستیاں رو رہی ہیں۔اللہ کا رسول ﷺ بھی رو رہا اور بیٹی بھی رو رہی اور دونوں وہ ہیں کہ اشارہ کریں تو آسمان سے سونے کی بارش ہونے لگے۔فرمایا، بیٹی غم نہ کر،

والذی بعث اباکِ بالحقّ ماذقت من ثلثة ایامٍ ذواقاً ......

''اس ذات کی قسم جس نے تیرے باپ کو نبی بنایا ہے آج تین دن گزر چکے ہیں، تیرے باپ نے بھی کچھ نہیں کھایا۔''

آپ نے تو دس قسم کی چیزیں ابھی کائی ہیں، یہاں یہ خوشخبری دی، بیٹا اس بھوک کا غم نہ کر تو خوش ہو جا اللہ نے تجھے جنت کی عورتوں کا سردار بنا دیا ہے۔

تبلیغ کا مقصد

میرے بھائیو! دنیا کا آنا بڑائی نہیں ہے، دنیا کا چلے جانا چھوٹائی نہیں ہے، لوگ آپ کو بڑا کہتے ہیں اس سے بڑائی نہیں آتی...... اللہ آپ کو عظیم کہہ دے تو مزے ہو گئے۔

ایک لڑکی کی شادی ہو رہی تھی، اس کی سہیلیاں اُسے تیار کر رہیں اور جب وہ تیار ہو گئی تو کہنے لگیں، بڑی اچھی لگ رہی ہو، بڑی پیاری لگ رہی ہو، بڑی خوبصورت لگ رہی ہو، تو وہ رونے لگی، اس نے کہا تمہاری نظروں میں جچ جانے سے میرا کام نہیں بنے گا میں جس کے پاس جا رہی ہوں اس کی نظروں میں جچ گئی تو میرا کام بن جائے گا...... اس دھوکے سے نکل آؤ کہ لوگ آپ کو سلام کرتے ہیں اس سے کام نہیں بنے گا۔اگر اللہ آپ اللہ کی نظروں میں جچ گئے تو دنیا کی شاہی آپ کو مبارک ہو اور آپ کو آخرت کی شاہی بھی مبارک ہو، ہم نے آپ سے کیا لینا ہے؟ انسانوں کے سلام سے اور آگے پیچھے مسلح گاڑیوں سے دھوکہ نہ کھانا۔

میرے بھائیو! اگر آپ اللہ کی نظروں میں جچ گئے تو آپ کے بیڑے پار ہو گئے،

اگر میں اللہ کی نظروں میں بچ گیا تو میرا بیڑا پار ہو گیا اور اگر میں اللہ کی نظروں سے گر گیا تو میں ہلاک ہو گیا۔ ہم یہی کہہ رہے ہیں، تبلیغ کا ایک کام ہو رہا ہے یہ کوئی جماعت نہیں ہے، یہ کوئی تحریک نہیں ہے، یہ اس بات کی محنت ہے کہ ہر مسلمان وہ جس شعبے میں ہے وہ اللہ کو سامنے رکھ کر چلے، اللہ کا غلام بنے، بڑے بادشاہ کو ساتھ لے کے چلے۔

اللہ تعالیٰ کی بادشاہت

ساری کائنات کی شاہی اس ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے جس کو زمین سجدہ کرے، جسے آسمان سجدہ کریں، جسے درخت سجدہ کریں۔ الم تر انّ اللّٰہ یسجد لہٗ من فی السّمٰوات ومن فی الارض...... میرے بندو! غور تو کرو میں تمہارا وہ بادشاہ ہوں جسے آسمان والے بھی سجدہ کرتے ہیں اور زمین والے بھی سجدہ کرتے ہیں۔ میں تمہارا وہ رب ہوں جسے زمین و آسمان نے مل کر کہا: اتینا طآئعین...... میرے مولا! ہم آپ کے سامنے سر جھکائے پڑے ہیں۔ جو آپ فرمائیں گے وہ کریں گے۔ ہمارا رب وہ رب ہے جو خود کہتا ہے:

الشّمسُ والقمر والنّجوم مسخّراتٌ بامرہٖ......

سورج، چاند، ستارے تمہارے اللہ کے تابع ہیں۔

یغشی الّیل النّھار، یہ رات آپ کے اللہ کے تابع ہے۔

یولج النّھار، یہ دن آپ کے اللہ کے تابع ہے،

یولج الّیل، رات کا لمبا ہونا آپ کے اللہ کے تابع ہے......

یولج النّھار، دن کا لمبا ہونا آپ کے اللہ کے تابع ہے......

والارضَ فرشنٰھا فنِعم المٰھدون......

والارضُ جمیعًا قبضتہٗ یوم القیامۃ......

زمین آپ کے اللہ کے تابع ہے۔

ھٰذا مِلحٌ اُجاج...... وھٰذا عذبٌ فرات......

کڑوا پانی آپ کے اللہ کے تابع ہے، میٹھا پانی اللہ کے تابع ہے......

وسخّر لکم الانھٰر...... یہ دریا اللہ کے تابع ہیں

هو الّذی سخّر البحر...... سمندر اللہ کے تابع ہیں۔

والجبال ارسٰها ...... پہاڑ اللہ کے تابع ہیں

انّا صببنا الماء صبًا...... بارش کے قطرے اللہ کے تابع ہیں

ثم شققنا الارضَ شَقًا...... زمین کی رگیں اللہ کے تابع ہیں

فانبتنا فیها حبًا وّعِنبًا وقضبًا...... درخت پھل پھول غلے، یہ بھی میرے اللہ کے تابع ہیں۔

قدرتِ الٰہی کے کرشمے

یہ اللہ ہی ہے جو بے جان دانے پر تجلی ڈالتا ہے' کونپل اوپر نکلی اور جڑ نیچے گئی، رگوں کو حکم ہوا اور غذا آگے پہنچی، پھر رگوں سے اس نے اس کا تنا بنایا، شاخیں بنائیں، اس پر ٹہنیاں آئیں، ان پر خوشے لگے، ان پر پھل لگے، ان میں ذائقے بھرے، ان میں گودے بھرے...... ان کو اللہ تعالیٰ نے رنگا رنگ شکلوں میں بدلا...... ان کے رنگ بدلے...... ان کے ذائقے بدلے...... زمین پھیکی، دانہ پھیکا، پانی پھیکا، کھاد بے کیف، پانی بے کیف، زمین بے کیف اور اس میں سے ایسی خوبصورت گلاب کی پنکھڑی کو نکالا کہ سارے گھر کو مہکا دے...... ایسی چنبیلی کو نکالا کہ گھر کو مہکا دے...... ایسے پھل کو نکالا کہ ساری کائنات کی مٹھاس کیا مٹھاس ہے وہ جو زمین کے اندر سے مٹھاس نکالتا ہے، یہ آپ کا اللہ ہے جس کی بادشاہی آسمان پر بھی ہے زمین پر بھی ہے، پاکستان پر بھی ہے، امریکہ افریقہ پر بھی ہے اور ہندو ایران اور توران پر بھی ہے...... پھر اس بادشاہی میں وہ اکیلا ہے۔

خالقِ کائنات کی عظمت

اللّٰہ لا الٰه اِلّا هو...... اکیلا ہے

لا شریک لهٗ...... اس کا کوئی شریک نہیں

ولا وزیر لهٗ...... اس کا کوئی وزیر نہیں

ولا مشیر لهٗ...... اس کا مشیر کوئی نہیں

مدبر...... خود نظام چلاتا ہے۔

نہ اس کا کوئی ایڈوائزر...... نہ اس کا کوئی وزیر...... ساری کائنات اسی کی مٹھی میں ہے...... نہ اس کا کوئی لشکر ہے...... نہ اس کی کوئی فوج ہے...... نہ اس کا کوئی مقابل ہے...... اس کا کوئی ثانی نہیں...... اس کا کوئی مثل نہیں...... اس کی کوئی مثال نہیں...... اس کی شبیہ کوئی نہیں...... اس جیسا کوئی نہیں، اس کا ہمسر کوئی نہیں!!

حدیث میں آتا ہے: **لیس معهٗ الهٗ یخشی**...... کوئی اور نہیں اس کے مقابل میں جس سے ڈرو۔ اللہ سے ڈرو گے تو امریکہ کا ڈر نکل جائے گا...... یورپ کا ڈر نکل جائے گا...... یہود کا ڈر نکل جائے گا...... عیسائیوں کا ڈر نکل جائے گا...... ڈالر کا ڈر نکل جائے گا...... جس اللہ کے خزانے ہیں وہ اللہ آپ کے ساتھ ہو تو خزانے بھی آپ کے ہیں، جس اللہ نے سونے کو بنایا وہ اللہ آپ کے ساتھ ہو تو سونا بھی آپ کا ہے، جس اللہ نے طاقت کو وجود بخشا وہ اللہ آپ کے ساتھ ہو تو وہ طاقت آپ کی ہے، جس اللہ نے ہواؤں کو طاقت دی وہ اللہ آپ کے ساتھ ہو تو وہ طاقت آپ کے ساتھ ہے، جس اللہ نے آپ کو بنایا وہ اللہ آپ کے ساتھ ہو تو آپ کی طاقت آپ کے ساتھ ہے، جس اللہ نے لوہے کو بنایا وہ اللہ آپ کے ساتھ ہو تو لوہے کی طاقت آپ کے ساتھ ہے، جس اللہ نے کائنات کو بنایا وہ اللہ آپ کے ساتھ ہو تو کائنات کی طاقت آپ کے ساتھ ہے!!

اللہ وہ بادشاہ ہے جو اس سارے نظام کو چلانے میں تھکا نہیں۔ **لا یؤدهٗ حفظهما**...... وہ سوتا نہیں، وہ اونگھتا نہیں۔ **لا تاخذهٗ سنةٌ ولا نومٌ**...... وہ بھولتا نہیں، **لا یضلّ ربّی ولا ینسٰی**...... نہ بھولے، نہ تھکے، نہ ظالم ہے، نہ کسی کی سائیڈ لیتا ہے، سب سے بڑا عادل...... سب سے بڑا رحیم...... سب سے بڑا کریم ہے اور اس کائنات کا مالک ہے اگر وہ ہمارے ساتھ ہو گیا تو میں بھی بڑا ہوں، آپ بھی بڑے ہیں۔ اگر اللہ ہمارے ساتھ نہیں تو ہم بھی چھوٹے ہیں اپ بھی چھوٹے ہیں۔

میرے بھائیو! ہم اپنے اللہ کو ساتھ لے لیں......
جس کے خزانوں کی کوئی حد نہیں......
جس کی طاقت کی حد نہیں......
جس کے علم کی حد نہیں......

جس کے فرشتوں کی حد نہیں......

جس کی اپنی کوئی حد نہیں......هو الاوّل بلا بدایه والأخر بلا نهایه ......وہ اول، ابتدا سے پاک ہے......وہ آخر، انتہا سے پاک ہے......وہ ظاہر......سب سے اوپر، اس کے اوپر کوئی نہیں......وہ باطن، اس سے چھپا ہوا کوئی نہیں...... الغیب عند الشّهادة والبصر عنده العلانية...... زمین کے نیچے بھی دیکھتا ہے، اوپر بھی دیکھتا ہے، آسمان کے اوپر بھی دیکھتا ہے اور نیچے بھی دیکھتا ہے۔ زمین اگر اللہ کی ہے تو اللہ کی مانے گی، امریکہ کی نہیں مانے گی......اگر یہ لوہا اللہ کا ہے تو اللہ کی مانے گا طاقت والوں کی نہیں مانے گا۔ ہوا اگر اللہ کی ہے تو اللہ کی مانے گی کسی اور کی نہیں مانے گی۔ زمین و آسمان کے نیچے اوپر اللہ کی بادشاہی ہے جو شراکت سے پاک ہے......

بھول سے پاک ہے......

جہل سے پاک ہے......

زوال سے پاک ہے......

ہر عیب سے پاک ہے......

جس کے ساتھ اللہ ہو جائے گا اس کو عزت ملے گی۔ اس کو طاقت ملے گی، وہ بغیر ہتھیاروں کے بھی کامیاب......وہ بغیر پیسوں کے بھی باعزت......وہ بغیر چیزوں کے بھی بلند ہو جائے گا۔

اللہ کی رضا کی ضرورت

میرے بھائیو! ہم یہ عرض کر رہے ہیں کہ اپنے اللہ کو ساتھ لے لو، اس کے بغیر مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ اب پوری دنیا کے مسلمان مسائل میں گھرے ہوئے ہیں، دنیا کے مسلمان دانشور سب اکٹھے بیٹھے ہیں کہ کیا کریں......آپ غور نہیں فرماتے کہ تیل کی سب سے بڑی طاقت مسلمانوں کی زمین کے نیچے ہے اور ذلت کا فیصلہ آسمان والے نے کیا ہے، تیل عزت کیسے دے سکتا ہے؟ ساری کائنات تیل سے چل رہی ہے اگر اللہ تعالیٰ چیزوں سے عزت دیتا تو آج مسلمان سب سے اونچا ہوتا۔ یہ تو سارا تیل مسلمانوں کے قدموں

کے نیچے ہے۔

اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے:

انّی اذا اطعت رضیت...... واذا رضیتُ بارکت...... ولیس لبرکتی نهایةٌ......

میری مانو گے تو میں راضی ہو جاؤں گا، میں راضی ہو جاؤں گا تو برکت دے دوں گا۔

میں راضی ہو جاؤں گا تو عزت دے دوں گا، وللّٰہ العزۃُ جمیعًا......

میں راضی ہو جاؤں گا تو طاقت دے دوں گا، اِنَّ القوّۃ لِلّٰہ جمیعًا......

میں راضی ہوں گا تو اونچا کردوں گا، انتمُ الاَعْلَون اِن کنتم مومنین......

میری رضا کہاں ہے؟ میری اطاعت میں ہے۔ اور میں راضی ہوں گا تو برکت دے دوں گا، عزت آئے گی، ذلت سے بچو گے، بادشاہیاں آئیں گی، اقتدار ملے گا، غلبہ ملے گا، اللہ کو ساتھ لے لو!!

یہ اللہ کا علم ہے کہ مجھے ساتھ لے لو تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ ہمارا علم یہ ہے کہ پیسہ کما لو تو مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اچھا میں تھوڑی سی وضاحت کرلوں۔ ہمارا علم یہ ہے کہ پیسہ ہوگا تو مسئلہ حل ہوگا، لیکن ہماری نماز بھی چھوٹے گی تو ہمارا ملک بھی ٹوٹے گا۔ ہمارا اگر سچ بھی چھوٹے گا تو ملک بھی ٹوٹے گا، اگر ہمارے اندر فحاشی پھیل گئی تو ملک بھی ٹوٹے گا......اور اگر ہمارے اندر تقویٰ پھیل گیا تو اللہ باطل کو توڑ کر قدموں میں ڈالے گا۔ ہماری عزت، ذلت کا معیار اور ہے اور کافر کا اور ہے۔ قرآن کھول کے بتاتا ہے، اس لئے اللہ کے علم کی طرف لوٹو۔

توبہ کی ترغیب

میرے بھائیو! اللہ کے واسطے ہم اپنی حیثیت کو دیکھیں۔ اللہ خود کہہ رہا ہے: انّـهٗ کـان ظـلـومًـا جهولًا...... تم تو پرلے درجے کے جاہل ہو، تم پرلے درجے کے ظالم ہو میری نہیں مانو گے تو جہالت کا شکار ہو کے ہلاک ہو جاؤ گے۔ ہمارے لیے نظام اور ہے ہمیں توبہ کرنی پڑے گی......اُن کے لیے نظام اور ہے، ان کو چھٹی ہے موت تک جو مرضی کر

لیں۔ موت کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو اکٹھا پکڑے گا، ہمیں توبہ کرنی پڑے گی، اللہ تعالیٰ کو ساتھ لینا ہے تو توبہ کرنی پڑے گی، اپنے مالک کو راضی کر لیں، اپنے خالق کو راضی کر لیں...... لوجد اللّٰہ توابًا رحیمًا...... پھر آپ دیکھیں گے کہ اللہ سے زیادہ مہربان کوئی نہیں، اللہ کو راضی کرنے کے لیے توبہ کرنے کے لئے حکومت نہیں چھوڑنی ہے، حکومت میں وہ چھوڑنا ہے جو اللہ کو ناپسند ہے، اللہ تعالیٰ کی ذات اثر سے پاک ہے کہ ہم نے گناہ کیے اب توبہ کیسے کریں......

کعبے کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

غالب بیچارہ غلطی کھا گیا...... بھائی! ہم نے تو جانا ہی کالا منہ لے کر ہے، اے اللہ! اب تو معاف کر ہی دے، وہاں سے معافی کے دروازے کھل گئے!!

قارون کی موت کا واقعہ

میرے بھائیو! ہم اللہ کی طرف لوٹ آئیں، اللہ پاک کے لیے گناہ معاف کرنا کوئی بڑی بات نہیں، صرف توبہ کرنی پڑے گی، قارون کا نام آپ نے سنا ہوگا؟ اس جیسا گناہ گار آج دنیا میں کوئی نہیں ہوگا۔ اس نے موسیٰ علیہ السلام پر زنا کی تہمت لگائی۔ موسیٰ علیہ السلام کو جلال آ گیا...... اللہ تعالیٰ سے دعا کی، تو اللہ نے فرمایا زمین تیرے تابع ہے جو کہے گا کرے گی۔ موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گرے، دعا مانگ رہے تھے، تو سر اٹھا کر زمین کو کہا پکڑو اسے...... زمین نے جب کھینچا تو قارون نے چیخ ماری، اے موسیٰ! معاف کر دو۔ موسیٰ نے کہا اور پکڑو۔ اس نے کہا موسیٰ مجھے معاف کر دو، موسیٰ علیہ السلام نے کہا اور پکڑو...... وہ معافی مانگتا اور موسیٰ علیہ السلام زمین کو کہتے رہے اور پکڑو...... یہاں تک کہ سارا زمین میں غرق ہو گیا۔ قارون قارون ہے اور آپ قارون نہیں ہیں، مسلمان ہیں۔ وہ شخص گیا زمین میں، اللہ کی سنو، دیکھو اللہ کیا کہہ رہا ہے۔ ما افضک یا موسیٰ...... اے موسیٰ! تیرا دل کتنا سخت ہے، مجھے میری عزت کی قسم، اگر مجھ سے ایک دفعہ توبہ کی اپیل کرتا تو میں اٹھا کر باہر پھینک دیتا۔ ہم قارون تو نہیں ہیں، اگرچہ بہت گناہ ہیں، میرے رب کی قسم

وہ اللہ کی قدرت کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔

بنی اسرائیل کے ایک نافرمان کا قصہ

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان نافرمان ہوگیا۔زندگی خراب برباد،شہر والوں نے دھکے دے کر شہر سے نکال دیا،جنگل میں جا کر ڈیرہ لگا دیا،بیماری آ گئی موت آنے لگی...... کوئی سنگی ساتھی نہیں،زندگی ساری نافرمانی میں گزری،دائیں دیکھا کسی کو نہ پایا،بائیں دیکھا کسی کو نہ پایا۔بے بسی کے عالم میں آسمان کو دیکھا:

یا من لا یضرّہ الذّنوب، ولا ینقصہ المغفرۃ......

اے وہ ذات جسے لوگوں کے گناہ کرنے سے کوئی نقصان نہیں ہوتا،اور اے وہ ذات جسے معاف کرنے سے کوئی کمی نہیں آتی،اے میرے اللہ!اگر معاف کرنے سے تیرا ملک گھٹتا ہو تو معافی نہ دے،عذاب دینے سے تیرا ملک بڑھتا ہو تو عذاب دیدے۔یا اللہ میں بہت گندہ ہوں لیکن مجھے یہ خبر ضرور ملی ہے کہ تو غفور رحیم ہے،میرے اللہ!مجھے سب نے گندا سمجھ کے دھتکار دیا ہے،میں تیرا حقیر بندہ ہوں،بے بسی میں ہوں،تو نہ مجھے پھٹکار...... مجھے معاف فرمادے...... یہ کہا اور جان نکل گئی۔

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا،میرا ایک دوست جنگل میں مر گیا ہے اس کا جنازہ بھی جا کر پڑھو اور دفن بھی کرو اور شہر میں اعلان کردو،جو اس کا جنازہ پڑھے گا میں اس کو بھی معاف کردوں گا...... ہم میں کوئی اس جیسا نہیں،ہم تو بنو اسرائیل سے بہت بہتر ہیں۔ہم تو اللہ کے نبی کے اُمتی ہیں...... ہمارا تو گرا پڑا مسلمان بھی بنی اسرائیل سے بہتر ہے۔موسیٰ علیہ السلام نے آواز لگائی تو لوگ بھاگے،آگے آ کر دیکھا تو وہی نافرمان۔ انہوں نے کہا واہ موسیٰ!آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟یہ تو وہ ہے جس کو ہم نے دھکے دے کر نکال دیا تھا۔اللہ تعالیٰ سے موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا،یا اللہ آپ کے بندے یہ کہہ رہے ہیں۔تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا دونوں باتیں ٹھیک ہیں،وہ بھی ٹھیک ہیں۔لیکن جب اس کو موت نے گھیرا،اس نے دائیں دیکھا کوئی نہ پایا،بائیں دیکھا کوئی نہ پایا...... نہ قریب نہ بعید،نہ اقارب،نہ سنگی،نہ ساتھی...... پھر اس نے مجھے پکارا،اے موسیٰ!یہ سب چھوڑ جائیں تو میری

غیرت گوارا نہیں کرتی کہ میں بھی اسے چھوڑ جاؤں۔ میری عزت کی قسم! وہ اس وقت کتنا نکلا اگر وہ مجھ سے ساری دنیا کی بخشش مانگتا تو میں سب کو معاف کر دیتا۔

اللہ سے صلح

آج تک جو گناہ کیے، ایک آنسو جو آپ کی آنکھوں سے نکلا نہ ہو، صرف آنکھیں ڈبڈبا جائیں اور اس چشمے کے اندر ہی پانی رہ جائے باہر نہ نکلے، تو بھی یہ اتنا بڑا سمندر ہے کہ میری آپ کی زندگی کے ہزاروں سال کے کالے دفتر کو دھو کے رکھ دے گا۔ کیونکہ ہمارا واسطہ دنیا کے بادشاہ سے نہیں ہے، اس بادشاہ سے ہے رحم کرنا جس کی شان ہے، بچھڑا بیٹا ماں سے ملے تو اتنی خوشی ماں کو نہیں ہوتی جتنا کہ توبہ کرنے پر اللہ کو اپنے بندے سے پیار ہوتا ہے۔ ادھر میں نے توبہ کی ادھر ساتوں آسمانوں پر چراغاں ہو گیا۔ فرشتے کہتے ہیں یہ کیا ہو گیا؟ تو اللہ کہتے ہیں میرا ایک بندہ مجھ سے روٹھا ہوا تھا، آج اس نے مجھ سے صلح کی، اس کی خوشی میں چراغاں ہے۔ بھائی چراغاں تو ہمیں کرنا چاہئے تھا کہ میں نے دوزخ کا راستہ چھوڑ کر جنت کا راستہ اختیار کیا۔ چراغاں وہ کر رہا ہے جس کو نہ کسی کے سجدے کی ضرورت، نہ نماز کی ضرورت، نہ تلاوت کی ضرورت۔ جو ایک ذرہ برابر نہ فرشتوں کا محتاج، نہ میرا آپ کا محتاج...... وہ خوش ہو رہا ہے کہ میرے بندے نے توبہ کر لی۔ واہ سبحان اللہ! جو ایسا کریم ہو بخشنے کے لیے بہانے تلاش کرتا ہے...... ہم تو بدبختی کی حدیں توڑ جائیں، اللہ کیا کہہ رہا ہے؟...... **ما یفعل اللہ بعذابکم**...... میں تمہیں عذاب دے کر کیا کروں گا؟ مجھے تو کوئی خوشی نہیں...... توبہ تو کرو میرے شکر گزار تو بنو۔

چوری سینہ زوری

شیطان نے کیا چکر چلایا؟...... اللہ بڑا غفور رحیم ہے، لہٰذا سب کچھ کرو۔ اللہ غفور رحیم ہے تو میں سر جھکا تا نہ کہ اُٹھاتا۔

میرے کتے نے میرے گھر کی روٹی کھائی...... میں ماروں، میرے بچے ماریں یا گھر کا نوکر مارے تو وہ سر نہیں اٹھاتا۔ پرایا آئے تو غرا کے اس سے لپٹ جائے اور غرا کر اُس پر حملہ کرے۔ ایک روٹی کی اتنی وفا کی کہ ساری رات پہرہ دیا، ساری رات جاگا......

اتنی میری روٹی کی وفا کی...... میرے بچے نے مارا تو سر جھکایا، دو تین لاتیں رسید کیں دور جا کر بیٹھ گیا، پھر میں نے اشارہ کیا پھر وہ چلا آیا۔ میں اس کتے سے بھی نیچے آ جاؤں؟ میرے رب نے نطفے سے مجھے انسان بنایا، کائنات کا نظام چلایا......

ہواؤں کو ٹھنڈا کر کے چلایا......

کبھی نسیم کو چلایا......

کبھی صبا کو چلایا......

کبھی اس نے بارشوں کو برسایا......

کبھی اس نے غلوں کو نکالا......

کبھی اس نے پھلوں کو اُگایا......

کبھی پھولوں کو مہکایا......

کبھی کائنات کو اللہ تعالیٰ نے میری خدمت میں لگایا، کیا میرے رب پر میرا حق نہیں بنتا کہ میں اس کے سامنے سر جھکا دوں؟ اسلام کہتے ہیں سر جھکانا، گردن جھکا دینا...... اسی کا نام اسلام ہے۔

آپ تو حکومتوں میں ہیں، جہاں خواہ مخواہ خوشامد کرتے جاؤ، آگے بڑھتے چلے جاؤ۔ چاہے بے کار آدمی کیوں نہ ہو، آگے بڑھتا چلا جائے گا۔ کیا اللہ اس قابل نہیں ہے جس کا ہر حکم حق ہے، ہر بول صدق ہے، جس کا ہر بول عدل ہے، جس کا ہر بول رحمت ہے، جس کا ہر بول محبت ہے، جس کا ہر بول شفقت ہے، جس کا ہر بول کامیابی پر لے جاتا ہے، جس کا ہر بول ناکامی سے بچاتا ہے، میں تو اس کے سامنے سر جھکا دوں...... میرا تو انگ انگ اس پر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے، قربان ہو جائے تو بھی میری زندگی کا حق ادا نہ ہوتا۔

میرے بھائیو! کرنا کیا تھا اور کر کیا بیٹھے؟ اللہ بڑا غفور رحیم ہے، سب کچھ کرو...... یہ انسانیت نہیں ہے، حیوانیت ہے۔ اللہ سے صلح کریں، اللہ کے سامنے توبہ کریں۔ آپ بھی کریں اوروں سے بھی کروائیں، آپ تو پورے ملک کے ذمہ دار لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی حکومت کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، کوئی تاجر بیٹھے ہوئے ہیں، بہر حال سارے بااثر لوگ بیٹھے ہیں۔ اللہ نے آپ کو جو اثر دیا ہے، اس کو اس لیے استعمال کریں کہ لوگوں کو اللہ کے

ساتھ جوڑا جائے، بچھڑے بچے کو ماں باپ سے ملنے پر اتنی خوشی نہ ہوگی، آپ ایک بندے کو توبہ کروا دیں اسے مسجد کا راستہ دکھا دیں اتنا اللہ تعالیٰ آپ پر خوش ہوگا۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ آپ کے محبوب کون ہیں؟ فرمایا جو میرے بندوں کو میرے ساتھ ملاتا ہے وہ میرا محبوب بن جاتا ہے۔ ماں کیا محبت کرتی ہے جو اللہ کرتا ہے۔ اکلوتا بیٹا ہو تو وہ کہے امی! وہ کہے گی جی میرا بیٹا۔ وہ کہے امی! وہ کہے گی جی، پھر کہے امی! وہ کہے گی ہوں!...... پھر کہے گا امی، وہ کہے گی بکواس نہ کر...... جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں جو گناہوں کی سیاہی سے داغدار نہ ہو، اس دامن میں کوئی ایسی جگہ نہیں جس پر نافرمانی کی سیاہیاں نہ ہوں...... اس سب کے باوجود آپ نے کہا، یا اللہ! تو ستر دفعہ جواب آئے گا "لبیک، لبیک یا عبدی"...... میرے بندے واہ، میں کب سے تیرے انتظار میں بیٹھا ہوں کہ کبھی تو مجھے بھی پکارے گا۔

دل کی اصلاح

میرے بھائیو! میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اپنے اللہ سے تعلق جوڑ لو۔ تبلیغ کوئی جماعت نہیں، کوئی تحریک نہیں ہے، یہ وہی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں اور ہر جگہ جہاں آپ ہیں اللہ سے تعلق جوڑیں، یہ کوئی حکومت نہیں کہ تعلق بنانا مشکل ہو۔ ہزار برس کے گناہوں کو ایک آنسو دھو دیتا ہے۔ توبہ کریں اپنے اللہ کو منالیں، اس کے سامنے جھک جائیں۔ حکومت سے آدمی گمراہ نہیں ہوتا ہے، دل سے آدمی گمراہ ہوتا ہے۔ فقر سے کوئی گمراہ نہیں ہوتا دل سے آدمی گمراہ ہوتا ہے۔

تین براعظموں کی حکومت عمر ابن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی تھی۔ شمالی افریقہ کی حدود، جنوبی فرانس، پرتگال، سپین، کاشغر، ضلع ملتان سے دیپال پور کشمیر اور ادھر سے استنبول تک بلا شرکت غیرے حکومت ہے۔ اسی تخت پر عبدالملک بھی بیٹھا ہے، ولید بھی بیٹھا ہے، سلیمان بھی بیٹھا ہے...... انہوں نے اس حکومت سے اپنی چاہتوں کو پورا کیا، اپنے بچوں کی چاہتوں کو پورا کیا۔ اب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کا دور آیا، انہوں نے لوگوں سے کہا: لوگو میرا نفس شروع سے شوقین رہا۔ بچپن میں شاعری کا شوق رہا تو کمال حاصل کیا، عقل آئی تو

علم کا شوق ہوا تو کمال حاصل کیا، جوان ہو کر عبدالملک کی بیٹی سے عشق ہوا، شادی کی......

اب مجھے حکومت ملی ہے، اب میں اس سے اللہ کو راضی کرنا چاہتا ہوں۔ بیوی کے پاس آئے، ان کی بیوی فاطمہ وہ خاتون ہے کہ تاریخ میں اس جیسی خاتون نہیں آ سکتی۔ جس کا دادا بادشاہ، باپ بادشاہ، خاوند بادشاہ، چار بھائی بادشاہ، سات نسبتوں سے شہزادی ہے۔ عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا، فاطمہ! اب بیٹھ کر فیصلہ کر، میرے ساتھ رہنا ہے تو بڑے کڑوے ذائقے چکھنے پڑیں گے اور اگر پہلے والی موج کرنی ہے تو طلاق لے لے اور شادی کر لے۔ تو انہوں نے فرمایا اگر سکھ تیرے ساتھ دیکھا ہے تو دُکھ بھی تیرے ساتھ دیکھوں گی۔ کہا پھر سب کچھ مجھے دیدے...... قیمتی سے قیمتی خزانے اور نوکر حشم وقدم، ایک دن میں سب بیت المال میں ڈال دیا۔

جب عمر بن عبدالعزیز گورنر تھے تو آٹھ اونٹوں پر ان کے پہننے کے کپڑے لادے جاتے تھے اور وہ عمر بن عبدالعزیز آٹھ سو درہم کی چادر منگوائی، ہاتھ لگا کے دیکھا تو کہا بہت سخت ہے میں نہیں لیتا۔ اور عمر بن عبدالعزیزؒ تین براعظموں کا بادشاہ بنا تو آٹھ روپے کی چادر منگوائی، ہاتھ لگایا، کہنے لگے بہت نرم ہے میں نہیں لیتا کسی اور کو دے دو...... تو وہ نوکر ہنسنے لگا۔ کہا، ہنستے کیوں ہو؟ کہا اے امیر المومنین! ایک وہ دور تھا جب میں آٹھ سو روپے کی چادر لایا تھا تو آپ نے کہا تھا بہت سخت ہے واپس کر دو مجھے نہیں چاہئے، آج وہ دور ہے کہ میں آٹھ روپے کی چادر لایا ہوں آپ کہہ رہے ہیں بہت نرم ہے واپس کرو مجھے نہیں چاہئے......!!

بھائیو! حکومت نہیں گمراہ کرتی، دل کی گمراہی سے آدمی گمراہ ہوتا ہے۔ ممبر بننے سے آدمی گمراہ نہیں ہوتا، دل کی گمراہی سے آدمی گمراہ ہوتا ہے۔ تین براعظم پر اس شخص کی سلطنت ہے، تو حضرت فاطمہؒ فرماتی ہیں کہ ڈھائی برس کی بادشاہی میں ایک دن چارپائی پر نہیں لیٹے۔ مصلے پر روتے روتے رات کٹ جاتی، وہیں بیٹھے بیٹھے نیند آ جاتی تو سو جاتے۔ چارپائی پر کمر نہیں لگی لیکن دو سال میں تین براعظموں میں ایک شخص زکوۃ لینے والا نہ بچا، سارے گھر بھر دیئے۔

دو حیرت انگیز واقعات

ایک عورت اپنی بچیوں کا وظیفہ لینے آئی تو دیکھا کہ حضرت عمر گارا بنا رہے اور ان کی بیوی اُون صاف کر رہی...... تو کہنے لگی یہی ہے امیر المومنین کا گھر؟...... کہا یہی ہے اماں! تو کہنے لگی کہ یہ گھر تو خود اُجڑا پڑا ہے، مجھے کہاں سے آباد کرے گا؟ تو حضرت فاطمہؒ نے کہا، اماں تیری جیسیوں کے گھر آباد کرتے کرتے یہ گھر اُجڑ گیا۔ تو حضرت عمر رحمہ اللہ سامنے گارا بنا رہے تھے، وہ سمجھی کہ نوکر ہے۔ کہنے لگی کیسا بے حیا نوکر ہے وہ تو تجھے دیکھتا ہی جاتا ہے...... اگر وہ پردہ نہیں کرتا تو تُو ہی پردہ کر لے۔ کہنے لگیں یہ میرے خاوند ہیں، امیر المومنین عمر بن عبدالعزیز!

ساری سلطنت کا نقشہ پلٹ دیا۔ شیر بکری کو ایک گھاٹ میں پانی پلا دیا...... ایک بھیڑیئے نے بکری پر حملہ کیا اور اسے اٹھا کر لے گیا...... تو گڈریا رونے لگا۔ دوسرے نے پوچھا کیوں رو رہا ہے؟ یہ تو ہوتا ہی رہتا ہے۔ کہا اس لیے رو رہا ہوں کہ جب سے عمر خلیفہ بنا ہے کسی بھیڑیئے نے میری بکری پر حملہ نہیں کیا، مجھے یوں لگتا ہے کہ آج وہ نیک آدمی دنیا سے اٹھ گیا ہے...... اس کے ساتھ برکتیں بھی اُٹھ گئیں۔ ٹھیک اسی دن ان کا انتقال ہوا تھا۔

رسمِ دنیا بھی ہے موقع بھی ہے

عید قریب آ گئی، بارہ بچے بچیاں تھے...... انہوں نے کہا، اماں جی ہمیں کپڑے تو لے کر دے دو، عید کا موقع ہے، شاہی خاندان ہے، اماں نے کہا آپ کے ابا آئیں گے تو بات کروں گی۔ ابا تشریف لائے، انہوں نے بات کی، فرمایا فاطمہ! پیسے ہی نہیں کہاں سے لے کر دوں؟ حالانکہ بیت المال میں اتنا خزانہ بھرا پڑا ہے کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی نہیں۔ لوگ اپنی زکوٰتیں لا کر بیت المال میں جمع کراتے تھے۔ کہنے لگے، فاطمہ! جو وظیفہ ملتا ہے اس سے اتنی گنجائش نہیں کہ کپڑے خریدوں۔ دونوں میاں بیوی سر جوڑ کر بیٹھے، کہنے لگے اب کیا کریں؟ تو حضرت فاطمہؒ نے کہا ایک ترکیب آئی کہ آپ اپنے خزانچی سے کہیں کہ اگلے مہینے کا وظیفہ ایڈوانس دیدے، اس سے ہم کپڑے بنالیں گے اور گھر کا خرچہ میں مزدوری کر کے چلا لوں گی۔ انہوں نے کہا: یہ میں کر لیتا ہوں۔ تو ان کے خزانچی تھے، اس کو بلایا، کہا

اگلے مہینے کی تنخواہ ایڈوانس دے دو، بچوں کے کپڑے سلوانے ہیں۔ وہ کہنے لگا امیر المومنین ایک مہینے کی زندہ رہنے کی گارنٹی دے دیں اور لے لیں۔ یہ تنخواہ کب حلال ہوگی؟ جب کام کریں گے تب ہی حلال ہوگی۔ آپ ایک مہینہ زندہ رہنے کی گارنٹی دیتے ہیں تو لے لیں۔ تو حضرت عمر رحمہ اللہ رونے لگے۔

انّما اموالکم واولادکم فتنة

ہائے آج اولاد ہی ماں باپ سے بڑے ظلم کرواتی ہے...... اس وقت آدمی یہ نہیں دیکھتا کہ کسی کے بچوں کے منہ سے نوالہ چھینا گیا ہے' کسی کی بیٹی کے سر سے آنچل اتر گیا کسی کے گھروں کے چراغ گل کر کے میرے گھر میں روشنیاں ہوئی ہیں...... آدمی یہ نہیں دیکھتا جب دل اندھا ہو جاتا ہے...... میں فیصل آباد کی ایک مسجد میں صبح کی نماز پڑھ کر نکلا ایک جگہ سے گزرا تو ایک ریڑھی والا دیکھا سفید ڈاڑھی پگڑی کے ساتھ...... ریڑھی والے عام طور پر اس شکل کے نہیں ہوتے...... تو میں دور سے اس کو دیکھتا رہا۔ مجھے محبت ہوئی کہ اللہ کا شکر ہے کیسی خوبصورت شکل ہے، قریب گیا تو اس کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے تھے اور وہ بت بنا ہوا کھڑا تھا۔ میں وہیں کھڑا ہو گیا، میں نے کہا باباجی کیا بات ہے؟ ایک پیٹی کھول کر بیٹھا ہوا تھا اور ایک ہاتھ پیٹی پر اور ایک ہاتھ ریڑھی پر...... تو میں نے کہا باباجی کیا بات ہے؟ تو اس نے میرے سامنے پیٹی کو اُلٹا دیا، اس میں سیب تھے جو اوپر کے تھے وہ ٹھیک تھے، جو نیچے تھے وہ سارے گلے ہوئے تھے۔ مجھے کہنے لگا، بیٹا غریب آدمی ہوں، ایک پیٹی لاتا ہوں دوپہر تک بکتی ہے اپنے بچوں کے لئے تازہ روٹی لے کر جاتا ہوں۔ آج کسی ظالم نے میرے بچوں کی روٹی چھین لی، آج میرے پاس اپنے بچوں کو کھلانے کے لیے ایک دمڑی کوئی نہیں...... جس نے یہ پیٹی اسے بیچی تھی اس نے اس لیے دی تھی کہ میں نے اپنے بچوں کو کھلانا ہے، کھلایا تو سہی لیکن کسی غریب کے بچوں کے منہ سے نوالہ چھین لیا گیا......

آپ حکمران ہیں، کوئی آپ کے اوپر بھی حکمران ہے اور جیسے آپ کی عدالتیں لگتی ہیں، ایک دن آپ بھی عدالت کے کٹہرے میں پہنچنے والے ہیں۔ یہ دنیا مذاق نہیں

ہے، کھیل تماشا نہیں ہے جو چاہا تو کرلیا، جیسا چاہا کرلیا...... فانّ الناقة بصیر ...... اللہ کے نبی ﷺ کا فرمان ہے کہ پرکھنے والے کی نگاہ بڑی تیز ہے۔

حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ فاطمہؒ سے کہنے لگے کہ میرے بچوں اور بچیوں سے کہہ دو کہ تمہارا باپ کپڑے نہیں لا کے دے سکتا، اسی میں گزارہ کرو۔

ایک مرتبہ گھر میں تشریف لائے، ان کی بیٹیوں نے دوپٹہ منہ پر رکھا ہوا تھا، پوچھا کیا بات ہے؟ دوپٹہ منہ پر کیوں رکھا ہوا ہے؟ تو گھر کی خادمہ رونے لگی، کہنے لگی امیر المومنین! آج تیری بیٹیوں نے کچے پیاز کے ساتھ روٹی کھائی ہے، اس کی بدبو منہ سے آرہی ہے اس لیے دوپٹہ منہ پر رکھا ہوا ہے۔ حضرت عمرؒ بہت روئے، کہا میری بیٹیو! کوئی باپ اپنی بچیوں کو دُکھ دے کے راضی نہیں ہوتا، پر میں نہیں چاہتا کہ کسی کا حق مار کے تمہیں کھلاؤں۔ میں دوزخ نہیں برداشت کرسکتا۔

حضرت عمرؒ بن عبدالعزیز کے آخری ایام

جب موت کا وقت آیا تو ان کے سالے، مسلمہ اور ہشام اور یزید...... سب کہہ رہے تھے کہ عمر! تو نے اولاد کا حق ضائع کر دیا، حقوق العباد تم نے ضائع کر دیے۔ کہا کیا ضائع کر دیا؟ کہنے لگے، تو اولاد کو بھوکا چھوڑ کر جا رہا ہے، زہر کا اثر ہو چکا تھا۔ کہنے لگے مجھے ذرا بٹھا دینا، پھر کہنے لگے کسی کا حق مار کے کھلایا نہیں، حلال میرے پاس تھا نہیں، کہاں سے کھلاتا؟ پھر کہا میرے بچوں کو بلاؤ، سب آ گئے، سب چھوٹے تھے جو بڑے تھے وہ زندگی میں فوت ہو گئے تھے۔ باقی چھوٹے تھے بچے بچیاں، ان کو دیکھ کر رونے لگے۔ فرمایا: بچو میرے سامنے دو راستے تھے۔ ایک یہ کہ میں تمہارے لئے جیسے مرضی دولت اکٹھی کرتا تو میں دوزخ میں جاتا...... دوسرا راستہ یہ کہ میں تمہیں اللہ سے لینا سکھا دیتا، تقویٰ سکھاتا اور خود جنت میں چلا جاتا۔ میرے بچو! اگر تم نیک ہوئے تو میرا رب تمہیں کبھی ضائع نہیں کرے گا، جب مشکل آئے تو اللہ سے مانگ لینا، اللہ تمہاری دعا ضائع نہیں کرے گا۔ اب تمہیں اللہ کے سپرد کیا۔ یہ جو طعنہ دے رہے تھے، انہوں نے اس زمانے میں دس دس لاکھ درہم ایک بیٹے کے لئے چھوڑے، پھر گردشِ ایام، تلک الایام نداولھا بین

الناس...... پھر اسی زمین و آسمان نے دیکھا کہ انہی بادشاہوں کے بیٹے مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کر خیرات مانگا کرتے تھے اور وہ عمر بن عبدالعزیز، جس سے کہا جا رہا ہے کہ بھوکے چھوڑ کے جا رہے ہو، اس کے بیٹے ایک ایک دن میں سو سو گھوڑے اللہ کے نام پر قربان کرنے والے بن چکے تھے۔

نجات کا پروانہ

جب عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو خواجہ ابن خبیر سے فرمایا کہ دیکھو کہ میں نے اپنے چچا کو قبر میں رکھا، خوبصورت سفید چہرہ تھا، لیکن جب میں نے اس کے کفن کی گرہ کھولی تو اس کا رنگ سیاہ پڑ چکا تھا، پھر میں نے ولید کو قبر میں رکھا تو میں نے اس کے کفن کی گرہ کھولی تو اس کا رنگ کالا سیاہ پڑ چکا تھا، پھر میں نے سلیمان کو قبر میں رکھا، بنو اُمیہ کا سب سے خوبصورت خلیفہ تھا، جب میں نے اس کے کفن کی گرہ کھولی تو اس کا رنگ کالا سیاہ پڑ چکا تھا۔ اور اب میں جا رہا ہوں مجھے بھی دیکھ لینا...... اللہ نے پہلے ہی دکھا دیا جب ان کی میت کو قبر کے قریب لائے تو ایک ہوا کا جھونکا آیا، ایک پرچہ آ کر سینے پر گرا، اس کو اٹھا کر دیکھا، اس پہ لکھا ہوا تھا کہ:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم ، براء ۃ من اللّٰہ لعمر بن عبدالعزیز من النار......

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم...... اللہ کی طرف سے اس کے بندے عمر بن عبدالعزیزؒ کے لیے دوزخ کی آگ سے نجات کا پروانہ ہے۔

تین براعظموں کا بادشاہ اگر یہ پروانہ لے سکتا ہے تو پھر آپ کیوں نہیں لے سکتے؟ آپ کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے!!

جب قبر میں ڈالا، اور کھولی کفن کی گرہ، کانہٗ خلقۃٗ قمر...... تو یوں لگ رہا تھا کہ چودہویں رات کا چاند قبر میں اُتر آیا ہو۔

میرے بھائیو! ہم آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنے کے لئے آئے ہیں کہ اپنے اللہ کو راضی کرنا اپنا نصب العین بنا لیں، اللہ راضی ہو گا تو اللہ کی قسم! امریکہ اللہ ہی کی مخلوق

ہے......

ایٹم اللہ کی مخلوق ہے......

یورپ اللہ کی مخلوق ہے......

کیوں سارے مسلمان ادھر پڑے بیٹھے ہیں؟......

اپنے اللہ سے طاقت تو لے کے دیکھیں کہ کتنی طاقت والی ذات ہے، اس کو ساتھ لے لیں، توبہ کرنی ہے...... طریقہ بدلنا ہے۔

سیرتِ محمد ﷺ

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ لے کر آنا ہے، جو اوّلین آخرین کے سردار ہیں، رسول ہیں، پیغمبر ہیں، نبی ہیں، محبوب ہیں، حبیب ہیں، خلیل ہیں اور آپ ﷺ نے کہا میں خلیل بھی ہوں، حبیب بھی ہوں...... عمر بن اقصیٰ ؓ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب ملی؟ آپ ﷺ نے فرمایا جب آدم علیہ السلام کی مٹی کو گوندھا جا رہا تھا تو مجھے نبوت کا تاج پہنایا جا چکا تھا۔ آئے تو ہزار ہا سال بعد مگر نبوت کب سے مل چکی ہے...... وجود کب سے مل چکا ہے...... دوسری بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی کہ اللہ تعالیٰ نے میرے دس نام رکھے ہیں۔ اللہ نے کسی نبی کے نام نہیں رکھے میرے دس نام ہیں۔

انا محمد واحمد وماحی وعاقب وحاشر وفاتح وخاتم وابو القاسم وطٰہٰ ویٰسین......

سبحان اللہ! جس کے اللہ ایسے پیارے نام رکھے کہ میرے رب نے میرا نام محمد رکھا جس کی سب سے زیادہ تعریف ہو، میرا نام احمد رکھا جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو، آپ سے زیادہ تو اللہ کی تعریف کسی نے نہیں کی، کہا:

میرا نام ماحی رکھا، کفر کو مٹانے والا......

میرا نام عاقب رکھا، کہ میرے پیچھے کوئی نہیں......

میرا نام حاشر رکھا، کہ حشر میرے قدموں سے ہوگا......

میرا نام فاتح رکھا کہ نبوت کی ابتداء مجھ سے ہوئی......

میرا نام خاتم رکھا کہ نبوت کی انتہا مجھ پر ہوئی......

میرا نام ابوقاسم رکھا، بیٹے کے نام پر......

میرا نام طٰہٰ رکھا، میرا نام یٰسین رکھا......

ان کا مطلب اللہ جانے یا اللہ کا حبیب جانے......ان دونوں نے کسی کو نہیں بتایا، یہ اللہ نے آپ کے نبی کو عزت بخشی ہے......اعزاز بخشا ہے، مرتبہ بخشا ہے......آپ دنیا میں آ رہے ہیں، ستر ہزار جنت کی حوریں آسمان سے زمین پر استقبال کو آئیں...... آسمان کے فرشتے اُتر آئے......ایک سمندر کی مچھلیاں دوسرے سمندر کی مچھلیوں کے پاس خوشخبری دینے کے لئے گئیں کہ دو جہانوں کے سردار اور رحمۃ اللعالمین تشریف لا رہے ہیں......ساری کائنات کے سردار آ رہے ہیں...... بارہ ربیع الاوّل سے لے کر بارہ ربیع الاوّل تک، صحیح قول ۹ ربیع الاوّل کا ہے، ۹ یا بارہ سے لے کر ۹ یا بارہ تک......اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اعزاز میں، آپ ﷺ کے اکرام میں پوری دنیا میں کسی عورت کو بیٹی نہیں دی، سب کو بیٹے عطا فرمائے......آپ ﷺ کو پیدا ہوتے ہی یہ عزت دی کہ جب آپ پیدا ہوئے تو آپ ﷺ دھلے دھلائے پیدا ہوئے۔ بچہ تو غلاظت میں پیدا ہوتا ہے، آپ ﷺ پر غلاظت کا کوئی نشان نہیں تھا۔ آپ ﷺ پیدا ہوئے تو ختنے سمیت پیدا ہوئے۔ آپ دھلے دھلائے دنیا میں آئے، ختنے کے ساتھ آئے، اپنی ناف کو کٹوا کے اندر ہی سے آئے اور آتے ہی آپ ﷺ نے زمین پر سجدہ کیا اور انگلی آسمان کی طرف اٹھائی اور ساری کائنات حضرت آمنہ فرماتی ہیں، مشرق و مغرب، شمال و جنوب میرے سامنے روشن ہو گیا۔

آپ ﷺ دستورِ زندگی لے کر آئے ہیں......صرف مسجد میں جانا ہی نہیں بتایا، آپ ﷺ نے حکومت کرنا بھی سکھایا......

وزیر بننا بھی سکھایا......

حاکم بننا بھی سکھایا......

سالار بننا بھی سکھایا......

شاہ بننا بھی سکھایا......

اور ہر ہر شعبے کو زندہ کر کے دکھایا۔ اگر آپ صرف فقیروں کے نبی ہوتے تو

بادشاہوں کو رہبری کہاں سے ملتی؟ بادشاہوں کے نبی ہوتے تو فقیروں کو رہبری کہاں سے ملتی؟ بادشاہی اتنی ہے کہ جنت کی چابی ہاتھ میں ہے...... فقر اتنا ہے کہ پیٹ پر دو پتھر باندھے ہوئے ہیں...... نظر اتنی ہے کہ زمین پر بیٹھ کر عرش کی تحریر کو پڑھ رہے ہیں اور زمین پر بیٹھ کر جنت کو دیکھ رہے ہیں...... اللہ تعالیٰ آگے بھی دکھاتا تھا پیچھے بھی دکھاتا تھا...... آپ ایک مرتبہ رات کو لیٹے ہوئے تھے۔ آپ کے چچا کہنے لگے، میں بچپن میں جان گیا تھا کہ آپ کی شان نرالی ہے۔ کہا وہ کیسے؟ کہا آپ معصوم بچے تھے، آپ ﷺ لیٹے ہوئے تھے، چاند چودھویں کا چمک رہا تھا، آپ اپنے ہاتھ ہلاتے تو چاند ٹکڑے ہو ہو جاتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

كان القمر ينارينى ويخافينى وليمنعنى من اليوم......

چاند مجھ سے کھیلتا تھا، مجھ سے باتیں کرتا تھا اور میری ماں کام میں ہوتی تھی تو مجھے بہلاتا تھا...... جس کو چاند لوری دیتا تھا اس کا طریقہ؟...... لوگ کہتے ہیں دنیا چاند پر پہنچ گئی آپ نیچے کی باتیں کرتے ہیں...... نیچے کی بات کس کی ہے؟ اس کی ہے جو ماں کی گود میں چاند کو اشارہ کرتا ہے تو چاند ہلنے لگ جاتا ہے...... پھر آپ ﷺ کے وجودِ اطہر پر کبھی مکھی نہیں بیٹھی تھی کہ یہ اللہ کا رسول ہے۔

معجزاتِ نبوی

آپ ﷺ اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کے گھر لیٹے ہوئے تھے، گرمی تھی پسینہ بہہ رہا تھا...... اُمّ سلیم آئیں اور چپ کر کے کہنی کے نیچے بوتل رکھ کر بیٹھ گئیں۔ آپ ﷺ سوئے ہوئے تھے آنکھ کھولی تو دیکھا اُم سلیم بیٹھی ہوئی ہیں۔ پوچھا اُم سلیم کیا کر رہی ہو؟ یا رسول اللہ! آپ کا پسینہ اکٹھا کر رہی ہوں۔ جب وہ اس پسینے کو تھوڑا سا گھر میں چھڑکتیں، سارے گھر میں مہک پھیل جاتی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کھانا کھا رہے تھے، ساتھ مہمان کھا رہے تھے، کھانا کھا لیا تو کہا بھائی ہاتھ صاف کرنے کے لیے تولیہ لاؤ، جب تولیہ لایا گیا تو وہ میلا تھا۔ انہوں نے کہا یہ تو میلا ہے۔ تو انہوں نے تولیے کو آگ میں ڈال دیا، انہوں نے کہا یہ کیا کیا؟ کہا ابھی دیکھ لینا...... پھر ایک لکڑی سے باہر نکال دیا، ساری میل جل چکی تھی اور تولیہ صاف شفاف باہر آ گیا...... انہوں نے کہا یہ کیا ہوا؟ کہا ایک دفعہ اللہ کے حبیب ﷺ

میرے گھر میں آئے تھے، کھانا کھایا تھا اس تولیے سے ہاتھ صاف کیے تھے...... تولیہ میں نے سنبھال کر رکھ لیا تھا۔ جب میلا ہو جاتا ہے تو میں دھوتا نہیں ہوں تا کہ اثر آپ کا نہ نکل جائے، جب میلا ہوتا ہے تو آپ میں ڈال دیتا ہوں، میل دور ہو جاتی ہے۔ نبی ﷺ کا ہاتھ لگا ہوا ہے آگ اسے جلا نہ سکی، یہ آپ کے نبی ﷺ کی شان ہے۔

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ آئے، اُحد کی لڑائی میں آنکھ پر تیر لگا، آنکھ باہر آ گئی...... یارسول اللہ! یہ میری آنکھ پھوٹ گئی۔ اس کی تو سرجری بھی نہیں ہو سکتی، تیر اندر گھس گیا، یارسول اللہ! براہِ کرم آپ میری آنکھیں ٹھیک کر دیں...... حضور ﷺ نے فرمایا، ابو قتادہ! جنت لو گے یا آنکھ لو گے؟...... تو انہوں نے کہا یارسول اللہ! میں تو دونوں ہی لوں گا...... آپ ﷺ ہنس پڑے، وہ آنکھ جس میں تیر لگ چکا ہو اس کے اندر کیا رہے گا؟...... آپ ﷺ نے وہ ڈیلا اُٹھایا اور آنکھ پر رکھ کر ہاتھ پھیرا اور لعاب لگایا، اے اللہ! اجعل احسن عینیہ...... اس کی اس آنکھ کو اس سے زیادہ خوبصورت کر دے۔ ہاتھ جو ہٹایا تو پہلے سے زیادہ خوبصورت بن چکی تھی، زیادہ چمکدار بن چکی تھی۔

میرے بھائیو! ہم ایسے نبی کا طریقہ اپنا لیں...... دنیا و آخرت کی کامیابی ہمارا مقدر بنے گی۔ اللہ ہمیں عمل کی توفیق دے۔

حکمرانوں سے خطاب

ابنِ آدم پر سب سے بڑی آفت

میرے بھائیو اور دوستو! دنیا کے انسانوں پر جو سب سے بڑا حادثہ اور سب سے بڑی مصیبت آنے والی ہے، موت ہے۔ اَکْبَرُ فَزْعَۃِ...... حدیث میں آتا ہے کہ ابن آدم پر سب سے بڑی آفت جو آنے والی ہے وہ موت ہے۔ اور انسانی فطرت یہ ہے کہ یہ چھوٹی چھوٹی آفتوں کے بارے میں سوچتا ہے، منصوبے بناتا ہے، پروگرام بناتا ہے، کل کی سوچ رکھتا ہے، جتنی بھی اللہ نے مخلوق پیدا کی ہے اس میں کوئی مخلوق ایسی نہیں جو کل کے بارے میں سوچتی ہے۔ چیونٹی غلے اکٹھے کرتی، شہد کی مکھی شہد بناتی ہے کل کی سوچ سے نہیں...... اپنی فطرت سے مجبور ہو کر...... اس کو یہ نہیں پتا کہ یہ میرے کل کام آئے گا...... اس کی اللہ نے جبلت ایسی بنائی ہے کہ وہ جمع کرتی رہتی ہے۔ انسان سوچ سمجھے منصوبے کے مطابق کل کے لئے سوچتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی کل کے لئے پریشان کر رہا ہے...... فکر مند کر رہا ہے...... اِتقوا اللہ...... ڈرو اللہ تعالیٰ سے...... والتنظر نفسٌ مّا قدمت لغدٍ...... دیکھو کل آگے کیا بھیج رہے ہو۔ اور اللہ کا نبی ﷺ کہہ رہا ہے کہ:

غدًا الحساب ولا عمل......

کل حساب ہونے والا ہے اور عمل کوئی نہیں کر سکتا۔

اس وقت یہ سب سے بڑی آفت اور مصیبت ہے کہ انسان یہ دنیا چھوڑ جاتا ہے، کتنے ارمانوں سے آپ لوگوں نے گھر بنائے ہوئے ہیں اور ہر شخص نے حتیٰ کہ ایک چڑیا بھی

گھونسلہ بڑے شوق سے بناتی ہے، ایک بہیا، او چھوٹا سا...... وہ بھی بڑے شوق اور ذوق سے اپنے تنکے اکٹھے کرتا ہے اور اپنے لیے گھونسلہ بناتا ہے۔ یہ ہر جاندار کی فطرت ہے کہ رہنے کے لئے کوئی نہ کوئی ٹھکانہ تو بناتا ہے۔ کتنے ارمانوں سے انسان گھر بناتا ہے اور پھر خاموشی سے چھوڑ کے لوگوں کے کندھے پہ سوار ہو کر جا کر وہ اندھیر کوٹھڑی میں جا کے سو جاتا ہے۔ چین سے کمبل منگوائے تھے سونے کے لئے، دس برس بھی سونے نہ پائے تھے کہ ہمیشہ کے لئے مٹی کی چادر اوڑھ کے سو گیا۔ بڑے سارے ڈیزائن دیکھ کر پلنگ بنوائے اور جب اٹھے تو ایک پل میں اُٹھ کے چلے گئے اور جا کر مٹی کے بستر پہ ہمیشہ کے لئے سو گئے......

محلات کے باسیوں پر قبر میں کیا بیتی!

اپنی خواب گاہ میں بڑی ڈیزائن کی لائٹیں لگوائیں اور اس کے لئے خوبصورت قمقمے و بلب لگوائے اور چند دن بھی نہیں رہنے پائے تھے کہ اُٹھ کے اندھیر کوٹھڑی میں جا کے سو گئے...... ہر وقت اپنے گھر کو چمکانے والے جا کر وحشت اور تنہائی کے گھر میں اور جا کر کیڑوں کے ساتھ جا کر سو جاتے ہیں۔ بدن پہ ایک چیونٹی آ جائے تو آدمی اس کو جھاڑ دیتا ہے...... مار دیتا ہے...... آج اس کے بدن پر کروڑوں کیڑے پھر رہے ہیں...... جس چہرے کو گرمی سے بچاتا ہے...... سردی سے بچاتا ہے...... بھوک سے بچاتا ہے...... تھکن سے بچاتا ہے...... اسی چہرے پر آج کیڑوں کا حملہ ہے...... کوئی اس کی آنکھیں کھا رہا ہے...... کوئی اس کے گال کھا رہا ہے...... کوئی اس کی زبان نوچ رہا ہے...... کوئی اس کی ٹانگوں کو لگا ہوا ہے...... وہ پیٹ جس کو بھرنے کے لئے ساری زندگی دھکے کھاتا رہا وہی پیٹ قبر میں سب سے پہلے پھوٹ جاتا ہے اور اللہ نے فرمایا اے میرے بندے! دنیا کو لالچ کی نظر سے مت دیکھا کر، قبر میں سب سے پہلے تیرے وجود کو جو کیڑا کھاتا ہے وہ تیری آنکھیں ہی ہوتی ہیں...... سب سے پہلے یہ شمع ہی بجھتی ہے اور اسی کو اللہ نکالتا ہے اور کیڑوں کو کھلا دیتا ہے۔ تو جس انسان کا یہ حسرتناک انجام ہو کہ موت اس کی شکاری ہو، آفات کے پھندے اس کے گرد چاروں طرف قائم کیے جا چکے ہوں...... مصیبتوں کی کھائیاں قدم قدم پر اس کے لئے کھود دی گئی ہوں...... غموں کے بادل کبھی اس کے اُفق سے ہٹتے ہی نہ

ہوں...... خوشیوں کی کرن بجلی کی چمک کی طرح آ کے گزر جاتی ہو...... پریشانیوں اور تفکرات کے سمندروں میں ڈوبا ہوا ہو اور بیماریاں اس کے ساتھ اپنا کردار ادا کر رہی ہوں...... دوستوں کی بے وفائیاں، اولاد کی نافرمانیاں اس کے دل پہ نشتر چلا رہی ہوں، قبر روزانہ اسے پکار رہی ہو:

انا بیت الوحشه......

انا بیت الدوت......

انا بیت الظلمه......

میں تنہائی کا گھر ہوں...... میں اندھیرے کا گھر ہوں...... میں کیڑے مکوڑوں کا گھر ہوں......!!

میرے پاس آنا ہے تو کوئی زادِراہ لے کے آنا......! آپ اس زندگی کی گہرائی میں ذرا دیکھیں گہرائی میں، کہ یہ کتنی ناپائیدار، بے سواد، بے وفا، بے قرار زندگی ہے کہ یہاں کہیں پل انسان کو قرار نہیں...... کہیں پل انسان کو ٹھہراؤ نہیں...... تھوڑی سی خوشیاں دیکھتا ہے اور پھر چاروں طرف غمی کے بادل...... ایک خوشی کو لینے کے لئے لاکھوں اس کو پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں اور وہ خوشی آتی ہے اور چلی جاتی ہے اور پتا بھی نہیں چلتا۔ پھر وہی تنہائیاں...... وہی غم...... وہی پریشانیاں...... اس کا مقدر بن جاتی ہیں۔ پھر ایک دن یہ زندگی کا تار بھی توڑ دیا جاتا ہے اور اپنے ہی اٹھا کے جا کے قبر میں ڈال کے آ جاتے ہیں، اور پھر سوال ہو جاتا ہے......

کنا کندمانع جزیمة حقوۃً

من الدّھر حتّٰی قیل لَنْ یّتصدّعا

فلمّا تفرّقناک عنّی ومالک

لطولِ اجتماعٍ لم نبت لیلةً معا

میں اور جزیمہ...... یہ شعر پڑھا تھا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی وفات پر کہ میں اور عبدالرحمٰن ایسے رہے کہ لوگ کہنے لگے کبھی جدا ہی نہیں ہوں گے اور جب جدائی پڑی تو ایسے لگتا ہے کہ کبھی مل بیٹھے ہی نہیں تھے، ایک

پل کو بھی نہ بیٹھے تھے......

دنیا کی بے ثباتی

جس اولاد کو آپ ہاتھوں سے پروان چڑھا رہے ہیں، سو چند مہینوں کے بعد ان کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ کسی نے ہمارے لئے اپنی جوانی کو گھلایا تھا اور کوئی ہمارے لیے گرمی سردی میں دھکے کھاتا تھا اور کوئی ہمارے لئے اپنے جذبات کو ذبح کر کے جوڑ جوڑ ایک ایک اینٹ جوڑ کے آشیانہ بنایا تھا ہمارے لیے، اسے یاد نہیں رہے گا کہ کوئی ماں تھی جس نے پیشاب دھو دھو کے اپنے وجود کو ناپاک کر دیا تھا اور پاخانے دھو دھو کے اپنے آپ کو بھی برباد کر دیا تھا اور راتوں کو اُٹھ اُٹھ کے اپنی ہر خواہش کو اس نے دفن کر دیا تھا...... جب وہ ماں مرے گی...... اب تو زندگی ہی میں آنکھیں پھر جاتی ہیں...... لیکن جب وہ مریں گے تو ایسے لگے گا کہ جیسے کوئی ماں باپ کے بغیر ہی ہم ہیں...... ہمارا کوئی ہے ہی نہیں......

بھول جاتے ہیں سب...... یہ بے ثبات جہان ہے ...... کوئی اس میں وفا نہیں...... مہر نہیں...... قرار نہیں...... ثبات نہیں...... تو موت اس کا سب سے بڑا حادثہ ہے۔ ایک وجود مٹی میں جا کے سو جاتا ہے پھر ایک زمانہ آتا ہے قبر بھی اُکھڑ جاتی ہے...... او بھائی! اکھڑنی جو ہے...... پکی قبر بنانا پسندیدہ کیوں نہیں؟...... جو چیز ٹوٹنے والی ہے اسے مت سنبھال کے رکھو، اس نے ٹوٹ ہی جانا ہے۔ بلکہ منع ہے پکی قبر بنانا...... ہوائیں آ کے اس کو اڑا دیتی ہیں...... پھر اولاد کو یہ بھی یاد نہیں ہوتا کہ ہماری ماں کہاں دفن ہے؟ پتا نہیں، یہیں کہیں قبر تھی، اب مٹ گئی۔ یہیں کہیں ابا مرحوم تھے، اب پتا نہیں کہاں ہیں! قبر پہ قبر چڑھی، پھر ایک دور اور آتا ہے ہوائی چلتی ہیں نشان ہی مٹا دیتی ہیں۔ پھر ایک دور آتا ہے زمین اوپر سے نیچے چلی جاتی ہے نیچے سے اوپر آتی ہے...... اور وہ جو قبر کے گوشے میں اس کی ہڈیوں کے برادہ پڑا تھا اس کو ہوا اٹھا کے اس طرح کائنات میں بکھیر دیتی ہے جس طرح یہ کائنات میں کبھی بکھرا ہوا تھا۔

جب انسان کچھ بھی نہ تھا......

هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ حِيْنٌ مِّنَ الدَّهْرِ لَمْ يَكُنْ شَيْئًا

مذکورًا......

وہ دن تجھے یاد ہیں جب تو کچھ نہ تھا؟ ہوا کے ذرات میں، سورج کی کرنوں میں اور چاند کی چاندنی میں تو پھیلا ہوا اور بکھرا ہوا تھا۔ اس کو سمیٹ کے غذا بنائی...... نطفہ بنایا...... پھر انسان بنایا...... پھر مٹی میں پہنچایا...... پھر اسے بُرادہ بنایا...... پھر زمین کو اُلٹایا...... پھر ہواؤں سے اڑایا اور پھر اسے اسی کائنات میں گم کر دیا...... کیا اس زندگی کے لئے ہم اللہ کو ناراض کریں؟...... یہ جوانی کتنی گزرے گی...... کتنے سال ہم گانے سنیں گے...... کتنے سال یہ اللہ کی نافرمانی کریں گے...... کیوں وقت کتنا ہے؟...... آج بارات جا رہی ہے اور کل اسی کا جنازہ جا رہا ہے۔ آج ایک لڑکی ڈولی میں بیٹھ کے گھر میں اُتر رہی اور کل اسی گھر سے اُٹھ کے چارپائی پہ وہ میت بن کے قبرستان کو جا رہی...... آج اس کے سر سہرا سجا ہے کہ دولہا جا رہے ہیں، کل اسی کے سر کافور لگائیں گے کہ میت جا رہی ہے...... اس ناپائیدار دنیا کے لئے ہم اللہ کو ناراض کر رہے ہیں، کہ کوئی پتہ نہیں کہ کہاں موت کی کھائی چھپی پڑی اور اس میں گرا اور بس لوٹ کے کبھی نہ آیا......!!

اس ناپائیدار زندگی کے لئے اپنے آپ کو بیچ دینا بہت بڑی ہلاکت ہے، مر گیا...... اور پھر ایک دن ساری کائنات کی موت آ جائے گی۔ سبھی موت...... موت کا شکنجہ جبرائیل کو بھی پکڑے گا...... میکائیل کو بھی پکڑے گا...... اور آج اور تو اور عزرائیل بھی موت کے شکنجے میں آ جائے گا...... یہ دیکھو پڑا ہوا ہے اور پھر اللہ ان کو بھی ہوا کے ساتھ اڑا کر اکیلا اپنی ذات کے ساتھ قائم ہے...... حیٌّ قیومٌ لم یزل لا یزال...... ہمیشہ، ابدی، سرمدی، دائمی، ازلی...... اپنی ذات کے ساتھ ساری کائنات کو مار مور کے کہے گا،

این الملوک...... آؤ بھی کہاں ہیں بادشاہ؟......

کہاں ہیں وہ بادشاہ!

من کان لی شریکاً فلیأته...... کوئی شریک ہے تو آ جائے...... تو یہ اس دنیا کی حقیقت ہے تو کیا یہ کہانی یہاں ختم ہو جاتی ہے؟...... کہ آئے اور مر گئے اور چلے گئے...... تو عقل تو کہتی ہے کہ یہیں ختم ہو جاتی ہے......

ء اِذا کنّا عظٰمًا نّخرۃً...... ہائیں! جب ہم بوسیدہ ہو گئے تو......

ء اِنّا لمردودون فی الحافرۃ...... کیا اب ہم قبر سے واپس لوٹائے جائیں گے؟...... آ جائیں گے؟...... عقل یہی سوچتی ہے، یہی کہتی ہے اور وحی...... آسمان کی خبر کیا ہے؟......

فانّما ھی زجرۃٌ وّاحدۃٌ فاذا ھُم بالسّاھرۃ......

ونُفِخَ فی الصُّورِ نفخۃً وّاحدۃً......

دوسری جگہ:

ما ینظرون اِلّا صَیْحۃً وّاحِدَۃً......

ان کانت اِلّا صیحۃً واحدۃً......

وحملت الارضُ والجبالُ فدُکّتا دَکّۃً وّاحدۃً......

واحدہ، واحدہ، واحدہ...... اللہ نے ہتھوڑا مارا ہے دُکّۃً واحدہ، صَیْحَۃً واحدۃً...... زجرۃً واحدۃً...... ایک پکار، ایک چیخ، ایک آواز، ایک ہتھوڑا...... ایک ہتھوڑا پڑا تم سب پُرزے پُرزے ہو گئے۔ آواز پڑی تم سب مر گئے...... تو اب کیا ہو گا، کہا پھر ایک آواز اور پڑے گی، فاِذا ھُم بالسّاھرہ...... اور تم سب ایک میدان میں کھڑے ہو گے۔

فلآ انساب بینھم...... چلے گئے رشتے...... ابا، تایا، چاچا، چاچی، میاں، بیوی...... سب رشتے ٹوٹ گئے...... فلآ انساب بینھُمْ، کوئی رشتہ ناطہ نہیں...... یومئِذٍ وّلا یَتَسآءلون...... ایک زندگی اور شروع ہو گئی جس کو انبیاء نے بتایا، یہ عقل سے تو سمجھ میں آنے والی نہیں تھی۔ اللہ نے بتایا کہ ہے، وہ زندگی ہے، ومنھا نُخرِجُکُمْ تارۃً اُخرٰی...... اور وہ آ رہی ہے۔

کہا، یَوْمَ یَاْتِ...... وہ آ رہا ہے، اور جب وہ آئے گا، لاتکلّمُ نفسٌ اِلّا بِاذْنِہٖ...... کوئی بول نہیں سکے گا، فَمِنْھُم شَقِیٌّ وَّسَعِیْدٌ...... کچھ دوزخ میں کچھ جنت میں...... اَمّا الّذین شَقُوا فَفِی النّارِ جو دوزخ میں چلے گئے آگ کا شکار ہو گئے، لَھُم فیھا زفیرٌ وَّشھیقٌ، ان کی چیخیں ہوں گی، چنگھاڑنا ہو گا، کبھی بھی بند نہیں ہوں گے......

چیختے ہی رہیں گے...... چیختے ہی رہیں گے......

اَمَّا الَّذِیْنَ سُعِدُوْا فَفِی الْجَنَّۃِ...... جو کامیاب ہو گئے وہ جنت میں چلے گئے۔ اک نظام اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ موت کے بعد ایک زندگی ہے اور وہ جنت اور جہنم کا جو فیصلہ ہے وہ کس بنیاد پر ہو گا؟...... وہ رشتے ناطوں کی بنیاد نہیں، مال و دولت پر نہیں، میرے بھائیو! اللہ کی اطاعت پر جو اللہ نے اپنے نبیوں کے ذریعے ہم تک پہنچایا، یہ اسلام یہ کتنا چل کے آیا ہے؟...... اس پر فیصلہ ہو گا۔ تو وہ دن میرے بھائیو! جس وقت کوئی بھی ہمارے ساتھ نہیں ہو گا تو اس وقت ہمارا عمل ہی ہمارے ساتھ دے گا اور اس وقت نیکی کی قدر معلوم ہو گی کہ ایک حسنہ کتنی زبردست ہے۔

ایٹم بم سے خطرناک حملہ

تو اس وقت کا جو باطل ہے نا، اس وقت کا جو کفر ہے، تو وہ ہمارا ملک نہیں چھیننا چاہتا، ہمارا ملک نہیں لینا چاہتا...... ہماری نسل لینا چاہتا ہے...... ہمارا ایمان لینا چاہتا ہے...... ہمیں ختم کرنا چاہتا ہے...... آخرت کے لحاظ سے کہ ان کی تو برباد ہوئی پڑی ان کی بھی برباد کرو۔ ان کی نسل نے اپنے آپ کو گناہوں میں ڈبو یا اب وہ ہماری طرف حملہ کر رہے ہیں۔، یہ ایٹم بم سے خطرناک حملہ ہے کہ یہ جو نوجوان نسل بیٹھی ہے یہ گانے بجانے کی عادی ہو جائے...... تو بس پھر یہ بک گئے...... اب یہ بکریوں کی طرح بکاؤ مال ہے کہ جہاں مرضی آئے جا کے بیچ دو، جس کے قدموں میں ثبات نہیں اور جن کے قدموں میں ٹھہراؤ نہیں، یہ ایک جھونکے سے اڑ جائیں گے ہوا میں...... تو اس وقت پوری دنیا کے مسلمانوں پر رحم ہے یہ تبلیغ کا کام کہ دیکھو نا، سارا باطل محنت کر رہا ہے کہ ان کی نسل کو خراب کر دو، پوری سکیم ہے۔

ایک پادری کی وصیت

ہماری جماعت آ رہی تھی بلجیئم سے انگلینڈ بحری جہاز پہ، چار گھنٹے کا سفر تھا، تو ہم کچھ پچاس کے قریب آدمی تھے۔، ہماری جماعت تو صرف چار کی تھی، لیکن ہمارے ساتھ کچھ مل گئے۔ بلجیم سے فرانس سے، انگلینڈ سے تو ہم پچاس کے قریب تھے، تو ہم نے وہاں

آذان دی، مغرب کی نماز پڑھی، پھر اذان دی عشاء کی نماز پڑھی، پورے جہاز میں ایک فضا قائم ہوگئی، ایک وقار بن گیا۔ نماز اتنا طاقتور عمل ہے ۱۹۷۸ء میں ایک آیا تھا پادری عبدالمجید اس کا نام تھا، فرانس میں رہتا تھا وہ مسلمان ہوا تیونس کی ایک جماعت کو دیکھ کر، جماعت کے امیر کا نام تھا عبدالمجید تو اس نے بھی اپنا نام عبدالمجید رکھا۔ جب وہ رائیونڈ میں آیا تو وہ کم از کم ۷۵ برس سے اوپر کا تھا۔ اسی (۸۰) کے درمیان تھا۔ تو اس نے کہا کہ میں تیس برس سے قرآن پڑھتا تھا لیکن قرآن کے مطابق کسی کو دیکھتا نہیں تھا۔ یقین تھا، قرآن حق ہے لیکن کوئی نظر نہیں آیا تھا۔ تو ایک دن یہ جماعت مل گئی ان کو دیکھ کر کچھ مجھے خوشبو آئی، اپنے گرجے میں ٹھہرایا، خود میں مسلمان ہوگیا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ میں آپ کو دو باتوں کی وصیت کرتا ہوں ایک تو یہ کہ آپ کا یہ جو لباس ہے پگڑی ہے، داڑھی ہے، کرتا ہے، شلوار ہے، اس کو نہ چھوڑنا چاہے آپ جہاں ہوں...... اس میں جو طاقت ہے وہ کسی چیز میں طاقت نہیں، جو آپ کا ظاہری حلیہ ہے...... دوسری چیز کیا ہے، کہ جب آپ یورپ میں پھریں تو اذان دے کے باجماعت نماز پڑھیں۔ یہ دو باتیں خنجر کی طرح سینے میں لگتی ہیں۔ ۷۵ برس جو پادری رہا ہو، یہ اس کا نچوڑ بتایا۔ پھر دعا کرتا تھا، یا اللہ میری فرانس میں موت نہ آئے کسی مسلمان ملک میں موت آئے، سو چلنے کے لئے گیا ہوا تھا تیونس، وہیں انتقال ہوا، وہیں دفن ہوا۔ تو ایک فضا بنی، تو انہوں نے فوراً ٹی وی کھول دیئے اور اسلام کی جو تضحیک شروع ہوئی، لندن جو وہ دور تھی بندرگاہ، وہاں پہنچنے تک انہوں نے وہ پروگرام چلایا صرف اسلام کی تضحیک اور مذاق...... تو وہ تو بیدار ہیں، وہ تو سوئے ہوئے نہیں...... انہوں نے ہمارے گھروں میں ہماری نسل کو اپنا بنالیا...... ہمارے گھروں میں ہماری نسل ان کی بن گئی...... تو یہ تبلیغ کا کام احسانِ عظیم ہے پوری دنیا پر اور مسلمانوں پر کہ ہم پیچھے پھر پھر کے ان کو مسجد والا بناتے ہیں، جب تک ایک طبقہ یہ ذمہ داری نہیں محسوس کرے گا (اساں آپ لوگ نمازی ہیں واں مسجد ہین)...... تو پہلے ذمہ دار آپ ہیں کہ آپ یہ درد محسوس کریں کہ ہماری نسل جہنم کی طرف جارہی ہے، اور ان کو اللہ کے عذاب سے بچانے کے لئے ہم کوشش کررہے ہیں۔

یہ عمل اللہ کے غیبی نظام کو ساتھ کر دیتا ہے، پھر بھلا......

اللہ تعالیٰ کی تدبیر غالب رہتی ہے

انّھم یکیدون کیدًا. واکید کیدًا. فمھّل الکٰفرین امھلھم رُوَیْدًا.

یہ آیت اس وقت زندہ نہیں ہے، یعنی موجودہ عمل میں نہیں، کیا کہہ رہے ہیں اللہ تعالیٰ...... ''یہ بھی تدبیر کریں اور میں بھی تدبیر کر رہا ہوں'' جب اللہ تدبیر کرے گا کافروں کے خلاف، پھر کہو کون اللہ سے آگے بڑھ سکتا ہے؟......

قد مکرُوا مکرھُم وعِندَاللّٰہِ مکرُھم واِنْ کان مکرُھُم لتزُوْلَ منہُ الجِبال......

ان کا بھی مکر ایسا ہے کہ پہاڑ ٹوٹ رہے ہیں، پر ہمارے بھی تو ہاتھ میں زمین آسمان ہیں، ہم ان کے مکر کو چلنے نہیں دیں گے۔

تو میرے بھائیو! یہ تبلیغ کا کام آپ کے اپنے اوپر بھی احسان ہے، ساری فضاؤں میں دیکھو، سالوں جو مسجد سے متعلق نہیں ان کو آخرت کی بات سننے کو نہیں ملتی، پتا بھی نہیں کہ موت بھی کسی چیز کا نام ہے اور آخرت کی تیاری بھی کسی چیز کا نام ہے۔ تو ہم خود یہ ذمہ داری محسوس کریں کہ اپنے دین کو بھی بچانا ہے، اپنے ایمان کو بھی بچانا ہے...... اور اس پوری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے ایمان کو بھی بچانا ہے۔ جس رُخ پر یہ چل رہے ہیں ان کو ہلاکت کی طرف لے جائے گا اور اس ہلاکت سے بچانے کے لئے راستہ کوئی نہیں سوائے اس کے کہ یہ لوگ توبہ کریں، اگر یہ توبہ نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کا غیبی نظام ہمارے خلاف چلتا رہے گا۔

علاؤالدین کی بے وقوفی اور چنگیز خان کا ظلم

چنگیز خان کے قاصد پر ظلم کیا علاؤالدین خوارزم کے گورنر انیل حق کو لوٹ لیا۔ مال بھی لوٹ لیا۔ بندے بھی قیدی کر لیے تو چنگیز خان نے علاؤالدین کے پاس وفد بھیجا کہ یہ تیرے گورنر نے ظلم کیا ہے کہ ہمیں اس کی تلافی کرو، بے وقوف نے ایک قدم اور آگے بڑھایا، اس نے پورے وفد کو ہی قتل کرا دیا۔ ایک آدمی کو چھوڑا، اس کی آدھی داڑھی کاٹ لی،

آدھی مونچھیں کاٹ لیں، آدھی بھنویں کاٹ لیں، کہا جاؤ چنگیز کو میرا یہ جواب دے دو۔ تو وہ بیگال جھیل ہے روس میں، وہاں شکار کھیل رہا تھا۔ یہ پہنچا، تو اس نے کہا کہ یہ میرے ساتھ ہوا ہے۔ تو وہ ایک ٹیلے پر چڑھ گیا اور کہنے لگا کہ اے مسلمانوں کے خدا مجھ پر ظلم ہوا ہے، تُو تو میری مدد کر ان ظالموں کے خلاف۔ ایران میں جب وہ داخل ہوا ہے اور مسلمانوں کا لشکر آمنے سامنے ہوا ہے تو ایک اہل اللہ ان میں سے نکلے جہاد کے لئے تاتاریوں کے خلاف، تو دیکھا فرشتے کھڑے ہوئے ہیں چنگیز کے لشکر کے پیچھے اور کہہ رہے:

أَيُّهَا الْكَفَرَ اُقْتُلُوا الْفَجَرَ......

''اے کافروں کی جماعت ان ظالموں کی جماعت کو قتل کرو۔''

تو چنگیز وہ عذاب بن کے اُترا مسلمانوں پر کہ چالیس بڑے بڑے شہر جن کی آبادی بیس لاکھ سے متجاوز تھی اس نے ایسے برابر کر دیے آگ لگا دی، بامیان نہیں افغانستان میں بامیان! یہاں اس کا پوتا قتل ہو گیا لڑائی میں چغتائی، جو اس کا تیسرے نمبر کا بیٹا تھا: نائی اس کا بیٹا لڑائی میں قتل ہوا، تو جب وہ شہر فتح ہوا تو اس نے کہا کہ اس شہر کے کتے اور بلے بھی ذبح کر دیے جائیں، کوئی زندہ نہ چھوڑو...... معصوم بچے بھی ذبح ہو گئے اور مرد، عورت سب...... ورنہ پہلے ان کا طریقہ یہ تھا کہ جب شہر فتح ہوتا تھا تو نوجوان لڑکیوں اور نوجوان لڑکوں کو الگ کر کے غلام بناتے تھے، بوڑھوں کو قتل کر دیتے تھے، سامان لوٹ لیتے تھے۔ اس شہر میں یہ کیا کہ سب پہ تلوار چلا دی۔ کتوں بلوں کو بھی ذبح کر دیا۔ تو وہ قہر اللہ کی طرف سے نازل تھا۔ حکومتیں ٹوٹ گئیں۔

بنو عباس کی اینٹ سے اینٹ بج گئی......

ایران کی اینٹ سے اینٹ بج گئی......

ترکستان کی اینٹ سے اینٹ بج گئی......

افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بج گئی......

یہ دریائے سندھ تک آیا ہے چنگیز خان، دریائے سندھ کے کنارے آخری لڑائی ہوئی ہے جلال الدین اور چنگیز کے درمیان، تو اس میں شکست ہوئی مسلمانوں کو، تو یہ مشہور ہو گیا کہ اگر تاتاریوں کے بارے میں کوئی کہے کہ انہیں شکست ہو گئی تو کبھی نہ ماننا۔ ان کو

شکست ہو ہی نہیں سکتی۔

دعوت کی قوت کا ظہور

ترکی بھی بڑی طاقت بن گئے تھے کہ انہیں توڑنا ناممکن تھا، سیاسی طور پر یا مادی طور پر تو اللہ نے پھر تبلیغ کی طاقت کو ظاہر فرمایا اور اس دعوت کی طاقت کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر فرمایا۔ چنگیز خان مر گیا، اس کا بیٹا تھا جوجی تو اس کی سلطنت تھی، دوسرا بیٹا تھا اغتائی اس کو اپنا دارالخلافہ دیا قراقرم، وہ بھی صحرائے گوبی میں اور تیسرا بیٹا تھا چغتائی جس کو (Capital) اس نے ترکستان کی سلطنت دی اور چوتھا لڑکا تھا طلوئی جس کو اس نے ایران سے عراق تک کا یہ سارا علاقہ دیا، اور افغانستان ایران یہ سارا تو ہلاکو خان کا زمانہ تھا، ہلاکو یہ اس کا پوتا تھا چنگیز خان کا، جس نے عراق کو تباہ کیا اور مصر پر حملہ کرنے جا رہا تھا، اور مصر آخری ملک رہ گیا تھا مسلمانوں کے پاس، باقی سب ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ کہنے لگے، بس اب ہم ختم، لڑنے کی طاقت ہی نہیں تھی۔ تو اللہ تعالیٰ کا ایک نظام چلا، کچھ لوگوں نے اور ایک کتاب میں یہ بھی تھا کہ رکن الدین بیبرس جو مصر کا بادشاہ تھا اس نے کچھ علماء کو تاجروں کے بھیس میں بھیج دیا تاتاریوں میں کہ جاؤ ان کو تبلیغ کرو، کوئی مسلمان ان میں ہو جائے اور ہم میں کوئی طاقت نہیں ان سے ٹکر لینے کی تو بڑا بیٹا جوجی تھا اس کا پڑپوتا تھا برکا خان...... عباکا اور اس کا بیٹا برکا خان وہ اس وقت میں روس کا حکمران تھا تو یہ ترکستانی تاجر جو سودا بیچتے تھے ساتھ تبلیغ کرتے تھے، تو تاتاری خال خال مسلمان ہونے لگے۔ ان میں ایک وزیر تھا، بڑا آدمی تھا، برکا خان کا ہم نشین وہ مسلمان ہو گیا۔ اس نے برکا خان کو اسلام کی باتیں بتائیں۔

کہا: یہ باتیں تجھے کس نے بتائیں؟

کہا: یہ جو مسلمان تاجر آتے ہیں۔

کہا، اب یہ آئیں تو مجھے بتانا۔

تو ایک قافلہ آیا، اس کو لے کر گیا۔

کہا، تمہارا اِسلام کیا ہے؟

تو قرآن سنایا، تو وہ مسلمان ہو گیا۔ اس کے اسلام پر پوری جو روسی شاخ تھی ایک

دن میں ساری کی ساری مسلمان ہوگئی۔ تو وہ سارے مسلمان ہو گئے۔ ادھر ہلاکو خان نے چڑھائی کی مصر پر، آخر پیغام بھیجا کہ دیواریں گرادو، دروازے کھول دو، زمین پہ دو خاقان نہیں رہ سکتے۔ اگر یہ کروگے تو تمہاری جان بخشی ہو جائے گی۔ ورنہ نیل تمہارے خون سے سرخ کر دیا جائے گا۔ تو ادھر وہ لشکر لے کر نکلا ادھر اللہ نے ان کو ہدایت دے دی۔

تاتاریوں کی تلواریں آپس میں ٹکرا گئیں

تو ادھر جب اسے پتا چلا کہ وہ آ رہا ہے بیبرس کو، تو اس نے فوراً برکا خان کو خط لکھا، تو برکا نے اسی وقت اسے پیغام بھیجا کہ مصر پر حملہ سے پہلے تجھے مجھ سے نبٹنا ہوگا۔

وہ حیران ہو گیا کہ بھئی تجھ سے کیوں؟

تم نے قانون نہیں پڑھا، چنگیز خان کا کہ کبھی دو تاتاری آپس میں مت لڑیں۔

تو برکا خان نے جواب بھیجا، وہ بھی کافر تھا تو بھی کافر ہے، میں مسلمان ہوں۔ اب میرا تمہارا کوئی رشتہ نہیں۔ اب تو نے مصر پر حملہ کیا تو پہلے مجھ سے ٹکر لینی ہوگی۔ تو وہ نکل پڑا۔ تو جب وہ نہیں باز آیا تو برکا خان اپنے لشکروں کو لے کر نکلا اور ہلاکو سے بھڑ گیا۔ پچاس برس کے بعد پہلی بار تاتاری تلواریں آپس میں ٹکرائیں، تو اس کے پیچھے کام کیا تھا؟ چند تبلیغ والوں کا بغیر طاقت کے انقلاب آ گیا۔ یوں نہیں کہا: تمہارے پاس حکومت تو نہیں انقلاب کہاں سے لاؤ گے؟

انقلاب کا حقیقی مفہوم

انقلاب...... دیکھو انقلاب کے لفظ پہ غور کریں۔ انقلاب ہے قلب سے...... قلب، دل، دل کا پلٹ جانا، یہ ہے اصل معنی انقلاب کا۔ پھر اس کو مجازی طور پر استعمال کرتے ہیں۔ تختہ الٹ دیا، حکومت لے لی، سیاست میں آ گئے، اس کو انقلاب، حقیقی انقلاب ہے دل کا بدل جانا۔ دل کا یوں ہو جانا...... یہ اصل انقلاب ہے۔ جب دل اللہ کی طرف پھر جاتا ہے تو خود بخود انقلاب آ جاتا ہے۔ اور جب دعوت چلتی ہے، تبلیغ کا کام چلتا ہے تو اس طرح اللہ تعالیٰ دلوں کی زمین کو نرم کرتا ہے۔ تو بغیر کسی طاقت کے، اللہ تعالیٰ نے پوری اس قوم کو اسلام میں، او ٹکر لو...... اب دو ہاتھی، نہ یہ مرے نہ وہ مرے لیکن لڑائی میں

ہلاکو خان زخمی ہوا، وہ لڑائی سے تو نہیں زخمی ہوا وہ گھوڑے سے گر گیا، تو اس کا پاؤں رکاب میں اٹک گیا اور اللہ نے گھوڑے کو دوڑایا اور اس کا سر ٹکرایا پتھروں سے، کبھی ادھر کبھی اُدھر، اس میں وہ بدمعاش زخمی ہوا۔

یہ ہلاکو زیادہ ظالم اس لیے تھا مسلمانوں پر کہ اس کی بیوی ''دوکوزہ'' عیسائی تھی۔ اس کا جو سپہ سالار تھا ''قدبوغا'' وہ بھی عیسائی تھا۔ اس لیے عیسائیوں نے پوری کوشش کی کہ یہ چنگیز اور یہ ہلاکو خان اور یہ تاتاری نسل مسلمان ہو جائے جو فاتح ہیں اور وہ مفتوح اور مظلوم قوم کا دل لے کے آپس میں ٹکرا گئے۔ اور وہ لڑائی میں زخمی ہو کر بیالیس سال کی عمر میں مر کے جہنم واصل ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے چند دعوت دینے والوں کے بول کو اتنا پھل لگایا کہ پوری تاتاری نسل جو بڑے بیٹے کی تھی، وہ اسلام میں داخل ہوگئی۔ خود آگے رکاوٹ بن گئے ورنہ ہلاکو کو روکنے کے لئے مصر کے پاس کچھ نہیں تھا۔

ہلاکو خان کا اپنا تیمور تغلق، اس کی نسل میں وہ جلال الدین تھے رشید الدین کے والد...... انہوں نے اسے دعوت دی۔ وہ کہنے لگا کہ ابھی تو میں ولی عہد ہوں، جب بادشاہ بنوں تو پھر آنا۔ ہاں یہ چغتائی نسل میں تھا یہ، تو جب وہ مرنے لگے تو ابھی وہ بادشاہ نہیں بنا تھا۔ تو انہوں نے کہا کہ بیٹا میں تو مر رہا ہوں، جب تیمور تغلق بنے نا بادشاہ، اس کو میرا پیغام دینا۔ تو یہ جب تیمور تغلق بادشاہ بنا تو یہ وہاں سے چلے اس کا Capital دارالخلافہ تھا، یہ منگولیا کے قریب کہیں، تو وہاں اس نے پہنچنے کی کوشش کی۔ کوئی راستہ نہیں ملا، تو ایک رات فجر سے پہلے وہاں محل کے نزدیک اس نے اذان دی زور سے۔

تو بادشاہ کی آنکھ کھلی تو اس نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ کون اتنے زور زور سے شور مچا رہا ہے؟ پکڑ کے لاؤ۔

تو وہ درویش......

کہا: کون ہے؟......

تو کہا میں رشید الدین، جلال الدین کا بیٹا۔

کہا کیسے آئے ہو؟......

کہا، آپ نے کہا تھا میرے باپ سے کہ جب میں ولی عہد ہو جاؤں تو مجھ سے آ

کے مل لینا۔

مروانا ہے تو مروادے، کروانا ہے تو کروادے

کہا، ہاں ہاں! بتاؤ اسلام کیا ہے؟

دعوت دی...... مسلمان ہو گیا...... مسلمان ہوتے ہوئے ایک وزیر کو بلایا کہ بھائی میں مسلمان ہو گیا ہوں، تو کیا کہتا ہے؟

اس نے کہا میں تو پہلے سے ہوا پڑا ہوں تیرے ڈر سے نہیں بتایا۔ چار وزیر تھے اس کے، ایک مسلمان ہوا پڑا تھا تین اور تھے، تینوں کو بلایا، انہیں دعوت دی تینوں مسلمان ہو گئے۔ چار مسلمان ہو گئے......

پھر اپنے سالار کو بلایا، کہا بھائی میں تو مسلمان ہو گیا تو کیا کہتا ہے؟

اس نے کہا کہ جی میں زبان کا بول نہیں سمجھتا، تلوار کا بول سمجھتا ہوں۔ یہ مجھ سے لڑے جو آپ کو اسلام کی دعوت دینے آیا ہے، مجھے یہ زیر کر لے تو میں مسلمان ہو جاؤں گا، نہیں کرتا تو نہیں ہوں گا۔

انہوں نے کہا کہ یہ تو کوئی بات نہیں، ایک عقلی چیز کو تم تلوار سے سمجھنا چاہتے ہو؟

کہا، تو بس میرے پاس اور کوئی راستہ نہیں سمجھنے کا۔

تو رشید الدینؒ کہنے لگے کہ جی میں لڑوں گا اس سے۔

کہا، بھئی مارا جائے گا...... یہ تو جن ہے، یہ ساری زندگی گزری ہے لڑائیوں میں...... تو کون لڑے گا اس سے؟ کہا کہ میں لڑوں گا اس سے۔ اگلا دن طے ہو گیا۔ شہر میں منادی ہو گئی۔ انہوں نے رات اللہ سے مانگا۔ ''تیرے کام کو آیا ہوں، مروانا ہے تو مروا دے، کروانا ہے تو کروا دے۔''

ایک مکّے سے اسلام سمجھ آ گیا!

اگلے دن شہر کا تھا...... بادشاہ وہ لوہے کی دو زرہیں پہن کر آیا اور ہاتھ میں تلوار...... اِن کے ہاتھ کچھ بھی نہیں۔ خالی ہاتھ۔ وہ دونوں ہاتھوں میں تلوار۔ جب مقابلے میں آیا تو یہ خالی ہاتھ...... کہا یہ لو ایک تلوار۔ تو انہوں نے اُلٹے ہاتھ سے تلوار لی اور سیدھے

ہاتھ سے یوں اُس کے سینے پر مُکا مارا...... اللہ...... اور وہ جو اس کو مکا لگا ہلکا سا، تین قلابازیاں کھا کر گرا زمین پر، بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش آیا تو کہنے لگا، بس مجھے ایک مکے سے اسلام سمجھ آ گیا، زیادہ کی ضرورت کوئی نہیں۔ تو اس بادشاہ کے ہاتھ پر دس لاکھ تاتاری مسلمان ہوئے، منگولیا میں اس کی قبر اب بھی موجود ہے۔

اس کی قبر پر یہ سارا کچھ لکھا ہوا ہے، شاہِ تاتار جس کے ہاتھ پر دس لاکھ تاتاری مسلمان ہوئے، تو وہ چند لوگ کتنا بڑا احسان کر گئے مسلمان اُمت پر جو تبلیغ کرتے تھے۔ اگر وہ تاتاری مسلمان نہ ہوتے تو دنیا کی کوئی طاقت ان کو زیر نہ کر سکتی تھی۔ تین تین دن بغیر کھائے پیے گھوڑے کی پشت پر دوڑتے چلے جائیں، زیادہ پیاس لگتی تو ایسے گھوڑے کی پشت پر خنجر مارا، خون نکلا، وہ پی لیا۔ یہ ان کا پانی تھا۔ ایسی قوم سے کون ٹکر لے سکتا تھا؟...... اللہ نے ان کو مسلمان کر دیا، اور اب تاتارستان میں ایک بھی کافر نہیں۔ سارے تاتاری آج بھی مسلمان ہیں، روس میں جو رہتا تھا تاتارستان۔ تو بھئی ہم تبلیغ کے کام کی گہرائی کو سمجھیں۔ اللہ نے اس امت کو بڑا عظیم الشان کام دیا ہے۔ آپ اپنی تو ہر کوئی گزار کے چلا ہی جائے گا، کیوں نہ اس طرح گزرے کہ بعد میں آنے والی نسلوں کے لئے دھرتی پہ ہم احسان کر کے جائیں اور ہمارے لیے نامۂ اعمال کھلا رہے۔ بعد میں ہمارے لیے ثواب کے سلسلے چلتے رہیں۔ اس میں اپنے ایمان کی بھی حفاظت ہے، باہر کی فضا تو دیکھ۔

نماز کی قوت کو سمجھیں

تو اس لیے بھائی گزارش یہ ہے کہ آپ خود اپنے طور پر مسجد میں نماز پڑھ لیں تو یہ بھی ٹھیک ہے لیکن اگر ختم نبوت سے مناسبت ہے تو یہ سوچیں کہ اور کتنے ہیں جن کو مسجد میں لانا ہے...... اپنی گلی میں سوچیں کتنے لوگ ہیں جو مسجد میں آتے ہیں، کتنے نہیں آتے!! جو نہیں آتے ان کو سلام کرنا، اپنی اپنی گلی میں آپ دیکھیں، اپنے گھر میں دیکھیں۔ میرے گھر میں کتنے نماز پڑھتے ہیں، کتنے نہیں پڑھتے......! ان کو کیسے نماز پہ لاؤں؟...... میری گلی میں کتنے نماز نہیں پڑھتے، یہ پہلے اور بعد نہیں کہ پہلے گھر والے اور بعد میں۔ سب ایک ہی وقت میں، گھر والوں پر بھی ہو، باہر والوں پر بھی ہو، ساتھ والوں پر بھی ہو، برابر والوں پر بھی ہو، یہ بھی سنت ہے۔ دیکھیں ہمارا ہے نا ایک غلط بات کہ پہلے اپنے گھر والوں کو سمجھاؤ پھر اوروں کو سمجھاؤ،

گھر والوں کو بھی سمجھاؤ پہلے کا لفظ نہیں۔ گھر والوں کو بھی اوروں کو بھی...... اس لئے کہ اگر یہ بات ہوتی تو جب تک بنو ہاشم مسلمان نہ ہوتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو تبلیغ نہ کرتے۔

بنو ہاشم کے دو مسلمان

بنو ہاشم میں صرف دو آدمی مسلمان ہوئے مکی زندگی میں، ایک حضرت علیؓ، ایک حضرت عباسؓ۔ اور ایک حضرت عقیلؓ، اور حضرت حضرت جعفر رضی اللہ عنہم چار جو مشہور آدمی ہیں۔ بنو ہاشم، آپ کا خاندان، آپ کے خاندان کے مسلمان چچا میں حمزہؓ و عباسؓ دو آدمی، چچا باقی کوئی مسلمان نہیں ہوا۔ تو اگر یہ ہوتا نا، کہ تبلیغ پہلے گھر والوں کو کرو، پھر پڑوسیوں کو کرو، پھر محلے والوں کو، پھر شہر کو کرو، پھر ملک کو کرو، پھر جہان کو کرو...... تو پھر آپ ﷺ ساری زندگی مکہ میں رہتے مدینہ نہ جاتے۔ مکہ میں کل ڈھائی سو آدمی مسلمان ہوئے اور آپ ﷺ مکہ چھوڑ کے مدینے چلے گئے۔ پھر دوسری بات کیا تھی، پھر خاندان ہے...... پھر قبیلہ...... تو پھر آپ قریش کو دعوت دیتے...... قریش مسلمان نہ ہوتے تو پھر آپ کسی اور کو دعوت نہ دیتے۔ یہ بات نہیں ہے۔ ہدایت اللہ کے ہاتھ میں ہے، کیا پتا اللہ کسی کو ہدایت دیدے، سب پہ محنت تو کرو۔ خدانخواستہ اولاد کی مقدر میں نہیں ہے، پڑوسی کی اولاد کے مقدر میں ہو، اس کو نہ ملے اس کو تو مل جائے۔

پھر تو نوح علیہ السلام تبلیغ کر ہی نہیں سکتے تھے، ان کا بیٹا تو آخر تک مسلمان نہ ہوا، تو کہتے میں کیسے اوروں کو بات کروں، میرا تو بیٹا ہی مسلمان نہیں۔ اپنی بیوی مسلمان نہیں تو کہتے اپنی بیوی مسلمان نہیں، پہلے اپنی بیوی کو مسلمان کروں پھر اوروں کو۔ کیونکہ کسی کو ٹھیک کرنا ہمارے ذمے نہیں، ہاں ٹھیک کرنے کی محنت کرنا ہمارے ذمے ہے۔ جیسے ڈاکٹر کسی کو ٹھیک کر نہیں سکتا، ہاں ٹھیک کرنے کی محنت کرنا اس کے ذمے ہے۔ شفاء نہیں دے سکتا۔ شفاء تک پہنچانے کی محنت کرنا اس کے ذمے ہے۔ دوائی دے، نسخہ دے، پھر بدلے، پرہیز بتائے، آپریشن کرے، لیکن شفاء وہ اوپر سے آئے گی۔ تو ہمارے ذمے ہے کہ ہم محلے پر، گھر پر اور پڑوسیوں پر محنت کریں۔ پتہ نہیں کس کو اللہ پہلے ہدایت دیدے۔

تو آپ بلال ﷺ کی سنو، حضرت بلال، حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے

کہ یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے ہدایت اپنے ہاتھ میں رکھی، اگر ہوتی تیرے نبی کے پاس تو پہلے بنو ہاشم کو دیتا، پھر قریش کو دیتا۔ پتا نہیں بلال کا نمبر آتا کہ نہ آتا۔ پہلے بنو ہاشم لیتے، پھر قریش لیتے، پھر مکے والے لیتے، پھر عرب لیتے پتا نہیں بلال کا نمبر آتا کہ نہ آتا۔ میرے مولا تیرا کرم ہے کہ تو نے اپنے ہاتھ میں رکھی۔ جسے چاہا دے دیا، وحشی کا آپ ﷺ نے قتل کا حکم دیا، جہاں ملے قتل کر دو...... وہ کلمہ پڑھ کے مسجد میں آ گیا...... اور عبداللہ بن ابی صرح، انہوں نے، یہ پہلے اسلام لے آئے پھر مرتد ہو گئے، اور آپ ﷺ کی شان میں بڑی گستاخی کی، تو آپ ﷺ نے اعلان کیا مکے میں، جہاں ملے قتل کر دیا جائے۔ یہ تھے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی، ان کے پاس آئے کہ خدا کے لئے میری مدد کرو، میں توبہ کرتا ہوں۔ اب جو آئے تو کہا، یا رسول اللہ! یہ عبداللہ آیا ہے تائب ہو کر۔ اس کی بیعت فرما لیں۔ آپ ﷺ خاموش رہے، پھر کہا...... پھر کہا...... تو آپ ﷺ نے بیعت فرما لی۔ لیکن پھر ساتھ ہی فرمایا تم میں کوئی نہیں تھا جو اس کی گردن اڑا دیتا؟...... تو انہوں نے کہا یا رسول اللہ! آپ ﷺ نے اشارہ ہی نہیں کیا۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نبی کے لئے حلال نہیں کہ اس کی آنکھ خیانت کرے۔ لیکن جب تم دیکھ رہے تھے کہ میں اس کی بیعت نہیں کر رہا، تو تم آ جاتے، صفایا کر دیتے۔ لیکن وہ جو اندر سے تائب ہو گئے تھے، وہ کس مقام پر پہنچے؟...... شمالی افریقہ کے پہلے فاتح، وہ ہیں، عبداللہ بن ابی صرح...... پہلا صحابی شمالی افریقہ میں جس نے قدم رکھا، وہ عبداللہ ہے۔ اور مصر کے گورنر تھے، صبح کی نماز پڑھا رہے تھے، فجر کی نماز، السلام علیکم ورحمۃ اللہ دوسری طرف پھیرنے لگے اور ساتھ ہی مر گئے۔

محنت میں عظمت ہے

اس طرح اللہ کی بارگاہ میں پہنچے۔ پتہ نہیں کس کے مقدر میں ہدایت ہے۔ تو اپنے گھر پر بھی محنت کرنی ہے کہ میں بھی اللہ کے حکم پہ چلوں، میرے بھائی، میری بہن، میری ماں، میرا باپ، یا میاں کہے میری بیوی، میرے بچے، پڑوس پر بھی، محلے پر بھی، شہر پر بھی، ملک پر بھی بیک وقت، تو روزانہ کی محنت ہے اپنے گھر پر...... گھر میں تعلیم کریں، یہ گھر کے لئے محنت...... محلے کا گشت کریں یہ محلے کی محنت...... تین دن کے لئے باہر جائیں، یہ اپنے اطراف پر...... اپنے شہر پر محنت...... چلّے، چار مہینے پھریں، یہ پورے ملک پر محنت ہے چلّے

چار مہینے کی...... سال کے لئے باہر کے ملکوں میں جائیں، یہ ساری دنیا پر محنت ہے۔ سات مہینے کے لئے، سال کے لئے...... یہ نظامِ محنت ہے، اس ساری تبلیغ کی جتنی بھی نقل و حرکت ہے اور یہ اس چیز کے گرد گھوم رہی ہے کہ ہر شخص کو محنت کرنے والا بنایا جائے کیونکہ کوئی انجکشن نہیں کہ لگا دیا جائے تو جنید بغدادی بن جائے۔ ایسا کوئی انجکشن نہیں، تو کسی ولی کی اولاد فاسق نہ ہوتی...... کسی نبی کی اولاد میں کوئی کافر نہ ہوتا...... لوط علیہ السلام جیسا اولوالعزم پیغمبر، بیوی کافر...... جو نہیں لے گا اللہ دے گا؟...... جو لے گا اللہ ضرور دے گا...... اس تک ہدایت پہنچائے گا اللہ تعالیٰ، لیکن طلب ہو...... اگر طلب نہیں تو کوئی نہیں دے سکتا۔ زمانہ جہالت ہے، ایک نظر پائی۔ تے بیڑا پار کردتا......

دین کو اتنا ستا نہ سمجھو

ایک نظر پانے سے ڈاکٹر تو بنتا نہیں، ہو جائے گا...... ایک نظر ڈالی اور ڈاکٹر بنا دیا...... اگر کوئی یوں کہے تو یہ بات مانی جائے گی؟...... ایک نظر ڈالی اور اسے انجینئر بنا دیا...... گوڈے جڑ جاتے ہیں پڑھ پڑھ کے تب بھی ڈاکٹر نہیں بنتا۔ متقی بننا کوئی اتنا آسان کام ہے کہ ایک نظر ڈالی اور متقی بنا دیا؟...... اللہ کا محبوب بننا یوں ہوتا ہے؟...... یہ دین کی عظمت کے نہ ہونے کی وجہ سے یہ ہے۔ ادھر سلام پھیرا تو سب کو عالم بنا دیا...... ادھر سلام پھیرا تو سب کو حافظ بنا دیا......!!

میں آکھیا ایڈا سوکھا کم، ساڈے ترھی سال ہو گئے گوڈے نال جڑ گئے، ہالی تے اَسی علم نہیں حاصل کر سکے، انہا اِنا ہی سوکھا بنڑا دِتا؟...... این ویکھیا تاں سارے ہی عالِم، اڈے ویکھیا تاں سارے ہی حافظ...... یہ قرآن کی عظمت کوئی نہیں دل میں، نہ علم کی عظمت ہے۔ میں جب کالج پڑھتا تھا نا، تو میں سمجھتا تھا چھ مہینوں میں آدمی مولوی بن جاتا ہوگا۔ پھر جب تیس برس گزرے، اب بھی نہیں بنے۔ تو یہ عظمت ختم ہوئی پڑی ہے کہ محنت کا دستور ہی کوئی نہیں، کہ بس جی ایک نظر دیکھو بس جی، سانوں تاں نظر چاہی دی اے خدا کے بندے خود بھی تاں دھکے کھا...... اولاد کے پیچھے پڑے چلو سکول، چلو سکول، چلو سکول...... لے جاؤ کسی اللہ والے کے پاس، جی اک نظر پاؤ ڈاکٹر بنڑ جاوے...... کبھی کہا؟...... بتاؤ! کسی نے نہیں کہیا، اے جی میاں صاحب! اک نظر پا دیو، بس اے انجینئر بنڑ جاوے۔ ہو سکتا ہے یہ

نہیں؟......اللہ کر سکتا ہے......اللہ کر سکتا ہے......لیکن اللہ پاک کی سنت ہے محنت کے ساتھ جوڑا ہے، اگر آپ محنت نہیں کریں گے کیونکہ اللہ دے سکتا ہے، اللہ نبی کو، جو نبی بناتا ہے تو وہ محنت نہیں کرتا۔ نبی، نبی بننے کی محنت کوئی نہیں کرتا۔ بس اللہ چن لیتا ہے۔ چل، تو میرا نبی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام آگ لینے جا رہے ہیں کہا چل تو میرا نبی ہے چل......اللہ کو قدرت ہے۔ لیکن اللہ کا ایک دستور ہے ہمیں گھر بیٹھے روٹی نہیں دے سکتا۔ کیا مشکل ہے؟ جنت میں جو کھلائے گا۔ وہاں ایک آدمی کا قد......میرے خیال میں اس گنبد کے برابر تو سر ہوگا۔ ساٹھ ہاتھ جو قد ہوگا، ساٹھ ہاتھ اور ہاتھ ہوتا ہے نا، جو ہاتھ ''زراع''، شرعی پیمانہ ہوتا ہے ''زراع'' پچیس انچ کا ہوتا ہے، پچیس انچ دو فٹ اور ایک انچ......تو کتنا ہو گیا یہ، ایک سو تیس فٹ تقریباً۔ ایک سو تیس فٹ جس کا قد ہو تو اس کا معدہ کتنا بڑا ہوگا؟ منہ کتنا بڑا ہوگا؟ پھر وہ کھاتے ہوئے پاخانہ کوئی نہیں......پیشاب کوئی نہیں......کوئی ہاجمولا، کوئی چورن، کوئی پھکی کوئی نہیں......کوئی کارمینا کوئی نہیں، جو کھایا فوراً ختم، جو کھایا فوراً ختم......اگر وہ ایک کروڑ سال کھاتا رہے، کھانے کی لذت ختم نہیں ہوگی، پیٹ کی طلب ختم نہیں ہوگی۔ نہ جبڑا تھکے، نہ دانت ٹوٹے، نہ زبان کٹے، اتنا تو نظام چلایا اور بٹھا کے کھلا رہا ہے۔ یہاں کہتا ہے روٹی لینی ہے تو محنت کرو۔ یہاں بھی کر سکتا ہے، یہاں کیوں نہیں کیا؟......کہ

لو بسط اللّٰہ الرّزق لعبادہٖ لبغوا فی الارض.....

اگر میں تمہیں بیٹھے بٹھائے کھلاؤں، تم سارے ہی فرعون بن جاؤ۔ ابھی تو کوئی کوئی فرعون ہے، پھر تم سارے ہی فرعون بن جاؤ۔ اس لیے کہا، جاؤ کرو محنت، دے گا اللہ کرو محنت۔ اگر ہم بیج ڈال دیں تو کوئی ہے دنیا کی طاقت جو اس میں سے کونپل نکال دے؟ درخت بن کے اس میں سے پھل نکال دے، کتنی بڑی طاقت ہے کہ لکڑی سے مزے دار گودے والا آم نکال دیتا ہے......کتنی بڑی طاقت ہے اس کی کہ ایک پتلی سی شاخ سے اتنا بڑا تربوز نکال دیتا ہے، اور اس میں سرخ رنگ بھر دیتا ہے۔ اتنا لمبی بوتل گنے کی کھڑی کر کے اللہ اس میں شربت بھر دیتا ہے......تین سال تک ایک ہی بیج چلتا ہے...... یہاں بڑی سے بڑی کمپنی بھی شربت بنا کے لکھتی ہے، ایکسپائری ڈیٹ **Expiry Date** یہ ہیں، اس کے بعد یہ **Expire** ہو جائے گا۔ لے بھائی یہ پورا سال، بارش بجلی، گرج، چمک میں

کھڑے ایکسپائر ہی نہیں ہوتا۔ جب تو ڑو رس ٹپکائیے، آپ حلوہ بنائیں گے تو دو گھنٹے بعد ٹھنڈا اور خراب، چار گھنٹے گزریں گے تو کیڑے پڑ جائیں گے۔ اللہ نے کیلے میں حلوہ پکا کے رکھ دیا ہے، چل بھائی جب مرضی کھا، داغ والا بھی کھائیے، بے داغ بھی کھائیے، کیسا حلوہ رکھا ہوا ہے اس میں؟ تو بھائی کیلے میں سے ایسا گودا نکل سکتا ہے۔ انسان عاجز ہے۔ تو جو اللہ اتنی طاقت سے یہ نظام چلا رہا ہے تو ہمیں بھی بٹھا کے دے سکتا ہے۔ کہا نہیں جا کے کوشش کرو، اس میں بھی تمہارا امتحان ہے تا کہ حرام سے بچو حلال ہو، ایسے اللہ سب کو ہدایت دے سکتا ہے۔ پر دین کو ایسا ستا تو نہ سمجھو کہ بس نظر سے ہی کام بن گیا، طلب کے بغیر۔

طلب کے بغیر ہدایت نہیں ملتی

حضور ﷺ سے بڑی طلب کس کی ہوگی؟ نظر کس کی ہوگی؟ حضور ﷺ سے بڑی نظر کس کی ہوگی؟ ...... ابوطالب پہ آپ کی کتنی نظر پڑی؟...... ابوطالب پہ کتنی نظر پڑی؟......اور آخر وقت کہا، اچھا ایک دفعہ کہہ

یا عم انت فقلها احاجّ لک بها عند اللّٰہ یوم القیامة......

ایک دفعہ سنا دے، باقی میں جانوں میرا اللہ جانے، اور جواب کیا آیا؟

فاصدع بامرک لم تصیبک صبابةٌ
ولقد صدقت و کنت قبل امینا
وقد علمتُ بان دین محمد
من خیر ادیان البریّة دینا
لو لا الملامة او جوار مصبة
لو جدتنی سمِحًا بواک مُبِینا

اوہو، کیا کہا؟......

اے بھتیجے! کھل کے کہہ جو تو کہتا ہے، تو پہلے بھی سچا تھا، تو آج بھی سچا ہے۔ مجھے پتا ہے تیرے دین جیسا دنیا میں کوئی دین نہیں ہے۔ اگر میں نے تیرا کلمہ پڑھا تو قریش کی عورتیں طعنے دیں گی کہ بھتیجے کے پیچھے لگ گیا، میں نہیں پڑھوں گا۔

نماز میں کتنی لذت ہے

طلب نہیں تھی تو رسول اللہ ﷺ کی نظر نے بھی کام نہیں کیا۔ میرے بھائیو! محنت کرو محنت، اللہ کے واسطے، اپنے وجود پہ محنت کریں کہ اس میں سے نافرمانی کا شوق نکل جائے۔ فرمانبرداری کا شوق پیدا ہو جائے۔ اپنی نمازوں پر محنت کریں کہ اللہ اکبر کے بعد اللہ کا دھیان ہو، کسی اور کا دھیان نہ ہو۔ جس دن آپ کو یہ نماز نصیب ہو گئی، اللہ کی قسم دنیا کی بڑی سے بڑی لذت آپ بھول جائیں گے۔ کیا لذت ہے دنیا کے نظاروں میں، جو نماز کے نظاروں میں لذت ہے۔ کہ جب آپ اللہ اکبر کہیں اور آپ کے دل کا تار اللہ سے جڑ جائے اور عرش کے دروازے کھل جائیں اور جنت کی حوریں دروازوں پر آ جائیں اور آپ کی الحمدللہ عرش پہ پہنچے اور اوپر سے اللہ کا جواب آئے "حَمِدَنِیْ عَبْدِیْ" ...... اور ٹیلی فون پہ مکالمہ شروع ہو جائے، اِدھر بندہ بولا اُدھر رب بولا، ادھر بندہ بولا اُدھر اللہ بولا...... اگر یہ کروڑواں حصہ بھی ذرّے کا نصیب ہو گیا تو ساری کائنات آپ کو مٹی کے کھلونے نظر آئیں گے۔ ہم تو لٹے ہوئے مسافر ہیں۔ پچاس سال میں ایک بھی ایسی نماز حاصل نہیں ہوئی، نماز تو چھوڑو ایک رکعت، ایک رکعت چھوڑو ایک سجدہ بھی آج تک ایسا نہیں۔ اس لئے بھائیو محنت کرو اللہ کے واسطے اپنے ذکر پر وہ محنت کریں کہ جب آپ "اللہ" کہیں پورا منہ مٹھاس سے بھر جائے، جیسے شہد کی مٹھاس اور گلاب جامن سے جیسے منہ میٹھا ہو جاتا ہے۔ کہیں "اللہ" تو آپ کا منہ ایسا میٹھا ہو جائے۔ "اللہ" ...... اس میں وہ مٹھاس ہے جو کائنات کی کسی شے میں نہیں۔ ٹھنڈا ہو جاتا ہے دل، جیسے کسی نے تپتی، بھڑکتی آگ میں پانی ڈال دیا ہو۔ ایسے گناہوں کی اندر آگ بجھ جاتی ہے، اگر اللہ کے نام کو لینے کا سلیقہ آ گیا اور بتاؤں جسے ایسا اللہ کا ذکر کرنا آ گیا، وہ قیامت کے دن اللہ کے عرش کے سائے کے نیچے ہو گا۔

ورجلٌ ذکر اللہ خالیا ففاضت عیناہ......

وہ اللہ کا بندہ جس نے تنہائی میں بیٹھ کے اللہ کو یاد کیا اور اس کی محبت میں رو رہا، سب سو رہے وہ رو رہا...... وہ سونے کی لذت لے رہے یہ رونے کی لذت لے رہا...... وہ بیوی کے پہلو کی لذت لے رہے یہ مصلے کے پہلو کی لذت لے رہا...... اُس کو گانے میں لذت اِس کو قرآن میں لذت...... کوئی کرے تو سہی...... بڑی لٹی ہوئی قوم ہیں ہم۔

سب کچھ لٹا بیٹھے۔تو میرے بھائیو یہ تبلیغ کا کام احسان ہے اپنے اوپر اور جو یہ باہر پھر رہے ہیں ہماری نسل،تو چار مہینے، یہ مسجد سے شروع ہو رہا ہے۔ مسجد میں بھی کام کریں تاکہ محلے کی فضا بدلے کتنے نوجوان ہیں جو مسجد سے ٹوٹے پڑے ہیں،صرف جمعے کے دن یہ مسجد بھری ہوئی، جب بھی جمعہ پڑھانے کا موقع ملتا ہے تو میں یہ بات ضرور کرتا ہوں کہ آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں۔آسمان سے گرے ہیں زمین سے نکلے ہیں کہ جمعے میں تو وہاں تک بیٹھے ہوئے ہیں اور جمعے کے علاوہ نظر ہی نہیں آتے۔ یہ کیا ہے؟ صرف جمعہ فرض ہے؟ صرف اللہ نے جمعہ فرض کیا ہے؟ باقی چھٹی دے دی ہے؟ کیا آٹھ دن میں ایک دن اللہ کا رزق کھاتے ہیں، باقی آٹھ دنوں میں کچھ نہیں کھاتے؟ تو لہٰذا ایک ہی نماز ہے۔

اللہ کا رزق تو چوبیس گھنٹے کھا رہے ہیں۔ ہوا، کرنیں، شعاعیں، پھول، مہک، جانور، دودھ، کیا کچھ لے رہے ہیں،تو بھائی مسجد کی محنت یہ ہے کہ گلستان کالونی میں کوئی بھی بے نمازی نہ رہے۔باقی یہ کہ روزانہ اپنی مسجد میں ٹائم دیں۔ ہر ہر نمازی ٹائم دے،اور ہر ہر نوجوان، بوڑھا دے اور تین دن کے لئے باہر نکلیں تاکہ اپنے شہر کے گرد، شہر کی فضا میں دین آئے، پھر چار مہینے، چلہ، پورے ملک کے لیے ہے۔ پاکستان میں ایسے خطے موجود ہیں جہاں کسی کو پتا نہیں نماز کہتے کسے ہیں۔ایک جماعت آئی تھی، بلوچستان میں کام کر کے انہوں نے ہمیں سنائی کارگزاری کہ ہم نے کوئی دواڑھائی سو میل کے ایریے میں ہم نے سفر کیا، ایک آدمی کو بھی کلمہ نہیں آتا تھا۔ایک آدمی کو بھی کلمہ نہیں آتا تھا۔اور یہاں جو بلوچ رہتے ہیں، مری بلوچ...... یہ کلو کا علاقہ یہاں جو پہلی پہلی جماعتیں چلیں،تو انہوں نے نماز پڑھی تو وہ دیکھتے تھے کہ ان کو کیا ہوا۔ان کی عورتیں کہنے لگیں،ان کے پیٹ میں درد ہے۔ ہاتھ پیٹ پہ باندھ کے کھڑے ہوئے ہیں۔کہاان کے پیٹ میں درد لگتا ہے۔

ان تک پہنچنا، چلہ، چار مہینے یہ ایسی جگہوں پر، ان کے لئے ہیں۔آپ بلوچستان میں جائیں لوگ اب بھی وہاں غاروں میں رہتے ہیں۔ وہ فقر ہے، غاروں میں، غاروں میں گھر ہیں، وہ بڑی شریف طبیعت کے مالک ہیں۔کوئی ان میں پلیدی، جیسے ہمارے ہاں، اس سے ٹی وی سے اور ڈش سے جیسے ہمارے ہاں فحاشی آ گئی، وہاں یہ بھی نہیں۔حیا والے لوگ ہیں۔ان کا پتا کوئی نہیں، کسی نے ان کو بتایا ہی کوئی نہیں۔تو یہ باہر اور پھر اللہ تعالیٰ

اور مدد دیتا ہے۔ امریکہ میں جائیں، افریقہ میں جائیں، پوری دنیا میں جا کر جہنم کے راستے سے ہٹا کر جنت کے راستے پر ڈالیں۔

اس لئے بھائی ہم وقت مانگ رہے ہیں۔ آپ بھائی اس کے لئے ارادے کریں۔ ہر مہینے میں تین دن کے لئے اپنی جماعت کا ایک نظام بنائیں۔ ہماری ہر مہینے باقاعدگی سے ہماری جماعت نکلے، تو کچھ نہ کچھ تو بن ہی گیا ہے کہ چلو ہر ہفتے چلو، ایک آدھ تو نکل ہی جاتا ہے۔ پہلے تو مہینے میں صرف ایک جماعت جاتی تھی، اب ہم گذارش کر رہے ہیں کہ ہر ہفتے نکلے۔ بعض اوقات ایک آدمی کو عذر ہوتا ہے تو چلو اگلے ہفتے جماعت جا رہی ہے تو اس کے ساتھ چلا گیا۔ اس میں بھی عذر ہے تو اس سے اگلے ہفتے جماعت جا رہی ہے تو اس میں چلا گیا۔ یعنی کسی ہفتے وہ نکل سکتا ہے اگر نکلنے کا نظام موجود ہے۔ تو اوروں کے محسن اعظم ہیں وہ لوگ جو اوروں کے پیچھے جا جا کر ان کو اللہ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ تو بھی ہم وہ غفلت میں نہ مر جائیں۔ اللہ کو ساتھ لے کر مریں۔ اس کے لئے بتاؤ بھائی کون تیار ہے، جن کے چار مہینے چلے نہیں لگے ہوئے وہ تو اس کے ارادے فرمائیں۔ باقی اپنے ہفتے طے کرلیں۔

ایک نوجوان کی محنت کا حیرت انگیز ثمر

کسی نے خط لکھا رائیونڈ، اس وقت میں رائیونڈ پڑھتا تھا اور خطوط کے ترجمے کیا کرتا تھا جو عربی میں خط آتے تھے اور ترجمہ کر کے آگے جا کے مشورے والوں کو بتاتا۔ تو اس کا خط آیا کہ میں یہاں آ گیا ہوں سان فرانسسکو، اکیلا ہوں۔ کوئی مسلمان بتاتا بھی نہیں کہ میں مسلمان ہوں۔ تو میں یہاں کیا کروں؟...... اس کی عمر وہ تھی کہ وہاں اس کے ضائع ہونے اور گمراہ ہونے کے جو امکانات تھے وہ ۹۹ فی صد تھے۔ سان فرانسسکو تو وہاں امریکہ کی سب سے زیادہ برائی ہوتی ہے۔ دو سال پہلے ہماری جماعت گئی، وہاں آٹھ دن ہم نے وہاں کام کیا، تو یہاں سے اس کو جواب گیا کہ آپ جب جاتے ہیں یونیورسٹی میں تو وہاں اذان دے کے باجماعت نماز کی کوشش کریں۔ کوئی نہ شریک ہو تو آپ اذان دیں اور نماز پڑھیں۔ جو آپ کے ساتھ نماز میں شریک ہوں پھر آپ ان کو تبلیغ کے کام کی دعوت دیں۔ اس کام کی اہمیت بتائیں۔ دو نمازیں اس کی آتی تھیں ظہر و عصر، اس نے وہاں آذان دینی شروع کر دی۔ اذان دے نماز پڑھے۔ چند دنوں کے بعد کچھ اور عربوں کو غیرت آئی،

نوجوان جو وہاں پڑھ رہے تھے تو ایک دو نمازی بن گئے۔ جماعت شروع کر دی۔ اب وہاں انہوں نے نماز کا گشت شروع کر دیا۔ تین چار مہینے کے اندر اس نے ایک جماعت تیار کر لی تین دن کی وہ تین دن دو دن ہفتہ اتوار جو چھٹی ہوتی ہے وہ اپنا وہ کیروان ملتے ہیں، پورا گھر اس میں ہوتا ہے۔ وہ گاڑی کے پیچھے باندھا، کیونکہ نہ وہاں کہیں مسجد اور نہ کوئی سننے والا، تو پیچھے باندھا اور جماعت کو نکالا۔ آٹھ برس وہ لڑکا وہاں رہا پڑھائی کے لئے، شروع میں اس کے ساتھ یہاں تک ہوتا تھا کہ جب وہ عربوں کو، نوجوانوں کو جاتا نا بات کرنے، تو وہ جو شراب پی رہے، ہوتے نا، وہ یوں اس کے منہ پر مار دیتے تھے۔ پورا پگ اٹھا کے یہاں، کبھی کپڑوں پہ انڈیل دیا، منہ پہ پھینک دیا۔ اس طرح شروع میں وہ گشت کرتا رہا وہ لڑکا، اور آٹھ برس کے بعد جب وہ لڑکا وہاں سے آیا تو سان فرانسسکو اور اس کے مضافات میں اَسّی مسجدیں بن چکی تھیں۔ اَسّی مساجد...... اسی نمازی نہیں بتا رہا ہوں، اَسّی مساجد۔

ایک لڑکے نے جو وہاں بزنس پڑھنے گیا، کوئی عالم نہیں، محدث نہیں...... مفسر نہیں......اور کوئی بڑا وہ بزرگ نہیں......ایک اس لڑکے نے، اٹھارہ برس کا وہ لڑکا اور میں گیا سان فرانسسکو تو میں نے وہاں سے تصدیق کی۔ اَسّی مسجدیں بنی تھیں، وہاں ایک سان ہوزے سان فرانسسکو کے مضافات میں ایک حصہ ہے، ویسے سان فرانسسکو میکسیکو کا ایک حصہ ہے۔ امریکیوں نے ہڑپ کیا ہوا ہے۔ سان فرانسسکو، لونجری یہ سارا میکسیکو کا حصہ ہے۔ تو انہوں نے کہا، ہاں وہ اَسّی مساجد اللہ تعالیٰ نے اس لڑکے کی برکت سے یہاں بنائیں۔

وہ کتنے نوجوان تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے، جب وہ وہاں پڑھتا تھا تو رائیونڈ میں دھڑا دھڑ جماعتیں آتی تھیں وہاں سے، عربوں کی، چلّے چلّے کی چھٹیوں میں وہ وہاں سے نکلتے تھے۔ اس لیے تو ایک عرب والے نے کہا کہ بھائی ہم تبلیغ کے کام سے متاثر ہوئے۔ جب ہمارے سعودی لڑکے امریکہ سے داڑھیاں رکھ کے واپس آنے لگے۔ ہم حیران ہی ہو گئے کہ بھائی یہ امریکہ سے داڑھیاں رکھ کے کیسے آ رہے، اور پگڑیاں باندھ کے آ رہے۔ مکے میں رہتے تو شراب پیتے تھے۔ مدینے میں رہتے ہیں تو شراب پیتے ہیں۔ وہاں پہنچے تو یہ ہو گیا۔ یہ کیا ہو گیا؟......اس نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم آ کے دیکھیں کہ یہ کیا کام ہو رہا ہے۔ تو چار مہینے لگا کے گیا ہے۔ پھر ہر سال چار مہینے لگاتا رہا۔

دنیا کی بے ثباتی

چوہدری پرویز الٰہی وزیر اعلیٰ پنجاب کی والدہ کی وفات پر بیان

الحمد لله الّذی یتصرف فی خلقهٖ کیف یشاء، یدبّر الامر، کتب الأثار، ونسخ الأجال، والقلوب عندهٗ مفضیه، والسّرّ عندهٗ علانیه، والحلال ما احلّ، والحرام ما حرّمت، والدّینُ ما شرّعتَ، والامر ما قضٰی، الخلق خلقک، والامر امرک وھو اللّٰه الرؤف الرّحیم، واشھد ان لّا اله اِلّا اللّٰه وحدهٗ لا شریک لهٗ، واشھد انّ سیّدنا ومولانا محمّدًا عبدهٗ ورسولهٗ، اما بعد: وقال النّبی ﷺ الدّنیا دارٌ مّن لا دارَ لهٗ ومالٌ من لا مال لهٗ ولھا یجمع من لّا عقل لهٗ او کما قال علیه الصّلٰوة والسّلام.

ماں تو ماں ہی ہوتی ہے

میرے بھائیو، دوستو! ماں وزیر اعلیٰ کی ہو یا فقیر اعلیٰ کی، ماں تو ماں ہی ہوتی ہے۔ باپ وزیر کا ہو یا فقیر کا باپ باپ ہی ہوتا ہے، اور یہ دو رشتے ایسے ہیں جن کا کوئی بدل اللہ نے بنایا ہی نہیں۔ ہر رشتہ کا بدل کوئی نہ کوئی تو مل ہی جاتا ہے۔ جب آدمی اِن سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے تو بالکل ہی فقیر ہو جاتا ہے۔ پیچھے کی دعائیں......اب وہ ختم ہو گئی ہیں۔ بس

بینهٗ و بین اللّٰہ حجاب...... کوئی بھی ماں جب ہاتھ اٹھاتی ہے دعا یا بددعا، کوئی بھی باپ جب اولاد کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے دعا یا بددعا، تو اس کے اور اللہ کے درمیان تمام پردے ہٹا دیے جاتے ہیں۔ تو وہ پھر سیدھی جا کر عرش کو لگتی ہے۔

والدین کا حق

اور یہ ایسا مقدس رشتہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وقضی ربک انْ لّا تعبدو آ اِلّا ایّاہ ...... کہ صرف میری ہی بندگی کرنا اور کسی کی نہیں، پس ایک جملہ میں اپنا حق ختم کر دیا۔ وبالوالدینِ احسانًا، اب ماں باپ کی بات شروع ہوگئی، اور ماں باپ اور ان کے ساتھ احسان......

اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلٰھما فلا تقل لّھمآ اُفٍ ولا تنھرھما وقل لھما قولًا کریمًا O واخفض لھما جناح الذُّلّ من الرحمة وقل رّب ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرًاO ط ربّکم اعلم بما فی نفوسکم ط ان تکونوا صالحین فانّهٗ کان لِلاَوّابین غفورًا O

اتنا لمبا چوڑا قرآن نے ماں باپ کا حق بیان کیا ہے۔ اپنا حق ایک آیت اور والدین کے لئے آیتان...... بوڑھے ہوجائیں، اُف، اُف...... ہماری زبان ''اُف'' ہے یا ماں بیٹے کو بلائے یا بیٹی کو بلائے والدین ''ھوں'' ''ھوں'' ''ھوں''...... اُکتاہٹ کے ساتھ بے ادب ہوکر ''ھوں''...... اس ''ھوں'' کرنے پر اس کے پچھلے سو سال کا عمل بھی ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے کاٹا پھیر دے گا۔ ولا تنھرھما...... اور بول اونچا نہ کرنا ان کے آگے۔ پست رکھنا۔

نعمان ابن حارثہ ﷛ کی آواز جنت میں

نعمان ابن حارثہ رضی اللہ عنہ کی آواز ہمارے نبی ﷺ نے جنت میں سنی۔ آپ جنت میں تشریف لے گئے، نعمان بن حارثہ ﷛ کی تلاوت کی آواز جنت میں گونج رہی ہے

تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ کون تلاوت کر رہا ہے؟ فرشتوں نے کہا کہ آپ ﷺ کے غلام نعمان بن حارثہ رضی اللہ عنہ۔ وہ تو مدینہ میں بیٹھے ہوئے ہیں، جنت میں آواز کیسے پہنچ رہی ہے؟ کہا جی، ماں کے فرمانبردار ہیں، اس وجہ سے ان کی آواز اللہ ساری جنت کو سناتا ہے۔ مجھے ڈھائی ہزار، تین ہزار کو سنانے کے لئے مائیک کا آسرا لینا پڑ رہا ہے۔ یہاں سے کتنے فاصلہ پر ہیں۔ ماں کی خدمت نے سات آسمانوں کو سمیٹ دیا، سکیڑ دیا اور اس کی آواز ساری جنت میں گونج رہی ہے۔ یہ ہے ماں جس کی دعائیں انسان کو یہاں تک پہنچاتی ہیں۔ جب وہ مر جاتی ہے "ہائے"، "ہائے" اب وزارت اعلیٰ تو آج ہے کل چلی جائے گی، کون سا ٹھیکہ لیا ہے انہوں نے؟ لیکن یہ رستے...... افوہ! موسیٰ علیہ السلام طور پر آیا کرتے تھے۔ ایک دن اللہ تعالیٰ نے کہا، ذرا سنبھل کر آنا کہ تیری ماں اُٹھ گئی ہے، دعائیں دینے والی چلی گئی ہے۔ آخری عمر میں اولاد خود کہتی ہے اب اللہ ماں باپ کو اٹھا ہی لے تو اچھا ہے۔

ایک شخص آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا: میری ماں نے میرے پیشاب دھوئے، میں نے اس کے دھوئے...... اس نے میری غلاظت اٹھائی، میں نے اس کی اٹھائی...... اس نے میرے کپڑے دھوئے، میں نے اس کے کپڑے دھوئے...... اس نے مجھے کھلایا، میں نے اس کو کھلایا...... کیا میں نے ماں کا حق ادا کیا؟...... کہا نہیں! وہ جب تجھے پالتی تھی تو پل پل تیری زندگی کی دعا کرتی تھی اور جب تو اس کی خدمت کرتا ہے تو ساتھ ساتھ دعائیں بھی کرتا ہے کہ یا اللہ اس کو اٹھا لے، میں تھک گیا ہوں۔ تُو کیسے وہ حق ادا کر سکتا ہے۔ تو پھر آگے کہا:

واخفِض لهما جناح الذُّلَّ من الرّحمة......

ان کے آگے ذلیل ہو کر پَر بچھا دے۔ میرے آپ کے کوئی پَر ہیں جو بچھائے جائیں؟...... یہ پَر کی تشبیہ کہاں سے اللہ لے کر آیا ہے؟

موت سب کو آنی ہے

ہائے، ہائے...... جو لوگ شکار کھیلتے رہے ہوں گے ان کو یہ بات بڑی اچھی طرح سمجھ میں آئے گی۔ میرا ایک کالج کا دور ہے پھر مدرسہ تبلیغ کا دور ہے۔ کالج کے دور

میں ہمارا راوی کا کنارہ ہمارا گھر بنتا ہے، خانیوال...... تین چار میل جنگل ہوتا تھا۔ ایک ایک ہفتہ شکار کے لئے وہاں پڑے رہتے تھے۔ پھر وہ تیتر کو چھرا لگتا تھا تو وہ گرتا تھا، اس کے پَر ایسے ہوتے تھے، ٹانگیں ادھر ہوتی تھیں، گردن ایسے ہوتی تھی۔ اب وہ بے بسی کے ساتھ آنے والے کو دیکھ رہا ہوتا تھا کہ اب تیرے ہاتھ میں ہوں، میرے پاس کچھ نہیں، جو تو کرے گا تیرا ہی ہوگا۔ یہ تعبیر اللہ وہاں سے لے کر آیا ہے کہ والدین کے آگے اس طرح بچھو جیسے زخمی پرندہ شکاری کے آگے کرتا ہے۔ اور بے بس ہو کر کہتا ہے جو مرضی کر، وہ بے بسی اور مصیبت کی وجہ سے ہے۔ مجبوری کی وجہ سے ہے، تُو کس لئے کر؟......

"واخفض لهما جناح الذُّلِّ من الرَّحمةِ"......

اے ظالم تو محبت کی وجہ سے کر...... انہوں نے تیرے پیشاب دھوئے ہیں تیرے پاخانے اُٹھائے ہیں، یہ رشتے بھائیو! موت سب کو آنی ہے، کون سا میں بچوں گا یا آپ بچیں گے؟ یہ تو ایک اٹل فیصلہ ہے۔

فلو لآ اِذا بلغتِ الحلقوم......

میں تو ایک عام آدمی ہوں کسی بھی جگہ زندگی کی شام ہو سکتی ہے...... ان حضرات کے چاروں طرف پہرے، کلاشنکوفیں ہیں اوپر ہیلی کاپٹر، تو کیا یہ بچ جائیں گے؟...... اَفَاِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُوْنَ؟...... کیا ان سرکاری افسروں اور بادشاہوں کو موت نہیں آتی؟...... راوی کے کنارے ایک چھوٹا سا مکان ہے، دن کو بھی یہاں شب کی سیاہی کا سماں ہے، کہتے ہیں یہ آرامگاہِ نور جہاں ہے...... یہ تو عبرت کا نشان ہے:

جہاں میں ہیں عبرت کے ہر سو نمونے
مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے

عدل کی قدر و قیمت

یہ جھنڈے والی گاڑیاں اندھا کر دیتی ہیں۔ میں معافی بھی مانگتا ہوں، ہاتھ بھی جوڑتا ہوں، حق بھی کہتا ہوں...... یہ اندھا کر دیتی ہیں ان کو نظر کچھ نہیں آتا۔ ہر طرف سائرن سنائی دیتے ہیں۔ پھر مظلوم کی آہیں سنائی نہیں دیتیں...... ہاں ہاں منتی بتایا ہے،

مثبت بھی بتاتا ہوں، اگر یہ قلم انصاف کے ترازو پر تل گیا تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے ایک دانے کا عدل سو سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ اور میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، جب اللہ عرش کا سایہ کھولے گا اور سورج جو اِس وقت (۹) نو کروڑ (۳۰) لاکھ میل کے فاصلہ پر ہے اور اس کی گرمی کل بارش ہوئی آج تپش ہے، یہ اتنے فاصلہ پر بھی ہو کر ہمیں تڑپاتا ہے، یہ سورج ایک میل کے فاصلہ پر ہوگا اور اس دن صرف عرش کا سایہ ہوگا اور میرا اللہ سات قسم کے لوگوں کو پکارے گا، میرے عرش کے سایہ کے نیچے آ جاؤ سب سے پہلے عادل حکمرانوں کو پکارا جائے گا۔ مجھے نہیں میں مصلے کا آدمی ہوں اِنہیں پکارا جائے گا۔ اگر یہ عدل کریں گے، اور اگر ظلم ہو گیا "اِتقوا الظلم فانہ ظلمات یوم القیامۃ"...... بچو ظلم سے، کہ ظالم قیامت کے دن اندھیرے میں اٹھائے جائیں گے۔

قتلِ ناحق کا وبال

ایک شخص کے قتل پر اگر ساری کی ساری دنیا متفق ہو جائے اور قتل ہو قتل ناحق، تو میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے اللہ اس ایک کے بدلے میں سب کو اٹھا کر جہنم میں پھینک دے گا۔

تو بھائیو! اگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بُو نے، غور سے یہ بھی دیکھا ہے تم نے جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے۔ وہ اکبر کا اور جہانگیر کا شیش محل وہ قصر شاہی وہ دِلی کا لال قلعہ اور یہ ہمارے لاہور کا قلعہ جو معمور تھے، وہ محل اب ہیں سُونے:

تجھے پہلے بچپن نے برسوں کھلایا جوانی نے پھر تجھ کو مجنوں بنایا
بڑھاپے نے پھر آ کے کیا کیا ستایا اجل کر دے گی تیرا بالکل صفایا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

اجل ہی نے چھوڑا نہ کسریٰ نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا
ہر ایک نے کہا کیا کیا حسرت سے دارا پڑا رہ گیا سب یہی ٹھاٹھ سارا
جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے
یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

سکندرِ اعظم کی موت

۳۳ سال کی عمر سکندر اعظم کا ٹائٹل اس نے خود نہیں لیا تھا۔ تاریخ نے اس کو یہ ٹائٹل دیا۔ سکندر اعظم ۳۳ سال کی عمر ۱۳ رجون کی گرم دوپہر ۳۵۳ قبل مسیح بابل کے شہر میں موت نے حملہ کیا، سارے پہرے ٹوٹ گئے اور وہ ایڑیاں رگڑتا ہوا کیا کہہ رہا تھا؟ کہ ہے کوئی جو مجھ سے میری ساری سلطنت لے لے اور مجھے مقدونیہ پہنچا دے، میں گھر میں مرنا چاہتا ہوں۔ میرے اللہ نے سفر میں مار کر دکھایا کہ:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرّحیم. قلِ اللّٰھم مالک الملک تؤتی الملک من تشآء وتنزِعُ الملک مِمّن تشآء وتُعِزُّ من تشآء وتُذِلُّ من تشآء ط بیدک الخیر ط انک علٰی کلّ شیءٍ قدیر O تولج الّیل فی النّھارِ وتولجُ النّھار فی الّیل ز وتخرج الحیَّ من المیّتِ وتخرِجُ المیّتَ من الحیّ ز وترزق من تشآء بغیر حساب O

حکومت بھی اللہ کی تقسیم ہے

حکومت اللہ کی تقسیم ہے، جس کو دیتا ہے کوئی لے نہیں سکتا اور جس سے لیتا ہے کوئی دے نہیں سکتا۔ اُٹھا دے تو کوئی گرا نہیں سکتا، گرا دے تو کوئی اٹھا نہیں سکتا۔ شریک کوئی نہیں، وزیر کوئی نہیں، مشیر کوئی نہیں، تھکن، تھکاوٹ، نیند، جہل سے پاک اللہ بے عیب، موت سے پاک، مارے گا مجھے بھی آپ کو بھی، وہ وقت آئے گا، اللہ کہتا ہے میں نے حلق میں روح کو اٹکا دیا۔ اب بتاؤ اگر تم ہی تم ہو تو روکو، میں لے جا رہا ہوں تم روکو۔ او میرے بھائیو، پوچھنے والا ہم سے نہیں پوچھے گا۔ ایک ہستی سے پوچھا گیا وہ ہیں محمد رسول اللہ ﷺ، پس پھر یہ در بند، نہ پہلے نہ بعد۔

ہمارے آقا ﷺ کی وفات کا منظر

۱۲ ربیع الاول ذرا سا دن گرم ہو چکا، جبریل دبے پاؤں اندر آئے، ”ہو لے

ہولے" گھبرائے گھبرائے! بڑا خیال کیا، یارسول اللہ! ملک الموت دروازہ پر آ چکا ہے اندر آنے کی اجازت چاہتا ہے۔ آپ کی اجازت سے آئے گا، ویسے نہیں آ سکتا۔ مجھے آپ کو کون پوچھے گا، آپ ﷺ نے کہا، آنے دو۔ وہ اندر آ کر کھڑا ہو گیا، یارسول اللہ! جب سے موت کا کام میرے ذمہ لگا ہے یہ پہلا موقع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پوچھ کر اندر جانا، بن پوچھے نہ جانا اور یہ میرا پہلا موقع ہے۔ ان سے پوچھ لینا، اگر وہ آنا چاہیں تو انہیں لے آنا اور اگر وہ رہنا چاہیں تو تم واپس آ جانا۔ اب جو آپ فرمائیں گے اس کے مطابق میں کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں کہوں کہ میری جان نکالو تو نکالو گے؟ کہا جی، میں آپ کی بھی نکالوں گا۔ تو آپ ﷺ نے جبرائیل کو دیکھا، مجھے دیکھ رہے ہو، میرے ابرو اٹھ گئے ہیں، تیری کیا رائے ہے؟ آنکھوں سے سوال کیا تو جبرئیل بولے اللہ آپ کی ملاقات کا شوق رکھتا ہے۔ فیصلہ آپ کریں گے اوپر تو سارا انتظام مکمل ہو چکا ہے، استقبال کی تیاریاں ہیں۔ آپ ﷺ نے کہا جاؤ میرے اللہ سے پوچھ کر آؤ میرے بعد میری امت کے ساتھ کیا کرے گا؟ میں پھر جواب دوں گا۔ جبرائیل علیہ السلام واپس گئے، ملک الموت کھڑے رہے۔ کیا پیغام آیا؟ (آگے عربی کے اشعار ہیں جن کا ترجمہ ہے کہ) آپ کی امت کو تنہا نہیں چھوڑا جائے گا۔

اَلْئٰنَ قُرَّةُ عینی...... اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہیں۔ میں ایک بات بتاؤں، اللہ کی قسم اور یہ قسم میں کروڑ بار بھی اٹھاؤں تو میں سچا ہوں، یہ کام اگر اس وقت نہ کرواتا میرا نبی ﷺ اپنے اللہ سے یہ وعدہ نہ لیتا آج میں اور آپ انسانی شکل میں نہ ہوتے، وہی ہوتے جو بنی اسرائیل ہو گئے۔ "کونوا قِرَدَةً خٰسئین" ...... بن جاؤ بندر، بن جاؤ سؤر اور برسا دو پتھروں کی بارش، دھنسا دو زمین میں، اُڑا دو ہوا کے دوش پر، برسا دو ان پر بجلیاں...... کیا وہ سارے کام نہیں ہو رہے جو پہلی قومیں کرتی تھیں؟ کیا زنا نہیں ہو رہا؟...... کیا شراب نہیں چل رہی؟...... کیا ظلم وستم نہیں ہو رہا؟...... کیا اذان پر کتنے ہیں جو اُٹھ کر جاتے ہیں؟...... اس کو دعا دو جو جاتے ہوئے میرا آقا کام کر گیا کہ اللہ وہ نہ کرنا جو پہلوں سے ہو گیا تھا۔ وہ نہ کرنا۔ اَلْئٰنَ قرۃُ عینی...... اب میری آنکھیں ٹھنڈی ہیں۔ اَللّٰھم الرّفیق الاعلٰی...... پھر وہ مجھے بے شک بلا لے، میرا کام ہو گیا۔ جب ملک الموت کو آپ ﷺ نے

اجازت دی کہ اللہ کی تقدیر کو پورا کرو، چند لمحات تھے، اس میں دو (۲) بول بولے تھے۔ اَلصَّلٰوۃ، وما ملکت ایمانکم...... میری امت نماز نہ چھوڑنا۔ اب سارے حکومت والے بھی بیٹھے ہوں گے، نماز نہ چھوڑنا، نماز نہ چھوڑنا...... وما ملکت ایمانکم...... اپنے ماتحتوں سے فرعون نہ بن جانا، اپنے جیسا انہیں انسان سمجھنا۔ ماتحتوں سے، غریبوں سے، فقیروں سے، بیواؤں سے، ناداروں سے بدسلوکی نہ کرنا، سمجھنا کہ وہ بھی تمہارے ہی جیسے انسان ہیں۔ یہ دو لفظ آپ دُہرا رہے تھے۔ اَلصَّلٰوۃ...... نوے (۹۰) فیصد لوگ نماز چھوڑ چکے ہیں۔ اور کتنے ایسے بھی ہیں جو کہتے ہیں ضرورت ہی کوئی نہیں۔ وما ملکت اَیمَانُکم...... اپنے ماتحتوں سے اچھا سلوک کرنا، ظالم بن کر نہ مرنا مظلوم بن کر مرنا ہے تو مر جاؤ، ظالم بن کر نہ مرنا۔ پھر جب آواز کمزور ہوئی کہا، اَلصَّلٰوۃ، اَلصَّلٰوۃ، اَلصَّلٰوۃ...... اس کا تکرار کیا کہ نماز نہ چھوڑنا، نماز نہ چھوڑنا۔ پھر آخر میں فرمایا، اللّٰھم الرّفیق الاعلٰی...... اے میرے رب! اب بُلا لے مجھے اپنے پاس۔ کبھی نہ رونے والا ملک الموت جب اُس نے روح مبارک کو نکالا تو اس کی آنکھوں سے آنسو نکل آئے، اس نے "ہائے" کی، "وامحمدا" "اے محمد! آج انسانیت اس دکھ سے گزری ہے کہ قیامت تک ایسا کوئی دُکھ نہ آئے گا، اتنی بڑی ہستی سے دنیا محروم ہوگئی اور جبرائیل علیہ السلام بھی بول اُٹھے، جب آپ ﷺ نے فرمایا" اللّٰھم الرّفیق الاعلٰی" کہ اگر آپ ﷺ نے جانے کا فیصلہ کرلیا تو میرا بھی آخری دن ہے، آج کے بعد میں بھی لوٹ کر اس دھرتی پر کبھی نہ آؤں گا۔ دنیا ویران ہوگئی، نبی ﷺ کے نور سے۔ اب تو میرے بھائیو! مجھ سے تو کوئی نہیں پوچھے گا آپ سے تو کوئی نہیں پوچھے گا۔ اَلکیس مَن دانَ نفسہٗ...... سمجھدار وہ ہے جو نفس پر قابو رکھے، وَعمِلَ لِما بعد الموت، جو موت کی تیاری کرے۔

والدہ کی وفات پر حضور ﷺ کے آنسو

مائیں سب کی مائیں ہوتی ہیں، میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ماں بھی مری تھی اور آپ ﷺ نے بھی بڑے آنسو بہائے تھے۔ چوہدری صاحب تو پوتوں والے ہو گئے، دادی پڑپوتوں والی ہوگئی اور میرے نبی ﷺ نے تو چھ برس کی عمر میں ماں سے جدائی اختیار کر

لی تھی۔ ایک جنگل ویرانہ تھا، میں اب وہاں گیا بڑی مشقتوں کے بعد کوئی لوگ وہاں جانے کو تیار نہیں ہوتے، پولیس پکڑتی ہے دھکڑتی ہے، تو وہ ایک آدمی کی منت، خوشامد کر کے ایک دن صحرا میں گئے اور جا کر جب میں وہاں کھڑا ہوا تو میرے سامنے چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں کا ویراں سلسلہ تھا، کانٹے دار جھاڑیاں تھیں، نوکیلے پتھر تھے اور اُدھر شام ڈھل رہی تھی اِدھر میں پیچھے لوٹ کر چودہ سو سال پہلے جانے کی کوشش کرر ہا تھا۔ بہتیرے پردے اٹھا کر دیکھنا چاہا، لیکن چشم تصور بھی عاجز تھی کہ چھ برس کا بچہ ماں کے پہلو میں سمٹا ہوا، لپٹا ہوا اور ایک نوکرانی اُم ایمن ساتھ ہے، بیچ جنگل ہے، چار دن پہلے موت نہیں آئی کہ مدینہ میں مر جاتی، چار دن بعد موت نہیں آئی کہ مکہ میں مر جاتی۔ یہاں سے چار رات بعد قافلے مکہ میں داخل ہو جاتے تھے۔ جب جنگل، ویرانہ، صحرا اور وحشت عروج پر پہنچی تو میرے نبی ﷺ کی ماں نے آنکھیں بند کر دیں اور فرمایا میں تو جا رہی ہوں اپنے پیچھے ایسا لعل چھوڑ کر جا رہی ہوں جس کا نام پوری دنیا میں چمکے گا۔ چھ برس کا بچہ پہلی موت ہے، پتہ نہیں چل رہا، ماں سے لپٹ رہے ہیں۔ اُم ایمن کھینچنا چاہتی ہے وہ تسلی ہی نہیں پاتے، تسلی تو اپنوں سے ہوتی ہے کبھی نوکروں سے بھی تسلی ہوا کرتی ہے؟ تو جب قبر مبارک بنی اور یہ قافلہ چلنے لگا۔

والدہ کی قبر پر یوسف علیہ السلام کے آنسو

ہمارے نبی...... یوسف علیہ السلام کو جب لے جایا جا رہا تھا تو مصر والوں نے خرید لیا۔ راستہ میں ماں کی قبر آ گئی اونٹ سے چھلانگ لگا دی اور ماں کی قبر پر گر گئے، ہاتھ باندھے ہوئے تھے، غلام بنا کر لے جائے جا رہے تھے، بادشاہ بن کر نہیں، قبر پر ایسے گرے۔ یہی میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔ چھ برس کی عمر، جب اُم ایمن لے کر چلنے لگی تو قبر پر گر گئے، کہنے لگے میری اماں ایک دفعہ دو دفعہ چھ برس کا جتنا زور تھا آپ نے لگایا، چمٹ گئے قبر کے ساتھ لیکن یہ اللہ کے فیصلے ہیں، کُلُّ نفسٍ ذائقةُ الموت...... یہ آیت کافی ہے روشنی لانے کے لئے۔ ہائے، کیا کیا! شراب کا نشہ تو اُتر جاتا ہے اور مال کا حکومت کا نشہ اُترتا ہی نہیں۔ کُلُّ نفسٍ ذائقة الموت...... مکہ تک آپ روتے گئے، روتے ہی گئے، روتے ہی گئے اور یہ صدمہ دل میں ایسا ہی چلتا رہا ہے کہ مدینہ میں دین مکمل

ہو چکا ہے اقتدار کا پرچم لہرا چکا ہے اور فرما رہے ہیں کہ کاش میرے ماں باپ بھی زندہ ہوتے اور نہیں تو ماں زندہ ہوتی اور میں عشاء کی نماز کے لئے مصلیٰ پر کھڑا ہوتا اور تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ چکا ہوتا اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت شروع کر چکا ہوتا، عشاء کی فرض نماز نفل نہیں اِدھر سے کھڑکی کھلتی اور میری ماں مجھے کہتی، محمد!...... تو میں نماز چھوڑ کر کہتا جی اماں جی!، یہ ماں ہوتی ہے......!!

موسیٰ علیہ السلام کا جنت کا ساتھی

موسیٰ علیہ السلام نے کہا، یا اللہ میرا جنت کا ساتھی کون ہے؟ کہا فلاں قصائی تیرا جنت کا ساتھی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام حیران ہو گئے کہ قصائی اور موسیٰ کا جوڑ کیا ہے آپس میں۔ وہ دیکھنے گئے کہ وہ کون ہے۔ دیکھا تو ایک قصائی تمام قصائیوں کی طرح گوشت کاٹ رہا ہے بیچ رہا ہے۔ اسی طرح شام ڈھلی، تھیلا اٹھایا، گوشت کا پارچہ اس میں ڈالا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میں بھی آؤں تیرے ساتھ؟ وہ نہیں پہچانا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ اس نے کہا آجاؤ، گھر گیا گوشت صاف کیا، بوٹیاں بنائیں، سالن پکایا، روٹی پکائی اسے تھالی میں سجایا، پھر بڑھیا روئی کے گالے کی طرح بستر پر تھی اس کو اٹھائے کندھے کا سہارا دے کر نوالے بنا بنا کر کھلاتا رہا، کھلاتا رہا، جب اس نے سر ہلایا کہ بس، پھر اس کا منہ صاف کیا، پھر وہ کچھ بلانے لگی۔ اس کو لٹا دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ یہ کون ہے؟ کہا جی میری ماں ہے۔ صبح اس کی ساری خدمت کر کے جاتا ہوں شام کو آ کر پہلے اس کی کرتا ہوں۔ اب بچوں کی کروں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیا کہہ رہی تھی؟ کہا پاگل ماں ہے، جب بھی خدمت کرتا ہوں شروع ہو جاتی ہے۔ اللہ تجھے جنت میں موسیٰ کا ساتھی بنائے۔ میں کتھے تے موسیٰ کتھے...... یعنی میں کہاں اور موسیٰ علیہ السلام کہاں! ہاں ہاں مائیں ایسی بھی ہوتی ہیں۔

قیامت کی نشانیاں

میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب پوچھا گیا یا رسول اللہ! کوئی نشانی بنا دیجئے۔ فرمایا جب لوگ ماؤں سے بالکل نوکروں والا سلوک کریں تو سمجھو چوٹ پڑنے والی ہے کائنات پر۔ یہ نہیں کہا کہ جب دیکھو بت پرستی پھیل جائے، جب قتل و غارت، زنا و شراب

پھیل جائے۔ بلکہ یوں کہا جب اولادیں والدین کے ساتھ نوکروں کی طرح بولیں، جب بیٹا والدین کا گریبان پکڑ کر یوں کہے "تو اَج تک میرے واسطے بنایا کی اے" میں نے اپنے کانوں سے سنا کہ تو اَج تک میرے واسطے کیتا کی اے...... بیٹا باپ سے کہہ رہا ہو۔ جب اولادیں اس طرح باپ کے سامنے ہوں اور مائیں جوان اولاد سے بات نہ کر سکیں، تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا کہ سمجھو آج یہ نظام ٹوٹ جائے گا۔ ایسا انسان، انسان نہیں ہے۔ ان سے جینے کا حق چھین لیا جائے گا۔ اور انہیں پیوند خاک کر دیا جائے گا۔ ماں اتنی عظیم چیز ہے، اتنا بڑا مرتبہ ہے۔ وہ وزیر اعلیٰ کی ہو، وہ فقیر اعلیٰ کی ہو، اس کی دعائیں عرش تک جاتی ہیں ہلا دیتی ہیں عرش کے پردوں کو۔ عرش کے حجاب سارے اٹھا دیے جاتے ہیں۔ تو میرے بھائیو! جن کی ہیں وہ قدر کر لو......

باپ کی بھی سنا دوں؟...... ایک شخص آیا، یارسول اللہ! میرا باپ مجھ سے نہیں پوچھتا، میرا مال خرچ کر دیتا ہے، میں کما کر لاتا ہوں وہ خرچ کر دیتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کے باپ کو بلا کر لاؤ، جب باپ کو پتہ چلا کہ میرے بیٹے نے میری شکایت کی ہے تو بڑا رنجیدہ خاطر ہو کر دل ہی دل میں وہ کچھ شعر پڑھتا ہوا آیا، زبان سے نہیں۔ جب وہ مجلس میں پہنچا تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں آپ اس سے کہیں کہ آپ مجھے وہ شعر پہلے سنائیں جو تیری زبان سے ادا ہوئے تیرے کانوں نے نہیں سنا، اللہ تعالیٰ نے سنا ہے۔ تیرا کیس بعد میں سنا جائے گا، پہلے وہ اشعار سناؤ۔ تو وہ کہنے لگا "اَشهدُ انّک رسولُ الله" ...... میرا تو آپ پر پہلے ہی ایمان پورا ہے لیکن دہرا دیتا ہوں کہ آپ سچے ہیں۔ آپ ﷺ کا رب بھی سچا ہے...... یارسول اللہ! صرف بزمِ تصور میں خیالات کی دنیا میں چند کلمات ہوا کے جھونکے کی طرح آئے اور چلے گئے۔ میں نے تو اپنی زبان سے ایک حرف تک ادا نہیں کیا، آپ کے رب نے وہ بھی سن لیا۔ ہاں! ہاں! یعلم السرّ واخفی وہ آہستہ بھی سنتا ہے اور دلوں کی دھڑکن سے بھی جو بولے اس کو بھی سنتا ہے۔ کہا کیا تھا؟ کہنے لگا میں نے کہا (شعر عربی کے ہیں ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے)

میرے بیٹے تو جس دن پیدا ہوا تھا اسی دن سے ہمارے ارمانوں کا خون ہونے لگا، ہم تیری خاطر جیسے جو کمایا تیرے لیے، جو بچایا تیرے لئے۔

پھر گرم ہواؤں سے بچانے کے لئے میں سرد راتوں میں ٹھٹھرتا رہا اور خزاں کے پتوں کی طرح جھڑتا رہا، جو لایا تیرے لئے، جو کمایا تیرے لئے، جب تو روتا تھا ہم سو نہیں سکتے تھے، تو کھانا نہیں کھاتا تھا ہم کھا نہیں سکتے تھے، تیری جدائی ہمیں بے قرار کردیتی تھی، موت کے سائے لہرانے لگتے تھے، حالانکہ موت ایک الگ چیز ہے بیماری الگ چیز ہے لیکن یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہیں مر نہ جائے، کہیں مر نہ جائے، کہیں مر نہ جائے۔

ہائے!......اولادیں کہتی ہیں اللہ، ابا جان کو اٹھا لے، ماں باپ کہتے ہیں یا اللہ ہماری بھی اسے لگا دے، آج تک کوئی اولاد ایسی سنی نہیں، ایسی دیکھی نہیں، ہر ماں باپ کا یہی ہوتا ہے ہمیں چھوڑ جاؤ۔

بابر اور ہمایوں کی کہانی

بابر بیالیس سال کی جوانی اور آگے سنہرا مستقبل، سامنے کہتا ہے اے میرے رب اگر تیری تقدیر میں کسی کی جان کا نذرانہ بن سکتا ہے تو میری جان قبول کرلے اور ہمایوں کو آزاد کردے اور یہ کہہ کر اس کی چارپائی کے گرد چکر لگانے شروع کیے، اس کی بیماری مجھے لگا دے، لگا دے، پھر بے ساختہ پاگلوں کی طرح کہنے لگا، میں نے لے لی، میں نے لے لی، میں نے لے لی، بابر گر گیا، ہمایوں اُٹھ گیا۔ باپ ایسے ہوتے ہیں وہ بادشاہ ہوں یا فقیر ہوں، باپ کا دل باپ کا ہی ہوتا ہے۔

فرزند رسول ﷺ کی موت

ہمارے نبی ﷺ کو اکسٹھ برس کی عمر میں بیٹا دیا، بڑھاپے کی اولاد حضرت ابراہیم ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا سے۔ آپ ﷺ نے مدینہ کے پُر فضا مقام میں رہنے کا انتظام کیا۔ خوشخبری سنانے والے کو اونٹنی انعام میں عطا فرمائی، وہ جگہ آج بھی ہے، لوگوں کو پتہ نہیں۔ اس کے گرد چاردیواری ہے پتہ ہو تو ہر آدمی وہاں پہنچ سکتا ہے۔ جب چاردیواری نہیں تھی تو میں کئی دفعہ وہاں گیا، اب بڑی چاردیواری کردی ہے۔ اب پتہ نہیں چلتا چاروں طرف سے باغات میں گھری ہوئی وہ جگہ تھی۔ آپ صبح شام جا کر بیٹے کو ملتے تھے، پیار کرتے تھے۔

آپ ﷺ کو اچانک اپنے بیٹے کی بیماری کی خبر آئی۔ یارسول اللہ! ابراھیم یجود بنفسہ ...... ابراہیم آخری سانسوں پر ہیں۔ وہ منظر دیکھنے والا تھا جب آپ ﷺ مسجد سے نکلے۔ اب دیکھو باپ ایسے ہوتے ہیں چاہے قاب قوسین پر کھڑے ہوں، چاہے اللہ کی تجلیات کو سر کی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوں...... کائنات چاہے اس کے سامنے باندی ہو..... پر یہ باپ بھی ہے، اب ہوا کے جھونکوں کی طرح مسجد سے نکلے اور اتنی تیزی سے دوڑے کہ پیچھے کندھوں سے لوگوں کی چادریں گر رہی تھیں۔ اتنی تیزی سے آپ ﷺ پہنچے ہیں اور آگے جیسے شمع کو بھی آخری لو کا، آخری جھونکے کا انتظار تھا...... جونہی آپ ﷺ اندر آئے تو بیٹے کی نظر پڑی، آپ ﷺ نے گود میں لیا، باپ بیٹے کی نظریں چار ہوئیں، ابراہیم کی آنکھیں بند ہوئیں اور ہمارے نبی ﷺ کی آنکھیں چھلک پڑیں اور فرمایا ابراہیم! بڑا دکھ دے کر جا رہے ہو۔ آنکھیں اشکبار ہیں...... دل پارہ پارہ ہے...... زبان شکر گزار ہے......

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو قبر میں اُتارا، نبی اکرم ﷺ حضرت ابراہیم کو قبر میں نہیں اُتار سکے غم اور صدمے کی وجہ سے۔ پیچھے بیٹھ گئے، کہا ابراہیم کو قبر میں اتارو۔ جب قبر میں اُتارا، پھر وہی جملہ دہرایا ''ابراہیم بڑا دکھ دے کر جا رہے ہو، کوئی بات نہیں تیرے پیچھے ہی آ رہا ہوں''۔ آنکھ اشکبار ہے...... دل پارہ پارہ ہے...... زبان شکر گزار ہے...... ماں باپ ایسے ہی ہوتے ہیں۔

> تو...... میرا بیٹا تیری بیماری ہمیں تڑپا دیتی۔ میں جب کولہو کے بیل کی طرح تیرے لیے پستا رہا، چلتا رہا، چلتا رہا، یہاں تک کہ جوانی نے تیرے اندر اُمنگیں بھر دیں، بڑھاپے نے مجھے سر دخانے میں ڈال دیا اور تو سیدھا ہونے لگا اور میری کمر جھکنے لگی، تجھ پہ بہار آئی مجھ پہ خزاں آ گئی، میں پت جھڑ کا شکار ہوا تو شگوفے اور کلیوں کا منظر بنا۔ پھر مجھے آس لگی کہ اب تو سایہ دار ہے میری شاخیں ٹوٹ چکی ہیں۔ اب تو پھلدار ہے اور میں بے ثمر ہوں، اب تو میرا آسرا بنے گا جیسے تو میری انگلی پکڑ کر چلا کرتا تھا ایسے ہی تو میرے ساتھ بھی چلا کرے گا۔ پھر ایک دم تیرے تیور بدلے، تیری آنکھیں بدلیں، ماتھے پہ چڑھ گئیں، تو ایسے بولتا ہے کہ میرا

دل پارہ پارہ ہو جاتا تھا، پھر میں سوچنے پڑ گیا کہ میرا خیال ہے میں اس کا باپ نہیں ہوں، میں اس کا نوکر ہوں۔ کیونکہ باپ سے تو ایسا کوئی بولا نہیں کرتا۔ میں نے اپنی تیس سالہ زندگی کو جھٹلا دیا اور میں نے کہا نہیں۔ نہیں میں اس کا باپ نہیں ہوں میں اس کا نوکر ہوں، جب ہی تو یہ مجھے ڈانٹتا ہے۔ جب ہی تو یہ مجھے بے عزت کر کے رکھ دیتا ہے۔ مالک اپنے نوکر سے یہی کرتا ہے۔ مجھے دھوکہ لگا میرے بیٹے، میں تیرا نوکر تو میرا مالک۔ اچھا نوکر کو بھی تو کوئی روٹی پوچھ ہی لیتا ہے نا! تو مجھے نوکر ہی سمجھ کر کچھ دے دیا کر......

پیغمبر کا فیصلہ

میں اب بھی ان اشعار کا حق نہیں ادا کر سکا ترجمہ کا، اردو میری زبان نہیں پنجابی، جانگلی آدمی ہوں۔ ہائے ہائے! اور میرے نبی ﷺ کی آنکھیں چشمہ بن چکی تھیں اور ساری داڑھی مبارک آنسوؤں سے تر ہو چکی تھی اور آپ ﷺ نے اس کے بیٹے کو گریبان سے پکڑا، اُٹھ جا میری نظروں سے دور ہو جا، میں تیری شکل دیکھنا نہیں چاہتا، تو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے "انت ومالک لابیک"...... تو اور تیرا سب کچھ تیرے باپ کا ہے۔ یہ مقام سمجھایا ہے...... جب یہ چلے جاتے ہیں تو آدمی یتیم ہو جاتا ہے، فقیر ہو جاتا ہے۔ اللہ کی قسم وہ بادشاہ ہو، وہ وزیر ہو، وہ دولت مند ہو، اُس کی ماں کی دعاؤں سے اس کا حصہ ملنا بند ہو گیا، اس کو باپ کی دعاؤں سے حصہ ملنا بند ہو گیا۔ فقیر ہو گیا۔

حکمرانوں کے ہاتھوں کو عدل کا گجرا پہنا دو

تو بھائیو! مرتو سبھی جائیں گے، بڑا آدمی مر جائے تو خلقت اکٹھی ہو جاتی ہے، کوئی فقیر مر جائے تو کوئی جنازہ پڑھنے بھی نہیں آتا۔ کوئی کندھا دینے بھی نہیں آتا۔ کوئی قبر کھودنے بھی نہیں جاتا۔ کوئی بڑا آدمی مر جائے تو ہزاروں بھاگے بھاگے آتے ہیں۔ ہائے! لیکن ایک دن ہم میں سے کوئی بھی نہیں ہو گا۔ میں سارے بھائیوں کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں، اپنی موت کا سامان کرو، اللہ نے دنیا امتحان کے لئے بنایا ہے، یہ حکومت ان کو ملی ہے

یہ ان کا کوئی حق نہیں ہے، ان کا امتحان ہے۔ کسی کو مل ملی ہے میرے اللہ نے دی ہے اس کا امتحان ہے...... کسی کو فقر ملا، میرے اللہ نے دیا اس کا امتحان ہے...... کسی کو حُسن ملا میرے اللہ نے دیا ہے اس کا امتحان ہے...... کسی کو طاقت ملی ہے میرے اللہ نے دی ہے، اس کا امتحان ہے...... ایک آنکھ ہے اونگھ سے پاک ہے، نیند سے پاک ہے۔ جب آذانوں کی آواز آتی ہے حیّ علی الصّلوٰة...... تو وہ سویا نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ بلائے تو بھاگے ہوئے آتے ہیں، تھانیدار بلائے تو سپاہی بھاگا ہوا آتا ہے۔ میرے بھائیو! جب اللہ بلاتا ہے چلے جایا کرو، چلے جایا کرو!! اس زبان کو سچ کا عادی بناؤ۔ ہم میں سے اکثر حکمرانوں کا طبقہ بیٹھا ہے۔ ان ہاتھوں کو عدل کا گجرا پہنا دو، اس کو عدل کا زیور دے دو۔ میرے اللہ کی قسم بڑے بڑے ولی ابدال یہ تمہاری گرد کو نہیں پہنچ سکیں گے۔ اگر عدل کے ساتھی بن کر دنیا سے اٹھ گئے تو آپ کا مقام کوئی نہیں دیکھ سکتا، ظالم نہ بننا......!!

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی موت کا منظر

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے سلمان، ولید، عبدالملک تین آدمیوں کو قبر میں اُتارا، چوتھے خود ہیں...... مرنے کا وقت آچکا، رجاء بن شیبہ کو بلایا، رجاء! میں نے عبدالملک کو قبر میں اُتارا، ولید کو قبر میں اُتارا، سلمان کو قبر میں اُتارا، جب ان کے کفن کی گرہ کھولی ان کے چہرے قبلہ سے ہٹ چکے تھے اور ان کے چہرہ کا رنگ کالا پڑ چکا تھا اور اب میں جا رہا ہوں میرا خیال کرنا، مجھے بھی دیکھ لینا۔ میرا اللہ میرے ساتھ کیا کرتا ہے۔ اور اللہ کی قسم تیرہ سو سال ان میں اور ہمارے درمیان ہیں۔ میں آج بھی قسم کھاتا ہوں ان تینوں میں سے نہ کوئی شرابی تھا، نہ کوئی زانی تھا، نہ کوئی جواری تھا، نہ کوئی بے نمازی تھا، نہ کوئی چور تھا اور نہ کوئی بخیل تھا...... یہ صرف ظالم تھے...... خون کی ہولی کھیلے...... اقتدار کو ذاتی چیز سمجھ کر استعمال کیا۔ چہرے پھیر دیے...... سیاہ کر دیا ہے...... آج عمر مرنے لگا ہے، یہ بھی تو اسی تخت پر بیٹھا ہے، یہ بھی تو بنی اُمیہ کا خلف ہے...... سوا دو سال کی حکومت، تین براعظموں میں کوئی زکوٰۃ لینے والا نہ بچا اور جب ان کو قبر میں اتارنے لگے...... ہوا چلی اور ایک پرچہ بل کھاتے ہوئے ان کے سینہ پر آ گرا...... دیکھا گیا، اس پر لکھا تھا "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم براءة مّن اللّٰه لعمر بن عبدالعزیز من النّار"...... ہم نے عمر بن عبدالعزیز

کو جہنم سے آزاد کر دیا...... تین براعظموں کی سلطنت سے جہنم کی آزادی اور جب قبر میں رکھا رجاج قبر میں اُترے اور کفن کی گرہ کھولی تو کہتے ہیں، مجھے یوں لگا جیسے چودھویں کا چاند قبر میں اُتر آیا ہو۔ تو آپ بڑی جنت بنا سکتے ہیں...... بڑی جہنم بنے گی اگر یہ قلم بہک گیا...... اگر یہ مال کے نشے میں قدم بہک گئے...... یا قلم بہک گیا تو خیر نہیں ہے۔ توبہ کرو اللہ کے دربار میں، اپنی زندگی بدل لو۔ انسان ہے گناہ ہوگا، توبہ کریں دلیر نہ ہوں...... توبہ کریں دلیر نہ ہوں۔

شراب حرام ہے

میں حج پہ تھا، کچھ زیادہ پڑھے ہوئے میرے ساتھ تھے۔ مجھے کہنے لگے، قرآن میں تو کہیں نہیں شراب حرام ہے۔ میں نے کہا قرآن میں شراب حرام ہے۔ میں نے کہا قرآن میں کہیں نہیں شرک حرام ہے۔ لا تشرِک باللّٰہ...... شرک نہ کرو۔ یہ تو کہیں نہیں لکھا "اَلشِّرک حرامٌ"...... دنیا کی کونسی سوسائٹی زنا کو جگہ دیتی ہے؟...... قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ زنا حرام ہے، ولا تقربوا الزّنا...... زنا کے قریب نہ جاؤ...... اور میرے بھائیو گناہ تو ہوتا ہے، ندامت تو اختیار کرو۔ نماز کو نہیں گیا، روئے تو سہی۔ قدم بہک گئے، روئے تو سہی...... بعض اوقات ندامت کا آنسو عمل سے بھی آگے بڑھ جاتا ہے اور میرا اللہ دنیا کا بادشاہ نہیں کہ دل میں گرہ باندھ لے کہ مجھے آنے دو حکومت میں پھر دیکھ کیسے تجھے جھوٹے مقدموں میں پھنساتا ہوں۔ میرا اللہ کہتا ہے، تو آ تو سہی کتنے گناہ ہیں تیرے پاس؟ ساری زندگی؟...... نہیں تھوڑے ہیں۔ دس ہزار، پانچ ہزار...... تھوڑے ہیں۔ میں تجھے خود مہلت دیتا ہوں، اے ابن آدم! (آگے عربی کا ترجمہ) تو اتنے گناہ کر کہ اس گلبرگ کی دھرتی سے آسمان کی چھت تک اپنے گناہوں کو پہنچا دے...... کر لے، کر لے، پھر ایک دفعہ تو آ جائے نا، بوجھل قدموں کے ساتھ میرے گھر کو...... کہاں جا رہے ہو؟...... یار آج توبہ کرنے جا رہا ہوں۔ تو میرا اللہ کہتا ہے تلقّتهُ من بعید...... میں عرشوں سے نکل کر تیرا استقبال کروں گا کہ میرا بندہ آ گیا، میرا بندہ آ گیا۔ او میں تیرا انتظار کر رہا تھا...... مجھے تو اس کا انتظار تھا...... یا داؤد بشّر المومنین...... داؤد جاؤ گناہگاروں کو خوشخبری سناؤ...... یا اللہ! گناہ گاروں کو کیا خوشخبری سناؤں؟...... کہ ان سے کہہ دو کہ تمہارا رب کریم ہے جتنے

مرضی گناہ کیے ہیں ایک دفعہ توبہ کرو میں سارے معاف کر دوں گا۔ لیکن تم توبہ تو کرو، اللہ کا مذاق تو نہ اُڑاؤ...... یہ کوئی نہیں اللہ خود ہی معاف کر دے گا۔ رات کے شرابی اور رات کے تہجد گزار کو اگر ایک ہی ترازو میں تول دیا گیا تو انصاف کہاں گیا؟...... حسینؓ اور ابن زیاد اگر ایک ترازو میں بیٹھ گئے تو سر کٹانے کی ضرورت کیا تھی؟...... اولاد کو ذبح کروانے کی کیا ضرورت تھی؟...... اتنے روئے کہ تیرہ صدیوں سے اُمت رو رہی ہے۔ سب کچھ کس لئے تھا؟...... نہیں نہیں، ہم بک چکے ہیں...... ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے غلام ہیں، ہم منڈی کا مال نہیں کہ ہمارا کوئی مُل لگا دے۔ ہم منڈی کا سامان نہیں کہ کوئی ہمیں خرید لے...... ہم بازار کی جنس نہیں کہ جو چاہے ہمیں خرید لے۔ ہمارا مقصد ایمان ہے، ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر بک چکے ہیں۔ یہ عزت کیا ہے؟...... یہ اقتدار کیا ہے؟...... یہ حکومت کیا ہے؟...... آج ہے کل نہیں ہوگی، نہیں رہے گی۔ میں سارے بھائیوں کے سامنے ہاتھ جوڑ کر منت کرتا ہوں کہ توبہ کرلیں اپنے اللہ کی طرف رجوع کرو، یہ تبلیغ کا کام یہی محنت ہے، یہ تبلیغ کا کام اسی ایمان کے سیکھنے کی محنت ہے۔ یہ آپ کا سرمایہ ہے، یہ آپ کی اصل دولت ہے۔

راسخ الٰہی کے متعلق......

چوہدری صاحب کو میں نے کئی دفعہ کہا کہ مجھے آپ کی حکومت کی وجہ آپ سے اتنا تعلق نہیں جتنا راسخ کی وجہ سے۔ یہ بیٹا آپ کا سرمایہ ہے...... یہ تو اس کی شلوار نیچے کرنا چاہتے تھے، میرے پاس آئے شلوار اوپر رکھتا ہے، داڑھی بڑی رکھتا ہے، اس کو کہیں کہ داڑھی تھوڑی چھوٹی کر لے...... میں نے کہا چوہدری صاحب! اللہ کی قسم آپ کو مبارک ہو، اللہ نے آپ کو ایسا بیٹا دیا آپ کیا کہتے ہیں کہ ایک لڑکی دائیں ہوتی ایک بائیں ہوتی اور یہ بدمعاشی کر رہا ہوتا سڑکوں پر؟...... تم ساری زندگی سجدہ میں سر رکھ کر روؤ، اس کی نیکی کا شکریہ ادا نہیں کر سکتے۔ نیکی سرمایہ ہے، نیکی دولت ہے۔ مجھے ان سے کچھ نہیں لینا...... نیکی سرمایہ ہے...... میں ہاتھ جوڑتا ہوں بھائیو! سب کی خدمت میں درخواست بھی کرتا ہوں کہ یہاں سے توبہ کر کے اٹھنا، تمہارا واسطہ اللہ سے ہے جو بہت کریم ہے، جو فوراً معاف کر دیتا ہے۔ پھر توبہ ٹوٹ جائے پھر توبہ کر لینا، پھر اللہ معاف کرے گا۔ بہت وسعت ہے اس کے خزانے میں، لیکن دلیر نہ بنو، دلیر نہ بنو۔ شراب کہاں لکھی ہے حرام ہے؟...... موسیقی کہاں لکھی ہے

حرام ہے؟...... کہو تو سہی گناہ کر رہا ہوں، یا اللہ معاف کر دے۔ یہ کیا ہوا کہ اپنے گناہوں کی تاویلیں شروع کر دیں۔ ہم مغرب کی تہذیب کو جشن نہیں کہہ سکتے، ہم اپنی بیٹیوں کو ننگا نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہ تہذیب نہیں چاہئے۔ یہ روشنیاں بجھاؤ بیٹیاں ننگی ہو جائیں، دھکیل دو ہمیں پتھر کے دور میں...... جہاں بیٹی کے سر پر چادر ہو اور ماں کے قدموں تلے اولاد کو جنت نظر آئے...... ہم یہ تہذیب نہیں چاہتے کہ روڈ پر عورت ننگی کھڑی ہو، ایک ٹیلی فون بیچنے والا اپنا فون بیچنے کے لئے ہماری بیٹی کو ننگا کر دے...... ایک کپڑا بیچنے والا اپنے پرنٹ کے لئے ہماری بیٹی کو ننگا کر دے...... ہم اس تہذیب کے نہیں ہیں...... ہمیں...... کہہ دو ہمیں کچھ کہنا ہے کہہ دو...... لیکن ہم نے ایک زندگی کو پانا ہے۔ میں نہ درباری مولوی ہوں نہ سرکاری آدمی ہوں۔ میں معاشرہ کا ایک عام فرد ہوں، میں ایک مسلمان ہوں، میں آپ سب کے سامنے درد سے کراہ رہا ہوں کہ اگر میرے منہ سے کوئی سخت جملہ نکل جائے تو اللہ کے واسطہ مجھے معاف کر دیں۔ جنون میں آدمی کہہ جاتا ہے دائیں بائیں کی کہہ جاتا ہے۔ ہمیں حکمرانوں کے احترام کا حکم آیا ہے۔ ہم ان سب کا احترام کرتے ہیں لیکن میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں کہ اپنی آخرت کا سامان کرو۔ میں اپنے لئے کچھ نہیں مانگ رہا اپنی آخرت کا سامان کرو، اکثر مالدار لوگ بیٹھے ہیں، بڑے بڑے افسر بیٹھے ہیں، اپنی آخرت کا سامان کرو۔ اسے زادِ راہ بناؤ...... ایسا نہ ہو کہ خالی ہاتھ جا رہے ہو اور کچھ بھی ہاتھ میں نہ ہو اور چار دنوں بعد قبر بھی مٹ جائے، نشان بھی مٹ جائے...... قبل اس کے کہ میرا اللہ مجھے اٹھائے، میں اس سے صلح کر لوں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے۔ بھائی مجھے معاف کر دینا کوئی ایسا جملہ نکل گیا ہے تو اللہ کیلئے معاف کر دینا۔ میں دلخراشی کے لئے نہیں کھڑا ہوا تھا میں سمع خراشی کے لئے نہیں کھڑا ہوا تھا، لیکن انسان انسان ہی ہوتا ہے۔ جب بہک جائے تو اور بھی سخت ہو جاتا ہے۔ میں سب سے معافی مانگتا ہوں اگر میری بات دل کو لگی ہے تو اس کو قبول کر لو اپنی آخرت کا سامان کر لو۔ اس کیلئے تیاری کر لو۔ اور اب چوہدری صاحب کی والدہ کیلئے سب مل کر دعا کرو۔ ایک دفعہ سورۃ الفاتحہ اور تین دفعہ سورۃ الاخلاص پڑھو اور ان کے لئے دعا کرو۔

وزیر اعلیٰ ہاؤس کراچی میں خطاب

اعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم. بسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم.
من عمِلَ صالِحًا فلِنفسہٖ ومن اسآء فعلیھا.
وقال النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم. ارتحلة الدنیا مدبرہ وارتحلة الأخرۃ مقبلہ، فلکلّ واحدۃٍ منھما بنون فکونوا من ابناء الأخرۃ ولا تکونوا من ابناء الدنیا، فان کلھم من یبتعھا ولدھا، او کما قال رسول اللّٰہ ﷺ.

اللہ بادشاہ، باقی سب گدا

میرے بھائیو اور دوستو! زمین آسمان میں بادشاہی تو اللہ کی ہے، باقی سارے فقیر ہیں۔ اس فقر کی مختلف شکلیں ہیں۔ کسی کا فقر چھپ جاتا ہے، ایسے بناوٹی روپ میں جھنڈے، گاڑیاں، مسلح پہریدار ہیں، وہ وہ بھی فقیر، کسی کا فقر ظاہر ہو جاتا ہے، اس کی خستہ حالی کے ساتھ، اس کے جھونپڑے کے ساتھ، لیکن شہنشاہِ اعظم، مالک الملک، بلا شرکتِ غیرے ہر چیز سے پاک وہ صرف ایک اللہ ہے۔ اس کا تعارف قرآن پاک میں جو سب سے خوبصورت ہے وہ سورۃ اخلاص ہے۔ قریش کہنے لگے اللہ کے نبی سے، ہم تو اپنے باپ دادے کا حسب نسب جانتے ہیں، رب کا حسب نسب کیا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا، ہمارے نبی کے بولنے سے پہلے اللہ کی طرف سے جواب آیا کہ

قل...... آپ ان سے کہئے کہ میرے رب کا نسب یہ ہے کہ

اللہ تعالیٰ کی سب سے جامع تعریف

ھو اللہ احد O اللّٰہ الصّمد O لم یلد ولم یولد O ولم یکنْ لَّہٗ کفوًا احدٌ O

یہ سب سے جامع تعریف ہے اللہ تعالیٰ کی۔ تین آیات میں۔ آپ ان سے کہئے، وہ احد ہے، احد...... واحد نہیں، احد...... واحد کا ثانی بن جاتا ہے، احد اس کو کہتے ہیں جس کا دوسرا نہ بن سکتا ہو۔ اس لیے احد کا معنی ایک نہیں ''یکتا'' ہے۔ فارسی کا لفظ یکتا، جو اپنی مثال میں اکیلا ہو۔ اس کے ساتھ دوسرا نہ کوئی بن سکتا ہو نہ جُڑ سکتا ہو۔ وہ اَحد ہے اَحد، احد کیوں ہے؟ اللّٰـہ الصّمد، وہ سب کے بغیر سب کچھ کرتا ہے، اور کوئی اس کے بغیر کچھ نہیں کر سکتا۔ وہ صمد کیوں ہے؟ لم یلد ولم یولد...... بے نیاز یوں ہے کہ نہ اس کی کوئی جڑ ہے نہ شاخ ہے۔ نہ اصل ہے نہ فرع ہے، نہ اوپر ہے نہ کوئی نیچے سلسلہ ہے۔

لم یلد...... اس کے آگے کوئی اولاد نہیں کہ جن کا محتاج ہو،

ولـم یولـد ...... اس کے اوپر کوئی نہیں کہ جن سے وہ پیدا ہوا ہو۔ جو اپنی ذات میں بے مثل، بے مثال، لم یلد ولم یولد، احد اور صمد ہو وہ یہ دعویٰ کرے تو سچا،

ولم یکنْ لَّہٗ کفوًا احد، میرے جیسا ہے ہی کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ کے تین مطالبے

یہ صرف اُسی کو حق ہے کہ وہ کہہ سکے کہ میرے جیسا کوئی نہیں۔ تو اللہ یہ تین مطالبے کرتا ہے۔ مانو کہ وہ اَحد ہے، اس کائنات کے بنانے میں بھی اَحد، اس کے چلانے میں بھی اَحد، اس کے سنبھالنے میں بھی اَحد...... تمہاری صورت اور مورت اور رنگ اور روپ کو بدلنے میں وہ اَحد، حکومتوں کے انقلاب میں وہ اَحد اور حالات کے تغیر اور تبدل میں بھی اَحد...... موسموں کے بدلنے میں بھی احد —— زندگی اور موت میں بھی احد...... شراکت کے بغیر، وزارت کے بغیر، سیکرٹریوں کے بغیر، چیف سیکرٹریوں کے بغیر، وفاقی وزیر کے بغیر، مملکت کے بغیر، وزیر اعلیٰ کے بغیر، فوج کے بغیر، اَحد......

هو الاوّل والاٰخر والظّاهر والباطن ، وهو بكلّ شيءٍ عليم......

اوّل ہے جس کا پہل کوئی نہیں، وہ آخر ہے جس کی انتہا کوئی نہیں......

اللہ تعالیٰ سندھ کے حکمران کی طرح بے خبر نہیں ہے

لا يعزُبُ عنْ رّبّك منْ مّثقالِ ذرّةٍ......

وہ سندھ کا حکمران نہیں ہے جس کو دیوار کے باہر نہیں پتا کیا ہو رہا ہے...... اس سے ایک ذرّے کے برابر کوئی چیز چھپی ہوئی نہیں ہے۔

يعلَمُ ما في البرّ والبحر......

سمندر کے اندر بھی جانتا ہے، زمین کا اوپر بھی جانتا ہے......

اللہ تعالیٰ کا محیر العقول نظام

ما تسقطُ منْ وّرقةٍ اِلّا يعلَمُها ......

پتا بھی گرتا ہے رات کے اندھیرے میں، دن کے اُجالے میں تو اس کے گرنے کو بھی جانتا ہے۔ کتنے گر گئے، اس کا عدد معلوم ہے۔ کتنے باقی ہیں اس کا عدد معلوم ہے۔ کتنے شگوفے کھلے؟...... کتنی کلیاں کھلیں؟...... کتنے پھل پکے؟...... کتنوں میں رس بھرا؟...... کتنے گلہریاں کھا گئیں؟...... کتنے طوطے کھا گئے؟...... کتنا انسانوں تک پہنچا؟...... یہاں ایک پپیتا پیدا ہوتا ہے، پشاور کے ایک آدمی کا اس پہ نام لکھا ہوا ہے، دنیا کی کوئی طاقت اسے ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ یہاں سے اُسے اٹھایا جاتا ہے، وہ جہاز سے پہنچائے، وہ ٹرین سے پہنچائے، وہ ٹرک سے پہنچائے، یہ آسمان والے کا نظام ہے، زمین والے اس سے بے بس ہیں، اسے ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ منڈی میں جاتا ہے، منڈی سے دکان میں آتا ہے، صبح سے شام تک سو آدمی اس پپیتے کو اٹھا کے دیکھتے ہیں رکھ دیتے ہیں، ڈالنا چاہتے ہیں، اپنے تھیلے میں ڈالنا چاہتے ہیں فرشتہ وہیں کھڑا ہوا چھین کر واپس ٹوکری میں ڈال دیتا ہے، تیرا نہیں ہے ابھی تو وہ آیا ہی نہیں ہے خان بہادر جس کے مقدر میں یہ قاش لکھی ہوئی ہے، وہ شام کو آتا ہے، چاہے کچا ہے چاہے پکا ہے، چاہے گلا ہوا ہے، وہی خریدے گا، وہی اس کی قاش کاٹے گا، وہی اس کے منہ میں جائے گا...... جب تک وہ نوالہ اس کے منہ میں نہیں جاتا

فرشتہ اس سے پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ وہ اس کے منہ میں جائے گا، پھر فرشتہ آ کے کہے گا تیرا رزق تیرے بندے تک پہنچا کے آ گیا...... اور ایسے وہ روزانہ کھلا رہا ہے۔ کیا چیونٹی، کیا ہاتھی، کیا مچھر، کیا مکھی، کیا پتنگا، کیا پروانہ، ایک دن میں ہاتھی کتنا کھا گئے؟...... شیر کتنا کھا گئے؟...... پتنگے کتنا کھا گئے؟...... مچھلیوں نے کتنا کھایا؟...... شارک نے کتنا کھایا؟...... وہیل نے کتنا کھایا؟...... بحر و بر میں پھیلی ہوئی مخلوقات نے کتنا کھایا ہے؟——

اللہ تعالیٰ کو غلطی نہیں لگتی

الحمدُ لِلّٰہ ربّ العالمین......

سارے جہانوں کا پالنے والا ہے......

لا یشو لہٗ سمعٌ عن سمعٍ......

اللہ تعالیٰ کے نبی ﷺ نے مثال دے کر فرمایا کہ:

لو انّ اوّلکم واٰخرکم وانسکم وجنکم وحیّکم ومیّتکم ویابسکم وصغیرکم وکبیرکم وذکرکم وانثکم......

اے بندو! تمہارا رب تمہیں کہتا ہے تم اول اور آخر، انسان اور جنات، تم مرد اور عورت، تم خشک و تر، تم بوڑھے اور جوان، تم چھوٹے اور بڑے، تم اول اور آخر ایک میدان میں اکٹھے ہو جاؤ، تساء لونی...... پھر مانگو ہندی میں، سندھی میں، بربر میں، عربی میں، فارسی میں، انگریزی میں، پنجابی میں، سرائیکی میں، پشتو میں، بلوچی میں، مکرانی میں بلتستانی میں، ساری کائنات کی بکھری ہوئی زبانوں میں...... ساری کائنات کی زبانیں جو مٹ گئی ہیں اور آنے والی زبانوں میں...... سارے اکٹھے مانگو...... کوئی زور سے، کوئی شور سے...... کوئی آہستہ...... کوئی ہولے ہولے...... کوئی دھیرے دھیرے...... کوئی ہونٹوں سے بڑبڑایا، کسی نے اپنی زبان کو تالو سے لگایا...... دل کی دھڑکنوں سے اللہ کو پکارا، ان سارے شور شرابے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے،

لا یشوِ لہٗ سمعٌ عن سمعٍ......

سب کا زور سے پکارنا تمہارے رب کو غلطی میں نہیں ڈالتا۔

وہ غافل نہیں ہوتا، سب کی سنتا ہے، یکساں سنتا ہے۔ جو دل سے پکار رہے ان کی

بھی سنی، جو اُردو میں بولے ان کی بھی سنی، جو زور سے بولے، جو آہستہ بولے، اکٹھے بولے، جو تنہا بولے، سب پر، سب پر اس کا علم حاوی ہو گیا۔ سب کا سنا، سننے کے بعد سب کا چاہا دے دیا۔ یہ دنیا کے حکمران نہیں کہ آج تو ختم ہو گیا کل آ ؤ، اب یہ کوٹہ ختم اب جون میں ہو گا۔ جون کا کوٹہ ختم اب دسمبر میں ہو گا۔ کچھ ہوتے ہوئے بھی بدنیت ہو جائے ...... ہے ہی کوئی نہیں ...... یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور میرا اللہ کیا کہتا ہے؟

لا یشغِلُهٗ سمعٌ عن سمعٍ و لا یمنعهٗ فضلٌ عن فضلٍ......

اللہ کے خزانوں کی وسعت

تم سب کا چاہا سنے گا، تم سب کا چاہا دے گا، اور تم سب کا چاہا دینے کے بعد اس کے خزانے میں اتنی بھی کمی نہیں آتی جتنا سمندر میں سوئی کو ڈبو کے باہر نکالو...... اتنی بھی کمی نہیں آتی۔ سمندر میں کمی آتی ہے، جب سوئی کو سمندر میں ڈبو کے باہر نکالو تو پانی نہ سہی تری تو لگ گئی؟...... اس تری نے پانی میں سے حصہ لیا ہے۔ تو اتنی کمی تو سمندر میں آ ہی گئی ہے...... پر اس شہنشاہِ اعظم کے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں آتی۔

"ذالکم اللہ ربکم الحق" یہ تمہارا حقیقی بادشاہ ہے، یہ تو سارے عارضی ہیں، یہ تو ختم ہو جائیں گے، یا تو حکومت چلی جائے گی یا یہ چلے جائیں گے، یہ جھنڈے لہرانے والے، یہ بیٹ پکڑنے والے، یہ بال گھمانے والے، یہ ان کے پیچھے ٹی وی پہ بھاگنے والے سب ایک دن قصہ پارینہ بن جائیں گے اور یاد بھی نہ رہے گا کوئی تھا بھی یا نہ تھا، اللہ ہے:

"کل من علیھا فان، ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام"

کہ ہر چیز پہ فنا ہے، ایک اللہ کو بقا ہے۔ وہ احد ہے احد، اپنی ذات میں، اپنی صفات میں، اپنے اسماء میں، اپنی قدرت میں، طاقت میں، ہیبت میں، جبروت میں، ملک میں، علم میں، شہنشاہی میں، سخاوت میں، عطا میں، پکڑ میں، بطش میں، اخذ میں، علم میں، سمع میں، بصر میں، ہر چیز میں بے مثل، بے مثل۔

ایک بدوی کی پکار

ایک بدو کہہ رہا تھا مسجد میں بیٹھا ہوا

"یا من لا تراہ العیون" اے وہ ذات جسے آنکھ نہ دیکھ سکے

"ولا تخالطه الظنون" جو کسی کے تخیل میں نہ سما سکے

"ولا یصفه الواصفون" جس کی تعریف کرنے والے اس کا حق ادا نہ کر سکیں

"ولا تغیر الحوادث" جو آج کے انقلاب سے ڈرتا نہ ہو

"ولا یخشی الدوائر" جو زمانے کی نیرنگیوں سے گھبراتا نہ ہو،

اے وہ ذات "یعلم عدد قطر الامطار" جو بارش کے قطروں کی تعداد جانے

"وعدد ورق الاشجار" جو درختوں کے پتوں کی تعداد جانے

"وعدد ما اظلم علیه اللیل واشرق علیه النهار" جو دن رات جہاں جہاں آتا ہے، جاتا ہے، چھاتا ہے، ان سب کی تعداد کو جانے

اور "یعلم مکائیل البحار ومساقیل الجبال" اے وہ ذات جو سمندروں کے پانی کا وزن کئے ہوئے ہے، اور پہاڑوں کا وزن کیے ہوئے ہے۔ اور ان کے مثقال کو بھی جانتا ہے اور ان کے ذرے ذرّے کو بھی جانتا ہے۔

اے وہ ذات! لا توار منه سماءٌ سماءً، آسمان جس سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتا

ولا ارضٌ ارضًا، زمین جس سے کوئی چیز چھپا نہیں سکتی......

ولا بحر ما فی قعرہ، سمندر اپنی گہرائیوں میں چھپے ہوئے خزانے جس سے چھپا نہیں سکتے......

ولا جبلٌ ما فی غارہ ...... پہاڑوں کے غار جس ذات سے اپنی کوئی چیز چھپا نہیں سکتے۔ یہ وہ اللہ کی تعریف کر رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اس بدوی کا اِکرام

تو آپ ﷺ نے کہا بلال! تیرے پاس کوئی شے ہے؟ کہا، جی وہ ایک سونے کی ڈلی پڑی ہے۔ کہا، لے آ۔

آپ ﷺ نے کہا، او بھائی! ادھر آؤ۔

وہ آ گیا۔ کہا کہ یہ تیرا تحفہ!

انہوں نے کہا، جی بڑی مہربانی!

آپ ﷺ نے فرمایا، تجھے پتہ ہے میں نے کیوں دیا ہے؟

کہنے لگا، رشتے داری کی وجہ سے۔

کہا، نہیں! تو نے جو اللہ کی خوبصورت تعریف کی ہے اس پر تجھے دیا ہے۔

بحسنِ ثناءِ ک علی اللہ ...... جو تو نے اللہ کو خوبصورت ناموں سے پکارا ہے، اس پر تجھے دیا ہے۔

اللہ کی ثناء، رسول اللہ ﷺ کی زبان سے

خود اللہ کے نبی ﷺ صبح وشام کہا کرتے تھے:

اللّٰھم انت احق من ذُکِر، واحق من عبد، وانصر من ابتغی، واحف من ملک، واجود من سئل، واوسع من اعطٰی، انت المَلِکُ لا شریک لک والفرد لا نِدّ لک، کل شیءٍ ھالِکٌ اِلّا وجھک، لن تطاع اِلّا باذنِک، ولن تعصٰی اِلّا بعلمک......

تو ہی تو ہے، تیرے سوا کوئی نہیں جس کے آگے ہاتھ پھیلاؤں، تیرے سوا کوئی نہیں جو اس کی بندگی کروں، تیرے سوا کوئی نہیں جس کو مدد کے لئے پکاروں۔ تیرے سوا کوئی نہیں جو مدد کو پہنچے، تیرے سوا کوئی نہیں جو میرا کام بنائے، تجھ سے بڑا سخی کوئی نہیں۔ تجھ سے بڑا مہربان کوئی نہیں۔ سارے بادشاہ مرمٹ جائیں گے تیرا ملک سلامت رہے گا۔ سب کو موت کھا جائے گی تو موت سے پاک رہے گا۔ ساری کائنات کو......

اللہ کی بادشاہت اور قیامت کا منظر

حدیث پاک میں آتا ہے زمین آسمان کے مکینوں کو جھٹکا دے گا اور انہیں ایک موت...... ایک موت مارے گا۔ جیسے ایک کا مرنا۔ ایسے ساری کائنات کے حشرات، انسان، جنات کا مرنا پھر آسمانوں کی طرف توجہ فرمائے گا۔ ساتوں آسمانوں کو زیروزبر کر دے گا۔ سارے ملائکہ کو موت کا پیالہ پلائے گا۔ پھر عرش کے فرشتوں کی طرف توجہ فرمائے گا، پھر وہ اوندھے جا پڑیں گے۔ پھر جبرائیل میکائیل کی طرف توجہ فرمائے گا اور حکم ہو گا

جبرائیل، میکائیل کی جان نکال لی جائے۔ اللہ کا عرش سفارش کرے گا کہ اللہ تعالیٰ ! یہ تیرے پرانے خادم ہیں ان کو تو بچاؤ، تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

اسکت...... فقد کتبتُ الموت علیٰ من کان تحت عرشی

چُپ میرے عرش کے نیچے سب کے لئے موت ہے۔ کوئی نہیں بچ سکتا۔ جبرائیل، میکائیل، وہ صور پھونکنے والا اسرافیل بھی، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے اسرافیل مر جائے...... تو صور ایسے ہوا میں اڑے گا، اسرافیل مرجائے گا۔ صور ایسے ہوا میں اُڑتا ہوا جیسے فانوس لٹکا ہوا ہے، ایسے جا کر اللہ کے عرش کے ساتھ لٹک جائے گا۔ اسرافیل بھی ختم...... اوپر اللہ نیچے ملک الموت...... اللہ فرمائیں گے کون باقی؟...... یہ سوال شانِ بے نیازی کا ہے نہ کہ استفسار کا۔ کون باقی؟...... تو کہے گا یا اللہ اوپر تو باقی نیچے تیرا غلام باقی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مُــتْ...... مرجا...... تو بھی میری ایک مخلوق ہے، مرجا...... اس وقت جو ملک الموت چیخ مارے گا اگر کائنات ہوتی، فرشتے ہوتے، انسان ہوتے سب کے کلیجے پھٹ جاتے۔ وہ تو پہلے ہی مرے پڑے ہیں۔ تو ملک الموت ایک خوفناک چیخ مار کے گرے گا۔ سب ختم...... تو اس وقت اللہ تعالیٰ کیا کہے گا؟......

من کان لی شریکًا فلیاتِ......

اب کوئی میرا شریک ہے تو سامنے آئے۔

کہاں گئے مغل؟...... منگول کہاں گئے؟...... آج کل کے تو حکمران ہی نہیں...... یہ تو ووٹ سے حاکم بنے...... یہ تو ووٹ سے وزیر بنے...... ووٹ سے ان کی کیا وزارت...... ان کی کیا صدارت...... وہ تو پہلے لوگ تھے جو حکومت کر گئے، جن کے آگے کوئی سر نہیں اٹھاتا تھا۔

این الملوک...... من کان لی شریکًا فلیاتِ، کوئی ہے میرا شریک تو میرے سامنے آئے۔ اللہ تعالیٰ کہے گا من کان لی شریکًا فلیاتِ کوئی ہے میرا شریک تو سامنے آئے۔ تیسری دفعہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا، من کان لی شریکًا فلیاتِ کوئی ہے میرا شریک تو سامنے آئے۔ کوئی ہے ہی نہیں۔ سارے مرمک گئے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کو جھٹکا دے کر کہے گا، انا المَلِکُ......

ایک جھٹکا دے گا، کہے گا اَنا الملک...... میں ہوں بادشاہ۔

پھر دوسرا جھٹکا دے گا، پھر کہے گا انا القدوس السّلام المومن......

پھر تیسرا جھٹکا دے گا، پھر کہے گا انا المھیمن العزیز الجبّار المتکبر......

پھر کہے گا، این الملوک...... کہاں ہیں بادشاہ؟......

این المتکبرون...... کہاں گئے تکبر کرنے والے؟......

این الجبارون ، کہاں گئے ظلم کرنے والے؟......

لمن الملک الیوم، آج کس کی بادشاہی ہے؟

کوئی جواب دینے والا ہے ہی نہیں...... تو اللہ خود جواب دے گا:

لِلّٰہ الواحد القھار...... آج اکیلے شہنشاہ کی حکومت ہے۔

اِنّی بدعتُ بدنیا ولم تکن شیئًا، واَنا الّذی اُعیدُھا...... بنایا میں نے تمہیں، مٹایا میں نے تمہیں، تمہیں پھر زندہ کروں گا، پھر زندہ کروں گا...... آج تمہیں پتہ چلے گا کہ عزت والا کون ہے اور ذلت والا کون ہے، کامیاب کون ہے، ناکام کون ہے...... کس کے آگے جھنڈے لہرائیں گے...... یہ آج پتہ چلے گا۔ اس دن فریقٌ فی الجنّة وفریقٌ فی السّعیر...... آج کامیاب کون ہے؟......

کامیاب اور ناکام کون؟

فمن زحزِحَ عن النّار ...... جو جہنم سے بچ گیا،

واُدخِلَ الجنّة فقد فاز...... اور جنت میں پہنچ گیا، یہ کامیاب ہے۔

آج کامیاب کون ہے؟...... فمن ثقلت موازینہٗ فاُولٰئک ھم المفلحون، جس کی نیکیوں کا پلڑا وزنی ہو گیا، یہ کامیاب ہے......

ناکام کون ہے؟ فمن خفّت موازینہٗ فاُولٰئک الّذین خسروآ انفسھم فی جھنّم خالدون...... جس کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہو گیا، گناہوں کا پلڑا جھک گیا یہ ناکام ہے، جو جہنم کی آگ میں جا رہا ہے۔

حکمرانوں کو سنا رہا ہوں!

قُلْ، قُلْ...... اللہ کہتا ہے انہیں بتاؤ، ہائے ہائے! ہم فقیروں کو تو بتاتے ہیں، یہ حکمران کبھی کبھی ہاتھ آتے ہیں، تمہیں سنا رہا ہوں، اس کامیابی کے دھوکے سے نکل آؤ، یہ فریب ہے، فریب ہے، فریب ہے...... قل اِنَّ الخٰسرین، انہیں بتاؤ ناکام کون ہیں، اَلَّذین خسروآ انفسهم واهليهم يوم القيٰمة، جو قیامت کے دن ناکام ہو جائیں گے، گناہوں کا بوجھ لے کر۔ ان کے ساتھ کیا ہوگا؟ آلا ذالک هو الخُسرانُ المبين، یہی تو اصل ناکامی ہے۔ وہ کیا ہے؟ لهُم مّن فوقِهِم ظُلَلٌ مّن النّار ، ان کے اوپر بھی آگ ہوگی، ومن تحتهم ظُلَلٌ ،ان کے نیچے بھی آگ، ذالک يخوّفُ اللّٰه بهٖ عبادهٗ ، تو یہ وہ ناکامی ہے جس سے تمہارا رب تمہیں ڈراتا ہے۔ يٰعبادِ فاتّقون...... او میرے بندو! ڈر جاؤ۔

اصل ناکامی کیا ہے؟

الیکشن کی ناکامی کوئی ناکامی نہیں، حکومت کا چھن جانا کوئی ناکامی نہیں، اللہ کا ناراض ہو جانا ناکامی ہے...... جہنم میں جل جانا ناکامی ہے...... اللہ کا راضی ہو جانا کامیابی ہے اور جنت میں پہنچ جانا کامیابی ہے۔ اللہ جس پر خوش ہو گیا یہ کامیاب ہے...... اللہ جس پہ ناراض ہو گیا، یہ ناکام ہے...... عزت وذلت کے معیار، بڑھیا گھٹیا، بڑے چھوٹے، یہ معیار بہت چھوٹے بن گئے ہیں، یہ معیار اللہ کی نظر میں کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔

اِعْلَمُوآ انّما الحيٰوة الدُّنيا لعِبٌ وّلهوٌ وّزينةٌ وّتفاخرٌ بينكم وتكاثرٌ فى الاَموالِ والاَوْلادِ۔۔۔

یہ کھیل تماشا ہے، یہ بچوں کا کھیل ہے...... کوئی کھلونوں سے کھیلتا ہے، کوئی سیاست سے کھیلتا ہے، کوئی گڈے گڈی سے کھیلتا ہے، کوئی کرکٹ اور بلے سے کھیلتا ہے، یہ کھیل ہے...... ان کا تو کھیل ہی کھیل ہے۔ یہ ساری دنیا ہی کھیل ہے۔ اس میں وہی کامیاب ہے جس نے اللہ کو راضی کر لیا اور اس میں وہ ناکام ہے جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گیا، سب سے خوفناک حساب حکمرانوں کا ہوگا۔ سب سے خوفناک حساب حاکم کا ہوگا۔

فقیر سب سے سوکھے چھوٹ جائیں گے۔ حاکم سب سے مشکل میں چھوٹیں گے۔ بعضے فقیر ایسے ہوں گے ان کے پاس فرشتے جائیں گے ہاں بھائی حساب دو! وہ کہیں گے کس چیز کا؟ کہیں گے جو تھا! کہا تھا کیا، جس چیز کا حساب لیتا ہے؟ آگے کہیں گے ہمارے پاس تھا کیا، جس کا حساب لیتا ہے۔ تو وہ فرشتے آ کر کہیں گے اللہ تعالیٰ! تیرے وہ بندے تو کوئی نہیں بات کرر ہے۔ کہا کیا کہہ رہے ہیں؟ تو کہا کہ وہ کہہ رہے ہیں ہمارے پاس ہے کیا جس چیز کا حساب لیتا ہے۔ تو کہا بلاؤ، وہ آ جائیں گے۔ ہاں بھئی کیا بات ہے؟ کہیں گے، یا اللہ تیرے فرشتے آئے تھے ہمارے پاس حساب لینے تو ہم نے کہا ہمارے پاس تھا ہی کچھ نہیں۔ مال تو تُو نے سب کچھ اوروں کو دے دیا، ہمارے پاس تو صبر ہی صبر تھا، تو ہم سے کس چیز کا حساب لیتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہے گا:

اَمَا اِنّی لم عزّ عنکم الدُّنیا لحوام بکم علیّ ،

میرے بندو! میں نے تمہیں دنیا سے دور اس لئے نہیں رکھا تھا کہ تم میری نظروں میں چھوٹے تھے......

بَلْ لِاَدّخر لکم من کرامتی ھٰذا الیوم......

میں آج کے دن تمہیں عزت کے تاج پہنانا چاہتا تھا، آج تمہاری گاڑیوں پہ میں جھنڈے لگانا چاہتا تھا، آج میں تمہیں فل پروٹوکول دینا چاہتا تھا، آج میں تمہیں بڑا بنانا چاہتا تھا، اس لیے میں نے دنیا کو تم سے دور رکھا۔ جاؤ ساری جنت تمہاری ہے۔ ادخلِ الجَنّة...... جاؤ جاؤ چلے جاؤ، جہاں جاؤ گے وہی تمہارا، جہاں قدم رکھو گے وہی تمہارا، اور سب سے مشکل......

حاکم اور خلیفہ میں فرق

حضرت عمر رضی اللہ عنہ حاکم نہیں ہیں خلیفہ ہیں، حاکم نہیں ہیں خلیفہ ہیں۔ خلیفہ اور حاکم میں کیا فرق ہوتا ہے؟ خلیفہ حکم پر حکومت قربان کر دیتا ہے۔ حاکم کون ہوتا ہے جو حکومت پر حکم کو قربان کر دے، وہ کہتا ہے بھائی حکومت نہ جائے شریعت جاتی ہے تو جائے۔ خلیفہ کون ہوتا ہے؟ ......وہ کہتا ہے شریعت نہ جائے حکومت جاتی ہے تو جائے، وہ حکومت کی پرواہ نہیں کرتا۔ وہ خلیفہ تھے خلیفہ۔ بائیس لاکھ مربع میل میں اسلام پھیلانے والا شخص، جو

اللہ سے مانگا گیا، یا اللہ مجھے عمر دیدے...... یا اللہ عمر دیدے...... عمر دیدے...... دے دیئے گئے۔ بدھ کو دعا مانگی، جمعرات کو عمر اسلام میں آ گئے۔

اے اللہ عمر دے دے!!

بدھ، جمعرات کی درمیانی رات کو، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پٹائی ہوئی، شام کو بڑی شدید، مرنے کے قریب ہو گئے، اٹھا کے لائے گئے۔ آپ ﷺ نے دیکھا تو آپ کا رو رو کے بُرا حال ہو گیا۔ تو اس وقت آپ نے دعا کی، یا اللہ اسلام کو عزت دے اِن دو میں سے ایک عُمر یا عَمر و...... ایک ابوجہل کا نام عَمر و بن ہشام ہے، اِن کا نام عُمر بن خطاب ہے۔ لیکن آپ ﷺ نے فرمایا میرا جی چاہتا ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہو۔ رات کو دعا مانگی جمعرات کی صبح حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ قتل کا ارادہ کر کے آئے اور ایمان سے منور ہو گئے۔ مشرف ہو گئے۔ تو اس وقت جبرائیل آ گئے اُتر کے، کہا یا رسول اللہ! آپ کو خوشی ہو گئی عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام کی؟ آپ ﷺ نے فرمایا، بڑی! کہا، آسمان کے فرشتے بھی خوش ہو رہے، آسمان کے فرشتے بھی خوش ہو رہے ہے۔

دس برس حکومت کی، دس سال کے بعد عبداللہ بن عمر بیٹے نے خواب دیکھا، پسینہ یوں پونچھ رہے ہیں۔ بیٹے نے کہا، ابا جان! کیا ہوا؟ کہا ابھی حکومت کا حساب دے کے فارغ ہوا ہوں۔ ابھی جان کا حساب باقی ہے۔ دس برس، دس برس، دس برس کے بعد خواب دیکھا تو کیا کہا؟ ابھی حکومت کا حساب دے کے فارغ ہوا ہوں، ابھی جان کا حساب باقی ہے۔ حالانکہ وہ شخص راتوں کو جاگتا تھا، لوگ سوتے تھے۔

دو سالن اکٹھے کر کے نہیں کھاؤں گا!

اس کی روٹی کوئی شخص اندر نگل نہیں سکتا تھا۔ اتنی سخت روٹی ہوتی تھی نگلی نہیں جاتی تھی۔ مہینے میں ایک دن روٹی کھاتے تھے صرف ایک دن۔ ایک دن بیٹے نے کھانے پر دعوت کی تو نوالہ منہ میں رکھتے ہی ہاتھ کھینچ لیا۔

بیٹا! میں نہیں کھاؤں گا۔

کیوں؟......

کہا، دو سالن ہیں۔

کہا، دو کہاں ہیں، گوشت ہے۔ کہا، گوشت میں گھی ڈالا ہوا ہے، گھی الگ سالن ہے، گوشت الگ سالن ہے۔

کہا میرے نبی ﷺ نے زندگی بھر کبھی گوشت اور گھی ملا کے نہیں کھایا۔

کہا: ابا جان! میں نے کوئی فضول خرچی نہیں کی، آج مجھے گوشت سستا مل گیا تھا آدھے درہم کا گوشت لے لیا، آدھے درہم کا گھی لے لیا۔ دونوں کو ملا کے بنا دیا، تو اس میں کوئی فضول خرچی نہیں ہوئی۔

کہا، نہیں بیٹا! عمر کا ہاتھ اندر نہیں جا سکتا۔ میرے نبی ﷺ نے گوشت اور گھی کو اکٹھا نہیں کیا۔ ایسا شخص جو مظلوم کی فریاد سن کر یا لبیک، یا لبیک کی صدائیں لگاتا ہوا مدینے کی گلیوں میں بے قرار ہو کر پھرنے لگ جاتا تھا، راتوں کو نگرانی کے لئے پھر رہا ہے۔

روتے بچے...... ہنسنے لگے

وہ عمر رضی اللہ عنہ، بائیس لاکھ مربع میل میں سلطنت اور راتوں کو چکر لگ رہا ہے۔ ایک بڑھیا ہانڈی چڑھا کے بیٹھی ہے۔ بچے تین چار رو رہے ہیں، چیخ رہے ہیں۔

اماں کیا بات ہے؟ یہ بچے کیوں رو رہے ہیں؟

کہا، کھانا نہیں بچے بھوک سے رو رہے ہیں۔

کہا، یہ کیا ہے؟......

کہا، یہ تو تسلی کیلئے ہے، پانی اوپر چڑھایا ہوا ہے، اندر کچھ نہیں ہے۔ میرا اور عمر کا اللہ کے ہاں حساب ہوگا۔ عمر رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

کہا: عمر کو تیرے حال کی کیا خبر؟

کہا، تو ہمارا حاکم کیوں بنتا ہے؟...... اگر تو ہمارے حال کی خبر نہیں لیتا۔

ہاں، یہ حکومت کر کے خوش ہوتے ہیں۔ میں وزیر بن گیا، پاگل دنیا مبارک دیتی ہے۔ مبارک ہو جناب! آپ وزیر بن گئے۔ تو عمر رضی اللہ عنہ وہاں سے بھاگے، بیت المال سے سامان اُٹھایا، بوری بھری، اپنی کمر پر اٹھانے لگے تو نوکر نے کہا، میں اٹھالوں؟

اسلم غلام، کہا میں اٹھالوں؟

فرمایا، قیامت کے دن بھی میرا بوجھ تم اٹھاؤ گے؟ بوری اٹھائی اور بھاگے ہوئے آئے اور آ کر جلدی سے اس میں گھی اور پنیر اور کھجور، حیسا...... عرب میں ایک حلوہ تیار ہوتا تھا حیسا، وہ جلدی سے تیار کیا اور لکڑیاں ڈال کے پھونک مار رہے۔ اسلم فرماتا ہے غلام، کہ میں دھواں ان کی داڑھی سے نکلتا اور آنسو ان کی آنکھوں سے بہتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ وہ بے قرار ہو کے آگ جلا رہے تھے، جلا رہے تھے۔ حتیٰ کہ حیسا تیار ہوا، پھر آپ نے ڈولی سے خود پلیٹوں میں ڈال کے بچوں کے آگے رکھا۔ پھر ایک طرف بیٹھ گئے۔ ان کو کھاتا دیکھنے لگے، پھر وہ بچے ہنسنے کودنے لگے، تھوڑی دیر بعد اُٹھ کے چل دیئے تو وہ عورت کہنے لگی کاش! عمر کی بجائے تو امیر المومنین ہوتا۔ تو یہ نہیں کہا کہ وہ میں ہی ہوں۔ کہا، اماں جان جب تو امیر المومنین سے ملے گی تو مجھے بھی وہیں پائے گی۔ مجھے بھی وہیں پائے گی!!

ہائے ہائے! ان سب کی خواہش ہوتی ہے کہ اخباروں میں ہمارے نام آ جائیں کہ ہم یہ کر رہے ہیں، ہم وہ کر رہے ہیں۔ جو اللہ کے لئے کرنا ہوتا ہے تو اس کو بھی دنیا کے لئے کر دیتے ہیں۔ تو سارا کیا کرایا خراب ہو جاتا ہے۔ وہ نیکی بھی برباد ہو جاتی ہے، گناہ پہلے لازم ہوتے ہیں۔ نیکی بھی برباد ہو جاتی ہے۔ کہا، اماں! جب تو ملنے آئے گی نا، امیر المومنین سے، مجھے بھی وہیں پائے گی۔ میں بھی وہیں ہوں گا۔ نہیں بتایا کہ میں کون ہوں۔ پھر اپنے غلام سے فرمایا کہ میں نے بچوں کو روتے ہوئے دیکھا تھا تو میرا جی چاہا کہ میں ان کو ہنستے ہوئے بھی دیکھ لوں، تو اس لئے میں اٹھ کے آیا۔

تو میرے بھائیو! اتنی بڑی...... کافروں نے کہا ایک عمر اور ہوتا، ساری دنیا میں اسلام پھیل جاتا اور میرے نبی ﷺ نے کہا، ”میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا“۔ اتنی عظیم ہستی، جن کی سلطنت اسلام کے پھیلنے کا ذریعہ بنی۔

عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو سزا......

عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ گورنر تھے مصر کے، تو گھڑ دوڑ میں گھوڑا دوڑایا ان کے بیٹے نے، لوگوں نے بھی دوڑایا۔ ایک عام آدمی کا گھوڑا آگے نکل گیا تو اس کو غصہ آیا۔ عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے کو غصہ آیا تو اس نے اُس کو مارنا شروع کر دیا۔ تو اس کے باپ نے آ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فریاد کی۔ تو انہوں نے کہا کہ دونوں باپ بیٹے ٹاٹ کے کپڑے پہن کر

پہنچو میرے پاس، گورنر مصر کو بلایا جارہا ہے۔ سارا مدینہ اکٹھا کیا، اس بچے کو بلایا، اِدھر آ......
اپنا کوڑا پکڑایا، کہا مار اس کو اور اتنا مار کہ تیرا کلیجہ ٹھنڈا ہو جائے۔ تو اس نے مارنا شروع کیا، مارنا شروع کیا۔ حتیٰ کہ لوگ کہنے لگے کاش! ابھی بس کر دے۔ اتنا نہ مارے، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، ہاں! ماؤں نے تو آزاد جنا تھا بچوں کو، تم نے کب سے غلام بنالیا؟؟

عمر رضی اللہ عنہ......عوامی عدالت میں

جو اس طرح حکومت کر کے گیا...... کھڑے ہوئے ہیں منبر پر، کہا اِسمعُوا واطیعُوا...... لوگو! میری بات سنو، میں کیا کہنے لگا ہوں اور میری اطاعت کرو۔ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے۔

لا نسمعوا ولا نطیعوا......

نہ تو سنیں گے اور نہ ہی فرمانبرداری کریں گے!!

کہا یہ جو تیرا کُرتا ہے، یہ ایک چادر میں نہیں بن سکتا۔ جو چادریں تقسیم ہوئی ہیں بیت المال سے۔ تیرا لمبا قد ہے، تیرا ایک چادر میں کُرتا نہیں بن سکتا۔ یہ دو چادروں سے بنا ہے۔ دوسری چادر تُو نے کہاں سے لی ہے؟ پہلے اس کا جواب دو پھر ہم تیری بات سنیں گے۔ اے ہائے! کوئی بادشاہ ہوتا تو وہیں ذبح کرا دیتا! خلیفہ ہیں خلیفہ......

کہا، عبداللہ کہاں ہے؟ جی عبداللہ، میرا بیٹا!

کہا، جی حاضر......

کہا اُٹھ، بتا تیرے باپ نے یہ چادر کہاں سے لی ہے؟

تو اس نے کھڑے ہو کر کہا کہ یہ چادر مجھے حصہ میں ملی تھی، میں نے اپنے ابا کو دے دی کہ ان کا کُرتا ایک چادر میں نہیں سل سکتا تھا۔

کہا، تسلی ہو گئی؟......

کہا: ہاں اب تسلی ہو گئی۔ اب جو حکم دو گے سنا جائے گا، جو حکم دو گے مانا جائے گا۔

اس طرز پر حکومت کرنے کے بعد دس برس لگے حساب دینے میں۔ میں اپنی جان کا حساب کیسے دوں گا؟...... یہ اپنی جان کا حساب کیسے دیں گے؟...... جب کہ چاروں

طرف ظلم ہی ظلم ہے...... ستم ہی ستم ہے...... مظلوم کی آہوں نے عرش کو ہلایا ہوا ہے...... دو چیزیں زیادہ دیر نہیں چلتیں...... ایک ظلم، ایک بے حیائی۔ بے حیائی اپنے عروج پر ہے، ظلم اپنے عروج پر ہے۔ یہ اس طرح ٹوٹیں گے جیسے انڈہ ٹوٹتا ہے۔ یہ اس طرح بہہ جائیں گے جیسے پانی پر تنکے بہہ جاتے ہیں، خس و خاشاک کی طرح اس کے نظام کو اللہ توڑے گا۔ ہماری حکومتوں میں تو طاقت نہیں۔

ساری اُمت مسلمہ گھٹنوں کے بل گری پڑی ہے۔ نہ ایمان کی طاقت، نہ عمل کی طاقت، نہ مادی طاقت...... دنیا اسباب کی دنیا ہے...... اللہ کے نبی ﷺ نے بھی خندق کی کھدائی کرائی حالانکہ جبرائیل بھی آنے والا ہے، میکائیل بھی آنے والا ہے، فرشتے بھی آنے والے ہیں...... پھر بھی خندق کہ کوئی بڑا ماہر سے ماہر جرنیل بھی ایسا نقشہ نہیں بنا سکتا۔ یہ اسباب کی دنیا ہے اس میں مادی اسباب کا ہونا بھی ضروری اور اس کے ساتھ ایمان، تقوے کا ہونا بھی ضروری۔ جو چیز بھی کم ہوگی تو نتیجہ ہمارے خلاف چلا جائے گا۔

تو میرے بھائیو! اللہ کو بادشاہ حقیقی سمجھ کر اپنی زندگی کی بنیادیں اٹھاؤ۔ جس نے ایک دن اپنے سامنے کھڑے کر کے ہم سے پوچھنا ہے کیا کر کے آئے ہو؟ کیا لے کے آئے ہو؟

عشرہ مبشرہ

ہاں، دس سال حکومت بائیس لاکھ مربع میل میں اسلام...... اور اللہ کے نبی ﷺ نے کہا دنیا میں، لوگو! میں ابوبکر رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں عمر رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں عثمان رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں علی رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں طلحہ رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں زبیر رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... میں سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے راضی ہوں...... یہ دس آدمی وہ ہیں جن کو آپ نے دنیا سے جانے سے پہلے سب کو گواہ بنا کر کہا کہ میں ان لوگوں پر راضی ہوں، میں ان سے خوش ہوں اور یہ وہ لوگ ہیں جن کو آپ ﷺ نے ایک محفل میں کہا، ابوبکر جنتی...... عمر جنتی...... عثمان جنتی...... علی جنتی...... طلحہ جنتی...... زبیر جنتی...... سعد جنتی...... عبدالرحمٰن

جنتی......ابوعبیدہ جنتی......سعد جنتی......سعید جنتی......ان کو جنت کی بشارتیں عطا فرمائیں۔

دنیا کے خزانے......مدینے کی چوکھٹ پر

پھر اس کے بعد بائیس لاکھ مربع میل میں اسلام پھیلایا ہے اور اقوامِ عالم کے خزانے لٹ کے مدینے میں پہنچے ہیں۔ کسریٰ کا تخت آیا، ایک سو ستر ہاتھ لمبا، ایک سو دس ہاتھ چوڑا، ترپن من تیئس سیر اس پر سونا لگا ہوا تھا اور بارہ سو تیرہ من اس پر چاندی لگی ہوئی تھی اور اس کا ڈھائی من سونے کا وزنی تاج، اس میں سر دے کے بیٹھتا تھا، اوپر سے اس زنجیر سے لٹکا ہوتا تھا، ڈھائی من وہ سر پہ تو نہیں اٹھایا جا سکتا تھا، اس طرح کے سینکڑوں، تین ہزار ایک سو چونسٹھ سال ساسان کی حکومت ہے، ایران کی حکومت، یہ سارے خزانے مدینے میں پہنچے......روم کے خزانے مدینے میں پہنچے......اور یہ سارے خزانوں کے مالک ہونے کے بعد، اس کے کپڑے میں چودہ پیوند ہوتے تھے اور وہ مہینے میں ایک دن گوشت کھاتا تھا اور رات کو اٹھ کے رعایا کی خبر گیری کرتا تھا، اور اللہ کا نبی ﷺ اس سے راضی دنیا سے گیا تھا، اس سے بڑا اعزاز کیا ہو سکتا ہے؟......دائیں طرف ابوبکر رضی اللہ عنہ ہے، بائیں طرف عمر رضی اللہ عنہ ہے، بیچ میں اللہ کا رسول ﷺ ہے......اس سے بڑی عزت اور کیا ہوگی!! ہر سلام ان دونوں پہ جاتا ہے۔ ہائے ہائے! صحابہؓ نے کہا، اب زمانہ بدل گیا ہے، مال دولت اب بہت ہوگئی، اب چاہئے عمر رضی اللہ عنہ کو تھوڑی نرمی کرے اپنے اوپر......!! ہائے ہائے، نہیں نہیں! نرمی نہیں کر سکتا ہوں، جیسے میرے نبی ﷺ نے زندگی گزاری ویسے ہی گزاروں گا۔

ایک انچ نہ ادھر ہوئے نہ ادھر......نہ ادھر نہ اُدھر......نماز کی حالت میں خنجر لگا اور نماز سے شہادت تک پہنچے۔ اور کافر کے ہاتھوں لگا۔ جو پوری شہادت کامل ہے۔ پھر کیا ہوا؟......جب موت کا وقت قریب ہوا تو بیٹے سے کہا، میرا سر زمین پہ رکھ دے۔ پنڈلی پہ رکھا، کہا میں کہہ رہا ہوں زمین پہ ڈال۔ انہوں نے زمین پہ رکھا، تو اپنے منہ کو مٹی میں ایسے رکھا اور یوں ملنے لگے اور رونے لگے، کہا کہ اے میرے رب اگر تو نے عمر رضی اللہ عنہ کو معاف نہ کیا تو عمر رضی اللہ عنہ ہلاک ہو جائے گا۔ اگر تو نے عمر رضی اللہ عنہ کو معاف نہ کیا تو عمر ہلاک ہو جائے گا۔

ہاں، میرے بھائیو! اس دھوکے کی دنیا سے باہر جھانکنے کی کوشش کرو، اندھیرے بڑھ گئے ہیں......یہ ان لائٹوں سے دور نہیں ہوتی۔ یہ وہ شمع چاہئے جو دل میں فروزاں ہوتی

ہے۔ اسے بجھے ہوئے زمانہ ہو چکا ہے۔ اندر کے اندھیرے دیکھنے کی اس وقت فرصت ہوتی ہے، جب ان جھمیلوں سے آدمی فارغ ہوتا۔ ان چیزوں نے لپیٹ لیا ہے اور جھوٹے اور کھو کھلے جہان کی چمک دمک نے اس آنے والی گھاٹیوں سے بے خبر کر دیا ہے۔ تو میرے بھائیو! اس کے لئے اپنے آپ کو تیار کرنا یہ عقلمندی کا کام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بناؤ، جو اس کا ساتھی بن گیا اس کے سارے کام بن گئے۔ **اللہ الصمد**...... وہ بے نیاز ہے۔ اس کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ جو چاہو گے پوری کرے گا۔ جو چاہو گے تمہیں دے گا۔ ہر وقت تمہاری سنتا ہے، ہر وقت تمہارے ساتھ ہے۔

ادعونی استجب لکم...... تم پکارو میں ہر وقت سنتا ہوں۔

اللہ تک پہنچنے کا راستہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک زندگی ہے۔ آپ ﷺ سارے عالم کے لئے رحمت بن کر آئے، سارے عالم کے لئے ہادی بن کر آئے۔ سارے عالم کو صراطِ مستقیم دکھانے کے لئے آئے۔ سارے نبی اپنی شریعتوں کے ساتھ بھول بھلیاں ہو گئے...... آپ ﷺ کا دین باقی، قرآن باقی، شریعت باقی...... سارے جہان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے بنایا، محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ نے ان کی مرضی سے بنایا۔

شان و عظمت رسولِ اکرم ﷺ، بزبانِ حسان رضی اللہ عنہ

حسان ابن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

واحسنُ منک لم ترقطُ عینی......

الخ...... کانّک قد خلقت کما تشآءُ

تو، تیرے جیسا حسین کسی آنکھ نے نہیں دیکھا نہ میری آنکھ نے، تیرے جیسے جمال والا کسی ماں نے نہیں جنا۔ آپ ایسے پیدا ہوئے جیسے آپ نے اپنے آپ کو خود چاہا۔ اس جملے کا میں نے یہ ترجمہ کیا کہ اللہ نے ساری کائنات کو بنایا اپنی مرضی پر، محمد مصطفیٰ ﷺ کو بنایا اُن کی مرضی پر۔ اگرچہ اپنی ہی مرضی پر بنایا، بنایا اپنی ہی مرضی پر...... لیکن سب سے کامل، سب سے اکمل...... سب سے ارفع...... سب سے اعلیٰ...... سب سے برتر...... سب سے احسن...... سب سے اجمل...... سب سے انور...... سب سے ابرا، سب سے اعلم...... سب سے اسخی...... سب سے اجود...... سب سے اکرم...... جتنے بھی میں الفاظ لاؤں

سارے الفاظ چھوٹے ہیں اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی ہستی اس سے بلند و بالا ہے۔ الفاظ کی تعبیرات بہت نیچے رہ جاتی ہیں، اور آپ ﷺ بہت بلند ہو جاتے ہیں۔

جس کا وکیلِ صفائی خود اللہ ہو......!

جس کا وکیل صفائی اللہ ہو، وہ کیسا ہوگا؟ اور کوئی کھرا وکیل کسی کے مقدمے میں آ جائے نا، تو پہلے ہی جج متاثر ہو جاتا ہے۔ یہ وکیل بڑا دیانتدار ہے، تو یقیناً اس کے مؤکل کا موقف صحیح ہوگا۔ سارے وکیل تو ایک جیسے نہیں ہوتے نا! کئی وکیل اللہ سے ڈرنے والے بھی ہوتے ہیں۔ ان کا ایک تاثر ہوتا ہے، تو وہ فوراً پتا چلتا ہے، نہیں نہیں ان کا کیس ٹھیک ہوگا۔ تو میرے نبی پر الزام لگے، یہ تو پاگل ہے...... یہ تو دیوانہ ہے...... یہ تو جادوگر ہے...... یہ تو شاعر ہے...... تو پتا نہیں کتنے الزام لگے، تو وکیل صفائی کے لئے اللہ خود آئے...... کہ میں آتا ہوں:

والنّجم اِذا ھوٰی. ما ضلَّ صاحبکم وما غوٰی.

پہلے اعتراض کا جواب......

وما ینطق عن الھوٰی. اِن ھو اِلّا وحیٌ یُّوحٰی.

دوسرے اعتراض کا جواب......

علّمہٗ شدید القوٰی ذو مرۃٍ فاستوٰی وھو بالافقِ الاعلٰی.

یہ تیسرے اعتراض کا جواب......

ثم دنٰی فتدلّٰی فکان قاب قوسینِ او ادنٰی.

یہ چوتھے اعتراض کا جواب......

فاوحٰی الٰی عبدہٖ مآ اوحٰی.

یہ پانچویں اعتراض کا جواب......

ما کذب الفؤاد ما راٰی.

یہ چھٹے اعتراض کا جواب ہے......

افتمٰرونہٗ علٰی ما یرٰی.

یہ ساتویں اعتراض کا جواب ہے......

ولقد راٰہ نزلَۃً اُخرٰی. عند سدرۃِ المُنتھٰی. عندھا جنّۃ الماْوٰی. اِذ یغشی السّدرۃ ما یغشٰی. ما زاغ البصر وما طغٰی. ......

یہ اس سے اگلے اعتراض کا جواب ہے...... اللہ خود وکیل صفائی بن کے آ رہا ہے۔

حضور ﷺ کی آمد سے بھٹکے ہوئے قافلوں کو راہ ملا

مجھے ستارے کی قسم جب وہ گردش میں آتا ہے، ستارے کی قسم میں تشبیہ ہے کہ جیسے ستارے کی گردش سے جہاں روشن ہوتا ہے، میرے محبوب ﷺ کے آنے سے جہان روشن ہوگیا۔ جیسے ستاروں سے جہان خوبصورت ہوجاتا ہے، میرے محبوب ﷺ کی آمد سے جہان روشن ہوگیا، جیسے ستاروں سے بھٹکے ہوؤں کو راہیں ملتی ہیں، میرے محبوب ﷺ کی آمد سے انسانیت کے بھٹکے ہوئے قافلے کو راستہ ملے گا۔ یہ ساری تشبیہات ہیں اس ''والنجم'' کے اندر۔ اللہ ستاروں کی قسم کیوں اٹھا رہے ہیں؟

''ہاں بھائی! یہ تو گمراہ ہوگیا، باپ دادے کا دین چھوڑ گیا ہے''۔ میرے اللہ نے فرمایا: ما ضلّ صاحبکم وما غوٰی، نہ گمراہ ہوا ہے نہ عقل سے فارغ ہوا ہے۔

''یہ تو ایک آدمی اس کو پٹیاں پڑھاتا ہے، اس کا نام رحمان ہے''، تو میرے اللہ نے فرمایا: ''ما ینطق عن الھوٰی'' یہ خود نہیں بولتا ''اِن ھو اِلّا وَحیٌ یُّوحٰی'' یہ اللہ کے بول بولتا ہے۔ اپنی مرضی سے بولتا ہی کوئی نہیں۔ دیکھو نا، اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام سے کہا ''لا تتبع الھوٰی'' داؤد! تمہیں حکومت دے رہا ہوں، خواہش کی غلامی نہ کرنا۔ اور اپنے اس نبی ﷺ کی صفائی پیش فرما رہا ہے، ''ما ینطق عن الھوٰی'' یہ خواہش کا غلام ہی نہیں ہے۔ خواہش کا بول ہی نہیں بولتا، غلامی تو بڑی بات ہے۔ اس کو سکھاتا رحمان ہے، پر زمین والا رحمان نہیں آسمان والا رحمٰن ''اِن ھو اِلّا وَحیٌ یُّوحٰی'' اس کو کون لے کر آتا ہے؟...... ''علّمہٗ شدید القوٰی'' اسے جبرئیل لے کر آتا ہے۔ وہ کیسا ہے؟ ''ذو مِرّۃٍ'' طاقتور ہے۔ وہ کہاں ہے؟ فاستوٰی وھو بالاُفُقِ الاَعلٰی'' ...... وہ سدرۃ المنتہٰی

اس کا ٹھکانہ ہے، یہ نبی کا مقام کیسا ہے؟...... "ثم دنیٰ فتدلّٰی و کان قاب قوسین اَوْ ادنــــی" یہ قاب قوسین سے اوپر چلا گیا ہے۔ یہ ہے قاب قوسین، یہ کمان، یہ کمان...... یہ کمان کی تار جس پر تیر رکھ کے کھینچا جاتا تھا۔اس کو عربی زبان میں قـــاب کہتے ہیں۔اس کو بھی قاب کہتے ہیں، اس کو قبضہ کہتے ہیں، اس کو وتر کہتے ہیں، اور اس کے بیچ میں تیر ہوتا ہے جس کو کھینچ کے چھوڑتے ہیں۔تو یہ ایک قاب ہے۔ یہ ایک قاب،......تو عرب آپس میں جب صلح کرتے تھے تو اپنی دونوں کمان سردار آپس میں ایسے ملا دیتے تھے، یہ کمان یہ کمان......ایسے جڑ گئی...... یہ اتصال...... یہ اتحاد...... جیسے یہ سیاستدان ایسے کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔ مذاق ہی بنا رہتا ہے۔ ہیں ایسے کھڑے ہوئے، اندر میں منافقت چھپی ہوئی ہے، اور ایسے ہاتھ کھڑے کیے ہوتے ہیں......تو دو سردار...... بھائی معاف کرنا میں ایسی کھلی باتیں کر جاتا ہوں۔

تو دو کمانیں ایسے جو ہیں نا، ایسے...... یہ اتصال و اتحاد کی علامت ہوتی تھیں۔ پھر وہ اس کو نبھاتے تھے۔ مر جاتے تھے پھر اس کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے۔تو اس تشبیہ کو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے لئے استعمال کر رہا ہے، کہ میرا محبوب میرے اتنا قریب ہوا جتنا دو کمانوں کے کنارے آپس میں مل جاتے ہیں۔ آگے کہا "اَوْ اَدْنٰی" ...... یہاں تو فاصلہ ختم ہو گیا نا! اب آگے میں کہاں لے جاؤں۔تو اللہ کہے "اَوْ اَدْنــــی" نہیں......اس سے بھی زیادہ وہ میرے قریب ہوا ہے۔اس سے بھی زیادہ میرے قریب ہوا۔

ایمان بالغیب......مگر اِس طرح

وہ کیسا قریب ہوا ہے؟ نہ اللہ کے نبی ﷺ نے بتایا نہ اللہ نے بتایا۔ ہم ایمان لائے۔ ایمان بالغیب لائے۔ ہو گیا، کیسے ہو گیا؟...... ہمیں نہیں پتہ۔ ہو گیا......ہو گیا۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے آ کر کہا، اگر کوئی آدمی کہے راتوں رات میں بیت المقدس گیا، آسمان گیا، واپس مکے آ گیا، تم مانو گے؟......

کہا، کس نے کہا ہے؟

کہا تیرے ساتھی نے کہا۔

کہا، پھر ہو گیا......ہو گیا......!!

ایک بدو سے آپ ﷺ نے گھوڑے کا سودا کیا، وہ سودے سے پھر گیا۔ تو آپ ﷺ نے کہا، اللہ کے بندے سودے سے کیوں پھرتا ہے؟ تو اس نے کہا گواہ پیش کرو میں نے تمہارے ساتھ سودا کیا ہے۔ تو آپ ﷺ پریشان ہو گئے کہ موقع پہ تھا ہی کوئی نہیں گواہ۔ صرف دو تھے، سفر میں تھے۔ تو لوگ اکٹھے ہو کر ان کو شرم دلانے لگے۔ او کیا کہتا ہے تو بے وقوف؟...... تو کن سے کہہ رہا ہے گواہ پیش کر...... کہنے لگا، بس جی مجھے گواہ دو تو پھر میں مانتا ہوں۔ نہیں تو میں نے سودا ہی کوئی نہیں کیا۔ تو خزیمہ بن ثابت کہنے لگے، یا رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ نے اس کے ساتھ سودا کیا ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اس کے ساتھ سودا کیا ہے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا تُو تو موجود نہیں تھا تو گواہی کیسے دیتا ہے؟ کہا، یا رسول اللہ آپ غیب کی، آسمان کی خبر ہم کو سناتے ہیں ہم کہتے ہیں سچ کہا، گھوڑے کی خبر کو سچا کیوں نہ مانیں گے۔ تو آپ ﷺ نے خوش ہو کے فرمایا، آج کے بعد خزیمہ رضی اللہ عنہ جہاں گواہی دے گا یہ اکیلا دو کے برابر ہو گا۔ اکیلا دو کے برابر......!!!

ایک کی گواہی......دو کے برابر

قرآن جب لکھا گیا، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر قرآن جمع کیا گیا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے، تو اس وقت یہ قانون پاس ہوا کوئی آیت اس وقت تک نہیں لکھی جائے گی جب تک وہ آیت دو آدمیوں کے پاس لکھی ہوئی موجود نہ ہو۔ اس وقت تک نہیں لکھی جائے گی اور اس سے قسم لی جائے گی کہ یہ تو نے اللہ کے نبی ﷺ کی زندگی میں لکھی۔ تو ہر آدمی کے پاس جو آیات ملیں وہ کئیوں نے لکھی ہوئی تھیں۔ دو، چار، آٹھ، دس، پندرہ، بیس، ایک آیت پر بات اٹک گئی......

لَقَدْ جَآءَ كُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ. فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ.

یہاں پر آ کر اٹک گئی۔ یہ صرف خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس لکھی ہوئی تھی اور کسی کے پاس لکھی ہوئی نہیں تھی۔ یاد سب کو ہے، سب کو پتا ہے قرآن کا حصہ ہے۔ سورۃ توبہ کی آیت ہے۔ لکھی ہوئی خزیمہ رضی اللہ عنہ کے پاس۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے میں تو نہیں نقل

کروں گا، تیرے علاوہ کسی اور کے پاس لکھی ہوئی کوئی نہیں۔

کہنے لگے تو جانتا ہے میں کون ہوں؟

کہا، ہاں خزیمہ!

کہا نہیں نہیں! اگلی جانتا ہے؟

کہا، کیا؟......

کہا، تجھے یاد نہیں، اللہ کے نبی ﷺ نے میری گواہی دو کے برابر کی ہوئی ہے؟

کہا، ہاں! ہاں!......فوراً لکھی کہ تیری گواہی دو کے برابر ہے۔

بے یقینی نے بیڑا غرق کر دیا

تاہم اللہ کے نبی ﷺ کی بات کی تصدیق...... ہاں! شک پڑا تو سارے ٹریک بدل گئے۔ اگر یقین ہوتا نا، اگر یقین کو پہاڑوں سے بھی ٹکراؤ گے تو اللہ پہاڑوں کو بھی ریزہ ریزہ کر دے گا۔

یقیں مثل خلیل آتش نشینی
یقیں اللہ مستی خود گزینی
سنا تہذیب حاضر کے گرفتار
غلامی سے ہے بدتر بے یقینی

اسی بے یقینی نے تو بیڑہ غرق کیا ہوا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو بتا رہا ہے، کہ میرے اتنا قریب ہوا کہ تم تصور نہیں کر سکتے۔

رسول اللہ ﷺ کا قربِ خداوندی

فَاَوْحٰی اِلٰی عبدہٖ مَآ اَوْحٰی...... کہا، اس کو تو آتا جاتا کچھ نہیں، تو میرے اللہ نے کہا میں نے اس کو وہ کچھ دیا ہے جو تم تصور ہی نہیں کر سکتے کہ میں نے اپنے نبی ﷺ کو کیا کچھ عطا کیا ہوا ہے کہ جس کی صفائیاں خود اللہ تعالیٰ پیش کر رہا ہو۔ یہ عرب، تو دن میں مخالفت کرتے تھے، رات میں جب ہمارے نبی ﷺ نفلوں میں قرآن پڑھتے تھے، تو رات کو آ کر دائیں بائیں چھپ چھپ کر سنا کرتے تھے۔ تو کلام میں سحر اتنا ہے کہ کھینچ لیتا ہے۔ وہ

عرب تھے، سمجھتے تھے۔ عمرؓ ایک دن بیت اللہ کے پردے کے اندر چھپے کھڑے تھے اور سامنے حضرت محمد ﷺ نفلوں میں قرآن پڑھ رہے تھے۔ ابھی نماز فرض تو ہوئی نہیں تھی، نفل پڑھا کرتے تھے۔ تو آپ کھڑے ہوا کرتے تھے، یہ جو ملتزم ہے، یعنی جو دروازہ ہے اس کے سامنے کھڑے ہوا کرتے تھے، اس سے بیت اللہ بھی سامنے ہوتا تھا اور فلسطین کا قبلہ بھی سامنے ہوتا تھا۔ اور اس وقت تک قبلہ فلسطین کا تھا تو لہٰذا آپ ﷺ دونوں قبلوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوا کرتے تھے، تو آپ مستقل وہیں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔ نوافل..... تو پردے کے پیچھے، اور آپ پڑھ رہے تھے:

الحآقّة ما الحاقة. وما ادرٰک ما الحآقّة. کذّبت ثمود وعادٌ بالقارعة. فامّا ثمود فاُھلکوا با الطّاغیة. وامّا عادٌ فاُھلِکوا بریحٍ صرصرٍ عاتیةٍ. سخرھا علیھم سبع لیالٍ وثمنیة ایّامٍ حسومًا. فتری القوم فیھا صرعٰی. کانّھم اعجازُ نخلٍ خاویة. فھل تریٰ لھُم مّنْ باقیة.

تو آخر میں، تھوڑا سا اور آگے گئے نا..... تو حضرت عمرؓ کہنے لگے، مآ اشعرہٗ بڑا شاعر ہے بھائی..... تو عین اس وقت حضرت محمد ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

فلآ اُقسِمُ بما تبصرون. وما لا تبصرون. انّهٗ لقولُ رسولٍ کریم. وما ھو بقولِ شاعرٍ قلیلًا مّا تومنون.

تو جب آپ ﷺ نے کہا نا، ولا بقولِ شاعرٍ..... تو حضرت عمرؓ کو کرنٹ لگا، کہنے لگے اوہو، مآ اسحرہٗ..... کتنا بڑا جادوگر ہے کہ میرے منہ کے جملے کو اتنی دور سے سن لیا۔ بڑبڑاہٹ کو اتنی دور سے سن لیا۔ بڑا ہی جادوگر ہے۔ مآ اسحرہٗ..... تو اللہ کے نبی ﷺ نے اگلا جملہ پڑھا:

ولا بقولِ کاھنٍ..... یہ جادوگر بھی نہیں ہے۔

قلیلًا مّا تذکّرون..... تمہاری عقل خراب ہوئی پڑی ہے۔ یہ پہلا موقع تھا جب حضرت عمرؓ پر ضرب لگی ہے قرآن کی حقانیت کی، اس کے بعد جا کر اللہ نے اسلام کا دروازہ کھولا، لیکن پہلا تاثر یہاں قائم ہوا۔

تو حضرت محمد ﷺ میرے لئے، ارباب صاحب کے لئے، جمالی صاحب کے لئے، انضمام کے لئے، شعیب کے لئے، جنید کے لئے، فقیر کے لئے، صدر کے لئے، سب کے لئے نمونہ ہیں۔ جو ان کے پیچھے چلے گا صراط مستقیم پہ پہنچتا ہوا منزل تک پہنچے گا۔ جو ان کا راستہ چھوڑے گا، میرے رب کی قسم ذلیل وخوار ہوگا۔ اللہ کی کسی سے کوئی رشتہ داری نہیں، وہاں ایک ہی سچہ سانچہ ہے۔ وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔

دیکھتے نہیں ہو، ابولہب، سید، قریشی، ہاشمی ہو کر جہنم کی بشارت پا رہا ہے......

تبت یدا ابی لھب......

اور بلال رضی اللہ عنہ غلام ہو کر...... اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جب میں جنت میں جاؤں گا تو میری سواری کی لگام بلال رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں ہوگی، یہ میرے ساتھ ساتھ جنت میں جائے گا۔ وہاں حسب نسب نہیں چلتا، رنگ وروپ نہیں چلتا، وہاں صرف ایک ہی سکہ چلے گا۔ وہ محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ ان کی مہربانیاں، ان کی جہد، ان کی قربانیاں یہ وہ احسان ہیں جن کے آگے سر اٹھانے والا جانوروں سے بھی بدتر ہوتا چلا جائے گا۔ کتا روٹی کھا کے سر نہیں اٹھاتا، میں بھی ان کے آنسوؤں کے آگے سر نہ اٹھاؤں، ان کی آہیں، ان کی دعائیں، ان کا رونا اتنا بڑا کہ اللہ نے خود ہی پکار کر کہا کہ اتنا نہ رویا کر:

فلا تذھب نفسک علیھم حسرات......

اتنا نہ رویا کر......

لعلک باخع نفسک......

نبی دنیا سے چلے گئے، برکتیں لے گئے...... ہمارا نبی ﷺ دنیا سے جانے کے بعد بھی برکتیں بکھیر رہا ہے۔

اعرابی کا قصیدہ

ایک بدو آیا، اور آکر اس نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور قبر پر جا کر کہا السلام علیک یارسول اللہ! وہاں عتبی پہلے سے بیٹھے ہوئے ہیں، اور پھر کہنے لگا، آپ کے رب نے کہا ہے:

ولو انھم اذ ظلموآ انفسھم جآءوک فاستغفروا اللہ

واستغفر لهم الرّسول لوجدوا اللّٰه توّابًا رّحیما۔

اگر یہ اپنی جانوں پہ ظلم کر کے آپ کے پاس آ جائیں اور اگر معافی مانگیں اور آپ سفارش کر دیں تو میں معاف کر دوں گا۔ یہ کہہ کر وہ رونے لگا، پھر کہنے لگا:

جئتک مستغفرٍ لذنوبی......

''میں اپنے گناہوں کا بوجھ لے کر آیا ہوں''

مستشفعاً بک الیٰ ربک......

''میں آپ کو رب کے دربار میں سفارشی بناتا ہوں''۔

آپ کا رب میری بخشش کر دے، یہ کہہ کر اس نے چار شعر پڑھے۔ دو شعر آج بھی وہاں موجود ہیں لکھے ہوئے، جو جائیں وہاں دیکھیں۔ دائیں پلر اور بائیں پلر پر دو شعر لکھے ہوئے ہیں، دو شعر ابن کثیر کی تفسیر میں اور علامہ نوویؒ کی کتاب ''العین'' میں لکھے ہوئے ہیں۔ اس نے چار شعر پڑھے:

یا خیر من دفنت فی البقاء اعظمُ

فطاب من طیبھن القاء والاکمُ

اے وہ ذات جس کے قبر میں جانے کے طفیل زمین کا اندر بھی پاک ہو گیا، باہر بھی پاک ہو گیا، نیچے بھی خوشبو پھیل گئی اوپر بھی چوٹیاں مہک گئیں:

نفسی الفداء لقبر انت ساکنهُ

فیه العفاف وفیه الجودِ والکرمُ

میری جان اس قبر پر قربان، جس میں آپ ﷺ آرام فرما رہے ہیں کہ آپ کے ساتھ آپ کا کرم بھی ہے، عطا بھی ہے، جود بھی ہے سخا بھی ہے۔ یہ پہلے دو شعر وہاں لکھے ہوئے ہیں۔

اگلے دو شعر میں سنا رہا ہوں:

انت شفیع الذی تُرجی شفاعتهُ

آپ ہی ہیں جن کی شفاعت کا آسرا ہے، اپنے پاس تو کچھ بھی نہیں۔

علی الصّراط اذا ما ذلّت القدمُ

جب اللہ پل صراط سے گزارے گا، اے ہائے، کہنے لگا کہ جب پل صراط سے گزرنا ہوگا تو تیری سفارش کے بغیر چارہ ہی کوئی نہیں، وہاں تو بڑے بڑے گر جائیں گے۔ فاطمہ بنت محمد جب آئیں گی تو اعلان ہوگا، سب نظریں جھکاؤ فاطمہؓ بنتِ محمد ﷺ صراط پر ہیں۔ لیکن میرے اور آپ کے لئے تو یہ نہیں ہے، وہاں تو بڑا اوکھا حساب ہے۔ تو اس وقت اللہ کے نبی صراط کا پایا پکڑ کر کھڑے ہوں گے، یارب سلم، سلم...... یا اللہ! میری امت کو پار لگا دے، میری امت کو پار لگا دے۔ اس کے باوجود لوگ گریں گے۔

اللہ تعالیٰ کے قائم کردہ چھ سنٹرل جیل

چونکہ جہنم ہے ہی اہل ایمان کے لئے...... جہنم کے سات حصے ہیں، جہنم، حطمہ، لظی، سعیر، سکر، جحیم، ہاویہ......

یہ چھ مستقل جیل ہیں جن میں گرنے والا کبھی نہ نکلے گا۔ جہنم ہے ہی اہلِ ایمان کے لئے جو کبیرہ گناہ کرتے مر گئے...... شراب پیتے مر گئے...... زنا کرتے مر گئے...... سود کھاتے مر گئے...... جھوٹ بولتے ہوئے مر گئے...... ماں باپ کی نافرمانی کرتے ہوئے مر گئے...... ظلم کرتے مر گئے...... خیانت کرتے مر گئے...... نماز چھوڑتے مر گئے...... روزہ چھوڑتے ہوئے مر گئے...... حرام کرتے ہوئے، کسی بھی جوا میں مر گئے...... اس میں جو مرا اور خاتمہ ایمان پہ ہوا تو قانونِ رب یہ ہے کہ جہنم ہے۔ اس کے نیچے حطمہ یہود کے لئے...... اس کے نیچے لظی عیسائیوں کے لئے...... اس کے نیچے سعیر، وہ صابعین کے لئے...... اس کے نیچے سکر مجوس کے لئے...... اس کے نیچے جحیم مشرکین کے لئے...... سب سے نیچے ھاویہ ہے منافقین کے لئے۔ چھ سنٹرل جیلیں ہیں، جہنم نافرمانوں کے لئے۔ پہلا مسلمان قابیل اس میں ڈالا جائے گا اور آخری مسلمان جو ہے نا، اس امت میں سے ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا، وہ آدمی میری نظروں کے سامنے ہے کہ کس طرح گھسٹتا ہوا وہ جہنم سے جنت کی طرف چلے گا۔

تو وہ کہنے لگا، تیرے ہی طفیل پل صراط پار ہوگا......

وصــاحبک لا انسهمـــا ابـدا

منّی السّلام علیکمو ا ما اجز القلمو ا

اور میں آپ کے ابوبکر وعمر (رضی اللہ عنہما) کو بھی نہیں بھول سکتا جب تک لکھاری کا قلم لکھتا رہے، میرا اسلام آپ کو پہنچتا رہے۔ یہ کہہ کر وہ اٹھا اور بوجھل قدموں سے تھوڑا ہی دور گیا تھا کہ عتبی کو نیند آ گئی۔ خواب میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی، آپ نے فرمایا کہ عتبی جاؤ اس اعرابی کو بتاؤ کہ تیری فریادیں اللہ نے سن لیں، تیری بخشش ہو گئی۔

تو بھائیو! اللہ اور اس کے رسول کی زندگی کے پابند بن کے چلو، اسی میں عزت ہے۔ اسی میں افتخار ہے...... اسی میں وجاہت ہے...... باقی ہماری کوئی چیز، یہ اجرک، یہ سندھی ٹوپی، یہ سندھ کی پہچان ہے، یہ محمد عربی ﷺ کی پہچان نہیں ہے، یہ پنجابیوں کے اُلٹے سیدھے پگڑے اور یہ لمبے لمبے تہمد یہ پنجاب کی پہچان ہیں، یہ پٹھانوں کے لمبے لمبے گھٹنوں تک جانے والے شملے محمد مصطفی ﷺ کی پہچان نہیں ہیں، ہماری رواجی چیزیں ہیں۔ میں ان پر کوئی اعتراض نہیں کر رہا ہوں، پہچان...... پہچان بتا رہا ہوں کہ پہچان صرف ایک رکھو...... محمد مصطفی ﷺ کی، یہ خلافِ سنت نہیں ہے، یہ ٹوپی، یہ اجرک، یہ پنجاب کی پگڑی...... ہاں وہ تہمد جو نیچے تک جھاڑو دیتی ہے وہ خلاف سنت ہے۔ چونکہ ہمارے نبی ﷺ تہمد باندھتے تھے، آگے سے جھکا ہوتا تھا، نیچے سے، پیچھے سے اُٹھا ہوتا تھا۔ ہمارے پنجاب والے تہمد باندھتے ہیں پیچھے سے جھاڑو دیتا ہے، آگے کھلا ہوتا ہے۔ تو ہمارے نبی ﷺ کی غلامی میں آؤ میرے بھائیو! وہ سانچہ اپناؤ جس میں تم محمدی نظر آؤ، تو اللہ تمہیں پسند کرے گا۔ اپنے اللہ اور رسول کو اپنی منزل بناؤ تو کامیاب ہو، کامیاب ہو...... دائیں بائیں ہو گے تو ناکام ہو ناکام ہو!!

جب لاد چلے گا بنجارہ

حرص و ہوس کو چھوڑ میاں مت دیس بدیس پھرے مارا

قذاق اجل کا لوٹے ہے دن رات بجا کے نقارا

کیا بدیا بھینسا بیل شتر، کیا گوئی پلا سر بھارا

کیا گیہوں چاول موٹھ مٹر، کیا آگ دھواں اور انگارا

سب ٹھاٹھ پڑا رہ جائے گا جب لاد چلے گا بنجارا

کیا یہاں سے جنازے نہیں اُٹھتے؟......

کیا صدارتی محل سے جنازے نہیں اُٹھتے؟......

کیا سکندر مر نہ گیا؟......

چنگیز نہ مر گیا؟......

محمود نے شکست نہ کھائی موت سے؟......

کیا تیمور ساری دنیا کو خون میں نہلانے والا خود مر نہ گیا؟......

موت ہی مقدر ہے......!!

اجل ہی نے چھوڑا نہ کسریٰ نہ دارا اسی سے سکندر سا فاتح بھی ہارا

ہر ایک نے کہا کیا، کیا حسرت سدھارا پڑا رہ گیا سب یہی ٹھاٹھ سارا

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے

یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

عاقل وہ ہے جو اللہ اور اس کے رسول کو راضی رکھنے کے لئے اپنی زندگی کا سفر طے کرے...... پھر جو بھی آئے برداشت کرے۔ یہ تو راستے کی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نعمت دے تو شکر کی مہمان نوازی کرو...... اللہ تعالیٰ تکلیف دے تو صبر کو مہمان بناؤ...... جیسے مہمان کا اکرام کیا جاتا ہے، نعمت آئے ارباب کی طرح تو پھر شکر کو مہمان بنالو...... اور اس کی خوب خدمت کرو...... خوب خدمت کرو...... اور اگر اللہ تعالیٰ فقر لے آئیں تو پھر صبر کرو، اس کی مہمان نوازی کرو...... دونوں حالوں میں جنت ہے۔ صبر بھی جنت تک پہنچاتا ہے، شکر بھی جنت تک پہنچاتا ہے۔ دونوں سواریاں جنت کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔

اللہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دربار موہری شریف میں خطاب

دربار عالیہ موہری شریف میں ملک کے مایہ ناز (بریلوی) خطباء و مقررین، سجادہ نشینان و عمائدینِ مملکت پاکستان اور بالخصوص وزیر اوقاف کی سٹیج پر موجودگی میں زمینداروں کی جماعت کے ساتھ مولانا کے اس بیان نے سب مقررین سے زیادہ وقت لیا اور ہزاروں کا مجمع بار بار داد دیتا رہا۔

الحمدُ لِلّٰہ الّذی تجری بامرہٖ مقادیر...... وخلق کلَّ شیءٍ فقدَّرہٗ تقدیرًا...... ونُصلّی ونُسلّم علٰی اشرف الانبیاء والمرسلین...... بُعِثَ اِلی الخلقِ عامّۃً وخاصّۃً اِلٰی یوم القیامۃ بشیرًا ونذیرًا۔ اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم۔ بسمِ اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم۔ فلا وربّک لا یؤمنون حتّٰی یحکّموک فی ما شجر بینھم ثُمّ لا یجِدُوا فیۤ انفُسِھِمْ حرجًا مِمّا قضَیتَ ویُسَلّموا تسلیمًا۔ وقال النبی ﷺ لا یؤمن احدکم حتّٰی احبَّ الیہِ من ولدہٖ ووالدہٖ والنّاسِ اجمعین۔ وقال النبی ﷺ یا ابا سفیان جئتکُمْ بِخَیرِ الدُّنیا وکرامۃِ الاٰخرۃ۔ وقال النبی ﷺ جُعِلَ الذّلّت والصّغار

علیٰ من خالف امری.

میرے محترم بزرگو، بھائیو، دوستو!

اللہ جل جلالہٗ کا احسان ہے کرم ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں حضرت والا (سجادہ نشین دربارِ عالیہ) کی برکت سے آپس میں جمع فرمادیا اور اس نبی پاک ﷺ اور اللہ کے بندوں کے درمیان واسطہ بنایا، آج حضرت اقدس کی ذات ہمارے اور آپ کے درمیان واسطہ بنی ہے، میرے بھائیو! میں مقرر نہیں ہوں خطیب نہیں، بنیادی طور پر ایک ہل چلانے والے کا بیٹا ہوں، ڈاکٹر بننے نکلا تھا کچھ پڑھ لی تھی، اللہ تعالیٰ نے ان قافلوں کی چلت پھرت سے وہاں سے نکالا کچھ چار دن اہل اللہ کی اہلِ علم کی مجلس میں بیٹھنے کا موقع ملا۔

شعیب علیہ السلام کو اللہ کا پیغام

میرے بھائیو، دوستو! شیطان تحریش ڈالتا ہے تحریش، تحریش کسے کہتے ہیں آپس میں بھڑکانے کو اور آپ ﷺ نے کیا فرمایا "جئت لصلحة الارحا" کہ میں جوڑنے کے لئے آیا ہوں۔

ایک حدیث میں آیا ہے حضرت شعیب علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم کھڑے ہو جاؤ تم پر ایک پر ایک وحی آنے والی ہے شعیب علیہ السلام کھڑے ہوئے زبان خود بخود چلنی شروع ہو گئی......

"یاسماء اسمعی" اے آسمان سنو

"ویا ارض اسکتی" اے زمین خاموش ہو جاؤ

"اِنَّ اللّٰہ یرید ان یبعث امیّ من الامیین لا یقول الخن لیس بخس ولا سخاب"

اللہ نبی امی کو بھیجنا چاہتے ہیں جو نہ ترش رو ہوگا نہ سخت گو ہوگا نہ بد اخلاق ہوگا چلنے میں اتنا متواضع ہوگا کہ زمین پر پاؤں رکھے اور اس کے نیچے چراغ آجائے تو چراغ کی بتی بھی بجھنے نہیں پائے گی آپ ﷺ کی تواضع کی وجہ سے لیکن پرواز اس کی اتنی بلند ہوگی

"ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ"

فقیری اور شہنشاہی کو جمع کر کے چلے

"الصدق والوفا طبیعة"...... سچائی اور وفاداری آپ ﷺ طبیعت ہوگی

"وعلم به بعد الجهالة" لوگ مجھے بھول چکے ہوں گے اس کے ذریعہ سے میں پہچانا جاؤں گا۔

رسول اللہ ﷺ نے ہمیں اللہ کی پہچان دی

میرے بھائیو! ہم نے اللہ کو نہیں پہچانا، ہم نے محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں پہچانا آپ ﷺ نے ہمیں اللہ کی پہچان کرائی ایک بات ضمناً میں عرض کردوں......

"لو كان البحر مدادًا لكلمات ربى"

سمندر سیاہی بن جائیں، اللہ کی تعریف لکھی جائے،

دوسری آیت 'مافى الارض من شجرة اقلام"

درخت قلم بن جائیں، اللہ کی تعریف لکھی جائے

"لنفد البحر ان تنفد كلمات ربى"

سمندر ختم قلم ٹوٹ جائیں گے اللہ کی تعریف ختم نہیں ہوگی۔

درجات کا تفاوت

اسی ضمن میں ایک اور بات عرض کرتا ہوں، میرے بھائیو! ولی ولی کو پہچانتا ہے، ابدال کی پرواز کو ولی نہیں پہچان سکتا......

ابدال ابدال کی پرواز دیکھتا ہے قطب کی پرواز نہیں دیکھتا......

قطب قطب کی پرواز دیکھتا ہے قطب الاقطاب کی پرواز نہیں دیکھتا......

قطب الاقطاب قطب الاقطاب کی پرواز دیکھتا ہے غوث کی پرواز نہیں دیکھتا......

غوث غوث کی پرواز دیکھتا ہے نبی کی پرواز نہیں دیکھتا......

نبی نبی کی پرواز دیکھتا ہے خاتم الانبیاء ﷺ کی پرواز نہیں دیکھ سکتا......

اپنے نبی کو صرف اللہ نے جانا اور کسی نے نہیں جانا، حبیب کا ترجمہ ہی نہیں ہوسکتا، آپ نے عرش پر عرض کی

"یا اللہ اتخذت ابراھیم خلیلا" اپنے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا

"وموسیٰ تکلیما" اور موسیٰ علیہ السلام کو کلیم بنایا

"وسخرت لداوٗد الجبال" داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں کو مسخر کر دیا

"ولسلیمان الریح" سلیمان علیہ السلام کے لیے ہوائیں تابع کیں

"واحییت لعیسی الموت" موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ مردے زندہ کئے

"فماذا جعلت لی" عرض کیا میرے لئے کیا ہے؟؟

اللہ نے فرمایا "اولیس قد اعطیتک افضل من بضعک کله"

کہا کیا میں نے ان سب سے آپ کو اعلیٰ چیز نہیں دی کہ

"ما انت حبیب اللہ" آپ میرے حبیب ہیں،

اور فرمایا "آءنت ما ذکرت الاذکرت معی" اے حبیب میرا ذکر مکمل ہو ہی نہیں سکتا تیرے ذکر کے بغیر، یہ سب بات عرش پہ ہو رہی ہے۔

سنو! موسیٰ علیہ السلام پر ایک آپ کو سائنس کی بات بتاتا چلوں۔

یہ خلا اتنی بڑی ہے کہ ایک جہاز چلا جائے جس کی رفتار ایک لاکھ چھیاسی ہزار میل فی سیکنڈ کی ہو اور وہ ایک ارب سال اڑتا رہے، تو آسمان کے نیچے خلا کو نہیں ناپ سکتا تو اوپر کتنا ہوگا، پھر عرش کے اوپر ستر ہزار پردے وہاں سے ایک ادنیٰ تجلی نور کی پڑی تو موسیٰ علیہ السلام کو چالیس دن ہوش نہیں آیا "وخر موسیٰ صعقا" بے ہوش اور یہاں "ثم دنی فتدلّی فکان قاب قوسین او ادنی" اور پھر فرمایا "یا حبیبی ادن منی" میرے حبیب میرے قریب آ آپ قریب ہوئے "یا حبیبی اُدن منی" اے حبیب اور قریب آؤ، پھر تیسری مرتبہ فرمایا "یا حبیبی ادن منی" میرے قریب آؤ، عرش کے ستر ہزار پردے بھی چاک ہوئے اور اللہ اپنے سامنے تین مرتبہ یہ خطاب کر کے فرما رہے ہیں تو کتنی پرواز ہے ہمارے نبی ﷺ کی، بھائی!!

لہٰذا اللہ کے علاوہ اپنے نبی کو کوئی نہیں پہچان سکا، کسی کا حوصلہ نہیں کسی میں ہمت نہیں، پورے قرآن میں اللہ تعالیٰ نے یا یوسف نام پکارا ہے، یا عیسیٰ نام پکارا ہے "یا ابراھیم قد صدقت الرؤیا" ابراہیم علیہ السلام کو نام سے پکارا، لیکن قرآن پاک میں ان کو

کہیں تھوڑا تھوڑا خطاب ہے، اپنے حبیب پاک ﷺ کو اللہ پاک نے قرآن پاک میں ۲۲۷ مرتبہ پکارا ہے اور ایک مرتبہ بھی نام لے کر نہیں پکارا، یا احمد نہیں کہا، یا محمد نہیں کہا، کیا کہا "یـا ایھا النبی" (اللہ کے حکم سے) اے غیب کی خبر سنانے والے۔

رسول اللہ ﷺ کا مقام ومرتبہ

میرے بھائیو! اس وقت میں آپ کو دل کی باتیں عرض کر رہا ہوں، زمینداروں میں تکلف نہیں ہوتا یہ بے تکلف قوم ہے، جو دل میں ہوتا ہے زبان پہ آتا ہے، تو اور کیا فرمایا "یٰۤاَیُّهَا الرَّسُوْلُ" اے میرے پیغام کو پہنچانے والے "یا ایھا المزمل، یا ایھا المدثر" حیران ہے عقل، نام نہیں لیا، کتنا مقام ہے نام نہیں پکارا یہ اللہ کا احترام ہے اپنے حبیب کے لئے، ہم کیا آپ ﷺ کی سیرت بیان کر سکتے ہیں یہ دعویٰ ہی باطل ہے کہ میں نبی ﷺ کی سیرت بیان کر سکتا ہوں، عرش پہ چلے آئیں پھر بھی تو ہیں، جاننے والے خلیل اور حبیب کا فرق، خلیل نے کیا کہا قرآن میں۔

والذیٓ اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین. (الشعراء: ۸۲)

"مجھے یہ طمع ہے کہ اللہ مجھے معاف کر دے۔"

حبیب ﷺ سے اللہ کیا کہہ رہے ہیں؟

لیغفرلک اللّٰہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر. (الفتح: ۲)

"(اے حبیب ﷺ) تیرے اگلے پچھلے سب گناہ معاف"

اور خلیل سے کیا خطاب ہو رہا ہے؟

وکذالک نریٓ ابراھیم ملکوت السمٰوٰت والارض ولیکون من الموقنین. (الانعام: ۷۶)

ہم نے خلیل کو آیات دکھائیں تا کہ ایمان اور یقین میں ترقی کریں۔

حبیب ﷺ کو کیا خطاب فرمایا:

"ثم دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ" (النجم:)

میرے بھائیو! اس محمد مصطفیٰ ﷺ، احمد مجتبیٰ ﷺ، تاجدار مدینہ سرور سینہ سید کونین ﷺ

کے پیغام کو لے کر ہی یہ جماعتیں پھرتی ہیں، کلمے کی بات کرتے ہیں، کہ اللہ سے تعلق جوڑو، رسالت کی بات کرتے ہیں کہ اللہ سے تعلق کوئی براہِ راست نہیں جوڑ سکتا، جب تک محمد مصطفی ﷺ کا واسطہ نہیں ہوگا، حدیثِ قدسی ہے، کوئی بات حدیث سے باہر نہیں کروں گا۔

لو ستفتحولی کل باب وجاء ونی من کلی طریق لا افتح علیهم الا ان یکوننی ورائک یا حبیبی.

اے میرے حبیب! لوگوں کو سنا دو سب دروازے بند، سب راستے بند، ایک دروازہ راستہ کھلا مجھ تک آنے کا، کہ جو تیرے راستے پر چلتا ہوا آ جائے وہ میرا اور جو تیرے راستے پر نہیں چلا وہ شیطان کا، ابولہب کا۔

قرآن اترا ابولہب ہلاک۔ بلال غلام چلا تو سیدنا بلال ؓ

حضرت بلال، ساربانِ رسول ﷺ

اور حدیث سنو آپ نے فرمایا "انا اول من یحرک باب الجنة" آپ ﷺ نے فرمایا سب سے پہلے میں ہوں جنت میں ہوں جنت کے دروازے کھلواؤں گا اور آپ ﷺ نے مزید یہ بھی فرمایا "ان الجنة حرمت علی الانبیاء حتیٰ ادخلها" کہ سارے نبیوں پر جنت حرام ہے جب تک میرا قدم نہ لگے، اور آپ ﷺ جنت کی سفید ڈاچی پر سوار ہوں گے اور آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو میرا ساربان کون ہوگا بلال حبشی ؓ سبحان اللہ۔

تو میرے محترم بھائیو! اس نبی کی بات کرتے ہیں اس کا عشق دلوں میں لئے پھرتے ہیں، کہ وہ اپنے گھروں سے اپنے بیوی بچوں کو چھوڑتے ہیں، آج کاروبار چھوڑنے کتنے مشکل ہیں۔ اس کی شکل بناتے ہیں، اس کی سیرت بنانے کی کوشش کرتے ہیں، اس کی صورت میں ڈھلنے کی کوشش کرتے ہیں، نماز کی بات کرتے ہیں کہ پوری امت نماز پر آ جائے نبی والے علم کی بات کرتے ہیں کہ نبوت والے عمل کے بغیر دنیا میں کچھ بھی نہیں ہوتا، نبی والے ذکر کی بات کرتے ہیں۔

انسان کی تخلیق کا مقصد

حدیثِ قدسی میں آتا ہے۔

"یا عبادی" اے میرے بندو! "انی لم اخلقکم" میرا سب سے حکم "لا تستکثیر بکم من قلة ولا لا ستانس بکم من وحشة" میں نے تمہیں اس لئے پیدا کیا کہ میرے خزانے تھوڑے تھے تمہیں پیدا کر کے خزانے پورے کروں گا نہ اس لئے پیدا کیا کہ اکیلے میں جی گھبراتا تھا "ولا لا ستعین بکم علی امر قد عجزة عنہ" اس لئے پیدا کیا میں کوئی کام نہیں کر سکتا، تجھ سے کراؤں، نہیں نہیں بلکہ ارشاد فرمایا: انما خلقتکم لتعبدونی طویلا وتذکرونی کثیرا وتسبحونی بکرة واصیلا......

حضور ﷺ کے اخلاقِ جمیلہ

تو میرے بھائیو! اللہ نے ہمیں مقصد بتلایا ہے صبح بھی یاد کرو شام بھی یاد کرو، دیوانہ وار یاد کرو جیسے کل سے ہم دیکھ رہے تھے کہ ایک دوسرے کو الفت اور محبت سکھاتے ہیں۔ میرے نبی کی حدیث، جو توڑے اس سے جوڑو جو چھینے اُسے عطا کرو، جو ظلم کرے اسے معاف کردو۔ جو تم سے بُرا بنے تم اس سے اچھے بنو۔ میں تمہیں اخلاق کی چوٹیوں تک پہنچانے آیا ہوں۔ تو پھر یوں کہوں گا:

کیہ تاثیر نظر وچ تیری جو آوے وک جاوے

خلق تیرے نے موہ لئی دنیا کوئی ورلائی جان بچاوے

تو میرے بھائیو! میرے آقا کے اخلاق کا پتہ تو مجھے قرآن بتلاتا ہے۔

انک لعلیٰ خلق عظیم

حضرات محترم یہ تبلیغ والے تو اپنی نیتوں کو درست کرنے کی بات کرتے ہیں، حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے طفیل یہ تبلیغ کا کام اس اُمت کو ملا۔ صحابہؓ نے کیا اولیاء کرام نے کیا، اب ہر آدمی کی خدمت میں عرض کیا جارہا ہے کہ ہر آدمی اس کو لے کر چلے۔ یہ پیشہ گدا ہے کہ جاؤ بھائی مانگو بھیک، بھائی اللہ اور اللہ کے حبیب کی مان لو۔ یہی میرے بھائی کرتے ہیں۔

عظمتِ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ

اب میں ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کرتا ہوں جس میں یہ پتہ چلے گا کہ ہمارے

مشائخ اولیاءِ کرام نے کیسے محنت کی، حضرت ابوبکر صدیق ﷜ جن سے سلسلہ نقشبندیہ ملتا ہے ان کے بارے میں آتا ہے "لولا ابوبکر لما عُبِدَ اللّٰہ" کہ اگر حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ﷜ نہ ہوتے تو اللہ کا نام مٹ جاتا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمہ اللہ کا واقعہ

پھر ہزار برس کے بعد حضرت مجدد الفِ ثانی کے بارے میں علماء کہتے ہیں کہ اگر احمد نہ ہوتا تو اللہ کا دین مٹ جاتا۔ اسی سلسلے یعنی سلسلہ نقشبندیہ کے بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جب شجرہ میں ان کا نام پڑھا گیا، ان کے نام نامی سے مجھے یہ واقعہ یاد آیا، جیسے ہمارے حضرت اللہ کے کلمے کو لے کر دَر دَر پھرتے ہیں یہی مشائخ کی سنت تھی۔ بیٹھے کم تھے پھرتے زیادہ تھے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ یہود کے ایک مجمع میں چلے گئے۔ انہی کا لباس پہنا ان کے عالم کی زبان بند ہوگئی۔ لوگوں نے پوچھا کیوں بند ہوگئے؟ دُخِلَ فینا محمّدی...... کوئی محمد ﷺ کا ماننے والا آیا ہے، اس کی طاقت نے میری زبان کو روک دیا ہے۔ انہوں نے کہا بتاؤ ہم اسے قتل کرتے ہیں۔ اس نے کہا نہیں میں اس سے سوال کروں گا، عاجز ہو جائے تو قتل کرنا۔ یہودی عالم کہنے لگا، جو محمد ﷺ کا ماننے والا ہے مجمع سے کھڑا ہو جائے۔ حضرت بایزید بسطامی اٹھ کھڑے ہوئے۔

سوال: تو یہودی کہنے لگا ایک بتاؤ جس کا دوسرا نہیں۔

جواب: فرمایا، اللہ یہ ایک ہے جس کا دوسرا نہیں۔

سوال: دو بتاؤ جس کا تیسرا نہیں۔

جواب: فرمایا، دن اور رات یہ دو ہیں ان کا تیسرا نہیں۔

سوال: کہنے لگا تین بتاؤ جن کا چوتھا نہیں۔

جواب: فرمایا، لوح، قلم، کرسی یہ تین ہیں ان کا چوتھا نہیں۔

سوال: کہا وہ چار بتاؤ جن کا پانچواں نہیں۔

جواب: فرمایا: تورات، انجیل، زبور اور قرآن...... ان کا پانچواں نہیں۔

سوال: کہا وہ پانچ بتاؤ جن کا چھٹا نہیں۔

جواب: فرمایا: نمازیں پانچ ہیں جن کا چھٹا نہیں۔

سوال: کہا، چھ بتاؤ جس کا ساتواں نہیں۔

جواب: فرمایا: چھ دن میں اللہ نے زمین آسمان کو بنایا اور اس کا ساتواں نہیں۔

سوال: کہا سات بتاؤ جن کا آٹھواں نہیں۔

جواب: فرمایا: سات آسمان ہیں، ان کا آٹھواں نہیں۔

سوال: وہ آٹھ بتاؤ جن کا نواں نہیں۔

جواب: فرمایا عرش کے آٹھ فرشتے ہیں، نواں نہیں۔

سوال: وہ نو بتاؤ جن کا دسواں نہیں۔

جواب: صالح علیہ السلام کے نو قبیلے تھے جو فساد کرتے تھے۔

سوال: کہا، وہ دس بتاؤ جس کا گیارہواں نہیں۔

جواب: فرمایا: حج کے دس روزے ہیں، اس کا گیارہواں نہیں۔

سوال: وہ گیارہ بتاؤ جس کا بارہواں نہیں۔

جواب: فرمایا، یوسف علیہ السلام کے گیارہ بھائی ان کا بارہواں نہیں۔

سوال: کہنے لگا وہ بارہ بتاؤ جس کا تیرہواں نہیں۔

جواب: فرمایا: سال کے بارہ مہینے ہیں، ان کا تیرہ نہیں۔

سوال: وہ تیرہ بتاؤ جن کا چودہ نہیں۔

جواب: فرمایا: یوسف علیہ السلام نے گیارہ ستارے ایک سورج ایک چاند کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا، ان کا چودھواں نہیں۔

سوال: کہا وہ چودہ بتاؤ جنہوں نے خدا سے خطاب کیا۔

جواب: فرمایا، سات زمین سات آسمان نے اللہ سے خطاب کیا۔

سوال: کہا وہ قبر بتاؤ جو مُردے کو لے کر چلی۔

جواب: یونس علیہ السلام کی مچھلی ان کو لے کر چلی۔

سوال: وہ بے جان چیز بتاؤ جو سانس لیتی ہے۔

جواب: میرے رب نے فرمایا، صبح کی قسم جب وہ سانس لیتی ہے۔

سوال: کہا وہ بتا جس نے بیت اللہ کا طواف کیا جس پر نہ فرض تھا نہ واجب تھا نہ سنت تھا۔

جواب: فرمایا نوح علیہ السلام کی کشتی نے بیت اللہ کا طواف کیا۔

سوال: کہا وہ چیز بتاؤ جس کو اللہ نے پیدا کیا اور پھر اُس کو خریدا۔

جواب: فرمایا، اللہ نے مومن کے نفس کو پیدا کیا پھر جنت کے بدلہ میں خرید لیا۔

سوال: کہا، وہ چیز بتاؤ جس کو اللہ نے پیدا کیا پھر اُسے پوچھا۔

جواب: فرمایا، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصاء کو پیدا کیا پھر پوچھا۔

سوال: کہا وہ چیز بتاؤ جس کو اللہ نے پیدا کر کے ناپسند کیا۔

جواب: فرمایا گدھے کی آواز کو پیدا کیا اور پھر ناپسند کیا۔

سوال: کہا وہ چار چشمے بتاؤ ایک میٹھا ہے، ایک کڑوا ہے، ایک نمکین، ایک ترش، لیکن نکلے ایک جگہ سے ہیں۔

جواب: فرمایا منہ سے پانی نکلتا ہے، میٹھا کانوں سے نکلتا، کڑوا آنکھ سے نکلتا، نمکین ناک سے نکلتا، ترش ان کا منبع دماغ ہے۔

سوال: کہا اور وہ چیز بتاؤ جس کو اللہ نے پیدا کر کے خود اس کی عظمت کا اعتراف کیا۔

جواب: فرمایا، کہ اللہ نے عورت میں مکر رکھا ہے۔ خود ہی اس کے مکر کا اعتراف کیا۔

یہ بہت سارے سوالات ہیں۔ میرے پیچھے حضرت کھڑے ہیں، اب اختتام کرنا ہے، ویسے تو سوالات بہت ہیں یعنی ۵۸ ہیں۔ بہت سارے سوالات کے بعد کہا، سب سے بہتر دن کیا ہے؟ کہا جمعہ۔ سب سے بہتر مہینہ رمضان کا ہے، سب سے بہتر سواری؟ گھوڑا۔

آخر میں حضرت بایزید بسطامی فرمانے لگے، اچھا یہ بتلاؤ پوچھ لیا؟ کہا، ہاں! فرمایا، پوچھ لیا؟ کہا ہاں! فرمایا، پوچھ لیا؟ کہا، ہاں!...... پھر فرمایا میرے ایک سوال کا جواب دو، جنت کی چابی کیا ہے؟ اب وہ چپ۔ کہا بول، بولتے کیوں نہیں؟ چپ...... بس پھر کیا تھا، وہی آبلے ہیں وہی جلن کوئی سوزِ دل میں کمی نہیں۔

جنت کی چابی......

میرے بھائیو اور دوستو میں عرض کر رہا تھا کہ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

نے اس سے پوچھا، بتا جنت کی چابی کیا ہے؟ وہ بولتا ہی نہیں۔

اس کے حواری کہنے لگے، تو نے ساٹھ سوال کیے اس نے سب کے جواب دیئے اس نے تجھ سے ایک سوال کیا تجھے ایک کا بھی جواب نہیں آیا۔ کہنے لگا جواب تو آتا ہے تم مانو گے نہیں۔ کہنے لگے، تم مانو گے تو ہم بھی مانیں گے۔ کہنے لگا کہ چابی تو یہ ہے:

لا الٰہ الّا اللّٰہ محمّدٌ رّسول اللّٰہ

پھر کیا تھا کہ بس سارا مجمع مسلمان ہو گیا۔ تو میرے محترم بھائیو، آخر میں مَیں تہہ دل سے ممنون ہوں، شکر گزار ہوں جنہوں نے ہمیں موقع دیا، ہم گندے مندے آپ حضرات کی خدمت میں حاضر ہوئے، اللہ تعالیٰ ہمارے شر سے ہماری گندگیوں سے آپ کی حفاظت فرمائے، آپ کی بھلائیوں سے ہمیں متمتع فرمائے اور حضرت کے فیوض کو اللہ پاک تا دیر جاری رکھے۔ آمین ثم آمین وما علینا الّا البلاغ.
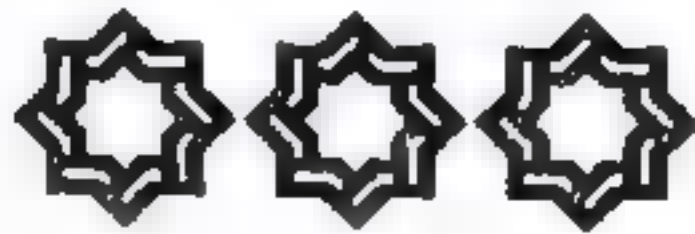
لاہور کے ناظمین سے خطاب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ!

الحمدُ لله الذی خلق السّموٰت والارضَ وجعل الظّلمٰتِ والنُّور ثم الّذین کفروا بربّهم یعدلون. الحمد لِلّٰه الّذی لیس کمثلهٖ شیءٌ وّهو السّمیع البصیر. الحمد لِلّٰه الذی عندهٗ مفاتیح الغیب لا یعلمُهآ اِلّا هو، واَشهدُ انْ لّا اِلٰه اِلّا هو واشهدُ انّ سیّدنا محمّدًا عبدهٗ ورسولهٗ، امّا بعد فاعوذ باللّٰه من الشیطٰن الرّجیم، بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم. اِنّ اللّٰه یامرُ بالعدلِ والاِحسانِ وایتآءِ ذی القربٰی وینهٰی عن الفحشاء والمنکر والبغیِ ج یعظکم لعلّکم تذکّرون O

اسلام اور مسلم نام صرف ہمیں دیا گیا

میرے محترم بھائیو اور دوستو! اللہ تعالیٰ نے جو ہمیں زندگی گزارنے کا طریقہ دیا ہے، اس کا نام اللہ تعالیٰ نے اتنا خوبصورت رکھا ہے کہ صرف نام ہی اپنے اندر ایک جاذبیت رکھتا ہے۔ اَلْاِسْــلام...... کسی کو یہ نام نہیں ملا۔ ہم سے پہلوں کو جو اہلِ ایمان تھے، یہ اسلام اور مسلم یہ نام ان کو نہیں ملے...... یہ سب سے پہلے ہمیں دیا گیا...... ان کو کہا گیا ''یَــااَهــل

الکتاب" ...... اے کتاب والو! اے اہل کتاب ان کو کہا گیا۔ "یٰاَیُّھا الذین ھادو" اے یہود کی اولاد...... اللہ نے ہم سے جب خطاب کیا تو ہمیں کہا "یٰاَیُّھا الذین امنوا" ...... اے ایمان والو!...... یہ کتنا بڑا ہمارے لیے شرف ہے کہ جس کے دل میں رتی برابر بھی ایمان ہے زندگی میں کوئی عمل نہیں کیا، اس کو بھی اللہ کی طرف سے یہ خطاب ملا ہے، یہ اعزاز ملا ہے کہ اللہ اُسے "یٰاَیُّھا الذین امنوا" سے خطاب کرتے ہیں کہ اے ایمان والو! تو اللہ تعالیٰ نے اس طرح جو ہمیں دین دیا اس کا کتنا خوبصورت نام رکھا، اِنَّ الدین عند اللّٰہ الاسلام...... تمہارے رب کے نزدیک اب ایک ہی دین ہے اور اس کا نام ہے "اسلام" ...... اور اسلام سلامتی سے نکلا ہے، پھر جو ہمارا عقیدہ ہے، اس کا اللہ نے نام دیا "ایمان" ...... "یٰاَیُّھا الذین امنوا" اے ایمان والو!...... اندر کے جو احساسات، جذبات، جن کو عام لفظوں میں عقیدہ کہا جاتا ہے، یہ نیا لفظ ہے، پہلی صدی میں یہ لفظ نہیں ملتا۔ پہلی صدی میں "ایمان والو" ہی لفظ ملتا ہے۔ تو عقیدے کا نام رکھا گیا، ایمان...... مذہب کا نام رکھا گیا، اسلام...... "ایمان" امن سے ہے، "اسلام" سلامتی سے ہے!!

حضور کے خاندان والوں کے مبارک نام

ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام رکھا گیا "عبد اللہ" ...... جو بندگی سے ہے، والدہ ماجدہ کا نام رکھا گیا "آمنہ" جو امن سے ہے...... خاندان کا نام رکھا گیا "ہاشم" جو "کھانا کھلانے" کا مطلب دیتا ہے۔ نام تو اُن کا عمرو تھا، عمرو نام تھا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جو پردادا ہیں اُن کا، جس پر بنو ہاشم کہلاتے ہیں، ہاشم کہلاتے ہیں...... ان کا نام عمرو تھا...... ہاشم کہتے ہیں بڑے بڑے پیالوں میں روٹی توڑ کر شوربہ گوشت ملا کر جو آدمی کھلاتا ہو...... اس آدمی کو ہاشم کہا جاتا ہے۔ تو وہ اپنی سخاوت کی وجہ سے ہاشم کہلائے، نام عمرو ہے۔ تو خاندانی جو نام ملا، وہ ہاشم ملا...... ہاشمی ملا...... تو وہ خدمت اور سخاوت کی علامت ہے...... جس نے دودھ پلایا اس کا نام "حلیمہ" ہے، وہ بردباری کی علامت ہے...... اس کا جو خاندان ہے وہ بنو ساعد ہے...... وہ سعادت کی علامت ہے۔ جس دایہ کے ہاتھوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا میں تشریف لائے اس دایہ کا نام شفاء ہے، وہ شفاء کی

علامت ہے...... تو اللہ نے ہمیں کیسے خوبصورت نام چن کر ایک طریقہ زندگی دیا...... جس مذہب کے متعلق ایک ایک لفظ امن، سلامتی، محبت پر دلالت کرتا ہو اس مذہب میں دہشت گردی کہاں سے آسکتی ہے؟؟

سیاست، کرپٹ سیاستدانوں کی وجہ سے بدنام

یہ تو بگڑا ہوا معاشرہ ہے، ایک ناظم بگڑا ہوا ہوتا ہے تو اپنی نظامت سے اپنا گھر بھرتا ہے...... ایک اچھا ہوتا ہے وہ لوگوں کی خدمت کرتا ہے...... ایک ڈاکٹر بگڑا ہوا ہوتا ہے تو مریض پھٹے پہ ڈال کر پیسے لے لیتا ہے...... ایک اچھا ڈاکٹر ہوتا ہے وہ خدمت کرتا ہے۔ میرے چھوٹے بھائی سے اس کے دوست ڈاکٹر ناراض ہوتے ہیں کہ تُو مریض کو اتنا ایجوکیٹ (صحت وتندرستی کے اعتبار سے آگاہ) کر دیتا ہے کہ پھر وہ دوبارہ آتا ہی نہیں، ہماری فیس ماری جاتی ہے...... میں اپنے گھر کی آپ کو بتا رہا ہوں...... کہ میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ میرے بھائی نے ڈاکٹری کو اپنی کمائی کا ذریعہ نہیں بنایا...... دل کا ڈاکٹر ہے، بڑا اچھا ڈاکٹر ہے...... کبھی اس نے مریض سے لالچ نہیں کیا...... اور روزانہ جب کبھی ملاقات ہوتی ہے، سر پکڑ کے بیٹھا ہوتا ہے ڈاکٹروں کا رونا رو رہا ہوتا ہے کہ یہ کیسے ظالم درندے ہیں، جو مرتے ہوئے پر بھی رحم نہیں کھاتے۔ تو جب انسان بگڑتا ہے تو جس شعبے کے ساتھ منسوب ہوتا ہے پھر وہ شعبہ بدنام ہو جاتا ہے...... مصیبت یہ ہے نا، وہ شعبہ بدنام ہو جاتا ہے۔ پولیس تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پولیس کی بنیاد رکھی، پولیس والا بگڑا...... پولیس بدنام ہو گئی...... حکومت کے کارندے بگڑے، حکومت بدنام ہو گئی...... یہ سیاسی نمائندے کرپٹ ہوئے تو سیاست بدنام ہو گئی...... سیاست کا مطلب تو کسی کام کو اچھے طریقے سے کرنا ہے۔

بگاڑ انسان میں آتا ہے

ایک عرب سردار تھا، اس کا گھوڑا تھا بڑا اعلیٰ شان...... تو اب اس کی طاقت ایسی تھی کہ اس کے قریب کوئی نہیں آسکتا تھا، تو ایک چور کو طریقہ سوجھا، وہ راستہ میں ایسے ہو کے بیٹھ گیا...... بیمار شکل بنا کے...... عرب گزرا تو وہ کہنے لگا بھائی مریض ہوں...... بیمار ہوں...... اپنے ساتھ بٹھا لو...... کہا، آ جاؤ! کہا اتنی ہمت ہوتی تو تمہیں کہتا؟ تم نیچے اترو

مجھے اوپر بٹھاؤ۔ اب ہمارے پنجابی کی مثال ہے کہ گھوڑا آندے چور دا ساتھی...... اس نے ایڑ لگائی اور وہ گیا!!!!

تو کہنے لگا ایک بات سنتے جاؤ...... کسی کو یہ بتانا نہیں کہ تم نے یہ کیسے چرایا اور کیسے تو نے ہتھیایا...... اگر تو نے یہ بتا دیا تو لوگ ضرورت مندوں پر اعتماد کرنا چھوڑ جائیں گے...... تو وہ چور ایسا شرمایا، اس نے آ کر گھوڑا واپس کر دیا...... جب اس نے واپس کیا تو اس نے کہا کہ یہ بھی عرب کی شان کے خلاف ہے، جا لے جا! تجھے ہدیہ کر دیا۔ اصل تو انسان بگڑا ہے نہ کہ شعبے، پولیس کتنا بہترین شعبہ ہے...... لوگوں کی خدمت کرنا...... جرائم کی روک تھام کرنا...... یہ سیاست کتنا اچھا شعبہ ہے، لوگوں کی ضروریات مہیا کرنا...... ان کی ضروریات کے لئے فکر مند ہونا...... اور عوام کے پیسے کو عوام پر خرچ کرنا...... اپنے لیے اپنے اوپر اس کو حرام سمجھنا...... یہ کیسے عالیشان پیشے ہیں...... لیکن چونکہ انسان بگڑا، تو اس کا بگاڑ وہ منبر پر بیٹھا تو بگڑ گیا...... وہ مسجد میں بیٹھا تو مسجد بگڑ گئی...... وہ جس کا نام کیا ہے، ٹاؤن ہال! وہ ٹاؤن ہال میں بیٹھا تو ٹاؤن ہال بدنام ہو گیا...... بگاڑ انسان میں آتا ہے...... پھر شعبہ بدنام ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایسا خوبصورت زندگی گزارنے کا طریقہ دیا ہے جس کے ہر لفظ میں سراسر انسانیت کے لئے خیر ہی خیر ہے...... خیر ہی خیر ہے!!

دین مکمل کر دیا گیا

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل اللہ تعالیٰ نے اس اسلام کو...... اس دین کو...... مکمل کیا...... اور عرفات کے موقع پر جب آپ دعا مانگ رہے تھے، نماز سے فارغ ہو چکے تھے تو سب دعا مانگ رہے تھے...... تو اس وقت یہ آیت آئی......

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا......

یہ آیت اتری...... ایک یہودی کہنے لگا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے...... یہ آیت اگر ہم پہ اترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بنا لیتے...... حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہماری تو سب سے بڑی عید اسی دن ہوتی ہے...... ۹ تاریخ حج کا دن...... ساری امت کی عید

ہوتی ہے...... ساری امت کی اس دن عید ہوتی ہے...... کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو اتارا ہی...... اُس دن جس دن مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے...... اور ساری دنیا میں اتنا عظیم اجتماع کوئی نہیں ہوتا...... اللہ تبارک وتعالیٰ نے...... عرفات کے موقع پر اس مقدس پیغامِ اسلام کو...... مکمل کر کے یوں فرمایا...... ﴿اَلْیَوْمَ﴾...... اَلْیَوْمَ کا لفظ پہلے آرہا ہے...... اس کا مطلب ہے کہ یہ کام آج ہو رہا ہے...... آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا...... ﴿اَکْمَلْتُ لَکُمْ﴾...... لَکُمْ کا لفظ بتا رہا ہے کہ صرف ہمارے لئے ہو رہا ہے، ہم سے پہلے کسی کے لئے نہیں ہوا...... میں نے آج کے دن صرف تمہارے لئے مکمل کر دیا، آج سے پہلے یہ نہیں کیا...... کیا مکمل کیا ہے؟...... ﴿دِیْنَکُمْ﴾...... تمہارا دین، تمہارے لئے مکمل کر دیا...... دین کی نسبت یہاں میری اور آپ کی طرف کی ہے...... اور وہاں ﴿اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَاللّٰہِ﴾ میں دین کی نسبت اپنی طرف کی ہے، دین تو اللہ کا ہی بھیجا ہوا ہے، یہاں کہا تمہارا ہے...... تمہارا کہہ کر اللہ...... ہمیں یہ بات سمجھانا چاہتا ہے...... جیسے تم اپنی چیزوں کو سینے سے لگاتے ہو...... اور اس کے لئے سر دھڑ کی بازی لگاتے ہو...... اور اس کے لئے لڑائی جھگڑے بھی مول لے لیتے ہو...... اسی طرح یہ دین بھی تمہارا اپنا ہے، اس کو بھی تم سینے سے لگاؤ...... اس کے لئے بھی تو سر دھڑ کی بازی لگاؤ...... جان چلی جائے، جھوٹ نہ بولو کہ دین خراب ہو جائے گا...... جان چلی جائے خیانت نہ کرو کہ دین خراب ہو جائے گا...... جان چلی جائے، نظامت چلی جائے نماز نہ چھوڑو کہ دین خراب ہو جائے گا...... دِیْنَکُمْ...... پھر کہا...... ﴿وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ﴾...... میں نے تم پر اپنی رحمت کو ڈھانپ دیا......

دُنیا اور دِین میں فرق

دنیا اور دین میں اللہ نے فرق رکھا ہے...... دنیا کے بارے میں اللہ کہتا ہے......

نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَھُمْ مَّعِیْشَتَھُمْ......

میں دنیا کسی کو زیادہ دوں گا، کسی کو کم دوں گا...... فقیر کو مالدار کر دوں گا...... مالدار کو فقیر کر دوں گا، گم نام کو مشہور کر دوں گا...... مشہور کو گم نام کر دوں گا...... یہ اللہ اس کو سائے کی طرح پھراتا رہے گا...... مال!!!...... عربی میں پیسے کو کہتے ہیں مال...... اور مال کا

مطلب ہوتا ہے...... کبھی ادھر جھک جانا، کبھی ادھر جھک جانا...... کبھی ادھر جھک جانا، کبھی ادھر جھک جانا...... چونکہ مال، اقتدار، حکومت کبھی ایک گھر میں نہیں رہا...... تو کبھی ادھر، کبھی اُدھر...... تو کبھی ادھر، کبھی اُدھر...... اس لئے عربی میں اس کو مال کہتے ہیں...... تو دنیا کے بارے میں خود اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے...... کسی کو زیادہ ملے گی، کسی کو کم...... اور اس کا اللہ سبب بتا رہا ہے......

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ......

اگر میں سب کا رزق کشادہ کر دوں تو تم سب باغی ہو جاؤ...... تو سارے سرکش ہو جاؤ...... لہٰذا میں کیا کرتا ہوں...... کم، زیادہ...... پیسے کو، حکومت کو، عزت کو ایسے گھماتا رہتا ہوں...... پہیے کی طرح ایسے گھماتا رہتا ہوں، گھماتا رہتا ہوں، کبھی ادھر دے دی، کبھی اُدھر دے دی...... کبھی ادھر دے دی، کبھی اُدھر دے دی...... اور اس دینے میں...... ایک بات بڑی باریک ہے......

اللہ کا اظہارِ رضامندی و ناراضگی

کبھی اللہ خوش ہو کے دیتا ہے!...... کبھی اللہ ناراض ہو کے دیتا ہے...... کبھی اللہ عزت دیتا ہے خوش ہو کر، کبھی اللہ عزت دیتا ہے ناراض ہو کر...... کبھی اللہ سب کچھ لے لیتا ہے خوش ہو کر، کبھی اللہ سب کچھ لے لیتا ہے ناراض ہو کر...... امام حسین رضی اللہ عنہ سے سب کچھ لے لیا...... ناراض نہیں بڑے خوش ہیں، بڑے راضی ہیں...... ابن زیاد کو سب کچھ دے دیا، راضی نہیں ہیں بڑے ناراض ہیں...... بڑے ناراض ہیں...... سلیمانؑ کا تخت ہواؤں میں اُڑا لیا، بڑے خوش ہیں...... فرعون کو مصر پہ ایسا ملک دیا کہ...... بچے ذبح کرے، کوئی چوں نہ کر سکے...... خوش ہو کے نہیں دے رہے، بڑے ناراض ہو کر دے رہے ہیں...... تو...... اب کیا نشانی ہے کہ جو اللہ مجھے عزت دے رہا ہے، اس میں اللہ راضی ہے یا ناراض ہے، کیوں کہ میں نے تو دونوں صورتیں آپ کے سامنے رکھ دیں...... کہ کبھی اللہ مشہور کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس پہ ناراض ہوتا ہے...... کبھی اللہ مشہور کرتا ہے اللہ اس سے راضی ہوتا ہے...... کبھی اللہ رزق دیتا ہے، اللہ اس پہ راضی ہوتا ہے، کبھی اللہ رزق دیتا ہے اللہ اس

پہ ناراض ہوتا ہے...... دونوں آیتیں میں پڑھ کے سنا دیتا ہوں......

وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ......

اگر لاہور والے دو کام کرلیں، ایک ایمان کو پکا کرلیں...... ایک تقوے کو اختیار کر لیں...... تو میں کیا کروں گا زمین اور آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دوں گا...... ابھی اللہ ہو کے دینے کا نظام بتا رہا ہے...... جب اللہ ناراض ہوتا ہے پھر دیتا ہے......

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ......

جب میرے سمجھانے والے ان کو سمجھاتے رہے...... اور وہ انکار کرتے رہے، کرتے رہے...... مولوی صاحب ڈرایا نہ کرو، اوایویں ساڈھے مغز نہ پیا کرو، ڈرایا نہ کرو، اللہ بڑا غفور الرحیم ہے، آپے ویکھی جاسی، آپے ویکھی جاسی...... اوہو!!!...... اوہو!!!...... الیکشن آیا تو آپ لوگوں کی نیندیں حرام ہو گئیں...... ہیں!...... کیوں نہیں کہتے ہو، آپے ویکھی جاسی، آپے ویکھی جاسی، ہیں!...... نیندیں حرام ہوتی ہیں...... ﴿فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ﴾...... جب میری باتوں کو انہوں نے ٹھکرا دیا...... اور اس کا مذاق اڑا دیا...... تو میں نے کیا کیا؟...... اوہو!......

فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ......

میں نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیے...... عزت کے، دولت کے، شہرت کے، حکومت کے اقتدار کے...... ﴿حَتّٰى اِذَا فَرِحُوْا بِمَا اُوْتُوْا﴾...... پھر جب ان کی گردنیں پوری طرح اکڑ گئیں...... اور ان کے پاؤں میں سلاخیں ٹھک گئیں...... اور وہ ایڑی مار کے چلنے لگے...... اور انسانوں کو کیڑے مکوڑے سمجھنے لگے...... تو کیا ہوا؟......

﴿اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً﴾...... اچانک تیرے رب کی ان پر پکڑ آئی...... اچانک پکڑا...... سب ان کے نظام دھرے رہ گئے...... وہ ہلاکت اور بربادی کا شکار ہو گئے، کہا اب اللہ خوش ہو کے بھی دے رہا ہے، ناراض ہو کے بھی دے رہا ہے۔

اللہ کے راضی ہونے کی علامت

کیا نشانی ہے؟...... جب رزق آئے اور آدمی پھل دار شاخ کی طرح جھکتا

جائے......اور اللہ کی اطاعت اور شکر میں بڑھتا جائے......تو یہ اس بات کی نشانی ہے اللہ خوش ہو کے دے رہا ہے، آپ نے دیکھا ہے نا!!!......پھل دار شاخ نیچے جاتی ہے......اور جو بے حد پھل کی ہوتی ہے اوپر جاتی ہے...... جب اللہ رزق دے تو پھل دار شاخ کی طرح جھکتا جائے......سجدے بڑھتے جائیں......تواضع، عاجزی بڑھتی جائے...... سخاوت بڑھتی جائے......تکبر سے بچ رہا ہو......اللہ خوش ہو کے دے رہا ہے......اور جب مال کے آنے پر بے پھل درخت کی شاخ کی طرح اوپر اٹھتا چلا جائے......تکبر بڑھتا چلا جائے......زور وستم بڑھتا چلا جائے اور اللہ کی نافرمانی میں دلیر ہوتا چلا جائے، تو یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہے......اور ناراض ہونے کے باوجود دیتا چلا جا رہا ہے......خوش ہو کے جب لیتا ہے......ناراض ہو کے بھی لیتا ہے......تو جب لے رہا ہو......گھر خالی ہو رہا ہو......اور گھر والا......"شُکر شُکر" کہتا جا رہا ہو......"شُکر شُکر" کہتا جا رہا ہو......اور زبان پہ کوئی واویلا کچھ بھی نہ ہو تو یہ اس بات کی نشانی ہے، کہ اللہ خوش ہو کے لے کر رہا ہے...... جب وہ لے رہا ہو اور دینے والا کہہ رہا ہو اللہ کو اور کوئی ملا ہی نہیں...... میرے ہی پیچھے پڑ گیا ہے......اس قسم کے جملے سننے میں آتے ہیں، اللہ نوں ہور کوئی نمیں لبیا، اَستی لبے آں......یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اللہ ناراض ہو کے واپس لے رہا ہے......

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا صبر و شکر

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سارا خاندان کٹ گیا جو پہلے اصحابؓ تھے وہ تو پہلے شہید ہو گئے پیچھے سولہ صرف آلِ رسول رہ گئے......ان میں سے آخری بیٹا اور باپ رہ گئے، چودہ کٹ گئے، آخری بیٹا دو سال کا اور عبداللہ بس......تو ان کو بلایا پیار کرنے کے لئے، ان کو گود میں لیا ہوا تھا ان کا خیال تھا اس کو کیا کوئی کہے گا......ایک تیر آیا ابن الموقد کا ان کے یہاں لگا اور پار نکل گیا......تو اس کا......مطلب......یہ ایسا واقعہ ہے جو پتھر کو بھی رُلا دیتا ہے......تو جس باپ کے سامنے یہ ہو رہا ہو گا......اس کے دل پر کیا گزری ہو گی، تو انہوں نے ان کے خون کو ہاتھوں میں لے کر ایسے ہاتھوں میں بلند کر دیا اور کہا یا اللہ! تو ایسے راضی ہے تو میں بھی راضی ہوں، کوئی گلہ نہیں میرا تجھ سے......اب اللہ لے رہا ہے!......

لے رہا ہے..... خوش ہو کے واپس لے رہا ہے..... اور اُدھر اللہ دے رہا ہے ابن زیاد کو، شمر کو، یزید کو..... ناراض ہو کے دے رہا ہے..... تو میرے بھائیو! دنیا کا آنا اور جانا یہ بنیاد نہیں ہے، کامیابی کی..... اللہ کا راضی ہونا یہ کامیابی کی بنیاد ہے، اللہ کا ناراض ہونا یہ ناکامی کی بنیاد ہے..... اللہ کی رضا کا حصول ہی میری معراج ہے..... یہ سیاست ہماری ضرورت ہے کوئی جیتے گا کوئی ہارے گا، اور نظام کائنات ہے اس میں کوئی بددیانت ہے، کوئی دیانت دار ہے..... کوئی خیانت والا ہے کوئی امانت والا ہے..... کوئی سجدہ کرتا ہے کوئی سجدے سے سر اٹھا کے چلتا ہے.....

کبھی غلط فیصلہ نہیں کرتا

نہ اللہ سویا ہے، نہ غافل ہے، نہ تھکا ہے..... نہ وہ جاہل ہے نہ آبادی کی کثرت سے اس پر کوئی ضعف آ گیا ہے..... ایک ذرہ کے برابر بھی کوئی چیز اللہ کی نظروں سے چھپی ہوئی نہیں ہے..... اور اس سارے نظام کو چلاتے ہوئے نہ سوتا ہے نہ اونگھتا ہے اور سارے نظام کو چلاتے ہوئے کبھی اس کا نظام برخاست نہیں ہوتا، کبھی اجلاس بلاؤ ناظموں کا..... کوئی آیا کوئی نہیں آیا..... کوئی اونگھ رہا ہے کوئی سو رہا ہے..... کوئی ادھر بیٹھا ہوا ہے کوئی اُدھر بیٹھا ہوا ہے..... اس کا ہر وقت نظام چل رہا ہے..... ہر وقت اس کی طاقت، اس کا اقتدار اپنی پوری قوت کے ساتھ موجود ہے..... اور سارے نظام کو چلاتے ہوئے کبھی غلط فیصلہ نہیں کرتا۔ آپ پوری دیانت کے ساتھ غلط فیصلہ کر جاتے ہیں..... صرف یہ نہیں کہ خیانت دار آدمی غلط فیصلہ کرتا ہے..... سچا امانت دار آدمی پوری دیانت کے ساتھ غلط فیصلہ کر جاتا ہے..... تو اس کا علم تھوڑا ہے..... اپنے علم کی کمی کی وجہ سے وہ غلط فیصلے کر جاتا ہے..... تو ارب ہا ارب مخلوقات ہیں، عجیب عجیب مخلوقات ہیں..... تو میرا رب کہتا ہے **"لَا یَضِلُّ رَبِّی"** ساری مخلوقات کے نظام میں تیرا رب کوئی غلط فیصلہ نہیں کرتا..... **"وَلَا یَنْسٰی"** تیرا رب کبھی نہیں بھولتا، کبھی نہیں چوکتا۔

وان تجھر بالقولِ فانّہٗ یعلمُ السّرّ واخفٰی.....

تم زور سے بولو، آہستہ بولو..... اللہ تمہارے اندر کی بھی سنتا ہے..... اور دل کے

اندر جو کچھ ہے اُسے بھی جانتا ہے...... میں نے ہونٹ بند کیے...... میں اندر ہی اندر کچھ بولا...... یہ بول میرے کانوں نے نہیں سنا، پر اُسے میرے اللہ نے سن لیا ہے...... "اتممت علیکم"...... دنیا کے بارے میں فرمایا کہ کسی کو دیا ہے کسی کو نہیں دیا...... کسی کو زیادہ دیا ہے، کسی کو تھوڑا دیا......

سرکارِ دو جہاں ﷺ اور فقر و فاقہ

اللہ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا معیار دنیاوی لحاظ سے اتنا نیچے رکھا...... اتنا نیچے رکھا کہ کوئی فقیر اللہ کا گلہ نہیں کر سکتا...... مری سے ہماری جماعت آ رہی تھی...... وہاں مزدور اکٹھے ہوئے تھے...... ہزار، ڈیڑھ ہزار مزدوروں میں میں نے بیان کیا، مٹی مٹی ان کا جسم، چہرے پر مٹی...... ہاتھوں پر مٹی...... سارے کپڑے کالے میلے...... میں نے کہا بھئی! کوئی ایسا فقیر ہے جس کے گھر میں تین دن چولہا نہ جلتا ہو؟؟

کوئی ایسا آپ میں فقیر ہے؟......

سب نے کہا، نہیں کوئی نہیں۔

میں نے کہا، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں تین دن نہیں، دو دو مہینے چولہا نہیں جلتا تھا...... تین دن نہیں کہہ رہا ہوں...... دو دو مہینے ان کے گھر میں آگ نام کی چیز نہیں جلتی تھی...... اے! کوئی ایسا فقیر ہے جو روزانہ روٹی نہ کھاتا ہو؟...... کہا ہم تو روز روٹی کھاتے ہیں...... میں نے کہا، میرے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیٹ پر دو، دو پتھر باندھ کر پھرتے تھے کہ تین، تین دن گزر جاتے تھے ایک لقمہ اندر نہیں جاتا تھا...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکے میں بیٹھے ہوئے تھے...... ایسے کہ...... چہرے کا رنگ بھی بدلا ہوا...... تو کعبے میں کعب رضی اللہ عنہ آئے، کہنے لگے: میں دیکھتا ہوں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے کا رنگ بدلا ہوا ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے اُنگلی یہاں رکھی پیٹ پر...... فرمایا، تین دن گزر چکے ہیں اس پیٹ میں ایک نوالہ داخل نہیں ہوا...... تو کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے دوڑ لگائی۔ ایک یہودی کے باغ میں گیا...... وہاں مزدوری کی اور کھجوریں تازہ ایک لپ لے کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے رکھیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ، نوش فرمائیں!!!

کیا تجھے مجھ سے محبت ہے؟

سامنے سے کھجور اُٹھائی اور کھانے سے پہلے فرمایا، تو مجھ سے پیار کرتا ہے؟

جی کرتا ہوں!......

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا، سوچ کے بول......

یقیناً کرتا ہوں!!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا، سوچ کے بول......

کہا، یارسول اللہ خدا کی قسم! میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیار کرتا ہوں۔ جب انہوں نے قسم کھائی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اگر تو سچا ہے اپنی قسم میں، پھر امتحان کے لئے تیار ہو جا...... آزمائش کے لئے تیار ہو جا...... جو مجھ سے پیار کرتے ہیں ان کی طرف امتحان، آزمائش، فقر ایسے چلتا ہے جیسے پانی اوپر سے نیچے کی طرف چلتا ہے...... تو آپ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا معیارِ زندگی اتنا پست رکھا کہ پھر کوئی گلہ نہ کر سکے......!!

دنیا لینے گئی تھی آخرت لے کر آ گئی!

اوہو! فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسی صابرہ شاکرہ بیٹی...... ایسا فاقہ آیا کہ دونوں میاں بیوی مجبور ہو گئے...... خاوند بھی صبر والے بیوی بھی صبر والی...... مجبور ہو گئے کہ چل کے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے در پہ درخواست کریں...... کچھ تھوڑا بہت دال دلیا، چونکہ چند بکریاں آئی تھیں مالِ غنیمت میں...... تو...... صدقہ تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جائز نہیں ہے...... یہ تو ہدیہ تھا، تو وہ آئیں اور دروازے پر دستک دی...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ تو فاطمہ رضی اللہ عنہا کی دستک ہے، پہلے تو کبھی اس وقت میں نہیں آئی...... آج اللہ خیر کرے، کیوں آ گئی...... تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے فرمایا دروازہ کھولو...... انہوں نے دروازہ کھولا تو تشریف لائیں، حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہ فرشتے تو تسبیح پڑھ کے ان کا پیٹ بھر جاتا ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچے، آپ کی بیٹی، اتنے دنوں سے بھوکے ہیں، ایک نوالہ

پیٹ میں نہیں گیا...... کچھ ہمارے لئے گنجائش ہو جاتی...... تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو آ گئے...... آپ ﷺ نے فرمایا: میری بیٹی!...... میری بیٹی!...... ذرا اپنے غم کو ہلکا کر...... آج ایک مہینہ گزر چکا ہے تیرے باپ کے گھر میں چولہا نہیں جلا۔ ہم کہتے ہیں نا...... دو جہاں کے سردار، یہ لفظ بھی آپ کی عزت کے لئے تھوڑا ہے...... اتنی بلندیاں ہیں کہ ان کو کوئی انسان نہ ناپ سکتا ہے نہ تول سکتا ہے، نہ بیان کر سکتا ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی! میرے پاس پانچ بکریاں کھڑی ہیں، تو کہے تو تجھے پانچ بکریاں دے دوں...... اور اگر تو کہے تو تجھے پانچ دعائیں دے دوں...... یہ اب ناظموں کے لئے لیکن صرف ناظموں کے لئے نہیں...... سارے مسلمانوں کے لئے جس کے ساتھ بھی لوگوں کے حقوق وابستہ ہیں اس کے لئے یہ بہت عبرت کا قصہ ہے...... یہ موقع ہے؟ بیٹی پر اتنی بڑی قربانیاں ڈالنے کا، ظاہری دیکھنے کے لحاظ سے...... لیکن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر صرف فاطمہ رضی اللہ عنہا پر نہیں آنے والی ساری امت پر ہے...... ساری امت کو سامنے رکھ کر اپنے گھر میں چھری چلائی جا رہی ہے...... میری بیٹی! پانچ بکریاں دے دوں یا پانچ دعائیں دے دوں؟...... اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں ہی دے دیتے تو کیا فرق پڑتا تھا...... کہ چلو ایک بکری دے دیتے ہیں پانچ دعائیں دے دیتے ہیں...... روٹی بھی ہو جاتی...... دعا بھی ہو جاتی...... جب انہوں نے منشاء نبوت دیکھا کہ بابا امتحان لینا چاہتے ہیں...... آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا دعائیں دے دیں...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب تو ہاتھ اٹھایا کر تو کہا کر "یـــا اوّل الاوّلیـــن ویـــا آخـــر الآخـــریـــن"...... یہ پانچ بول تیرے لیے پانچ بکریوں سے بہتر ہیں۔ اب خالی ہاتھ گھر پہنچیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، کچھ بھی نہیں لائیں؟......

کہا: نہیں، بہت کچھ لائی ہوں۔

کہا: کیا لائی ہو؟......

کہا: میں دنیا لینے گئی تھی آخرت لے کے آ گئی......

تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تیرا آج کا دن تیری زندگی کا سب سے بہترین دن ہے''۔

تو اللہ کے نبی ﷺ نے اپنے گھر میں اپنا معیارِ زندگی اتنا پست رکھا...... یہ کوئی نہ ملنے کی وجہ سے نہیں تھا...... ملنے کا حال یہ تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر میں چاہوں تو یہ اُحد کا پہاڑ سونے چاندی کا بن کر میرے قدموں میں ڈھیر ہو جائے...... اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے رب نے مجھے کہا، تو کہے تو سارے عرب کے پہاڑ، زمرّد، سونا، چاندی بنا کر تیرے ساتھ ساتھ چلادوں...... کہا: نہیں یا اللہ! ایک دن بھوکا رہوں گا، ایک دن کھانا کھاؤں گا...... یہ اس لئے کہ کوئی بد دیانت نہ ہو جائے، روٹی کے پیچھے...... مال کے پیچھے...... کوئی فقر کی وجہ سے شکوہ شکایت نہ کرنے لگ جائے...... اور کوئی دکھوں کی وجہ سے واویلا نہ کرنے لگ جائے......!!

پانچ ہزار بکریاں دوں یا پانچ دعائیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا، اے علی! تجھے پانچ ہزار بکریاں دوں کہ پانچ دعائیں دوں؟...... اب پانچ ہزار بکریاں آج بھی بہت بڑی دولت ہے...... پانچ ہزار بکریاں دوں کہ پانچ دعائیں؟؟

انہوں نے کہا، یارسول اللہ! پانچ ہزار بکریاں بے شک بہت بڑی دولت ہے، پر آپ مجھے پانچ دعائیں سکھا دیں...... تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، تو دعا میں مانگا کر...... "اللّٰھم اغفر لی ذنبی" الخ ...... یہ پانچ ہزار بکریوں سے بہتر ہے تیرے لیے۔ یا اللہ! میرے گناہ معاف کر دے، میرا رزق حلال کر دے، حرام رزق پر پلنے والا گوشت کبھی جنت میں نہیں داخل ہو سکتا...... حرام رزق پر پلنے والا خون کبھی جنت میں نہیں جا سکتا...... یا اللہ میرا رزق حلال کر دے...... میرے اخلاق وسیع کر دے...... جو دیا ہے مجھے اسی پہ خوش کر دے...... میرے دل سے ان چیزوں کا شوق نکال دے جو تُو نے مجھے نہیں دینی...... میرے اندر سے ان کا شوق بھی نکال دے...... تو میں یہ عرض کر رہا تھا، اللہ نے دنیا کے بارے میں یہ نشیب و فراز رکھا ہے۔

اللہ دینے میں کمی نہیں کر رہا

لیکن جب دین کا مسئلہ آیا تو کہا:...... اَتممتُ علیکم...... دین کا دَر میں نے تم سب

کے لئے کھول دیا ہے...... سب کے لئے دین کا دروازہ کیسے کھولا ہے؟...... جیسے برستی بارش میں یہ بوتل رکھو تو یہ بھی بھر جائے گی...... یہ گلاس رکھو تو یہ بھی بھر جائے گا...... ٹب، لوٹا رکھو تو یہ بھی بھر جائے گا...... اور حوض رکھو تو یہ بھی بھر جائے گا...... اوپر سے دینے والا کمی نہیں کر رہا...... لینے والا اپنے ظرف کے بقدر لینے والا بنے گا...... اب دینے والے نے کوئی کمی نہیں کی ہوئی، لینے والوں کا انداز اپنا اپنا ہے...... کوئی لینے کے لئے گلاس لے کر آئے گا، کوئی جگ لے کر آئے گا، کوئی لوٹا لے کر آئے گا...... کوئی حوض لے کر آئے گا۔ سب اللہ تعالیٰ بھر دے گا۔ اگر کوئی برتن کو اُلٹا کر کے مانگے...... تو چاہے پچاس سال بھی بارش پڑتی رہے، ایک قطرہ بھی اندر نہیں جائے گا...... تو دین کو اللہ تعالیٰ نے وسیع کر دیا...... سب کے لئے عام کر دیا کہ میں نے اپنی نعمت کو مکمل طور پر سب پر ڈھانپ دیا ہے، تم لینے والے بنو...... لینے والے بنو! تو بھائیو! آپ حضرات، ناظمین چونکہ میرے مخاطب ہیں، آپ لوگوں سے عبادات کے بعد فرائض کے بعد، فرائض کی کوتاہی معاف ہی کوئی نہیں کسی کے لئے بھی۔

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی کربلا میں نماز

اگر فرض نماز معاف ہوتی نا...... ہائے ہائے! کربلا میں حسین رضی اللہ عنہ کو معاف ہو جاتی...... اگر یہ معاف ہوتی تو وہاں معاف ہوتی...... پھر تمہیں بھی گنجائش ہوتی۔ ہمارا اجلاس تھا، ہمیں یاد نہ رہا، ہمارا اجلاس تھا ہماری نماز چلی گئی...... اگر وہاں معاف نہیں ہے تو آپ کو بھی معاف نہیں ہے...... اگر انہوں نے اس حال میں پڑھی ہے تو آپ کو اس ٹھنڈے ہال میں پڑھنے کا امر ہے...... ظہر کی نماز کا وقت داخل ہو گیا تو انہوں نے اپنے لشکر کے آدمی سے جن کے ہاتھ میں جھنڈا تھا کہا کہ جاؤ اُن سے کہو کہ نماز کا وقت داخل ہو گیا ہے...... ہم نے نماز پڑھنی ہے...... اور اس وقت...... وہ قیامت قائم تھی کہ زمین، آسمان نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا...... یا طائف میں پتھر پڑتے دیکھ کر زمین آسمان روئے تھے...... آج کے دن روئے ہوں گے...... اس کا تو پتہ نہیں ہے، اُس دن تو روئے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو طائف میں پتھر پڑے تھے...... تو زمین بھی روئی تھی آسمان بھی رویا تھا...... فرشتے بھی روئے تھے...... تو آپ ﷺ نے فرمایا اُن سے کہو ہم نے نماز پڑھنی

ہے...... زوہیرؓ نے جا کر شمر سے بات کی، لڑائی روکو ہم نے نماز پڑھنی ہے...... تو اس نے جواب دیا تمہاری نماز ہوتی ہی کوئی نہیں...... تو انہوں نے فرمایا، بد بخت! جن کے طفیل نماز ملی ان کی نہیں ہوتی تو تمہاری کیسے ہو سکتی ہے؟؟؟

تو انہوں نے عرض کی کہ وہ تو اجازت نہیں دیتے...... کہا پھر بسم اللہ کرو، پڑھو! بسم اللہ کرو...... اللہ اکبر...... نماز شروع ہو گئی...... اس عالم میں بھی نماز نہیں چھوڑی۔ ظہر کی نماز ادا فرمائی اور عصر کی نماز سے پہلے شہید ہو گئے۔ تو نماز...... نماز کے بغیر نہ کوئی خدمت، خدمتِ خلق ہے...... نہ کوئی سوشل ویلفیئر، سوشل ویلفیئر ہے اور نہ کوئی کام، کوئی کام ہے...... نہ کوئی نیکی، کوئی نیکی ہے...... یہ ماتھا اگر زمین پر نہیں لگتا تو اس سے بڑا متکبر انسان دنیا میں کوئی نہیں ہے......!!

بڑا متکبر شخص

اس لیے علماء نے کہا ہے کافر کے بعد سب سے بڑا متکبر وہ شخص ہے جو اللہ کی آواز سنے اور اٹھ کے نماز پڑھنے نہ جائے...... کہ اس نے اللہ کی آواز کو ٹھکرا دیا...... میرا نوکر یہاں بیٹھا ہوا ہو اور میں اس کو ایسے بلاؤ...... او میری بات سن!...... وہ ایسے مجھے دیکھتا رہے...... اور پھر میں دوبارہ اسے بلاؤں...... وہ پھر مجھے ایسا دیکھتا رہے...... میں پانچ دفعہ بلانے کا ظرف ہی نہیں رکھتا...... کہ پانچ دفعہ میں اس کا انکار دیکھتا رہوں۔ نہ ''ہوں'' کرے...... نہ ہاں کرے...... دوسری، تیسری ہی دفعہ جوتا اُتر جائے گا، اس کے سر پر پڑنا شروع ہو جائے گا...... پچاس سال سے میرا اللہ پکار رہا ہے، آ جانا!...... حیّ علی الصّلوٰۃ...... نماز پڑھ لے...... حیّ علی الصّلوٰۃ...... دو دفعہ ہے، ایک دفعہ اللہ کی طرف سے پکار ہے، ایک دفعہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے پکار ہے...... آ جاؤ نا...... تمہیں اللہ اور اس کا رسول ﷺ دونوں بلا رہے ہیں...... تو یہ کیسے ایمان والے ہیں...... یہ کیسے کلمہ گو ہیں...... کہ جن کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صدا نے تو کرسی سے نہ اٹھایا، کوئی ادھر سے وزیر اعلیٰ آ گیا تو سب...... دھڑ دھڑ شروع ہو گئی...... ایک دوسرے پر گرتے چلے جا رہے ہیں...... قریب کھڑے ہو کر فوٹو کھنچوانے کے چکر میں

پڑے ہوئے ہیں...... میاں چنوں میرا علاقہ ہے ڈسٹرکٹ میرا خانیوال ہے، اس کے ساتھ میرا گاؤں ہے...... تو ہمارا ایک فیکٹری والا تھا...... اس نے ایک فوٹو کھنچوایا، وہ تھا بے نظیر کے ساتھ...... ایک کھنچوایا تھا نواز شریف کے ساتھ...... مجھ سے فرمایا مولوی صاحب جب بے نظیر ہوتی ہے تو اس کا فوٹو لگا دیتا ہوں...... اور...... جب میاں نواز شریف ہوتے ہیں تو اس کا فوٹو لگا دیتا ہوں...... بس اُلٹا سیدھا کر کے...... او! تم سوچو تو سہی میرے بھائیو!! تمہیں زمین آسمان کا بادشاہ اور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مل کر کہتے ہیں، حیّ علی الصّلوٰۃ، حیّ علی الصّلوٰۃ...... آ جاؤ نا، نماز کے لئے...... آ جاؤ نا، نماز کے لئے...... اس میں اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی نفع ہے؟...... کہا نہیں...... حیّ علی الفلاح، حیّ علی الفلاح...... تمہاری ہی کامیابی کے لئے بلایا جا رہا ہے...... تمہیں ہی عزت دینے کے لئے بلایا جا رہا ہے...... کہ جس نے بھی دنیا اور آخرت میں اللہ کو راضی کیا، اس نے اس ماتھے کو خاک آلود کر کے ہی راضی کیا ہے...... کبھی سر اٹھانے والوں کی عزت سلامت نہیں رہی...... وہی عزت پا کر گئے جن کے ماتھے خاک آلود ہوئے اور اللہ کے دربار میں جنہوں نے جھک جھک کر آنسو بہا کر اس زمین کو سیراب کیا۔

زمین کی ٹھنڈک

میرے رب کی قسم چالیس دن کی بارش سے وہ زمین ٹھنڈی نہیں ہوتی جتنا مسلمان کی ندامت کے ایک قطرے کے زمین پر گرنے سے اسے ٹھنڈک محسوس ہوتی ہے...... کیونکہ بارش کا پانی چند فٹ کے بعد اندر نہیں جاتا اور مومن کی آنکھ کا نکلا ہوا آنسو زمین کی تہہ تک اُتر جاتا ہے...... اس کے اندر کو ٹھنڈا کر دیتا ہے...... ہاں ہاں!! نماز کے بغیر کوئی خدمت، خدمت نہیں ہے...... اگر نماز نہیں ہے تو کچھ نہیں ہے...... میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے...... نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، یہ ہیں فرائض، اس کے بعد...... اس کے بعد جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے انسانی حقوق سے وابستہ کیا ہے...... ان کے لئے سب سے بڑی بندگی وہ عدل ہے...... وہ انصاف ہے...... آپ سے اللہ تعالیٰ نفل کا مطالبہ نہیں کر رہا کہ ساری رات تہجد پڑھو...... ساری زندگی روزے رکھو......

نہیں نہیں !!، وہ ہم سے مطالبہ کر رہا ہے جو مسجد میں بیٹھے ہوئے ہیں اٹھو نفل پڑھو، اٹھو ذکر کرو، تلاوت کرو، روزہ رکھو، نفل،......فرض تو سب سے مطالبہ ہے......!

عدل وانصاف

آپ لوگ جن کے ساتھ عوام کے حقوق وابستہ ہیں، آپ سے سب سے بڑا اللہ کا مطالبہ ہے......عدل اور انصاف کا......اگر یہ آپ کر گئے تو امام اوزاعیؒ فرماتے ہیں، ایک گھڑی کا عدل......ایک گھڑی کا عدل ایک ہزار مہینے کی بندگی سے بہتر ہے......ایک گھڑی...... ایک گھڑی ہوتی ہے آدھا گھنٹہ...... آدھا گھنٹہ...... قرآن میں "السّاعة"......کا لفظ ۴۸ مرتبہ آیا ہے...... "اَلسّاعة" کا لفظ ۴۸ مرتبہ اور "السّاعة" آدھے گھنٹے کو کہتے ہیں......۴۸ دفعہ آ کر چوبیس گھنٹوں پر وہ دلالت کر رہا ہے......اور "اَلیوم" کا لفظ ۳۰ دفعہ آیا ہے کہ مہینہ تیس دن کا ہوتا ہے......اور "اَلشّعر" کا لفظ ۱۲ دفعہ آیا ہے......ایک گھڑی کا عدل ایک ہزار مہینے کی بندگی سے بہتر ہے......آپ کے پاس پیسہ ہوتا ہے...... اس کو صحیح صحیح آپ استعمال کر رہے ہوں، بیت المال میں سے مشک آیا کستوری......حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کوئی اس کو تول دیتا......تو ان کی بیوی نے کہا میں تول دیتی ہوں......کہا: جب تم ہاتھوں سے تولو گی تو کچھ تمہارے ہاتھوں پہ لگ جائے گی، اس کا حساب کون دے گا؟...... یہ بیت المال کا مال پیسہ ہے......اس کا حساب کون دے گا جو یہاں لگ جائے......اور ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے ایک دن کا عدل ساٹھ سال کی بندگی سے بہتر ہے......تو......جس نے عدل کو زندہ کیا اللہ اُسے بہت زیادہ اجر دے گا......!!

ابلیس کے دشمن اور دوست

ایک دفعہ شیطان کی ملاقات ہوئی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ......تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا، ابلیس (بڑا شیطان)! تیرے کتنے دشمن ہیں؟؟

کہنے لگا، پندرہ۔

تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کون کون سے؟

کہنے لگا، پہلے نمبر پر آپ ہیں...... پہلا دشمن شیطان کا...... پہلے نمبر پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں...... اور دوسرے نمبر پر وہ حاکم ہے جو عدل کے ساتھ حکومت کر رہا ہو...... دشمن کی فہرست میں کہا، آپ ﷺ اور دوسرے نمبر پر عادل حکمران......

پھر کہا تیرے دوست کتنے ہیں؟

کہنے لگا، دس۔

کہا، کون کون سے ہیں؟

کہا، پہلے نمبر پر ظالم حکمران...... پہلے نمبر پر ظالم حکمران...... حجاج نے نہ نماز چھوڑی نہ روزہ چھوڑا اور تہجد میں دس سیپارے کی تلاوت کیا کرتا تھا...... حجاج بن یوسف تہجد میں دس سیپارے کی تلاوت کیا کرتا تھا...... کبھی زنا نہ کیا، کبھی شراب نہیں پی...... کبھی کسی کی عورت کی طرف میلی آنکھ نہیں اٹھائی...... وہ پاک زمانہ تھا، کوئی زنا کا تصور نہیں کر سکتا تھا...... لیکن جہنم کی پستی میں جا کر گرا، ظلم کی وجہ سے...... عمر بن عبدالعزیزؒ نے خواب میں دیکھا کہ حجاج کی آنتیں باہر نکلی ہوئی ہیں...... اور وہ اس طرح چکر کاٹ رہا ہے جیسے گدھا چکر کاٹتا ہے، چکی کے اِردگرد...... تو پوچھا کیا ہوا تیرے ساتھ؟...... کہا، ظلم میں پکڑا گیا...... ظلم میں پکڑا گیا!! ہر قتل کے بدلے میں قتل کیا گیا اور سعید ابن جبیر رضی اللہ عنہ کے بدلہ میں ستر دفعہ قتل کیا گیا...... تو جس کو اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے حقوق کے ساتھ وابستہ کر دے اس کی زندگی اجتماعی ہو جاتی ہے۔

مظلوم کی ''ہائے'' عرش کو ہلا دیتی ہے

تو بھائیو! آپ سب بھائیوں کی خدمت میں درخواست ہے کہ آپ لوگ سیاست میں ہو، کوئی بھی ہارتا ہے کوئی جیتتا ہے...... کسی نہ کسی طرح لوگ ''اِن'' رہتے ہیں...... اس نظامت کو اپنی آخرت کا ذریعہ بنائیں...... اس نظامت میں کل قیامت کے دن آپ پکڑے نہ جائیں کہ ایک پیسے کا ہیر پھیر...... ایک غلط فیصلہ...... ایک ظلم وستم کا فیصلہ ساری نیکیوں پر پانی پھیر دے گا...... اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو پیدا کیا، فرشتوں نے پوچھا یا اللہ تو کس کا ساتھی ہے؟...... تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں مظلوم کا ساتھی ہوں...... جب تک کہ

اس کو انصاف نہ مل جائے...... تو آپ لوگ جو ہیں نا، بیچ میں نہیں جا سکتے، آپ لوگ یا تو "احسنِ تقویم" پر پہنچو گے یا "اَسفل سافلین" پر پہنچو گے...... یا اِدھر کی انتہا ہے، یا اُدھر کی انتہا ہے...... اگر آپ اپنے اس اقتدار کو اللہ سے ڈر کر استعمال کریں، اللہ پاک کے خوف سے چلیں گے تو پھر آپ "اَحسَنِ تقویم" تک پہنچیں گے...... اور جیسے ہو رہا ہے ظلم وستم اور چور بازاری اس کی طرف چلیں گے تو "اَسفل سافلین" نچلے سے نچلے درجے کی طرف سفر ہوگا...... پھر انتہائی خطرناک سفر ہے جہاں کوئی نہیں بچا سکتا۔ جب تک مظلوم خود، جب تک مظلوم خود معاف نہ کرے...... اللہ بھی کہے گا اسی سے معافی لے...... اسی سے معافی لے...... تو میری آپ بھائیوں کی خدمت میں بس اتنی گزارش ہے، اپنے اس اقتدار کو جتنا بھی باقی ہے، اللہ کی رضا کے لئے استعمال کریں...... اور اس میں ہمیشہ ظالم کا ساتھ دینے سے بھی بچیں، ظلم کرنے سے بھی بچیں...... کہ مظلوم کی ''ہائے'' عرش کو ہلا دیتی ہے...... جس معاشرے سے انصاف مٹ جائے، اس کو بہتے دریا بھی ہرا نہیں کر سکتے...... ہمارے تو دریا پہلے ہی سوکھے پڑے ہیں، پہلے ہی خشک ہوئے پڑے ہیں اگر یہ پانچوں بہتے ہوں اور ظلم ویسا ہی ہو جیسا ہو رہا ہے...... تو آسمان سے برستی ہوئی بارشیں اور زمین سے اُگتا ہوا غلہ اور معدنیات کی کانوں سے نکلتا ہوا سونا، چاندی اُس عوام کو سکھ نہیں دے سکتا، جس کا ہر ہر حکومت کا کارندہ ظالم ہو یا ظالم کا ساتھی ہو۔

میرے بھائیو! بھوکا سو جاتا ہے، مظلوم نہیں سو سکتا...... مظلوم کو نیند نہیں آتی...... بھوکے کو نیند آ جاتی ہے...... جس کے حقوق تلف ہو جائیں اس کو نیند نہیں آتی...... تو مظلوم کی ہائے، اگر وہ کافر بھی ہوگا نا، تو اللہ پاک کے عرش کو ہلا کر رکھ دے گی...... تو مظلوم کی ہائے سے بچنا...... ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، مظلوم کی بددعا سے بچنا کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہوتا، چاہے مظلوم پکا کافر ہی کیوں نہ ہو...... تو آپ لوگوں کا ٹیسٹ (امتحان) بڑا شدید ہے، میرا تو ٹیسٹ ایک فرد کے لحاظ سے ہے، آپ کا ٹیسٹ ایک نمائندے کے لحاظ سے ہے...... آپ کے ساتھ ہزاروں لوگوں کے حقوق وابستہ ہیں...... میں نے میاں عامر صاحب سے کہا تھا ایک جگہ ملاقات ہوئی تھی رات کو لاہور میں کوئی بھی بھوکا سویا تو پکڑ میاں عامر کی ہوگی...... کہ یہ بھوکا سو رہا ہے......

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھ کے رویا کرتے کہ دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا سویا تو پکڑا تو عمر جائے گا!!!

قیامت کا دن اور عرش کا سایہ

اس اقتدار میں اللہ نے آخرت کا بننا بھی رکھا ہے اور ہلاکت بھی رکھی ہے...... سب سے پہلے اللہ جس کو اپنے عرش کے سائے کے نیچے جگہ دے گا...... جون کا مہینہ ہے کوئی ۳۵ کے قریب ہوگا ٹمپریچر لیکن کتنے اے۔سی آن ہیں...... پھر بھی ذرا حبس محسوس ہو رہا ہے، گھٹن محسوس ہو رہی ہے...... اور سورج ہم سے نو کروڑ تیس لاکھ میل کے فاصلے پر ہے۔ ایک دن محشر کا آنے والا ہے...... جب سورج ہم سے ایک میل کے فاصلے پر ہوگا اور یہ سورج ایک سیکنڈ میں، جب سے بنا ہے، ایک سیکنڈ میں اتنی آگ بناتا ہے جتنی پچاس کروڑ ایٹم بم کے پھٹنے سے آگ نکلتی ہے، اتنی سورج ایک سیکنڈ میں آگ بناتا ہے۔ اس کے سنٹر کا ٹمپریچر دو کروڑ ستر لاکھ فارن ہائٹ چیک کیا گیا ہے۔ زمین پر بیٹھ کر قریب جائیں گے تو اور بھی زیادہ ہوگا...... اس میں چودہ ارب ٹن ہیلیم گیس ایک سیکنڈ میں بارہ ارب ٹن ہائیڈروجن میں تبدیل ہوتی ہے...... اس کیمیکل ری ایکشن میں دھماکا ہوتا ہے، وہ دھماکا پچاس کروڑ ایٹم بم کی طاقت کے برابر ہوتا ہے...... جس آگ کے گولے میں ایسے دھماکے ہر سیکنڈ میں ہو رہے ہوں اور وہ کروڑوں میل کے فاصلے پر آگ لگا دیتا ہو، جب یہ ایک میل کے فاصلے پر ہوگا تو انسانوں کا کیا حال ہوگا...... اور پھر ننگے بدن کھڑے ہوئے ہیں، ننگے پاؤں ہیں ننگے سر ہیں...... صرف ایک طرف ٹھنڈی چھاؤں ہے عرش کا سایہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلان ہوگا بھئی کچھ لوگوں کو میرے عرش کے سائے میں جگہ دے دی جائے۔ تو دریافت کیا جائے گا، کس کو بلایا جائے؟...... تو میرا رب کہے گا سب سے پہلے عادل حکمران بلائے جائیں...... نہ ولی، نہ غوث، نہ قطب، نہ ابدال، نہ شہید...... ہاں! آئیں گے یہ لوگ بھی لیکن بعد میں آئیں گے...... سب سے پہلے جنہیں بلایا جائے گا، ہاں بھائی! عدل والے ناظم آجاؤ...... عدل والے ڈی آئی جی آجاؤ...... عدل والے آئی جی آجاؤ...... عدل والا صدر آجائے...... وزیر اعلیٰ آجائے، وزیر اعظم آجائے...... اور سب سے شدید پکڑ ظالم

اور خائن حکمرانوں کی ہوگی۔

عمر بن عبدالعزیزؒ کی حکومت

عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارہ بیٹے تھے اور اس شخص کی حکومت میں سوا دو سال میں تین براعظموں میں زکوٰۃ لینے والا کوئی نہ بچا...... لیکن جب انتقال ہونے لگا تو ان کے سالے نے کہا تم اپنی اولاد کو بھوکا چھوڑ کے جا رہے ہو...... کیا بنے گا ان کا؟؟...... کہنے لگے حرام کھلایا نہیں، حلال تھا نہیں...... کتنا آسان سا جواب دیا، حرام کھلایا نہیں، حلال تھا نہیں...... پھر فرمایا میرے بیٹے اگر نیک ہوں گے تو اللہ ان کو ضائع نہیں کرے گا...... اور میرے بیٹے اگر بُرے ہوئے تو پھر ان کی ہلاکت کی مجھے کوئی پرواہ نہیں...... پھر فرمایا، اپنے بچوں کو بلا کر، میرے بیٹو! میرے سامنے صرف دو راستے تھے، ایک یہ کہ تمہیں تقویٰ سکھاتا تو جنت میں جاتا، دوسرا یہ تھا، تمہارے لیے پیسہ اکٹھا کرتا تو دوزخ میں جاتا...... میں نے تمہیں اللہ سے جوڑ بٹھانا سکھا دیا ہے، جب تنگی ہو اللہ سے مانگ لینا...... ان کا انتقال ہوا، بیٹوں کے پاس ایک روپیہ جیب میں نہیں تھا...... ان کے بعد جو خلیفہ آیا یزید...... یزید کے بعد ہشام...... ہشام نے ایک ایک بیٹے کے لئے دس دس لاکھ دینار ترکہ چھوڑا...... ایک لاکھ...... ایک لاکھ دینار اس زمانے کا آج کے چالیس کروڑ کے برابر ہے...... ایک لاکھ دینار اس زمانے کا آج کے چالیس کروڑ کے برابر ہے۔ میں نے ایک دفعہ حساب کیا تھا، تو گویا وہ ایک ایک بچے کے لئے چار چار کھرب روپیہ چھوڑ کر گیا...... چار چار کھرب روپے چھوڑ کر گیا ایک ایک بچے کے لئے اور عمر بن عبدالعزیز اپنے بیٹوں کے لئے ایک روپیہ بھی نہ چھوڑ کے گئے...... صرف پچیس برس کے بعد کیا ہوا؟...... کہ ہشام کی اولاد دمشق کی جامع مسجد کی سیڑھیوں پر بیٹھ کے بھیک مانگا کرتی تھی اور عمر بن عبدالعزیزؒ کے بیٹے سو سو گھوڑے اللہ کے نام پہ ایک وقت میں خیرات کر دیا کرتے تھے۔

نصیحت کیا ہے؟

تو میرے بھائیو میری نصیحت اتنی ہی ہے آپ سب بھائیوں کی خدمت میں...... نصیحت...... اور نصیحت کرتے رہیے...... نصیحت کا اصل مطلب کیا ہے؟......

ہمارے ہاں نصیحت کا مطلب خیر خواہی کی بات کرنا، خیر خواہی چاہنا...... دین نصیحت ہے...... نصیحت کا اصل مطلب کیا ہے؟...... (مِنْصَحٌ)...... مِنْصَحٌ کہتے ہیں سوئی کو، اور نَاصِحٌ کہتے ہیں درزی کو...... نصیحت...... اب سوئی کا کیا کام ہے؟...... کہ اس نے یہ دو ٹکڑے تھے کپڑے کے، ان کو یوں جوڑ دیا...... اور یہ...... کلیوں والا کرتہ اس کے تین ٹکڑے تھے...... تو سوئی دھاگے کے ساتھ ان تین ٹکڑوں کو جوڑ دیا...... یہاں آ کر گریبان پھٹنے کو تھا، سوئی نے آ کر اس کو جوڑ دیا...... سوئی سے...... دھاگے سے...... کپڑے کو کپڑے سے جوڑنے کا نام ہے نصیحت!! جو اس کا اصل مطلب ہے...... اصل مطلب...... نصیحت...... نَصَّاحٌ درزی...... مِنْصَحٌ سوئی اور نصیحت کپڑے کے جوڑنے کو کہتے ہیں...... میرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا دین نصیحت ہے...... دین نصیحت ہے...... دین زندگی گزارنے کا وہ طریقہ ہے، اگر تم لاہور والے اپنا لو گے تو تم آپس میں ایسے جڑ جاؤ گے جیسے سوئی نے کپڑے کو جوڑ دیا ہے...... پھر تم اختلاف رائے کے باوجود بھی محبت رکھو گے...... آپ لوگ تو...... آپ لوگ کیا یہاں تو ایک چھاتی کا دودھ پینے والے دو بھائی ایک دوسرے کو سلام نہیں کرتے ہیں، اس سیاست کا تو ویسے ہی...... ہمارے والد صاحب مرحوم سیاستدان تھے، ساری زندگی سیاست کی، الیکشن لڑے...... فرمایا کرتے تھے، جس سے دشمنی کرنی ہو اس کے ساتھ لڑائی نہ کرو...... اسے یا تو سیاست میں ڈال دو یا اس کی لاہور میں شادی کرا دو، بس خود ہی دھکے کھاتا رہے گا...... ہم تو لاہور سے ڈیڑھ سو میل دور ہیں نا!! تو یہاں تو سگے بھائی ایک دوسرے کو سلام نہیں کرتے...... سیاست تو ہے ہی نفرتوں کا بازار...... تو نصیحت کہتے ہیں کپڑے کے جوڑنے کو...... تو دین نصیحت ہے...... وہاں سے یہ لفظ لیا گیا دین کے لئے، کہ اگر تم دین پر چلو گے تو تم آپس میں اختلاف رائے کے باوجود بھی جڑ جاؤ گے...... مسلک کے اختلاف کے باوجود بھی جڑ جاؤ گے...... یہ جتنی مسلک کی نفرت ہے یہ بے دینی کی وجہ سے ہے دین کی وجہ سے نہیں ہے...... دین تو مسلک کے احترام کو سکھاتا ہے...... اختلاف رائے کی گنجائش دیتا ہے، اور لفظ نصیحت خود اس بات کی طرف دلالت کرتا ہے کہ یہ مختلف ٹکڑے جوڑ کر کرتہ بنا ہے...... مختلف ٹکڑوں کو جوڑ کر شلوار بنی ہے...... مختلف قبیلے، خاندان، امیر، غریب، ناظم اور ایم پی اے، عوام، رعایا، رعیت سب مل کر جب اللہ

کے دین پر آئیں گے تو یہ جیسے سوئی کپڑے جوڑ دیتی ہے دھاگے کے ساتھ، ایسے ہی اللہ تعالیٰ کا دین تمہیں آپس میں جوڑ دے گا۔

دینِ اکمل

رسولِ پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم ایک کامل اکمل طریقۂ زندگی لے کر آئے...... جس میں بادشاہوں کے لئے بھی راستہ موجود ہے...... ناظمین کے لئے بھی راستہ موجود ہے...... عورتوں کے لئے بھی زندگی گزارنے کا راستہ موجود ہے...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی روزِ روشن کی طرح موجود ہے...... ایک چیز بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سے نہیں چھپائی گئی...... اور نہ ہی گم ہوئی۔ ۱۴۲۶ سال گزرنے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی ہر ادا موجود اور محفوظ ہے...... پڑھا کرو سیرت، دیکھا کرو اس میں...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کو کیسے گزارا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی سیاسی زندگی کیسے تھی؟...... چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا کوئی گوشہ اللہ تعالیٰ نے چھپنے نہیں دیا۔...... ایک آدمی کہنے لگا: مولوی صاحب! یہ نماز میں اتنا اختلاف ہے تو یہ کیا دین ہے...... میں نے کہا سنو! اس گلاس میں ایک ہی قسم کے پھول رکھو...... اس کا حسن اور ہے اور اس گلاس میں دس پندرہ قسم کے رنگا رنگ پھول رکھو تو اس کا حسن اور ہے...... گلدستہ ایک رنگ کے پھولوں کا نام نہیں ہے...... گلدستہ مختلف رنگ روپ اور مہک کے جمع شدہ پھولوں کا نام ہے...... میرے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی کے مختلف ادوار میں مختلف اعمال کیے...... اللہ کو اپنے محبوب سے محبت تھی، اس نے اس کی زندگی کی کسی چیز کو نہ مٹنے دیا، نہ چھپنے دیا...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زندگی میں جو کام ایک دفعہ کیا ہے، امت کا کوئی نہ کوئی طبقہ اس کو کر رہا ہے...... یہ سارے کام میرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے کیے ہوئے ہیں۔ آمین زور سے بھی کہی ہے، آہستہ بھی کہی ہے...... یہاں بھی ہاتھ باندھے ہیں، یہاں بھی ہاتھ باندھے ہیں، یہاں بھی ہاتھ باندھے ہیں...... اور...... رفع یدین کیا بھی ہے چھوڑا بھی ہے...... جو جو کام میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، اللہ نے اس کو زندہ کر کے ساری اُمت میں بکھیر دیا...... تم اس کو اس نظر سے دیکھو یہ گلدستۂ نبوت کی سنتیں

ہیں......اس نظر سے نہ دیکھو، یہ لڑائی مار کٹائی کی چیزیں اب اس لئے بن گئی ہیں کہ اب منبر نااہلوں کے ہاتھ میں آ گیا...... جیسے حکومت نااہلوں کے ہاتھ میں آ گئی......اور جیسے یہ سیاست کے ادارے نااہلوں کے ہاتھ میں آ گئے، دیکھو اس ملک کا جو کینسر لگا ہے، بددیانتی کا لگا ہے......!!

پاکستان کا حسن و جمال

یہ اتنا خوبصورت ملک ہے...... چھ براعظم دنیا میں آباد ہیں اللہ نے مجھے چھ کے چھ میں پھرایا ہے...... یہ اتنی حسین وادی ہے کہ ایسا حسن کہیں نہیں...... یہ اتنی فرٹائل (زرخیز) زمین ہے کہ ایسی ساری دھرتی میں کہیں نہیں......اس کے اتنے خوبصورت موسم ہیں ساری دھرتی میں کہیں نہیں......اس کا ایسا خوبصورت میٹھا پانی ہے ساری دھرتی میں کہیں نہیں......ایک آم کو رکھ دو سارے کمرے میں خوشبو پھیلا دے گا......اور امریکہ و افریقہ کے دس ہزار آم رکھ دو......ایسا لگتا ہے جیسے مٹی پڑی ہو...... میرے رب نے...... میں مکہ میں تھا، مجھے ایک ''جیالوجسٹ'' (ماہرارضیات) ملا، وہ مجھ سے کہنے لگا، میں اپنے علم پہ تمہیں بتا رہا ہوں کہ پاکستان جیسی دھرتی بطور زمین پوری دنیا میں کسی کے پاس نہیں...... تمہارے ملک کو صرف ایک کینسر لگا...... وہ خیانت کا لگا، اگر تمہارے ملک میں خیانت نہ ہوتی...... بددیانتی نہ ہوتی تو یہ دنیا میں جنت کا ایک ٹکڑا تھا...... یہ ہماری بدقسمتی ہے...... میں آپ سے ہاتھ جوڑ کے کہتا ہوں، حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک زندگی اپنے لیے نمونہ بناؤ...... خلفائے راشدین کی زندگی اپنے لیے نمونہ بناؤ، ان کو سامنے رکھ کر چلو، ایک میرے دوست جو سیکرٹری ریٹائر ہوئے...... کچھ دن اسلام آباد گئے پھر وہاں سے واپس...... چند دنوں بعد واپس آ گئے...... میں ملاقات کو گیا، کہنے لگے میں تو اسلام آباد سے جلدی واپس آ گیا ہوں، منت کی تھی کہ مجھے پنجاب ہی بھیج دو، لاہور میں ہی کسی کھڈے لائن لگا دو...... اس لیے کہ ساری زندگی دیانت داری سے گزری...... جب گیا اسلام آباد، چھ مہینے میں مجھے لگا، یا میں پاگل ہو جاؤں گا یا میں کرپٹ ہو جاؤں گا...... کیونکہ شام کو جب سیکرٹری جمع ہوتے، کوئی کہتا امریکہ میں اتنا بنا لیا...... انگلینڈ میں اتنا بنا لیا اور فلاں جگہ اتنا بنا

لیا...... اتنے پلاٹ بن گئے...... اتنی زمین بن گئی...... اتنا گھر بن گیا، چھ مہینے سن سن کر میں نے کہا، میرا تو آج تک ذاتی گھر ہی نہ بن سکا اور میں سیکرٹری تک پہنچ گیا...... اور میں آج تک گھر نہیں بنا سکا...... تو میرے سامنے دو راستے بن گئے تھے...... یا میں پاگل ہو جاتا، یا میں انہی کی طرح کرپٹ ہو جاتا...... تو میں منت کر کے واپس آ گیا، کہ بھئی اللہ کے واسطے واپس بھیج دو...... اس ملک کو جو کینسر لگا ہے وہ بددیانتی کا لگا ہے۔ بھائیو! اللہ سے مانگ لو، کس انداز سے روئے؟...... یہ بھی لکھا ہوا ہے!

سیرتِ مصطفیٰ ﷺ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بولنے کا انداز کیا تھا...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بلانے کا کیا انداز تھا...... ایسے، انگلی کے اشارے سے نہیں، ہاتھ کے اشارے سے...... پورے ہاتھ کے اشارے سے بلاتے تھے...... کبھی اُنگلی کا اشارہ کر کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو نہیں بلایا...... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متوجہ ہونے کا کیا انداز تھا؟...... کوئی ادھر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاتا تو گردن ٹیڑھی کر کے جواب نہیں دیتے تھے، بلکہ پورا اس کی طرف مڑ کے جواب دیتے، جی فرمائیے کیا بات ہے! کوئی ادھر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاتا تو پھر آپ پورا مُڑ کے دیکھتے، جی فرمائیے کیا بات ہے!...... کوئی اُدھر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلاتا تو پورا گھوم کر کہتے، جی فرمائیے کیا بات ہے؟...... محفل میں بیٹھ کر کبھی پاؤں نہیں پھیلائے...... کبھی کسی کا نام لے کر اس کو منبر سے بدنام نہیں کیا...... کبھی منبر سے نام لے کر کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدنام نہیں کیا...... کبھی برسرِ منبر کسی کا نام لے کر اس کی برائی پر اس کو تنبیہ نہیں فرمائی...... ہمیشہ پردہ ڈالا، ہمیشہ ستاری کا معاملہ فرمایا...... ہمیشہ درگزر اور چشم پوشی کا معاملہ فرمایا۔ تو بھائیو! کچھ وقت سیرت کے لیے نکالو، انبیاء میں ایک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تو ہیں جن کی ساری زندگی ہمارے پاس موجود ہے...... محفوظ ہے......!!

نبی کریم ﷺ کا نسب نامہ

رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اَسّی (۸۰) واسطوں تک حضرت آدم

علیہ السلام تک جاتا ہے...... ایک نام بھی تاریخ نے گم نہیں ہونے دیا، گرنے نہیں دیا، موجود ہے...... آپ دیکھو گے...... تو آپ کو روزِ روشن کی طرح راستے ملیں گے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے چلتا ہے واسطہ...... حضرت محمد ﷺ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبدِ مناف بن قُصّی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوئیٔ بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان بن عدی بن ہمیسع بن سلامان بن عوص بن بوز بن قموال بن اُبی بن عوام بن ناشد بن حزا بن بلداس بن یدلاف بن طابخ بن جاحم بن ناحش بن ماحی بن عیفی بن عبقر بن عبید بن ادعا بن حمدان بن سنبر بن یثربی بن یحزن بن یلحن بن ارعوی بن عیضی بن ذیشان بن عیصر یا عیصر بن اقناد بن ایہام بن مُقصّر بن ناحث بن زارح بن سمی بن مزّی بن عوض بن عرام بن قیدار بن اسماعیل بن ابراہیم بن آزر ناحور بن سروج بن رعو بن فانج بن عابر بن ارفکشاد بن سام بن نوح (علیہ السلام) بن لامک بن متوشائخ بن اخنوع یعنی ادریس (علیہ السلام) بن یارد بن ملہل ایل بن قینان بن آنوش بن شیث (علیہ السلام) بن آدم (علیہ السلام)

یہ اَسّی واسطوں تک نسب نامہ ہے...... جب نسب موجود ہے تو طریقہ بھی تو ہو گا...... طریقے کی پیروی ہمارے ذمے ہے...... جب نسب موجود ہے تو طریقہ بھی موجود ہے...... بس میں اتنی ہی گذارش کروں گا کہ اپنی اس کرسی، جو اللہ نے آپ کو دی ہے ایک وجاہت اور ایک اقتدار، اس کو آخرت کا ذریعہ بناؤ! اس کو پلاٹ اکٹھے کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ، زمین اکٹھی کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ، اس کو آخرت کے لئے اٹھا کے رکھو...... اللہ اپنے خزانوں سے آپ کو بہترین انعام دے گا...... صلہ دے گا!!

جنید جمشید پر ماحول کا اثر

تربیتی محنت ہے، تبلیغ کا کام جو ہو رہا ہے یہ تربیتی محنت ہے، کہ اس میں جا کر آدمی کو آخرت کا احساس ہوتا ہے...... یہ جنید جمشید اگر تبلیغ میں نہ آتا تو آپ اس کا گانا سُن رہے ہوتے...... او بھئی! آج آپ کون سا گانا سنا رہے ہیں؟...... ناظمین مدعو ہوتے، ادھر طبلے والے بیٹھے ہوتے، ڈھولکی والے بیٹھے ہوتے...... اِدھر اس نے پتلون چڑھائی

ہوتی، ادھر گھوم رہا ہوتا ادھر تم جھوم رہے ہوتے...... ایک وہ انداز تھا، آج تم اس کو دیکھتے ہو، خوبصورت داڑھی ہے...... خوبصورت ٹوپی ہے...... اور چہرہ نورانی ہے...... تمہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت اس نے پڑھ کر سنائی، کیسی خوبصورت سنائی ہے؟...... کتنے جذبے میں ڈوب کر سنائی ہے!...... یہ تربیت اور غیر تربیت کا فرق ہے...... ہر مسلمان اَن گھڑا ہیرا ہے...... ہر مسلمان...... وہ جو کوٹھے پر ناچنے والی ہے نا، اس کے اندر بھی ایمان کا جوہر ہے...... جو موجود ہے...... کوئی اس کو جا کے نا، صاف کر لے بس!...... کوئی اس کو جا کے دھو لے بس...... پھر اس کی چمک سارے جہاں کو چمکائے گی بس...... تو تبلیغ ایک تربیتی محنت ہے...... جس میں سے گزر کر کچھ آخرت کا احساس پیدا ہوتا ہے...... کچھ اپنے اعمال کی فکر پیدا ہوتی ہے...... اللہ کے سامنے کھڑے ہونے کا احساس پیدا ہوتا ہے...... جس مسلمان کو اللہ نے چنا ہے، اس امت میں بنایا ہے، وہ مسلمان ظالم نظر آئے...... فاسق نظر آئے...... شرابی نظر آئے...... جواری نظر آئے...... زانی نظر آئے...... اور بددیانت، خائن اور راشی نظر آئے...... کہیں نہ کہیں اس کے اندر ایمان کی رَتی موجود ہے...... جس دن اس کو کوئی پانی لگ گیا، وہ ایسا ہرا ہوگا کہ بہار کی بارش بھی ایسی ہریالی نہیں لاتی...... جتنی تیزی سے ایمان کا درخت باہر نکلتا ہے...... اور سارے وجود کو سرشار کر دیتا ہے...... اس لیے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ فرمان بھی ہے، کسی مسلمان کو حقیر نہ سمجھو چاہتے کتنا ہی گرا پڑا کیوں نہ ہو...... چاہے وہ عمل کے لحاظ سے، مال کے لحاظ سے کتنا ہی گیا گزرا کیوں نہ ہو، حقیر نہ سمجھو...... پتا نہیں کب توبہ کر کے اللہ کو منا لے...... پتا نہیں کب توبہ کر کے اللہ کا قرب حاصل کر لے...... تو اس لیے بھائیو، کچھ وقت تبلیغ میں دو...... جس سے کہ یہ اندر کا ایمان روشن ہوگا، اس کو جلا ملے گی...... اس میں چمک پیدا ہوگی...... پھر آپ کو اپنے عہدوں میں، ہم کوئی سیاست سے نہیں روکتے لوگوں کو...... ایک ہی تو کام ہے جو ہر قسم کی سیاست سے پاک ہے اور ہر ایک کی منت کر رہے ہیں...... حکمران کا مذہب دین ہوتا ہے...... آج کا دور ہو...... پہلے سو سال چھوڑ دو...... حکمران خلفائے راشدین کے بعد...... حکمران کا مذہب حکومت ہوتی ہے...... جو بھی اس کی حکومت سے ٹکرائے گا، وہ اس کے پیچھے پڑے گا...... اور وہ حق و باطل نہیں دیکھتا۔

بے اولاد حکومت

ہارون الرشید جیسا نیک حکمران، اپنے بیٹے سے کہنے لگا، بیٹا! خیال کرنا، حکومت بے اولاد ہوتی ہے...... حکومت کی اولاد کوئی نہیں ہوتی...... اس نے کہا، میں سمجھا نہیں ابا! کہا مطلب یہ ہے کہ اگر تو بھی کبھی میرے مقابلے میں آئے گا نا، تو میں تیرا بھی سر اُتار کے تیرے قدموں میں ڈال دوں گا، یہ اس کا مطلب ہے کہ حکمران، حاکم، حکومت، بے اولاد ہوتی ہے......اس کی حکومت سے جو ٹکرائے گا سب سے پہلے وہ اسی کا سر پھاڑے گا...... تو اللہ نے مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات سمجھا دی، وہ سیاست سے ہٹ گئے...... کہا بھئی ہم تم سے حکومت نہیں لیتے...... ہمیں میاں عامر کی نظامت سے کوئی دلچسپی نہیں...... آپ کی نظامت سے کوئی دلچسپی نہیں...... کوئی نہیں...... اتنی دلچسپی ضرور ہے کہ آپ اپنے اس عہدے میں اللہ سے ڈر کر چلیں...... اس کے حریف نہ بنو...... حریف نہ بنو...... صرف دوست بن کر اس کو بات سمجھا دو...... وہ لے لے گا...... اگر وہ یہ سمجھا کہ میرے مقابلے میں آ رہا ہے، پھر اس قرآن کو بھی کہے گا نہیں...... پتا نئیں کتھوں لے آند اس میں تاں نئیں سُن دھا (معلوم نہیں کہاں سے لے آیا، میں تو نہیں سنتا)

انسانی نفسیات

جب تقسیم چل رہی تھی تو مولانا ابوالکلام آزادؒ نے مسلم لیگ والوں سے کہا کہ تم لوگ بنگال نہ لو، میں اس کے مزاج کو جانتا ہوں، میں بنگال میں رہا ہوں، ان کے مزاج میں وفا نہیں ہے...... یہ تمہیں چھوڑ جائیں گے...... تم سارا پنجاب لے لو...... سارا پنجاب لے لو، بنگال نہ لو یہ تمہیں چھوڑ جائے گا...... پچیس سال بھی تمہارے ساتھ نہیں رہے گا...... اور ٹھیک پچیس سال کے بعد وہ جدا ہو گیا......!! تو مسلم لیگ والوں نے کہا، رائے تو بڑی اچھی ہے پر دشمن کی طرف سے آئی ہے...... ہم نہیں مانیں گے...... اتنی قیمتی رائے...... انہوں نے کہا دشمن کی ہے، نہیں مانیں گے...... یہ انسانی نفسیات ہے کہ اپنے مخالف کی بات نہیں لیتا ۔ چاہے کتنی ہی حق کیوں نہ ہو...... اس لیے ہم تبلیغ والے، سیاست میں نہیں آتے...... کہیں ہمارا آپ کا مقابلہ نہ شروع ہو جائے...... ہم تو کہتے ہیں یا اللہ نیک لوگوں کو حکمران بنا......

نیک لوگوں کو ناظم بنا...... چونکہ آج چپڑاسی سے لے کر، ریڈر سے لے کر اوپر تک جب ساری کرپشن ہو، تو اللہ ہی دور کرے تو کرے...... ایک میاں عامر کے نیک ہونے سے تو سارا ٹاؤن ہال ٹھیک نہیں ہو جائے گا!...... ساری اینٹیں مضبوط ہوں تو تب جا کے سارا گھر ٹھیک بنتا ہے...... سب کا ٹھیک ہونا ضروری ہے...... اور کوئی ایسا ڈنڈا نہیں کسی کے پاس کہ سب کو ڈنڈے سے وہ سیدھا کر دے...... صرف یہ دل پر اللہ کا راج ہو جائے اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل میں اُتر جائے...... پھر ہر آدمی اللہ سے ڈر کے چلے گا...... پھر وہ اپنے اقتدار میں بھی ڈرے گا...... فقر میں بھی ڈرے گا...... غنیٰ میں بھی ڈرے گا...... بادشاہی میں بھی ڈرے گا...... جوانی میں بھی ڈرے گا...... تو تبلیغ اس لئے سیاست سے ہٹ کر محنت ہے کہ آپ لوگ آ وقت لگاؤ...... اپنے ایمان کو جلا بخشو، پھر جا کر اپنے دنیاوی شعبوں میں لگو......

تو آپ سارے بھائیوں کی خدمت میں گذارش ہے، ایک تو کچھ وقت لگاؤ اللہ کے راستے میں...... تبلیغ میں...... ایک نماز کو زندہ رکھو، ایک ظلم سے بچو، ایک جھوٹ سے بچو، ایک گالی سے بچو تو آپ کی نظامت آپ کو جنت میں لے جائے گی......

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے...... آمین!!

لاہور ہائیکورٹ میں خطاب☆

اللہ تعالیٰ کا قانون

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرا علم کامل ہے اور اس میں تبدیلی کوئی نہیں۔

لا تبديل لكلماتِ الله......

اس کو کوئی بدل سکتا نہیں، **لا مبدّل لکلمٰتہٖ......**

دو چیزیں ہوتی ہیں، جیسے آپ کے قانون کبھی گھٹ گئے، کبھی بڑھ گئے۔ کبھی کمی کبھی زیادتی، اسی پر ہی آپ لوگ شور مچا رہے ہیں نا! تو اللہ تعالیٰ کے قانون کا کیا دستور ہے: "**لا تبديل لكلمات الله**" بدلتا ہی نہیں۔ **لا مبدّل لکلمٰتہٖ......** کوئی بدلنا چاہے وہ بھی نہیں بدل سکتا۔

تیسری صفت: **لا ريب فيه......** تمہاری زندگی کے مسائل کو، دنیا اور آخرت کی پریشانیوں کو حل کرنا ہے تو جو علم میں دیتا ہوں، اس کے غلام بن کے چلو۔

حدیثِ قدسی

حدیث قدسی ہے:

عبدی، انت ترید وانا مُریدُ ولا یکون اِلّا مآ اُریدُ......

☆......لاہور ہائیکورٹ، بتاریخ ۱۸/ ۰۷/ ۲۰۰۲ء

نوٹ: خطبہ اور ابتدائی حصۂ بیان ریکارڈ نہیں ہو سکا۔ اس لیے قارئین سے معذرت خواہ ہیں۔ (مرتب)

"اے میرے بندے! تیرا ارادہ، ایک تیرے رب کا ارادہ...... جو تم چاہتے ہو اللہ کے بغیر نہیں ہو سکتا جو اللہ چاہتا ہے تمہارے بغیر وہ کر لیتا ہے"۔

فَاِنْ سلَّمتَ لِیْ فیما اُرِیدُ کفیتُک فیما تُرِیدُ.

تو میرے ساتھ معاہدہ کرو، دنیا میں جو میں چاہتا ہوں وہ تم کر دو، پھر جو کچھ تم چاہو گے ہوتا چلا جائے گا۔ کفیتُکَ ما تُرِیدُ......

ہر ہر تمنا، تیرا رب خود آ کر تیری طرف سے مددگار بن جائے گا۔

واِنْ لَّم تسلِمْ لِیْ فیما اُرِیدُ......

اگر تو نے وہ نہ کیا جو میں چاہتا ہوں

اتعبتُک فیما تُرِیدُ وَلا یکونُ اِلَّا مآ اُرِیدُ......

پھر تو اپنی چاہتوں میں دھکے کھائے گا۔ ہوگا وہ آخر جو تیرا اللہ چاہے گا۔ کچھ بھی نہیں بن سکے گا اللہ کے خلاف بغاوت کر کے۔

لفظ رَیب کی تحقیق

لَا ریبَ فیہ...... اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے "اس میں شک کوئی نہیں"۔ ہمارے پاس اُردو زبان میں شک کے علاوہ کوئی اور لفظ نہیں۔ اس کا ترجمہ کرنے کے لئے اور شک بذاتِ خود عربی زبان کا لفظ ہے:

بل ھم فی شکٍّ مّنھا...... بیسویں پارہ میں آ رہا ہے اور شک جس معنی میں ہم کہتے ہیں، عربی میں وہ معنی نہیں ہے۔ یہی خلجان، تردّد اور عدم فیصلہ پر عربی زبان میں تین الفاظ بولے جاتے ہیں۔ وکیل صاحب پریشان بیٹھے ہیں۔ مقدمے میں یہ شق درج کروں یا یہ کروں!...... یہ جو تردّد ہے دماغ میں، اس تردد کی ترجمانی کرنے کے لئے عربی زبان میں تین الفاظ ہیں:

ایک ہے شک...... شک کا مطلب یہ ہے کہ وکیل صاحب کو پتہ ہی نہیں چل رہا کہ یہ زیادہ موزوں ہے کہ یہ زیادہ موزوں ہے۔ لہٰذا وہ قلم پکڑے ہوئے سوچ رہا ہے، سوچ رہا ہے...... اس کو کچھ پتہ نہیں چل رہا۔ اس کیفیت کا نام ہے شک۔ جب چیز واضح ہی کوئی نہیں۔

مِریَہ کا معنی

اس سے ہلکا لفظ ہے، مِـریـہ۔ مریہ کیا ہے؟ وہ تھوڑا سا رجحان اس طرف ہو چکا ہے کہ یہ شق فائل میں، کیس میں PuT up کرنا میرے خیال میں موزوں رہے گا اور یہ غیر موزوں ہے لیکن ابھی ایسے پردہ نہیں اُٹھا۔ تھوڑا جھکاؤ ہو گیا ہے۔ اس میلانِ قلبی کو عربی زبان میں کہتے ہیں "مِریۃ" ...... فلا تکُ فی مِریۃٍ مّن لّقآئہٖ......

تیسرا لفظ ہے "ریب" سب سے ہلکا لفظ ہے۔ تردّد کے معنی کو بتانے کے لئے۔ رَیب کا کیا مطلب ہے؟ آپ کے سامنے دو شقیں آئیں۔ ایک پَل کے لئے آپ کو خلجان ہوا، اسے لکھوں، اسے لکھوں اور اس پَل کے آخری حصے میں فوراً آپ پہ بات کھل گئی، یہ صحیح ہے...... یہ غلط ہے۔ اسے لکھنے سے کیس مضبوط ہو جائے گا، تو آپ نے فوراً اسے Put up کر دیا۔ تو وہ جو ایک پَل کے لئے دماغ میں خلجان آیا تھا، اس خلجان پر دلالت کرنے کے لئے ہے لفظ "رَیب"۔

اب آپ اس آیت کے ترجمہ پر غور فرمائیں:

ذالک الکتاب ...... وہ کتاب

لا ریب فیہِ ...... وہ جو ایک پَل کے لئے دماغ میں تردّد آنا تھا وہ بھی اس میں کوئی نہیں ہے۔ تو مِـریـہ اور شک کہاں سے آ جائے گا؟ مِـریـہ اور شک تو اس سے اگلے درجے کی چیز ہے۔ اس میں تو رَیب ہی کوئی نہیں تو مِریَہ اور شک کہاں سے آئے گا۔

ذالک الکتٰب کی لطیف تفسیر

پھر اُس کو کہا: ذالک الکتٰبُ ، ذٰلک الکتٰبُ......

ذٰلک دُور کا اشارہ ہے۔ ھـٰذا الـکِـتٰـب کہنا چاہئے تھا جو کہ ہماری گود میں پڑی رہتی ہے۔ ھٰذا الکاس، ذٰلک الکتٰب اس کا ترجمہ لفظ سے نہیں سمجھ میں آ سکتا۔ میں ابھی آپ کے سامنے ایک حرکت کرتا ہوں۔ میں کہتا ہوں = وہ آ رہا ہے۔ آپ نے میرے چہرے کو دیکھا۔ وہ آئے، چہرے کے تاثرات، لفظ کی ادائیگی اور ہاتھ کا اشارہ ان سب نے مل کر "وہ آئے" کو مخصوص کر دیا، کسی بڑی ذات کے ساتھ کہ کوئی بڑا آدمی ہے،

''وہ آئے''......''وہ آئے''۔

اور اُردو میں کہتے ہیں: وہ آ رہا ہے، وہ آ رہا ہے۔ اب معلوم ہوا کہ کوئی بڑا آدمی نہیں آ رہا۔ تو ذٰلک الکتٰب وہ کتاب، ترجمہ کبھی لہجوں کو منتقل نہیں کیا کرتا۔ کیا بات ہے؟ سوال ہو گیا، کیا بات ہے؟ حیرت ہو گئی، کیا بات ہے؟ لڑائی ہو گئی۔

ایک لفظ میں تین لہجوں کے بدلنے سے تین مطلب پیدا ہو گئے۔

کیا بات ہے؟ سوال ہو گیا۔

اسی لفظ کو میں نے لہجہ بدلا: کیا بات ہے؟ تو اب حیرت ہو گئی۔

تو اسی میں مَیں نے لہجہ بدلا: کیا بات ہے؟ تو اب لڑائی......

تو آپ کو کیسے پتہ چلا؟...... کہ آپ اہل زبان ہیں۔

پڑھے لکھے جاہل

ہمیں قرآن کا کیوں نہیں پتہ چلتا کہ قرآن کس لہجہ میں بات کر رہا ہے۔ ہم اہل زبان بھی نہیں ہیں اور سیکھنے کا شوق بھی کوئی نہیں ہے۔

ہمیں بڑا صدمہ ہوا کہ یہ ہمارے بھائی نے جو سورۂ فاتحہ پڑھی اتنے پڑھے لکھوں کا یہ حال...... کیونکہ اپنا عزیز ہے تو اس کا نام لے رہا ہوں اور میں بات کر رہا ہوں اور کوئی وکیل پڑھتا تو میں چوں بھی نہ کرتا۔ یہ سورت اس طرح پڑھتے ہیں۔ جو قانون سیکھ رہے ہیں ان کو سب سے بڑے قانون کے پڑھنے کا ہی طریقہ نہیں آتا۔ تو دنیا کو انصاف ملے گا ہی کہاں؟

کائنات کا حسین ترین کلام

دنیا کا حسین ترین کلام سورۃ فاتحہ......

کائنات کا حسین ترین کلام سورۃ فاتحہ......

ساری آسمانی کتابوں کا خلاصہ ہے، قرآن! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اوتیتُ المثانی مکان التوراۃِ والمائدۃَ مکان الْاِنجیلِ والحوامیمَ مکانَ الزّبورِ وفُضِّلت بالمفصّلٰتِ.

ساری آسمانی کتابیں قرآن میں، سارے قرآن کا خلاصہ ہے سورۃ فاتحہ۔

تو اب یہ نماز میں بھی ایسے ہی پڑھتا ہوگا۔ یہ تو پنجابی میں قرآن پڑھ رہا تھا۔ ''اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ'' ہائی کورٹ میں اس طرح قرآن پڑھ رہے تھے۔ اس کو میں صحیح لہجے سے پڑھتا ہوں۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ O اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ O مٰالِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ O اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ O اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ O صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ O غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ O

اظہارِ تاسف

تو آپ کو فرق معلوم ہوا اپنی طبیعت۔ الفاظ میں نہیں، طبیعت میں فرق محسوس ہوا۔ کیوں؟ پہلے پنجابی میں پڑھا، اب عربی میں پڑھا۔ تو دکھ نہیں کہ پڑھے لکھے طبقے کی قرآن سے دُوری کا یہ حال ہے۔ تو اب کس کے سامنے بیٹھ کے روئیں؟

آپ سے ذہین طبقہ کون ہوگا؟ اوّلین و آخرین کا علم اللہ نے جمع کر کے دیا اور پھر دعوت ہے:

اِنَّ ھٰذا القراٰن یھدی لِلّتی ھی اقومُ......

یہ ہے وہ کتاب جو تمہیں سیدھی راہ پر لے کر چلے گی، سیدھی راہ پر چلنے سے تو ہی منزل ملتی ہے۔

یہ ہے وہ کتاب جو ہر شک وشبہ سے بالاتر ہے۔
یہ ہے وہ کتاب جو تمہیں منزلِ مقصود تک پہنچائے گی!!

اللہ کی پہچان

کِتٰب تنزیل، اُتارا ہو، کس کا؟......

مِمَّن خلق الارضَ والسّمٰوٰتِ العلٰی......

جس نے زمین بچھائی، آسمان بلند کیے۔ کون ہے؟ اَلرَّحمٰنُ ہے۔ کہاں ہے؟

علی العرشِ استویٰ...... عرش پر ہے۔

سلطنت کیسی ہے؟

لہٗ ما فی السّمٰوٰتِ وما فی الارضِ وما بینھُما وما تحتَ الثَّریٰ

عرش، فرش، لوح، قلم، کرسی، زمین، آسمان سب اس کی حکومت کے تابع اور اس کے قبضہ میں ہے۔

اتنی بڑی سلطنت کو جانتا کیسے ہے؟

وإنْ تجهَر بالقولِ فإنّهٗ یعلمُ السّرَّ واَخفٰی......

جاننے کا حال یہ ہے کہ زبان سے بولو تو بھی سنتا ہے، دل میں بولو تو بھی سنتا ہے۔ اَخفٰی دل کی بات کو کہتے ہیں۔

اب میں جیسے کہتا ہوں، اب میں نے دل دل میں کہا ہے یا اللہ! یا اللہ! یا اللہ! یہ بھی اللہ نے سن لیا ہے۔ کون ہے؟ اللّٰہ لا الٰہ اِلّا ھوَ ، یہ صاحب کتاب وہ اللہ ہے جس کا ثانی ہی کوئی نہیں۔ نہ ذات میں نہ صفات میں۔ لہٗ الاسمآء الحُسنٰی...... سارے خوبصورت ناموں کا مالک، خیر یہ ایسے ہی درمیان میں، اپنا بچہ ہے اس لیے میں نے بات کر دی، کوئی اور ہوتا تو میں نہ کرتا۔

سارے عالم کا رہبر کامل

تو چونکہ کتاب کو براہِ راست سمجھنا تو ہر آدمی کے بس کا کام بھی نہیں ہے تو اللہ نے درمیان میں واسطہ رکھا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس کو، سارے عالم کا نبی بنا کر...... رہبر بنا کر...... ہادی بنا کر...... ساری دنیا کے انسانوں کے لئے، دنیا و آخرت کے تمام مسائل کے حل کا پروگرام دے کر بھیجا۔ جیسے اللہ کی ذات کامل، ایسے ہی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کامل، آپ (ﷺ) کا علم کامل...... آپ (ﷺ) کی ہستی کامل!!

رسول اللہ ﷺ کا وجود مسعود

ربیع الاوّل میں ظہور ہوا ہے، ظہور ہوا ہے لیکن آپ (ﷺ) کے وجود کے بارے

میں ترمذی شریف کی روایت ہے، حدیث حسن ہے۔ پوچھا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے:

یا رسول اللّٰہ متٰی وجبت لک النبوۃ؟......

آپ (ﷺ) کو نبوت کب ملی تھی؟

اس کا عام جواب یہ تھا، چالیس سال پورے ہونے کے بعد۔ اکتالیسویں سال میں داخل ہوتے وقت غارِ حرا میں، رمضان میں نبوت مل گئی۔ آخری دن میں۔ ایک قول رمضان کا ہے، ایک ربیع الاوّل کا ہے۔ یہ اس کا جواب تھا لیکن آپ ﷺ نے جواب یہ دیا:

کنتُ نبیًّا وانَّ اٰدم بین الرُّوحِ والجسدِ......

ابھی آدم علیہ السلام کی کہانی شروع نہیں ہوئی تھی اور میں نبی بن چکا تھا۔

تو آپ لفظ ''تھا'' میں غور کریں۔ میں نبی تھا...... ''تھا'' کی جو اتھاہ ہے یہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ یقیناً ابتداء ضرور ہے کیونکہ ابتداء سے پاک ذات صرف اللہ ہے اور مخلوق خواہ وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ذات ہو یا دنیا کی کوئی چیز ہو۔ اس کی ابتداء ضرور ہے اور انتہا بھی ہے لیکن ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا نقطۂ ابتداء اتنا دور ہے، اتنا بلند ہے کہ وہاں تک ملائکہ کی نظر بھی نہیں جا سکتی۔ ''میں اس وقت نبی تھا جب آدم علیہ السلام کا وجود ہی نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پیدائش زمین و آسمان سے دو ہزار سال پہلے اور ایک روایت میں آتا ہے، ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے سورۃ یٰسٓ کی تلاوت فرمائی۔ سورۃ یٰسٓ کیا ہے؟

یٰسٓ O والقرآن الحکیم O انک لمن المرسلین O

''قسم ہے مجھے قرآنِ حکیم کی، تو میرا رسول ہے۔''

ابھی تو نہ زمین ہے، نہ آسمان ہے، نہ ملائکہ ہیں تو انسان کہاں سے آ گیا۔ اس قدر پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو وجود بخشا۔

ظہورِ نبی ﷺ پر واقعاتِ عالم

اور جب دنیا میں بھیجا تو بھیجنے کا انداز بھی سب سے نرالا تھا۔ ہر بچہ پیدا ہوتا ہے، اُس کی ناف کو آنت سے جدا کیا جاتا ہے، اس کا ختنہ کیا جاتا ہے، اس کو نہلایا جاتا ہے......

لیکن جب ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناف سے آنت کٹی ہوئی تھی، باہر نہیں کاٹی گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ختنہ پہلے سے ہوا ہوا تھا، باہر نہیں کیا گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح باہر آئے جس طرح کسی نے دھو دھلا کر، پاک کر کے باہر پہنچا دیا ہو۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رکھا گیا تو ایک دم پانچ منٹ کا بچہ، دس منٹ کا بچہ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُلٹے ہاتھ پر زور دیا اور پورا سینہ یوں اُٹھالیا...... ایک دم ایسے...... اور آسمان کی طرف نظر بلند کی اور اپنے سیدھے ہاتھ کی انگلی کو یوں کیا، یوں کرنا تھا کہ حضرت آمنہ پر سارا عالم روشن ہو گیا۔ ایک نور پھیلا، سارا گھر اور یمن تک نظر آیا۔ شام نظر آیا...... ایران نظر آیا...... حیرہ نظر آیا اور سلطنت رومہ کے محل نظر آئے۔

یمن اور حیرہ کے محل نظر آئے...... صرف اتنا کرنے سے...... بچے کو اپنا بھی نہیں پتہ ہوتا میں کون ہوں؟...... کیا ہوں؟...... یہ کیا حرکت ہوئی ہے؟...... پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو ساری دنیا کے بت زمین پر جا گرے...... بادشاہوں کے تخت اُلٹے ہو گئے...... جو بادشاہ اس وقت دربار سجائے بیٹھے تھے اور ان کے سروں پر تاج تھے وہ اُچھل کے زمین پہ جا گرے۔

آگ کی پرستش کب شروع ہوئی؟

کسریٰ کے محل میں ایک ہزار سال سے آگ جل رہی تھی۔ جس کی پرستش کی جاتی تھی۔ ضحاک کے زمانے سے پرستش شروع ہوئی آگ کی۔

شکار کو نکلا ہوا تھا، ایک سانپ حملہ آور ہوا، اس نے پتھر مارا، پتھر آگے پتھر پہ پڑا، اس سے شعلہ نکلا، اس شعلے نے سانپ کو لپیٹ میں لے لیا۔ اس نے کہا: یہی میرے لیے نجات دہندہ ہے۔ یہاں سے آگ کی پرستش ایران میں داخل ہوئی۔ اس کو ایک ہزار برس ہو چکے تھے اور ایک پل کے لئے یہ آگ بجھنے نہیں پائی تھی۔ اس کو جلاتے رہتے تھے، جلاتے رہتے تھے، جلاتے رہتے تھے......!! ساگوان، عود کی لکڑیوں سے، دارچینی کی لکڑیوں سے، عجر کی لکڑیوں سے یہ آگ جلائی جاتی تھی۔ جونہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے......

آگ ایک دم بجھ گئی۔ سارا زور لگایا، جلتی نہیں تھی۔

آمدِ نبی (ﷺ) پر مسرت

اللہ تعالیٰ نے ربیع الاوّل سے اگلے ربیع الاوّل تک پوری دنیا میں ہر عورت کو بیٹا یا بیٹی کسی کو نہیں دی، اپنے نبی ﷺ کے اعزاز میں۔ ایک سمندر کی مچھلیوں نے دوسرے سمندر کی مچھلیوں کو جا کر مبارک باد دی، دیکھنے میں یتیم پیدا ہو رہا ہے، عالم میں تبدیلی اس طرح آ رہی ہے۔

بت گر رہے ہیں......

آگ بجھ رہی ہے......

آسمانوں پہ چراغاں......

سمندروں میں خوشیاں......

فضاؤں میں خوشیاں...... ظاہری اسباب یہ ہیں۔

ایک واقعۂ عجیبہ

جب حضرت آمنہ نے گود میں لیا تو حیران ہو کے دیکھ رہی ہیں، یہ بچہ کیسا ہے؟ یہ بچہ کیسا ہے؟ ادھر ان کے گھر کی چھت پھٹ گئی اور ایک بادل اندر آ گیا۔

فغشیتهٗ وغیبته ایک دم بادل پھیلا اور ایک لمحے کے لئے حضرت آمنہ کو محسوس ہوا کہ بچہ گود میں نہیں ہے۔ گود خالی ہے اور اس بادل کے اندر سے آواز آئی:

طوفوا به مشارق الارضِ ومغاربها......

اس بچہ کو مشرق، مغرب پھرا دو...... شمال، جنوب پھرا دو......

لیعرفوا باسمه ونعته وصورته تا کہ سارا جہان اس کے نام کو، صفات کو، ذات کو پہچان لے۔

انبیاء کرام کے اخلاق کا منبع

واتوهٗ خلق ادم...... اسے اخلاقِ آدم علیہ السلام دیئے جائیں!

ومعرفة شیث ...... شیث علیہ السلام کی معرفت دی جائے!

وشجاعة نوحٍ...... نوح علیہ السلام کی شجاعت دی جائے!

وخلة ابراهیم...... ابراہیم علیہ السلام کی دوستی دی جائے!

واِستِسلامَ اسمٰعیل ...... اسماعیل علیہ السلام کی قربانی دی جائے!

وفصاحةَ صالحٍ ......اور صالح علیہ السلام کی فصاحت دی جائے!

وَحِکمةَ لوطٍ ......اور لوط علیہ السلام کی حکمت ودانائی دی جائے!

ورِضا اِسْحٰق ......اور اسحٰق علیہ السلام کی رضا دی جائے!

وبُشریٰ یعقوبَ ......اور یعقوب علیہ السلام کی بشارت دی جائے!

وجمالَ یوسف ......اور یوسف علیہ السلام کی خوبصورتی دی جائے!

وشِدّت موسٰی ......اور موسیٰ علیہ السلام کی شدت دی جائے!

وجهادَ یوشعَ ......اور یوشع علیہ السلام کا جہاد دیا جائے!

وحُبُّ دانیال ......اور دانیال علیہ السلام کی محبت دی جائے!

و وقار اِلیاس ......اور الیاس علیہ السلام کا وقار دیا جائے!

ولحن داوٗد ......اور داؤد علیہ السلام کی شیرینی دی جائے!

وقلبُ ایّوب ......اور ایوب علیہ السلام جیسا دل دیا جائے!

وعصمةَ یحییٰ ......اور یحییٰ علیہ السلام کی پاکدامنی دی جائے!

وزُهد عیسٰی ......اور عیسیٰ علیہ السلام کا زُہد دیا جائے!!

واغمِسوهُ فی اَخلاقِ النَّبِیّیْن ......

اور تمام انبیاء (علیہم السلام) کے اخلاق میں اس بچے کو لوٹا دیا جائے!!

عظمتِ مصطفیٰ ﷺ

یہ پیدائش پر اتنا کچھ ملا۔ سوا لاکھ نبیوں کا علم بھی، اخلاق بھی، صفات بھی، پھر تریسٹھ سال اس میں ترقی ہوئی...... پھر ہر خطا سے پاک ...... ہر قسم کی کمی سے معصوم اور پاک...... ظاہری نظر اتنی تیز ہے کہ نماز پڑھاتے ہوئے جنت نظر آ رہی ہے، جہنم نظر آ رہی

ہے...... اندر کی نظر کتنی تیز ہو گی!!

جسمانی پرواز اتنی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ پہ جا کے جبرائیل علیہ السلام کے بھی پَر جلنے لگے...... مگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بھی آگے چلے گئے۔

عرش بھی پار ہو گیا......

ستر ہزار نور کے پردے بھی پار ہو گئے......

اور اللہ تعالیٰ سامنے آ گئے...... روحانی طاقت کی انتہا یہ ہے!!!

موسیٰ علیہ السلام پر ایک تجلی پڑی، چالیس دن روشنی آئی اور تجلی بھی یوں آئی......

اور یہاں آمنا سامنا ہے اور بات چیت بھی ہو رہی ہے۔

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلوٰۃُ وَالطَّیِّبَاتُ ......

اُدھر سے جواب بھی آ رہا:

السَّلام علیک ایُّھا النَّبی ورحمۃُ اللّٰہ وبر کاتہٗ......

تو جس ہستی کی روحانی، جسمانی پرواز ایسی ہو...... کہ آسمان بھی نیچے...... سدرۃ المنتہیٰ بھی نیچے...... عرش بھی نیچے...... اور آگے نور کے پردے بھی اُٹھ جائیں اور خالق سامنے آئے...... ان کے سامنے تو چاند، مریخ تو ایک قدم بھی نہیں ہے...... انہوں نے ایک انگلی سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ہم اس پر حیران ہو رہے ہیں کہ چاند پہ دنیا پہنچ گئی۔ تم وضو، استنجے کی باتیں کرتے ہو، ہم تو اس کے پیچھے چلنے کی باتیں کرتے ہیں جس نے کھڑے کھڑے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آدھا ٹکڑا اِدھر...... آدھا ٹکڑا اُدھر چلا گیا۔ جبل ابی قبیس سے ایک ٹکڑا اِدھر ہو گیا، ایک اُدھر ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ کیا تو دونوں آ کے مل گئے۔ جس کی انگلی میں اتنی طاقت ہو اُس کے وجود میں کتنی طاقت ہو گی!!

یہ تو ہم ان کے طریقوں پہ چلنا چھوڑ گئے......

یا ابا سفیان جئتکم بکرامۃ الدُّنیا والاٰخرۃ......

ابو سفیان! میں تمہارے پاس دنیا و آخرت کی عزتیں لے کر آیا ہوں۔

میرے پیچھے تو چلو......

وجُعِل کلُّ الصغار لمن خالفَ امری......

''جو میرے طریقے کے خلاف چلے گا وہ ذلیل ہو جائے گا''۔

تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نجات دہندہ بنا کے بھیجا...... سارے عالم کا نبی بنا کے بھیجا...... سارے انسانوں، جنات کا رسول بنا کے بھیجا......

سلسلۂ نبوی ﷺ کی حفاظت

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کی تعلیمات کو اس طرح محفوظ کر دیا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی تھے، ان میں پچیس کے نام تو قرآن میں ہیں۔ پچیس اور سوا ایک لگا لیں حدیثوں میں، تو سوا سو، چلو دو سو لگا لیں، باقیوں کے ہم نام ہی نہیں جانتے۔ قرآن ہمیں پچیس کے نام بتاتا ہے۔ ان میں سے چند کے حالات بتاتا ہے۔

اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اللہ نے اس طرح محفوظ فرمائی۔ صرف ایک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نسب نامے سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کس طرح محفوظ ہے، اس پر آپ قیاس فرما لیں۔ ہم اپنے پردادے کا نام تو جانتے ہیں، اس سے آگے کا ہمیں کوئی نہیں پتہ۔

ایک نسب، دو نسب، وہ پہلے ہمارے زمینداروں کے میراثی ہوا کرتے تھے۔ وہ آٹھ دس پیڑھیاں (نسب) جانتے تھے۔ اب وہ زمانہ ہی چلا گیا۔ ہر ایک کو مال کی فکر لگ گئی، دیہاتوں میں بھی پیسے کی دوڑ آ گئی تو وہ محفلیں ہی ختم ہو گئیں۔ تو وہ جانتے تھے آٹھ دس پیڑھیاں، ان سے آگے اُن کو بھی نہیں پتہ ہوتا تھا۔

حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات، صفات، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہر چیز کس طرح محفوظ ہے۔ صرف ایک حدیث سے آپ دیکھیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد عبداللہ، آگے عبدالمطلب پھر ہاشم......

ہاشم کی وجہ تسمیہ

ہاشم کا نام ہے عمرو، ہاشم اس لئے کہتے تھے کہ یہ روٹیاں توڑ توڑ کے شوربے میں ڈالتے اور سارے قافلوں کو کھلاتے۔ ھَشَمَ کہتے ہیں چُورا چُورا کرنے کو۔

ان کا لقب ان کے نام پر غالب آ گیا۔ نام ان کا عمرو ہے، روٹی شوربے میں توڑ

توڑ کر کھلاتا کہ روٹی چورا چورا ہو جاتی تھی، اس نسبت سے انہیں ہاشم کہتے تھے۔

آگے عبدِ مناف ......

پھر قُصَی ......

قُصَی کے بعد کلاب ......

کلاب کے بعد مرہ ......

مرہ بن کعب ......

کعب بن لوئ ......

لوئ بن غالب ......

غالب بن فہر۔

قریش کی ابتداء اور وجہ تسمیہ

فہر...... وہ سردار جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا لقب قریش پڑا۔ سب سے پہلا عربی جس کو قریش کہا گیا۔ فہر اور قریش کہتے ہیں عربی میں وہیل مچھلی کو۔ وہیل مچھلی سمندر میں راج کرتی ہے تو یہ سارے عرب پر راج کرتے تھے۔ تو ان کو یہ لقب ملا، اس سے تشبیہ دیتے ہوئے جیسے سمندروں میں وہیل کا راج ہے، عرب میں فہر کا راج ہے...... تو لہٰذا یہ قریش ہیں۔

تو فہر بن مالک ......

مالک بن نضر ......

نضر بن کنانہ ......

کنانہ بن خزیمہ ......

خزیمہ بن مدرکہ ......

مدرکہ بن الیاس ......

الیاس بن مضر ......

مضر بن نزار ......

نزار بن معد......

معد بن عدنان۔

یہاں تک تو وہ سلسلۂ نسب ہے جس پر ساری دنیا کے اہلِ سیرت متفق ہیں۔

والدات کا سلسلۂ نسب

ان کے ساتھ ماؤں کے نام بھی محفوظ ہیں۔

آمنہ......

ان کی والدہ فاطمہ......

ان کی والدہ سلمٰی......

ان کی والدہ عاتکہ......

ان کی والدہ حُبّی......

ان کی والدہ فاطمہ......

ان کی والدہ ہند......

ان کی والدہ مخشیہ......

ان کی والدہ ماویہ......

ان کی والدہ عاتکہ......

ان کی والدہ لیلٰی......

ان کی والدہ جندلہ......

ان کی والدہ عکرشہ......

ان کی والدہ برہ......

ان کی والدہ عوانہ (عوانہ کا ایک نام ہند بھی ہے)

عوانہ کی والدہ سلمٰی......

سلمٰی کی والدہ لیلٰی (لیلٰی کا ایک نام خندق بھی ہے)

لیلٰی کی والدہ رُبابہ......

رُبابہ کی والدہ سودہ......

سودہ کی والدہ معانہ......

معانہ کی والدہ معدد......

اس طرح ماؤں کے نام، باپ کے نام آج تک کسی کے محفوظ نہیں ہیں۔ یہ متفق علیہ ہے۔

اس پر اہلِ سیرت، مؤرخ، محدث، علماء، مؤرخین سب متفق ہیں۔اس سے آگے جو سلسلۂ نسب ہے اس پر بعضے متفق ہیں بعضے مختلف ہیں۔لیکن امام بخاری رحمہ اللہ ان میں سے ہیں جو اس پر اتفاق کرتے ہیں۔

ابن اسحاق اس پر ہیں جو اتفاق کرتے ہیں......

ابن جریر اُن میں سے ہیں جو اتفاق کرتے ہیں......

چونکہ امام بخاریؒ جیسا آدمی اگلے سلسلے پر اتفاق کرتا ہے تو لہٰذا ارباب اصحاب سیر نے اگلا سلسلہ خاندان کا نقل کیا ہے۔آگے جو ناموں کے تلفظ ہیں چونکہ نسل بدل جاتی ہے، تو ان کے میں (شاید) صحیح تلفظ ادا نہ کرسکوں لیکن الفاظ وہی ہیں۔

عدنان کے بعد ہے اُدد۔ اُدد بھی ہوسکتا ہے کیونکہ اس کا جو تلفظ ہے اس کے بارے میں تو مجھے شک ہوسکتا ہے لیکن میں بغیر تردّد کے کہہ رہا ہوں۔

اس کے بعد ہے ہمیسع......

ہمیسع کے والد ہیں سلامان......

ان کے ہیں عوص......

ان کے ہیں بوز......

بوز کے والد ہیں قموال......

قموال کے ہیں اُبی......

ابی بن عوام......

عوام بن ناشد......

ناشد بن حزا......

حزابن بلداس......

بلداس بن یدلاف......

یدلاف بن طابخ......

طابخ بن جاحم......

جاحم بن ناحش......

ناحش بن ماحی......

ماحی بن عیفی......

عیفی بن عبقر......

عبقر بن عبید......

عبید بن الدعا۔

نیزے کا موجد

الدعا وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے نیزے کا میدانِ جنگ میں تعارف کرایا۔ان میں عوام کے بارے میں پتہ چلتا ہے کہ یہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور کا آدمی ہے۔سلیمان علیہ السلام کے دور کا۔عدنان کے بارے میں اتنا پتہ چلتا ہے کہ بختِ نصر کے زمانے میں عرب پر حملہ ہوا تو اس زمانے کے نبی نے کہا: ان کو مت چھیڑو۔ان میں آخری نبی آنے والا ہے۔تو الدعا کے بعد جو آگے سلسلۂ نسب چلتا ہے وہ حمدان،

الدعا بن حمدان......

حمدان بن سنبر......

سنبر بن یثربی......

یثربی بن یحزن......

یحزن بن یلحن......

یلحن بن اِرعویٰ......

اِرعویٰ بن عیضی......

عیصی بن ذیشان......

ذیشان بن عیصر یا عیصر......

عیصر یا عیصر بن اقناد......

اقناد بن ایہام......

ایہام بن مُقصر......

مُقصر بن ناحث......

ناحث بن زارح......

زارح بن سمی......

سمی بن مزی......

مزی بن عوض......

عوض بن عرام......

عرام بن قیدار......

یہ اس سے اگلی لڑی۔ اس سے آگے جو لڑی ہے اس پر پھر سب متفق ہیں۔ چونکہ توراۃ بھی اس کو لیتی ہے، انجیل بھی لیتی ہے۔

اسمٰعیل علیہ السلام سے آگے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سلسلہ نسب چلتا ہے۔ وہ

قیدار بن اسماعیل......

اسمٰعیل بن ابراہیم......

ابراہیم بن آزر......

آزر بن ناحور......

ناحور بن سروج......

سروج بن رعو......

رعو بن فالج......

فالج بن عابر......

عابر بن ارفکشاد......

ارفکشاد بن سام......

سام بن نوح (علیہ السلام)

نوح (علیہ السلام) بن لامک......

لامک بن متوشائخ......

متوشائخ بن اخنوع یعنی ادریس (علیہ السلام)

ادریس (علیہ السلام) بن یارد......

یارد بن ملہل ایل......

ملہل ایل بن قینان......

قینان بن آنوش......

آنوش بن شیث (علیہ السلام)......

شیث (علیہ السلام) بن آدم (علیہ السلام)

سیرۃ النبی (ﷺ) کی حفاظت

یہ اُنسٹھ والد ہیں، جو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے والدِ مبارک عبداللہ سے لے کر آدم علیہ السلام تک چلتے ہیں۔

یہ دس ہزار سال کے سلسلے کو اللہ نے یوں محفوظ کیا ہوا ہے کہ آگے بھی چودہ سو تیس سال کے بعد لاہور کے کمرہ ہائیکورٹ میں مَیں اس کو بیان کر رہا ہوں۔ یہ اللہ کی حفاظت ہے اپنے نبی ﷺ کی سیرت اور زندگی پر۔

اور آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سلسلے میں میرا کوئی باپ بدکار نہیں ہے۔

کوئی باپ زانی نہیں ہے...... میرا کوئی باپ اس پورے سلسلے میں زانی نہیں ہے...... وُلِدْتُ مِنْ نِكَاحٍ لَا سِفَاحٍ......

آباء کی پیشانی میں روشنی...... آپ ﷺ کی نشانی

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نشانی یہ بھی کہ جس کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور منتقل ہوتا تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے والد میں...... اس کے ماتھے پہ ایک روشنی آ

جاتی تھی۔ مسلسل وہ روشنی چلتی رہی، چلتی رہی، چلتی رہی عبداللہؓ پہ آ کر تھمی۔

ہاشم کی پاک دامنی

ہاشم تجارت کے لیے جا رہے تھے، شام کو...... بڑے حسین تھے...... مدینے سے گزرے تو ایک یہودی عورت کی نگاہ پڑ گئی تو اس نے ماتھے سے پہچان لیا۔ تو اس نے بُرائی کی دعوت دی تو انہوں نے انکار فرما دیا۔ تو وہیں انہوں نے شادی کی۔ پھر شام تجارت کو گئے۔ واپس لوٹے تو یہودی عورت کے پاس گئے اور کہا، تو شادی کر لے، برائی کیوں کرتی ہے؟ تو اس نے نظر ڈالی اور کہا: اب وہ بات گئی جس کی مجھے تمنا تھی، اب مجھے ضرورت نہیں ہے۔ تو اس طرح وہ نور چمکتا ہوا، سلسلوں سے نکلتا ہوا...... "تَقَلُّبَکَ فِی السَّاجِدِیْنَ" حضرت عبداللہ پر وہ چیز آ کر ختم ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے جو رہی سہی کمی تھی پچھلے سلسلوں میں، وہ قربانی کی سطح بڑھانے کے لئے۔

زمزم کے کنویں کی کھدائی

عبدالمطلب کے بیٹے تھے حارث، سب سے بڑے تھے۔ دس بیٹے تھے عبدالمطلب کے، تو ان کو خواب آیا، مبارک کنواں کھود، مبارک کنواں کھود...... زمزم کا کنواں قبیلہ جُرہم نے کاٹ دیا تھا۔ جبکہ بنو خزاعہ سے حکومت چھینی قصی نے، تو انہوں نے کنواں بند کر دیا اور خود چلے گئے۔

تو عبدالمطلب کو خواب آیا، مبارک کنواں کھود! انہوں نے کہا: کہاں ہے؟ کہاں ہے؟ کہا: کل کوا ایک جگہ چونچ مارے گا، وہاں کھدائی کرو۔ حرم میں جا کے بیٹھ گئے۔ ایک کوا آیا، اُس نے دو تین ٹھونگ ماریں اُڑ گیا۔ تو انہوں نے قریش کو کہا: آؤ یہاں کنواں کھودیں۔ انہوں نے: ہمارا دماغ خراب ہے، پتھر پھاڑیں۔ انہوں نے اپنے بیٹے کو لے لیا۔ دونوں باپ بیٹا کھود کھود کر تھک جاتے، کوئی ساتھ نہ دیتا تو کہنے لگے: وہ بھی کوئی آدمی ہے جس کی اولاد نہ ہو۔

ادھر ہمارا حال "کم بچے خوشحال گھرانہ"...... اُدھر یہ پکار پڑ رہی "وہ بھی کوئی آدمی ہے جس کی اولاد نہ ہو"۔

شالا کسے دے دو نہ ہوون

میرا ایک چاچا ہے۔اس کی قدرتی ہی اللہ تعالیٰ سے نا ہوئی ہی دو۔قدرتی ایک بیٹا ایک بیٹی۔قدرتی ......تو میری چچی کہا کرتی: ''شالا کسے دے دو نہ ہوون''...... ''شالا کسے دے دو نہ ہوون''

ایک لاہور میں ...... بیٹی کی شادی ہوگئی......اب سائیں سائیں کرتی دیواریں، کھانے کو آئیں۔یہ تو ایسے ہی بیچ میں بات آگئی۔

عبداللہ کے ذبح کا قصہ

انہوں نے کہا: اگر میرے دس بیٹے ہوتے تو میں ایک کو اللہ کے نام پہ ذبح کروں گا، تو اللہ تعالیٰ نے دس پورے کر دیئے۔عبداللہ دسویں ہوئے۔تو انہوں نے سب کو اکٹھا کیا اور کہا: دیکھو بھائی میں نے منت مانی ہے ایک کو میں نے ذبح کرنا ہے۔قرعہ ڈالوں گا، جس کا نام نکلے وہ تیار رہے۔سب نے کہا: جی! جس کا بھی قرعہ نکلا وہ تیار ہوگا۔جس پر چھری پھیرو گے وہ پیچھے نہیں ہٹے گا۔تو قرعہ جو ڈالا گیا تو حضرت عبداللہ کا نام نکلا۔تو چونکہ یہ چھوٹے تھے، عبدالمطلب کے بھی بڑے چہیتے اور بہنوں کے بھی بڑے چہیتے ...... پھر پھوپھیوں کے بڑے چہیتے۔اہو! شور مچ گیا، ابوطالب کے سگے بھائی تھے۔انہوں نے سب سے زیادہ احتجاج کیا کہ یہ نہیں ہوسکتا، کسی اور کا ہوتا تو ٹھیک تھا، عبداللہ نہیں ہوسکتا۔وہ کہیں میں سردار ہوں، اپنی بات سے ٹل نہیں سکتا۔جس کا نکلا ہے اسی کو ذبح کروں گا اور سارا عرب اکٹھا، ہنگامہ کھڑا...... عبداللہ سر جھکائے کھڑے...... ''میں تیار ہوں''! آپ مجھے چھری پھیرنا چاہیں، میں تیار ہوں۔تو آخر بڑے رد و کد کے بعد یہ فیصلہ ہوا کہ فلاں جو کاہنہ ہے اُس کے پاس پنچایت لے چلتے ہیں وہ جو فیصلہ کرے گی آپ، ہم مان لیں گے۔ تو انہوں نے کہا: ٹھیک ہے۔تو اُس کاہنہ کے پاس پنچایت گئی۔اُس نے کہا: تمہارے ہاں قتل کا عوض کیا ہے؟ خون بہا کیا ہے؟ تو انہوں نے کہا: دس اونٹ۔

تو اس نے کہا: اس طرح کرو کہ ایک پرچی پہ لکھو دس اونٹ اور ایک پرچی پہ لکھو عبداللہ......قرعہ ڈالو...... جتنی دفعہ عبداللہ کا قرعہ نکلتا آئے گا، دس دس اونٹ بڑھاتے جاؤ۔

جب جا کر اونٹوں کا نام آئے تو اتنے اونٹ ذبح کر دو۔ عبداللہ بچ جائے۔ تو یہ بات سب نے پسند کی۔

ایک پر حضرت عبداللہ، ایک پر دس اونٹ...... قرعہ ڈالا...... حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا، دس بڑھا دیئے، پھر قرعہ ڈالا پھر حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا، دس بڑھا دیئے۔

پھر قرعہ ڈالا پھر حضرت عبداللہ کا نام نکل آیا...... نام، دس...... دس، دس، دس...... سو ہو گئے۔ جب سو ہو گئے تو قرعہ ڈالا تو اونٹوں کا نام نکل آیا۔ سب نے کہا: الحمدللہ! ٹھیک ہو گیا، ٹھیک ہو گیا......!!

کہا: نہیں، نہیں...... میں دوبارہ کروں گا۔ عبدالمطلب بولے: میں دوبارہ کروں گا۔ دوبارہ قرعہ ڈالا تو دوبارہ اونٹوں کا نام نکلا۔ کہا: نہیں نہیں، ایک دفعہ اور کروں گا۔ تیسری دفعہ اونٹوں کا قرعہ نکلا تو اس طرح سو اونٹ ذبح کیے گئے۔

حضرت عبداللہ کی جان بچ گئی اور اس کے بعد عرب میں خون کی قیمت سو اونٹ قرار دے دی گئی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اَنَا ابْنُ الذَّبِيْحَيْنِ......

''میں دو ذبیح کا بیٹا ہوں''۔

اسمٰعیل ذبیح اللہ، عبداللہ ذبیح اللہ...... (اَنَا ابْنُ الذَّبِيْحَيْنِ) میں دو ذبیح کا بیٹا ہوں۔ یہ عزت، شرافت اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے طے فرمائی۔

اتباعِ سنت سے رُوگردانی

اب آپ یہ غور فرمائیں جس رب نے دس ہزار سال کے تاریک، اندھیر ماضی میں جبکہ سب دریچے بند کیا ہونے، ٹوٹ کے بکھر گئے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جو کھڑکی کھلی ہے اللہ نے اس کو سلامت رکھا، روشن رکھا اور آدم علیہ السلام کو اگر کوئی دیکھنا چاہے تو یہ ایک نور کی لڑی نظر آ رہی ہے جس میں جا کے آخر میں آ کے یہ موتی نکلتا اور یہ ہیرا وجود میں آتا ہے۔

اب رونے کی بات یہ ہے کہ ہماری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر

نہیں۔ لاہور کے بجائے ملتان کا منہ کیا ہوا اور کہہ رہا ہے: لاہور ہی نہیں آ رہا...... لاہور ہی نہیں آ رہا...... دعائیں بھی مانگی جا رہی ہیں، یا اللہ! لاہور لے آ...... یا اللہ! لاہور لے آ اور گلے بھی کر رہے...... شکوے بھی کر رہے...... بس والوں کو بھی گالیاں دے رہے...... لاہور نہیں آ رہا، لاہور نہیں آ رہا...... قدم خود غلط اٹھائے ہوئے!!

جو راہ عزتوں والی ہے، کامیابیوں والی ہے اور دنیا و آخرت کی سربلندیوں تک پہنچانے والی ہے وہ تو ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی...... اُس سے ہم بالکل پیدل ہیں۔ اُس کا پتہ بھی کوئی نہیں اور اس کے مطابق تربیت بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ اگر زندگی حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے طرز پر آ جائے۔

عدل وانصاف کی اہمیت......

اب میں ساری بات نہ کھول سکتا ہوں، نہ بتا سکتا ہوں، نہ وقت کی گنجائش ہے۔

جو چیز آپ کے متعلق ہے، عدل......

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من یعدِل اِنْ لَّم اَعْدِلْ؟......

''اگر میں عدل نہ کروں تو دنیا میں کون عدل کرے گا......؟''

جس قوم سے عدل مٹ جاتا ہے، اُس قوم کو سونے چاندی کی بارش بھی سرسبز نہیں کر سکتی اور جس قوم میں عدل زندہ ہو جاتا ہے وہ جھونپڑوں میں رہ کر سنگِ مرمر کے مزے لوٹتے ہیں۔ تند و تیز طوفانی ہواؤں میں رہ کر صبا اور نسیم کا لطف اٹھاتے ہیں۔ عدل جس معاشرے سے نکلتا ہے وہ اُس شخص کی طرح ہے جس کی ریڑھ کی ہڈی ٹوٹ جائے۔ اب اس کے لیے موت تک بسترِ مرگ ہے، اٹھ نہیں سکتا۔ اپنے پاؤں پر نہیں کھڑا ہو سکتا۔

اور جس کی ریڑھ کی ہڈی سلامت ہے، وہ اپنے لیے کچھ تو دال دلیا کر سکتا ہے۔ ہمارے ہمارے معاشرے کی بنیاد تو آپ لوگ ہیں۔ ہمارے دانشوروں نے معیشت ریڑھ کی ہڈی قرار دیدی ہے۔ آج کے دور میں معیشت...... معیشت...... معیشت......

معیشت...... کسی حد تک ٹھیک ہے بالکلیہ انکار بھی نہیں لیکن ہم اختلاف رائے کا حق بھی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ عدل کسی بھی معاشرے کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ جب یہ ہڈی ٹوٹ جائے، جب عدل مٹتا ہے تو پھر زراعت، تجارت کی ترقیوں کا حال یہ ہوتا ہے جیسے ٹوٹی ہوئی کمر والے آدمی کو آپ مرغ کھلائیں...... پلاؤ کھلائیں...... حلوے کھلائیں...... وہ کل کا مرتا آج مرے گا۔ اسے تو خالی اب ''Drip'' لگاؤ۔ جسم کی اب حرکت ختم ہو چکی ہے۔ صرف اتنی غذا دو جس سے یہ زندہ رہے۔ چربی نہ چڑھے۔ کوئی اور مصیبت نہ پڑے۔ شوگر نہ ہو جائے...... بلڈ پریشر نہ ہائی ہو جائے۔

عدم عدل کی مثال

لہٰذا اتنی غذا دو جس سے یہ زندہ رہ سکے۔ جو معاشرہ عدم توازن کا شکار ہوتا ہے اس میں ہر ترقی مزید مسائل کھڑے کر دیتی ہے اور عدل کہتے ہیں پلڑے برابر کرنے کو اور یہ برابری کا تقاضا اتنا شدید ہے کہ ایک گاڑی میں، آپ نے صرف ایک ٹائر میں ناانصافی کی، سب کو آپ نے چھبیس پاؤنڈ ہوا دی اس کو چوبیس پاؤنڈ دے دی...... یہ لوہے کی گاڑی، بے جان گاڑی بھی دو پاؤنڈ کی ناانصافی نہیں سہہ سکی اور اس نے آپ کو ہلانا شروع کیا۔ سٹیئرنگ دھڑ دھڑ ا اور اِدھر جا رہی، اُدھر جا رہی۔ موٹر وے پر جا رہی مگر وہ "Bubbling" کر رہی۔ کیا ہوا؟ کیا ہوا؟ دو پاؤنڈ کا ظلم نہیں سہہ سکی۔

تو جو گوشت پوست کا انسان ہو اور مظلومیت کی انتہا پر ہو اور انصاف پیسے کے بغیر ملتا نہ ہو اور زندگی رینگ رہی ہو، سسک رہی ہو انصاف کیلئے...... اُس معاشرے کے سر پہ تاجِ شاہی رکھنا ایسا ہے جیسے مُردہ کو بادشاہ بنانا۔

صلاح الدین ایوبیؒ کے بھائی شدید زخمی ہوئے تو انہوں نے اعلان کیا تھا، جب صلیبی جنگیں ہو رہی تھیں کہ اللہ نے اگر فتح دی تو میں اس کو موصل کی گورنری دوں گا۔ تو وہ رچرڈ کی لڑائیوں میں اتنے زخمی ہوئے۔ فتح ہو گئی لیکن وہ اتنے زخمی ہوئے، بین بین تھا، بچ بھی جائیں، مر بھی جائیں۔ تو انہوں نے کہا: مبارک ہو آپ کو گورنری۔ کہا: یہ مبارک کسی اور کو دو، میرے لیے شہادت مبارک۔ مرنے والے پہ تاج سجانا، اسے کیا نفع؟؟ تو اللہ تعالیٰ

کا ارشاد ہے:

لا یجرمنکم شنانُ قومٍ علیٰ اَنْ لَّا تعدلوا ؕ اِعدلوا ھو اقربُ للتقوٰی.

''تمہیں کسی قوم کی دشمنی نا انصافی پہ مجبور نہ کر دے...... عدل کرنا یہی تقویٰ کا راستہ ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

امرنی ربی لتسع...... میرے رب نے مجھے نو باتوں کا حکم دیا۔ پہلی بات...... کہ اَلْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا، عدل کروں میں غصہ میں اور خوشی میں۔

عادل قاضی کی فضیلت

سب سے پہلا شخص جو عرش کے سایہ میں بلایا جائے گا وہ عادل حکمران...... عادل قاضی۔

وکلاء کی اہمیت

اور آج کے دور کے مطابق وہ وکیل جو کسی مظلوم کو عدل لے کر دینے میں کوشاں ہے وہ بھی اللہ کے عرش کے نیچے جگہ پالے گا۔ تو آپ اپنے شعبہ کے لحاظ سے اتنے اہم ہیں کہ سیدھا عرش کا سایہ لے سکتے ہیں اور اس میں غلط استعمال ہو جائیں، غلط استعمال ہو جائیں تو مظلوم تو کافر ہی کیوں نہ ہو تو بھی اللہ اُس کے ساتھ ہو جاتا ہے۔ آپ کے ساتھ لوگوں کے حقوق وابستہ ہیں، حقوق...... تو یہ سب قیامت کے دن مدعی بن کے آ جائیں گے، اگر کسی کو ناجائز چھڑوانے میں علم استعمال ہو گیا اور اگر کسی کو غلط بندھوانے میں علم استعمال ہو گیا۔ تو یہ تو کل قیامت کے دن مدعی بن کے آئیں گے۔

قیامت کے دن پہلا کیس

اور سب سے پہلی کچہری جو قیامت کے دن لگے گی وہ قتل کی لگے گی اور سب سے پہلا کیس جو اس عدالت میں لگے گا وہ قابیل وہابیل کا لگے گا۔ ہابیل، قابیل کو پکڑ کے لائے

گا، اس کے بعد ہر قاتل و مقتول کا کیس لایا جائے گا۔ اس کے بعد باقی حقوق کے فیصلے کیے جائیں گے۔

قاتل و مقتول اللہ کے دربار میں

ہر مقتول اس طرح آئے گا۔ قابیل نے تو پتھر مارا تھا جس سے ہابیل مرا، لیکن ہر مقتول کے آنے کی کیفیت یوں ہو گی کہ اس کی گردن کٹی ہو گی اور اُس کا سر اس طرح اس کے ہاتھ پہ رکھا ہو گا، یہاں رکھا ہو گا (مولانا نے ہاتھ کی طرف اشارہ کیا) اور دوسرے ہاتھ سے اس نے قاتل کا گریبان پکڑا ہوا ہو گا اور اس کو ترازو کے سامنے لا کے کھڑا کرے گا، پھر اپنے ہاتھ کو (یوں) کرے گا اور اس کے گریبان کو جھٹکا دے گا، پھر کہے گا: یا اللہ! اس سے پوچھ، اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا؟

قتل کرنے کے گناہ کی شدت

اور اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر ایک آدمی کے قتل پر ساری دنیا اکٹھی ہو جائے۔ یعنی ہاں! بھائی مار دو، ہاں بھائی مار دو اور وہ قتل ناحق ہو تو ساری دنیا کو اللہ اٹھا کے جہنم میں ڈال دے گا اور تین لوگ ہیں جن کے لئے ابدی جہنم کی سزا سنائی گئی: ایک کافر مشرک جو اَبدی جہنمی ہے۔

جہنم کے سات حصے

جہنم میں سات حصے ہیں۔ سب سے اوپر جہنم ہے۔
اس کے نیچے حُطمہ ہے......
اس کے نیچے لظی......
اس کے نیچے سعیر......
پھر سقر......
پھر جحیم......
پھر ہاویہ......!!

کافروں کے لئے دوزخ کے طبقات

یہ سات حصے ہیں، دوزخ میں۔

سب سے نیچے ہاویہ ہے، اس میں منافق ہیں......

اس سے اوپر جحیم ہے، اس میں مشرک ہیں......

اس سے اوپر سقر ہے، اس میں صابی ہیں......

اس سے اوپر سعیر ہے، اس میں مجوسی ہیں......

اس سے اوپر لظی ہے، اس میں یہودی ہیں......

اس سے اوپر حطمہ ہے، اس میں عیسائی ہیں......

یہ چھ تو جیل ہیں جیل، بڑی سنٹرل جیل...... جو اس میں چلا گیا وہ کبھی نہیں نکل سکتا۔

کبیرہ گناہ کے مرتکب مسلمان کے لئے جہنم

اس کے اوپر جہنم ہے جو حوالات کا درجہ رکھتی ہے۔ جس میں پہلا جہنمی قابیل ہے جو سب سے پہلے دوزخ میں ڈالا جائے گا، قابیل ......اور آخری جہنمی جہینہ ہے جو اس اُمت میں سے ہوگا۔

وہ مسلمان مرد، عورت چاہے وہ آدم علیہ السلام کے دور کے تھے یا آج کے دور کے یا آئندہ کے دور کے...... جو کبیرہ گناہ کرتے مر گئے اور توبہ نہ کی، توبہ پر تو اللہ کفر بھی معاف کر دیتا ہے۔ وہ مسلمان مرد عورت جو کبیرہ گناہ کرتے ہوئے مر گئے اور توبہ نہ کی تو ان کے لئے یہ جہنم ہے جہنم، اور یہاں انہیں اپنی سزا بھگتنا پڑے گی اور یہ جہنم سب سے ہلکا عذاب ہے۔

جہنم کی آگ کی شدت

اور اس کے ہلکے پن کا حال یہ ہے کہ اگر جہنم میں سے سوئی کے سوراخ کے برابر سوراخ کر دیا جائے، سوئی کے سوراخ کے برابر، سوئی کا جو ناکہ ہوتا ہے اُس کے برابر...... تو اس میں سے جو آگ نکلے گی ساری دنیا کو جلا کے راکھ کر دے گی۔

ہمیشہ کا جہنمی

تو تین آدمیوں کے بارے میں آتا ہے کہ یہ ابدی جہنمی ہیں۔ایک مشرک،ایک سودخور...... اُولٰئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ...... ایک سودخور،ایک مسلمان کا قاتل۔

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِیْهَا......

سودخوراور قاتل کے ابدی دوزخی ہونے کا مطلب

اب بات یہ واضح ہے کہ کافر ہمیشہ کا جہنمی ہے۔مسلمان کتنا بھی گناہ کرے ایک دن جنت میں جائے گا۔تو پھر یہ سودخور کی ابدی دوزخ کا کیا مطلب؟......اور کافر کی ابدی دوزخ کا کیا مطلب؟......تو اس کا مطلب یہ بتایا ہے مفسرین نے کہ سب سے زیادہ عذاب ان دو آدمیوں کو ہوگا۔ایک سود کھانے والا اور ایک مسلمان کو ناحق قتل کرنے والا اور سب سے شدید عذاب اُن کو ہوگا اور سب سے لمبا عذاب ان کو ہوگا اور سب سے آخر میں یہ ٹولہ جہنم سے نکل کر جنت میں جائے گا۔اگر ایمان پہ خاتمہ ہوگیا۔

تبدیلیوں کا ذریعہ

تو آپ حضرات کے ساتھ حقوق وابستہ ہیں اور قانون انسان کا بنایا ہوا ہے،جس میں چھپنا بڑا آسان،چھپانا بڑا آسان......تو اگر صرف ایک عدل کا شعبہ زندہ ہو جائے،ہمارے قاضی صاحبان،ہمارے وکلاء صاحبان وہ مظلوم کے ساتھی بنیں،ظالم کے نہ بنیں تو اللہ تعالیٰ اس ملک میں آپ کو ذریعہ بنائے گا ساری تبدیلیوں کے آنے کا۔عدالت جب زندہ ہوتی ہے اور عدالت کا قاضی جب اللہ کے سوا اور کسی سے نہیں ڈرتا تو پھر اللہ کا غیبی نظام اس کی مدد کو آجاتا ہے اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے۔

قاضی کا خوف خدا اور حاکم وقت کی گواہی کا رد

بایزید یلدرم...... یلدرم کہتے ہیں بجلی کی کڑک کو۔وہ اپنے جنون میں انتقام اور غصے کی وجہ سے جونہی تخت پہ بیٹھا،پہلا حکم دیا میرے سگے بھائی کی گردن اُڑادی جائے تاکہ

کوئی جھگڑا ہی نہ ہو۔ سگے بھائی کو قتل کروایا اور سارے یورپ کو ناکوں چنے چبوا دیئے۔ تو ایک مقدمے میں مدعی کی طرف سے گواہ بن کے پیش ہوا۔ اس کو شراب کی عادت پڑ گئی تھی۔ کثرت فتوحات نے تھوڑا سا دماغ میں فتور پیدا کیا۔ پھر یورپین لڑکیاں حرم میں داخل ہوئیں۔ پھر شراب کی عادت پڑ گئی۔ جب وہ کمرۂ عدالت میں گواہ بن کے پیش ہوا تو قاضی صاحب نے فرمایا: چونکہ سلطانِ معظم فاسق ہے اور اس کا فسق معلوم ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس کی گواہی کو رد کیا جاتا ہے اور اسے کمرۂ عدالت سے نکل جانے کا حکم دیا جاتا ہے۔

وہ یلدرم جس کی تلوار سے یورپ لرزتا تھا، وہ یوں چپ کر کے اُٹھا جیسے کوئی بھیگی بلی کمرہ سے باہر نکل جائے اور وہ چوں نہیں کر سکا۔ یہ تو قاضی کی طرف سے ایک نمونہ پیش کیا ہے۔ ایک بادشاہ کی طرف نمونہ پیش کر کے میں اپنی بات ختم کرتا ہوں۔

خاندانِ بنو اُمیہ کے بادشاہ منذر کا اپنے بیٹے کو یہودی کے بدلے خود قتل کر دینے کا عجیب و غریب قصہ

بنو اُمیہ پر ایک سو بتیس ۱۳۲ھ میں زوال آیا۔ بنو عباس غالب آ گئے۔ ان کا ایک نوجوان عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ولید بن عبدالملک بن مروان یہاں سے بھاگا اور ۱۳۷ھ میں یہ سپین پہنچنے میں کامیاب ہو گیا۔ وہاں اُس نے دوبارہ اُس سلطنت کی داغ بیل ڈالی۔ پھر بنو اُمیہ کی ایک شاخ نے پونے تین سو سال وہاں حکومت کی۔ اس میں ایک بادشاہ گزرا ہے منذر، اس کے بیٹے نے ایک یہودی کو قتل کر دیا اور بیٹا بھی ولی عہد اور اکلوتا، تو مقدمہ عدالت میں پیش ہوا۔ خاندان والوں نے پیسے دے کر خون بہا دیا، فیصلہ ہو گیا، صلح ہو گئی۔

رپورٹ ساری حکومتی، عدالتی بادشاہ کو پہنچائی جاتی تھی۔ یہ کیس بھی بتایا کہ یہ کیس تھا، یہ فیصلہ ہوا۔ تو اس نے اعلان کیا کہ کل دربارِ عام ہو، دربارِ عام کا آج ترجمہ ہے "کھلی کچہری"۔ جیسے کھلی کچہری......

کہا: کھلی کچہری......

رعایا بھی آئیں...... خواص بھی آئیں...... عوام بھی آئیں......

سب آئے...... یہودی کے ورثاء بھی، شاہی خاندان بھی، بیٹا بھی۔ اب اس نے

پھول کاٹ لیا، پھر کہا: ''میں اپنے لیے یہ بُرا طریقہ جاری نہیں کرنا چاہتا کہ بادشاہوں کی اولاد حکومت کے تکبر میں رعایا کو قتل کرے اور مال کے زور پر اپنا خون معاف کروا لے۔ میں یہ سنتِ سیئہ جاری نہیں کرنا چاہتا۔ لہٰذا بطور چیف جسٹس میں اس فیصلے کو کالعدم قرار دیتا ہوں اور اپنے بیٹے کے قتل کا حکم صادر کرتا ہوں اور یہودی کے ورثاء کی طرف سے یہ فریضہ میں خود سرانجام دوں گا''۔

یہ کہہ کر وہ تخت سے اُترا۔ تلوار سونتی اور کہنے لگا: مجھے پتہ ہے، تیرے بغیر ہم بھی زندہ نہیں رہ سکیں گے اور تیری ماں کو مجھ سے زیادہ دُکھ ہوگا لیکن میں تجھے اللہ کی شریعت پر قربان کرتا ہوں اور اپنے ہاتھ سے اُس کی گردن اُڑا دی اور اس صدمے میں وہ نیم پاگل ہو گیا۔ دو ہفتے سو نہیں سکا۔ ساری رات خلاء میں گھورتا رہتا۔ اسی میں اس کا انتقال ہو گیا لیکن وہ اپنا نام ایسا زندہ کر گیا کہ آج ہزار برس کے بعد مَیں اُس کی کہانی آپ کو سنا رہا ہوں۔

بنو اُمیہ تو بہت آئے، پونے تین سو سال میں پتہ نہیں کتنے آئے۔ منذر کیوں زندہ رہ گیا؟...... اپنی حکومت میں اللہ کو راضی کر کے چلا گیا۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دورِ خلافت

عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ جس تخت پر بیٹھے پچھلے تیس برس سے وہ خون آلود ہو چکا تھا۔ مسلمانوں کے خون سے......

مروان کے ظلم......

عبدالملک کے ظلم......

ولید کے ظلم......

سلیمان کے ظلم......

وسعتِ سلطنت عمر ثانی رحمہ اللہ

اس پر حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ آ کر بیٹھے۔ دو سال، دو مہینے، چار دن میں، جس شخص کی سلطنت دمشق سے چلتی تھی اور کاشغر تک اور ادھر اُندلس تک اور چین اور استنبول تک، ادھر دیپالپور کشمیر تک اور ادھر سارا شمالی افریقہ، الجزائر، لیبیا، تیونس، مراکش،

سینی گال، چاڈ کے حدود اور اس طرف سارا پرتگال، سارا سپین، جنوبی فرانس کا کوئی ڈیڑھ سو کلومیٹر کا حصہ اتنی بڑی سلطنت کا مالک۔ ایک برس کے اندر اندر اتنی بڑی سلطنت میں ایک آدمی بھی مستحق زکوٰۃ باقی نہ بچا، ہر گھر خوشحال ہو گیا۔

سلطان عمرِ ثانی رحمہ اللہ کے گھر کی کسمپرسی

اپنا کیا حال ہوا؟...... جب یہ گورنر تھے تو ساٹھ اونٹوں پہ صرف ان کا اپنا ذاتی سامان لادا جاتا تھا اور جب یہ خلیفہ بن گئے تو گھر میں داخل ہوئے۔ تو ان کی بیٹیوں نے اپنا دوپٹہ منہ پر رکھ کر کہا: ابا اب بات کریں، وہ یوں منہ پر ہاتھ رکھ کے جواب دیتیں تو حضرت عمر رحمہ اللہ نے پوچھا: کیا ہوا؟ یہ منہ پر دوپٹہ کیوں رکھا؟ تو گھر کی خادمہ رونے لگی۔ اس نے کہا: بات یہ ہے کہ امیر المومنین آج آپ کی بیٹیوں نے کچا پیاز توڑ کے روٹی کھائی ہے، سالن بھی کوئی نہیں تھا۔ ان کے منہ میں بدبو ہے، آپ کو کہیں تکلیف نہ ہو، اس لئے منہ پر کپڑا رکھا ہوا ہے۔ تو حضرت عمرؒ بہت روئے، کہا: میری بیٹیو! کوئی باپ اپنے بچوں کو دکھ دینے پر راضی نہیں ہوتا لیکن میں تمہیں حرام نہیں کھلا سکتا۔ میں دوزخ میں نہیں جا سکتا۔ میں تمہاری خاطر انگارے نہیں برداشت کر سکتا۔

حضرت عمرِ ثانیؒ میں خلیفہ بننے کے بعد کتنی تبدیلی واقع ہوئی

اب یہ رُخ قائم ہو رہا ہے۔

جب یہ خلیفہ تھے تو ایک نوکر کو آٹھ درہم دے کر کہا: چادر لاؤ۔ وہ چادر لایا، ایسے اس کو دیکھا، چھوا نہیں۔ بہت نرم ہے واپس کر دو۔ تو وہ ہنسنے لگا۔ آپ نے کہا: کیوں ہنسے ہو؟ کہنے لگا: جب آپ گورنر تھے، آپ نے مجھے آٹھ سو درہم دیئے تھے اور کہا تھا چادر لاؤ، میں آٹھ سو کی چادر لایا تھا۔ آپ نے ہاتھ لگا کر کہا تھا، ایسے ہی ہے، کھردری ہے...... واپس کر دو۔ آج آٹھ درہم کی چادر کو آپ نرم کہہ رہے ہیں؟ سو گنا نیچے آ گئے اور......

سات نسبتوں سے شہزادی (واحد عورت)

اور عید کا موقع آیا، عید کے موقع پر سارے بچوں نے درخواست کی (بارہ بچے تھے) کہ ہم نے کپڑے نئے پہننے ہیں۔ سارے بچے مطالبہ کرتے ہیں۔ حضرت عمر رحمۃ اللہ

علیہ کی بیگم تھیں حضرت فاطمہ، عبدالملک کی بیٹی ...... یہ خاتون انسانی تاریخ میں دُنیاوی لحاظ سے سب سے معزز خاتون گزری ہے۔ یہ وہ عورت ہے جو سات نسبتوں سے ملکہ تھی۔ دادا، باپ، چار بھائی، ایک خاوند سات نسبتوں سے اُس کو شہزادگی حاصل تھی۔

دادے کی بادشاہی......

پھر باپ کی بادشاہی......

پھر دو بھائیوں کی بادشاہی......

پھر خاوند کی بادشاہی......

پھر خاوند کی موت کے بعد پھر دو بھائی یکے بعد دیگرے بادشاہ بنے تو یہ عورت سات نسبتوں سے شہزادی تھی۔

مسلمانوں کے مال کی حفاظت اپنی اور اپنے بچوں کی قربانی عید

انہوں نے کہا کہ بچے کپڑے مانگ رہے ہیں تو حضرت عمرؓ نے کہا: میرے پاس تو پیسے کوئی نہیں، پیسے کوئی نہیں۔ کہاں سے لے کے دیں اور میں نے آپ کو بتایا کہ مستحق زکوۃ کوئی نہیں بچا تھا۔ یہ حال ہو گیا تھا، تین براعظموں میں۔ میرے پاس تو پیسے کوئی نہیں۔ بیگم نے کہا: اگلے مہینے کا وظیفہ ایڈوانس لے لیں۔ جو ہمیں تنخواہ ملتی ہے اس سے کپڑے لے لیتے ہیں۔ جو خرچہ ہوگا روٹی کا، میں مہینہ بھر مزدوری کرلوں گی۔ اس سے گھر کا خرچہ روٹی کا ہو جائے گا۔ بچے تو خوش ہو جائیں۔ بچوں کی خوشی کے لیے ماں باپ ہر تکلیف اٹھاتے ہیں۔

کہنے لگے: یہ میں کرسکتا ہوں۔ تو انہوں نے اپنے خزانچی کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ اگلے مہینہ کی تنخواہ ہمیں ایڈوانس دے دو، بچوں کے کپڑے چاہئیں۔ اس نے کہا: آپ ایک مہینہ زندہ رہنے کی گارنٹی لکھ کر دے دیں میں آپ کو ایک مہینے کی تنخواہ دے دیتا ہوں۔ تو حضرت عمر رحمہ اللہ چپ کر کے اٹھ کے آگئے، کچھ نہیں بولے۔

بیگم نے پوچھا: کیا ہوا؟

کہا: بچوں سے کہہ دو تمہارا باپ کپڑے لے کر نہیں دے سکتا۔ اسی میں گزارا کرنا

ہوگا۔

عید ملنے کے لئے جب اراکینِ سلطنت، خاندان اور خاندان کے بڑے چھوٹے آئے، ان کے بیٹے بھی آئے تو ان کی حالت خستہ تھی۔ یہ سب زرق برق لباس میں، اپنی اولاد پیوند لگے کپڑوں میں۔ تو حضرت عمرؒ نے اپنے بیٹے عبدالملک سے کہا: بیٹے آج تکلیف تو ہو رہی ہوگی؟ سب نے بڑے اعلیٰ پوشاک پہنے ہیں، تمہیں خیال تو آرہا ہوگا کہ ہمارا باپ کتنا سخت ہے کہ ایک جوڑا کپڑے بھی لے کے نہ دے سکا۔

تو عبدالملک کہنے لگے: ابا جان! آج ہمارا سر خوشی اور فخر سے بلند ہے کہ ہمارے باپ نے مسلمانوں کے مال میں خیانت نہیں کی۔ اپنے گھر پہ قربانی کا بوجھ ڈال دیا۔ مسلمانوں کے حق کو نہیں چھینا اور نہ ڈاکہ ڈالا، ہم مطمئن ہیں۔ ہمارے باپ نے جو کیا ہے ٹھیک کیا ہے۔

تین خلفاء کے خاتمہ کا حال بوجہ ظلم

تو دو سال دو مہینے کی قربانی ہے۔ جب دُنیا سے جانے کا وقت آیا تو رجاء ابن حیوۃ کو بلا کے ارشاد فرمایا: میں محسوس کر رہا ہوں روانگی کا وقت آچکا ہے۔ میں نے عبدالملک کو قبر میں اُتارا تھا خود اپنے ہاتھوں سے، اپنے چچا...... اُنیس برس اُس نے حکومت کی...... تو جب میں نے اس کے کفن کی گرہ کھولی قبر میں، تو اُس کا چہرہ قبلے سے ہٹ چکا تھا۔ اس کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا۔

پھر میں نے ولید کو قبر میں اُتارا۔ اس نے دس برس حکومت کی۔ میں نے اس کے کفن کی گرہ کھولی تو اس کا چہرہ قبلے سے ہٹ چکا تھا اور چہرہ سیاہ پڑ چکا تھا۔

پھر میں نے سلیمان کو قبر میں اُتارا، اس نے پونے تین سال حکومت کی تھی۔ اس کو میں نے قبر میں اُتارا اور اس کے کفن کی گرہ کھولی، اس کا چہرہ قبلے سے ہٹ چکا تھا اور چہرہ سیاہ پڑ چکا تھا۔

اب میں جا رہا ہوں۔ میرا دیکھنا، میرے ساتھ کیا ہوتا ہے۔ یہ تین آدمیوں کے جو چہرے ہٹ گئے، کالے پڑ گئے،

نہ یہ زانی تھے......

نہ یہ شرابی تھے......

نہ یہ بے نمازی تھے......

نہ یہ زکوۃ کے چور تھے......

نہ یہ روزے کے چور تھے۔

ولید بن عبدالملک روزانہ تہجد میں دس پارے کی تلاوت کرتا تھا۔ تین دن میں قرآن ختم کر لیتا تھا۔ یہ لوگ ظالم تھے، ظالم...... انہوں نے خون بہایا، ظلم کیا۔ اس ظلم کی پاداش میں نہ نماز، نہ روزہ اور ہر سال حج کرنے والے تھے۔ ہر سال، آخری خلیفہ مامون ہے جس پر حج ختم ہوا اور نہ مامون سے پہلے امین تک ہر خلیفہ نے حج کیا۔ ہر خلیفہ نے حج کیا۔ چاہے بنواُمیہ میں سے تھا، چاہے بنوعباس میں سے تھا۔ آخری خلیفہ جس پر جا کر حج کا سفر ختم ہوا، مامون ہے۔ ورنہ ہر ہر خلیفہ باقاعدہ حج کرتا، حج کرتا...... حج، نماز، روزہ۔

تو چہرے کیوں پھر گئے؟ سیاہ کیوں پڑ گئے؟ ظلم، ظلم...... تو آپ کا قلم تھوڑا سا بھی غلط ہو گیا، تھوڑا سا بھی غلط ہو گیا تو ہزاروں آدمیوں کے حقوق آپ کے سر پڑ جائیں گے اور تھوڑا سا بھی صحیح ہو گیا تو ہزاروں نوافل والوں سے آپ اونچے چلے جائیں گے۔ آپ کا ایک صحیح فیصلہ یہ ہزاروں نفلوں پر بھاری ہے اور ایک غلط فیصلہ لاکھوں جرموں پر بھاری ہے۔

ابراہیم علیہ السلام اور کافر مہمان کا قصہ

الخلق عیال اللہ...... مخلوق اللہ کا کنبہ ہے۔ جو اس پر زیادتی کرے گا اللہ اُس کے سامنے آئے گا۔ چاہے وہ کافر کیوں نہ ہو، اللہ کا کفر سے یہ حال ہے، تعلق کا۔

ابراہیم علیہ السلام کا مہمان آ گیا تو انہوں نے اس کے سامنے کھانا رکھا۔ اس نے نوالہ توڑا، کھانا شروع کیا۔ بسم اللہ نہیں پڑھی۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: بسم اللہ تو پڑھ۔ اس نے کہا: میں تو اللہ کو جانتا ہی نہیں۔ انہوں نے آگے سے روٹی اٹھالی اور کہا: دوڑ جا! میں نہیں کافر کو کھلاتا۔ وہ چار قدم گیا۔ پیچھے جبرائیل آ گئے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ آ گئی کہ یہ تجھے کس نے حق دیا، اس کے آگے سے روٹی اٹھانے کا؟ ستر سال سے میرا منکر

ہے، میں نے روٹی بند نہیں کی تو کیسے اس کی روٹی بند کرتا ہے؟ جاؤ! اس کو بلا کے لاؤ، کھانا کھلاؤ۔ یہ میرا اور اس کا معاملہ ہے۔ تیرے پاس تو بھیجا ہے کھانا کھلانے کے لئے۔ کافر سے اتنا تعلق رکھتا ہے۔

چلو وہ تو ایک غیر مسلم تھا۔ پھر وہ مسلمان بھی ہوا کہ اچھا تیرا رب اتنا اچھا ہے۔ میں اس کو مانتا بھی نہیں پھر بھی میری سفارش کرتا ہے۔ کلمہ پڑھ لیا۔

قارون کی بغاوت اور اللہ کی رحمت

قارون کا قصہ قرآن کے دو پاروں میں ہے۔ سورۂ قصص کا آخر قارون کے قصے پر ختم ہو رہا ہے:

اِنَّ قارون کان من قومِ موسٰی، فبغٰی ......

باغی بنا باغی...... پھر واحد شخص دنیا کا جس نے نبی پہ زنا کی تہمت لگادی۔ پیسے کی محبت میں۔ انہوں نے کہا، زکوٰۃ دو۔ زکوٰۃ اُن کی تھی ۱۰٪۔ ہماری تو ہوتی ہے اڑھائی پرسنٹ۔ جب اُس نے حساب کیا تو اَربوں میں چلی گئی۔ اس نے کہا: اچھا میں کوئی اور طریقہ اختیار کر لیتا ہوں۔

ایک عورت کو تیار کیا۔ تجھے پیسے دوں گا، موسیٰ (علیہ السلام) پر الزام لگادے۔ اس نے کہا: ٹھیک۔ موسیٰ علیہ السلام وعظ فرما رہے تھے۔ وہ کھڑا ہو گیا، کہا: زانی کی سزا کیا ہے؟ کہا: شادی شدہ ہے تو پتھر مار کے ہلاک کر دو۔ کہا: یہ عورت کیا کہتی ہے؟ کہا: کون سی؟ وہ عورت کو کھڑا کیا۔ اس نے جب موسیٰ علیہ السلام کے چہرے پر نظر ڈالی تو موسیٰ تو ویسے ہی جلالی نبی تھے، تو وہ کہنے لگی: مجھے معاف کیجئے۔ میں بے قصور ہوں۔ اِس نے مجھے کہا تھا کہ آپ کو بدنام کروں۔ تو موسیٰ علیہ السلام سجدے میں گر گئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: زمین تیرے تابع ہے، جو کہے گا کر دے گی۔ وہ اُٹھے کہا: اَخْسِفْ بِہٖ، پکڑ اس کو...... زمین نے جو پکڑا تو وہ دھنسا، تو اُسے پتہ چل گیا کہ اب تو گیا۔ تو اس نے کہا: موسیٰ مجھے معاف کر دو۔ وہ کہتے: اور پکڑ و۔ وہ کہے، مجھے معاف کر دو، وہ کہیں: اور پکڑو۔ وہ کہے مجھے معاف کر دو، وہ معافی مانگے، آپ کہیں اور پکڑو۔

فخسفنا بہ وبدارہ الارض......

اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی دولت سمیت زمین میں دھنسا دیا۔ جب وہ سارا دھنس گیا تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ما اخذک یا موسٰی......

موسیٰ بڑا مضبوط ہے تیرا دل، کہ اس کی ساری منتیں، اس کی ساری معافیوں پر تو نے کان ہی نہ دھرے۔

وعِزَّتِیْ لَو استغاثنی لَاَخذَتَہٗ......

مجھے میری عزت کی قسم! ایک دفعہ مجھ سے معافی مانگتا تو میں نکال کے باہر پھینکتا۔

احوالِ قیامت بیان کرنے کے مختلف اندازِ قرآنی

تو جب مظلوم مسلمان ہو تو کیا ہوگا؟......کیا آخرت نہیں ہے؟

ازِفَتِ الاٰزِفَۃُ لیسَ لَھا من دُوْنِ اللّٰہِ کاشِفَۃٌ......

کہا: وہ تو آ چکی ہے۔

اِنَّھُمْ یَرَوْنَہٗ بعِیْدًا وَّنَرَاہُ قریبًا......

تمہیں دور نظر آتی ہے، ہمیں قریب نظر آتی ہے۔

یوم تَشَقَّقُ السَّمَآء بِالْغَمَامِ ونُزِّل الْمَلآئِکَۃُ تَنْزِیْلًا.

پھر اس کو اور انداز میں......

القَارِعَۃُ O ما القارعَۃُ O ومَآ ادرٰک ما القارعۃُ O

اَلْحَآقَّۃُ O ما الحَآقَّۃُ O ومَآ ادرٰک مَا الْحَآقَّۃُ O

ھل اَتٰک حَدِیْثُ الغَاشِیَۃِ O

اور

ومَآ ادرٰک مـا یَوْمُ الدِّینِ O ثُـمَّ مَـآ ادرٰک مَا یومُ الدِّینِ O

یومَ لا تملِکُ نفسٌ لِّنفسٍ شیئًا ؕ والامر یومَئِذٍ لِّلّٰہِ O

پھر اس کو اور انداز سے:

فیومَئِذٍ وَّقعَةِ الوَاقِعَةُ O وَانشَقَّتِ السَّمآءُ فَهِیَ یَومَئِذٍ وَّاهِیَةٌO وَّالمَلَکُ علٰی اَرجَآئِها O ویَحمِلُ عَرشَ رَبِّکَ فَوقَهُم یومَئِذٍ ثمانِیَةٌ O

اسی کواوراندازسے:

اِذا وقعت الواقعة O لیسَ لِوقعتها کاذبة O خافضة رَّافعة O اِذا رجّت الارض رجًّا O وبُسّت الجبال بسًّا O فکانت هبآءً مُّنبثًّا O وَّکنتم ازواجًا ثلثةًO فاصحٰب المیمنة مآ اصحٰبُ المیمنة O واصحٰبُ المشئمة مآ اصحٰبُ المشئمةO والسّٰبقون السّٰبقون اُولٰٓئک المقرّبونO

پھراسی کوایک اورانداز سے:

اذا السَّمآء انفطرت O وإذَا الکواکب انتثرت O واِذَا البِحارُ فُجّرتO واِذا القبورُ بُعثِرَتْO

اِذا السَّمآءُ انشَقَّت O واَذِنَتْ لِربّها وحُقَّتْ O

اِذَا الشَّمسُ کُوِّرَتْ O واِذا النُّجومُ انکَدَرَتْO

اِذَا زُلزِلَتِ الاَرضُ زِلزالها O واَخرَجَتِ الاَرضُ اثقالها O وقال الانسانُ مَالَها O یَومَئِذٍ تُحدّثُ اخبارها O بِاَنَّ ربَّک اوحٰی لها O

یہ اتنے ہیبت ناک انداز میں قرآن قیامت کو بولتا ہے چونکہ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ قرآن سمجھتے ہیں نہ خالی ترجمہ پڑھنے کا ہی تکلف کرتے ہیں۔چلو، دیکھ تو لیں اللہ کیا کہتا ہے؟ فرماتا کیا ہے؟ وہ بھی تردد نہیں ہے۔یہ وہ آیات ہیں جو انسان کو پگھلا کے رکھ دیتی ہیں۔

اگر مظلوم مسلمان ہوگا تو پھر کیا ہوگا؟......کون چھڑائے گا اس دن اس کی آہ سے؟......فریاد سے......تو اللہ تبارک وتعالیٰ کا تو کافر سے یہ معاملہ ہے کہ قارون کو معاف کرنے کے لئے بیٹھا ہوا ہے۔

عمر رحمہ اللہ کے لیے دوزخ سے نجات کا پروانہ

تو عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ قبر کی طرف لے جائے جانے لگے تو اللہ نے قبر میں جانے سے پہلے ہی نظارہ دکھا دیا۔ ہوا چلی اور ایک پرچہ آیا، یوں، اور آ کر سیدھا حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کے سینے پر گر گیا۔ پرچے کو اُٹھا کر دیکھا گیا تو اس پر لکھا تھا:

بسمِ اللّٰہِ الرحمٰنِ الرّحیمِ . برآءۃٌ مّن اللّٰہ لِعُمرِ بنِ عبدِ العزیزِ منَ النّارِ......

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندے عمرؒ کے لیے دوزخ سے نجات کا پروانہ ہے''۔

دو سال دو مہینے کا عدل، بس...... دو سال دو مہینے کا عدل!!

حضرت عمرؒ بطور گورنر اور خاتمہ

پچھلی ساری زندگی غفلت میں تھی۔ جب یہ گورنر تھے تو ان کی چال میں بڑا بانکپن تھا اور ان کی جو عباء شاہی زمین پر گھسٹتی تھی اور حکم ہے ٹخنے ننگے کرو۔ تو محمد بن کعب القرظی نے کہا: اِرْفَعْ اِزَارَکَ ! ''اپنے اس عبائے شاہی کو اونچا کرو''۔ تو اس کو ایسے دیکھا، کہنے لگے آدابِ شاہی سیکھو۔ دوبارہ اس بات کو کہا تو یہ گردن تیرے پاؤں میں پڑی ہوگی۔ ایک ایک دور تھا کہ گردن تیرے پاؤں میں ہوگی، تیرے کندھوں کی بجائے۔ یہ بطور گورنر اُن کا حال ہے اور دو سال دو مہینے میں یہاں تک پرواز ہوئی ہے کہ مرنے سے پہلے پرچے آرہے ہیں۔

اور جب قبر میں رکھا اور رجاء بن حیوہ نے ان کے کفن کو کھولا تو فرماتے ہیں:

کانَّہٗ خلقۃٌ قَمَرٍ...... مجھے یوں لگا جیسے چودھویں رات کا چاند قبر میں اُتر آیا ہو۔

تو آپ بھی چودھویں رات کا چاند بن کر دنیا سے جا سکتے ہیں اگر عدل کو زندہ کر دیں۔ اگر مظلوم کی ہائے لگ گئی تو پھر کوئی چیز نہیں بچا سکتی، اللہ کے انتقام سے اور اللہ کی پکڑ سے۔ اور مظلوم ہمیشہ پنپتا ہے، ظالم کی سرکوبی ہوتی ہے۔ اور اس جہان میں نہیں آگے تو ضرور ہے اور آگے کوئی نہیں جو اللہ پاک کی پکڑ سے بچا سکے۔

فضیلت واہمیتِ وکالت

وَاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ اَتَيْنَا بِهَا وَ كَفٰى بِنَا حَاسِبِيْنَO

ایک رائی کے دانے کے کروڑویں حصے کے برابر بھی جو خیر و شر ہو گی ہم تجھے دکھا کر، تول کے، وزن کر کے دے دیں گے۔ اچھائی ہے تو جزاء مل جائے گی۔ بُرائی ہے تو سزا مل جائے گی۔

تو آپ بڑے اونچے لوگ ہیں اور اسی وقت میں بڑے نیچے لوگ ہیں۔ اگر آپ عدل کے لئے کوشاں ہیں تو آپ کو گوشہ نشین...... بوریہ نشین...... گدی نشین...... اور تسبیح والے، مصلّے والے آپ کو پہنچ ہی نہیں سکتے اور آپ کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے اور اگر یہ قدم بہک چکا ہے تو پھر بڑے بڑے نافرمان سے بھی نیچے جا کر کہیں ٹھکانا بنے گا۔ اگر یہ قلم غلط ہو گیا یا علم غلط ہو گیا۔

دنیا و آخرت کے مسائل کا حل

اور ہم آپ سے یہ عرض کرنے کے لیے حاضر ہوئے ہیں کہ دنیا اور آخرت کے مسائل کا حل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی میں ہے۔ وہ زندگی سیکھنی پڑتی ہے۔ صرف ایک سال میں ایک دفعہ سیرت النبی (ﷺ) کا جلسہ اور وہ ایک گھنٹے میں، سوا گھنٹے میں ہم کیا بتا سکتے ہیں اور پھر یہ تربیت کی چیز ہے۔ آپ مجھے ڈیڑھ گھنٹے میں وکالت سمجھا دیں۔ آپ ڈیڑھ گھنٹے میں مجھے اپنی تیس سالہ زندگی کا سفر مجھے کیسے سمجھا سکتے ہیں۔

محنتِ تربیت

تو اللہ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہمارے اندر آ جائے۔

عدالتوں میں آئے......

گھروں میں آئے......

دفتروں میں آئے......

اس کے لیے تربیت چاہیے۔ تربیت ہے نہیں، تبلیغ تربیت کی محنت ہے کہ احسن

طریقے سے، مثبت طریقے سے لوگوں کو اللہ کے حکموں پر تیار کرنا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بٹھا کر، اللہ کی عظمت بٹھا کر، جنت کی عظمت بٹھا کر، مردوں، عورتوں کو اللہ کے حکموں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلنے کے لیے تیار کرنا یہ زبردستی کا قانون نہیں ہے۔

آپ بیتی

سنٹرل ماڈل سکول سے میں نے میٹرک کیا تھا۔ ۱۹۶۴ء میں مَیں داخل ہوا تھا۔ ۱۹۶۹ء میں مَیں نے میٹرک کیا تھا اور گورنمنٹ کالج سے F.S.C کیا تھا اور اس کے بعد تبلیغ میں چلا گیا۔ پھر وہ تین دن سے چار مہینے ہو گئے اور چار مہینے کے آخر میں رائیونڈ پہنچ گیا۔ پھر مدرسے میں تعلیم حاصل کی، آٹھ برس وہاں پڑھا۔ پھر اس کے بعد آدھا مہینہ پندرہ دن تبلیغ میں پھرتے ہیں۔ پندرہ دن اپنے گھر میں رہتے ہیں۔ جو اللہ نے دیا ہے اس کو سنبھالتے ہیں، پندرہ دن اپنے تبلیغ میں ہوتے ہیں۔

واسطے طالب حسین دے

تو ہمارا ایک وارڈن آیا طالب حسین صاحب مرحوم۔ بڑے نیک استاد تھے۔ انہوں نے نماز کی حاضری شروع کر دی۔ رمضان کا مہینہ اور جب زبردستی ہو گی۔ نہ پہلے عظمت بٹھائی، نہ شوق بٹھایا، نماز ہو رہی ہے اور میں سب سے آخری صف میں کھڑا تھا اور مرید کے کا ایک میرا دوست تھا اور اس نے میرے ساتھ آ کے نماز کی نیت باندھی۔ چار رکعات فرض عشاء واسطے طالب حسین دے، اللہ اکبر!! یہ اس نے نیت باندھی۔ میری نماز ٹوٹ گئی۔ میں نے کہا: ''اوئے ایہہ کی کیتا ای''۔

کہنے لگا:

''طالب حسین دی پڑھدا اہاں۔ اللہ دی تاں پڑھدا ای کوئی نئیں''۔

جب اللہ کی پڑھیں گے تو اللہ کی نیت کریں گے تو بغیر تربیت کے یہ نتیجہ ہوتا ہے۔

ضرورتِ تربیت

مثلاً آپ مجھے کہیں کل تک آپ وکیل بن جاؤ ورنہ آپ کی خیر نہیں، تو یہ ممکن

ہے؟ میں آپ سے کہوں: کل تک قرآن پڑھنے والے، سیکھنے والے بن جاؤ ورنہ آپ کی خیر نہیں ...... یہ ہوسکتا ہے؟ یا آپ مجھے کہیں: جی مولوی صاحب! آپ کو دس کروڑ دیں گے کل تک آپ وکیل بن جاؤ یا آپ کو دس کروڑ جوتے ماریں گے کل آپ کو وکیل ہونا چاہئے۔ میں آپ کو کہوں کل تک عالم قرآن ہو جاؤ ورنہ تمہیں پھانسی پہ لٹکا دیا جائے گا یا تمہارے گھر کو سونے چاندی سے بھر دیا جائے گا، نہیں ہوسکتا۔ اللہ کا قانون کہاں جائے گا تربیت والا۔ تربیت کے بغیر کیسے ہوگا؟ ایک وکیل تربیت مانگتا ہے۔ انجینئر تربیت مانگتا ہے۔ ڈاکٹر تربیت مانگتا ہے۔ گاڑی چلانا تربیت مانگتا ہے۔ اسلام پہ چلنا جو اتنا مشکل Chapter ہے وہ کیسے تربیت کے بغیر ہوگا!!

نہ معاشرے کی تربیت ہوئی......

نہ عوام کی تربیت ہوئی......

نہ خواص کی تربیت ہوئی......!!

قیام پاکستان پر قربانیاں

جس قربانی سے ملک بنا تھا۔ جن لوگوں نے اپنی ہڈیوں کو گھلایا اور اس کی حدود کو بھی دیکھے بغیر ان کی شمعیں بُجھ گئیں، دریاؤں میں بہہ گئے...... آگ میں جل گئے......

میرے والد صاحب کے ایک دوست آیا کرتے تھے تو وہ Migraity (مہاجر) تھے۔ وہ بتایا کرتے تھے، جالندھر سے بھاگے، سارا خاندان کٹ گیا۔ ایک جان لے کر بھاگے، رات کو نکلتے تھے، دن میں کماد میں چھپتے تھے۔ تو چلتے چلتے ستلج کے کنارے پہنچے۔ تو تیرنا آتا نہیں تھا۔ تو میں نے سوچا سکھوں کے ہاتھوں مرنے سے بہتر ہے کہ دریا کی موجوں میں دفن ہو جاؤں۔ تو ایک لکڑی اُٹھائی، اللہ کا نام لے کر۔ میں نے کہا: پار ہو گیا تو ہو گیا، بہہ گیا تو بہہ گیا۔ لکڑی اٹھائی اور دریا میں ڈالی۔ اس کے اوپر میں نے تیرنا شروع کیا۔ جب دریا کے اندر گیا، کیا دیکھتا ہوں سارا دریا لاشوں سے بھر کے بہہ رہا ہے سارا دریا، ستلج کبھی دریا تھا۔ بڑے دریاؤں میں سے دریا۔ سندھ کے برابر کا دریا تھا۔ لاشوں سے بھر کے بہہ رہا تھا۔ جن کے کفن دریا کی موجیں بنیں...... جن کا قبرستان دریا کی مچھلیاں بنیں...... اتنی بڑی قربانی

کے بعد جس چیز کو وجود ملا، اس میں دین کیوں نہیں آ سکا؟ تربیت نہیں تھی...... اچانک چیز مل گئی...... نہ عظمتِ الٰہیہ بیٹھی......

نہ عظمتِ رسول ﷺ بیٹھی......

نہ جنت کے شوق بیٹھے......

نہ دوزخ کے خوف بیٹھے......

یہ تو سارا غیبی نظام ہے۔ غیب کا یقین نہیں ہوگا تو آدمی اپنے مشاہدے کے منافی کیسے قربان کرے گا؟

تو تبلیغ تربیت کی محنت ہے۔ جس سے آہستہ آہستہ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عظمت پیدا ہوگی پھر زندگی خود بخود Turn ہوگی۔

عظمتِ حاکم سے حکم کی عظمت پر ایک ایس پی کا قصہ

ایک ایس پی نے چار مہینے لگائے۔ وہ چلہ لگانے آیا فیصل آباد میں۔ میں بھی فیصل آباد میں تھا۔ فیصل آباد کا جو S.S.P تھا وہ میرا کلاس فیلو تھا، سنٹرل ماڈل سکول لاہور میں (اس کا والٹن میں دفتر تھا، مفہوم از مرتب) میں نے کہا: آپ کو اس سے ملوانا ہے۔ کہا: چلو چلتے ہیں۔ میں یہ آپ کو قصہ سنانے لگا ہوں کہ عظمت کا پیمانہ اگر خالی ہے تو ایک بات منوا نہیں سکتے۔ منوائیں گے تو ایسی ہی ہوگی: ''واسطے طالب حسین دے''۔ تو اب ہم دونوں مسجد سے نکلے، گشت کرنے کے لیے۔ تو سامنے مسجد کے دروازہ تھا پولیس لائن کا جو پولیس والوں کے لئے تھا، عوام کے لئے نہیں تھا۔ اس سے چار فرلانگ ہٹ کر تھا عوام کے لئے۔ تو میں بھی ٹوپی میں، داڑھی، کرتے شلوار میں، وہ بھی ٹوپی ڈاڑھی کرتے شلوار میں۔ تو سپاہی کھڑا تھا۔ ایسے کر کے اس نے کہا: بھائی دروازہ تو کھولنا! تو اس نے ہاتھ سے اس طرح کہا: اُتوں آؤ۔ اس کو نہیں پتہ کہ یہ کون بول رہا ہے۔ اس نے کہا: دو صوفی صاحب، یہ کیا ہیں، روز ہی آتے رہتے ہیں۔ کہنے لگا: اُتوں آؤ۔ ہم نے کہا: بھائی تیری بڑی مہربانی کھول دے۔ کہنے لگا: سُنیا نئیں اُتوں آؤ۔ ہم نے کہا: بھائی تیری بڑی مہربانی کھول دے، وہ بڑی دور ہے۔ (گرمی تھی یہی موسم تھا) کہنے لگا: صوفی صاحب تسیں سُندے نئیں؟ اور میرے

کول چابی ای کوئی نئیں، اُتوں آ ؤ۔ اب اس کو اپنا تعارف کرانا پڑا۔ اس نے کہا: میرا نام عبدالخالق ہے۔ وہ وہیں سے پرموٹ ہو کر گیا تھا، کوئٹے۔ وہاں سے چار مہینے کے لیے اللہ نے توفیق دی، بطور اے ایس پی فیصل آباد میں تھا۔ گئے ہوئے بھی چھ مہینے ہوئے تھے۔ لہٰذا عبدالخالق کا، جونہی اس نے کہا میرا نام عبدالخالق ہے، اس نے ٹھک سیلوٹ ماری اور جیب سے چابی نکالی۔ پہلے کہہ رہا: ''میرے کول تے چابی ای کوئی نئیں''۔ چابی نکالی، دروازہ کھولا، کبھی آگے کبھی پیچھے، سر، Sir, Sir, Sir کو اس نے سر پر چڑھا دیا۔ تو میں نے اس دن کہا: آج ایک بہت بڑا اصول سمجھ میں آیا کہ جب تک حاکم کی عظمت نہیں ہوگی، حکم کی عظمت نہیں آ سکتی۔ جب اس نے دیکھا صوفی صاحب ہے، اس نے کہا: اُتوں آ ؤ۔ جب اس نے کہا: S.P ہے، بہت کچھ کر سکتا ہے، ایک دَم جھکتا چلا گیا۔ تو ہم تو اللہ تعالیٰ کو ایس پی کے برابر بھی نہیں سمجھتے کہ اللہ بھی کوئی ہستی ہے، جس کی نہیں مانیں گے تو برباد ہو جائیں گے اور اللہ کا نبی بھی کوئی ذات ہے جس کے ہاتھ چھوڑیں تو پھر سوائے ہلاکت کے کچھ نہیں۔

کبھی معصوم بچہ بھی ٹانگوں پہ چل کے منزل تک پہنچا؟ ہمیشہ ماں ہاتھ پکڑ کے چلتی ہے، باپ ہاتھ پکڑ کے چلتا ہے۔ اس معصوم بچے کے ماں اور باپ کی کوئی نسبت ہے، ہماری اور حضور (ﷺ) کی نسبت ہی کوئی نہیں کہ ان سے ہم نے ہاتھ چھڑا لیے ہیں اور اندھوں کے ہاتھوں میں ہاتھ دے دیے ہیں۔

مغرب و میں تو سورج ہی ڈوب جاتا ہے

مغرب میں تو سورج بھی ڈوب جاتا ہے۔ آپ مغرب میں کون سی روشنی تلاش کرنا چاہتے ہیں؟

مغرب تو اندھیروں کی جگہ ہے، مغرب کا قانون اُجالے کہاں سے لائے گا؟ مشرق اُبھرنے کی جگہ ہے، مغرب ڈوبنے کی جگہ ہے۔ مشرق روشنیوں کی جگہ ہے، مغرب اندھیروں کی جگہ ہے۔

جہاں سورج جا کر اندھا ہو جائے وہاں آپ کون سی روشنی تلاش کرنا چاہتے ہیں؟

وہ جب اُفق پر آتا ہے تو اس کا رنگ بدلتا ہے۔ اُفق کو چھوتا ہے تو پکار کر کہتا ہے، اللہ کے واسطے مغرب میں نہ آنا یہاں میرے جیسا چراغ اندھا ہو گیا۔ تم کیا تلاش کرنا چاہتے ہو یہاں!!

اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مشرقِ وسطیٰ میں پیدا کیا، Middle East، مشرق کا بھی درمیان۔ ہمارا بیت اللہ مشرقِ وسطیٰ میں، ہمارا نبی مشرقِ وسطیٰ میں، پھر بیت اللہ زمین کے وسط میں۔

تو مغرب میں تو سورج بھی کچھ نہیں دکھاتا۔ ہمیں مغرب کے قانون سے انصاف کہاں سے لے کر دے سکتا ہے؟؟

کاملیتِ رسول اللہ ﷺ

جس کا علم کامل، اکمل، اطہر، خطا سے پاک، وہ یہ دعویٰ کرے کہ میں تمہیں ہر مصیبت سے نکال سکتا ہوں تو اس کا دعویٰ سچا ہے۔ اور تیئس برس میں صرف دس سو اٹھارہ آدمی دے کر اتنا بڑا انقلاب، دس سو اٹھارہ، ٹوٹل ۸۰ کے قریب سفر ہوئے۔

اور کلیساء کی عدالت نے مذہبی، مذہبی جبر و استبداد پر ایک کروڑ بیس لاکھ آدمیوں کو پھانسی دی۔ صرف عدالت کی طرف سے ایک کروڑ بیس لاکھ آدمی پھانسی چڑھے۔

اور ادھر اس کو دیکھو جو انقلاب لایا ہے۔ سارے عالم کے انسانوں کے لئے رہبر اور ہادی بن کر آیا ہے۔ ٹوٹل سات سو اُنسٹھ آدمی، سارا عرب کھنچ کے اسلام میں آ گیا۔

اخلاق، کردار، اعمال...... تو اب ہم اس کا علاج کیا کریں۔ ہم خالی جلسے کر کے، سیرت کی نشستیں منعقد کر کے کرتے وہ ہیں جو ہمارے بازار میں ہے، ماحول میں ہے، تو یہ تو علاج ہے کوئی نہیں۔ یہ تھوڑا بہت یاد رکھا ہوا ہے۔ چلو ٹھیک ہے، ایمان تو سلامت ہے۔ ایمان تو نہیں ہاتھ سے گیا۔

لیکن اگر مسائل سے نکلنا ہے تو کسی رہبر کے ہاتھ میں ہاتھ دینا پڑے گا اور آپ سے بڑھ کر رہبر کوئی ہے؟ نہیں! جب یہ معاشرہ، جب یہ عدالت، جب یہ سیاستدان، جب یہ حکمران، جب یہ زمیندار، جب یہ فوج، جب یہ پولیس، جب یہ ریڑھی والا...... جو بھی......

کے باشد، جب حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ دے گا تو پار نکل جائے گا۔اس کو سیکھنا پڑتا ہے۔
سیکھنے کے لئے ہم وقت مانگتے ہیں۔ہم کوئی تبلیغی جماعت کے لیے وقت نہیں مانگتے۔

کارگزاری

میں ہر مہینے میں پندرہ دن لگاتا ہوں۔میرا کوئی عہدہ نہیں ہے، مجھے وہاں سے کوئی Benifit نہیں ہے۔اپنا خرچ کر کے جانا، اپنا خرچ کر کے آنا لیکن یہ تربیت کی بات ہے۔ہمیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی عظمت اور محبت اسی راستے میں ملی ہے۔ اسی راستے سے ہم نے سیکھا جو بھی تھوڑا بہت مناسبت ہوئی۔ میں تو میڈیکل میں جا رہا تھا، میرا چھوٹا بھائی ڈاکٹر ہے۔وہ بھی خوب پیسے کما رہا ہے۔ساتھ میں بھی خوب کماتا۔وہ بھی مر جاتا، میں بھی مر جاتا، بس قصہ ختم، تام ہو جاتا۔

نتیجہ صفر

بڑی سے بڑی رقم × صفر۔نتیجہ صفر
بڑی سے بڑی وکالت
صدارت......
سیاست......
حکومت......
تجارت × موت۔نتیجہ صفر

ساری زندگی کی محنت جب موت سے ضرب کھاتی ہے تو نتیجہ صفر ہو جاتا ہے۔ہم ایسی زندگی گزار کر جائیں کہ موت پر بھی صفر نہ ہو۔اس طرح دنیا بنا کے جائیں، اس طرح اپنے شعبوں کو چلا کے جائیں کہ آپ کی وکالت آپ کو صفر نہ کرے بلکہ آپ کو اور اونچا کر دے۔آپ کی عزت کا خیال رکھے۔اس کو سیکھنے کی یہ محنت ہے۔

درخواست پر غور کرو

اس کے لیے ہم گذارش کرتے ہیں، بھائی آپ وکلاء ہیں، چھٹیاں ہیں، کچھ

وقت لگائیں، اس کو دیکھیں۔ ایک محنت ہے جس کو سیکھنے کے لئے ساری دنیا سے لوگ آ رہے ہیں۔ ساری دنیا میں ہم جا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے کمزوری آواز کو اٹھایا اور آج چھ براعظموں میں پہنچایا۔ اتفاق بھی آپ کر سکتے ہیں، اختلاف بھی کر سکتے ہیں۔ میں تو آپ پر مسلط نہیں کر رہا ہوں۔ درخواست کر رہا ہوں۔ تو درخواست پر غور کرنا عاقل، بالغ آدمی کے لیے ضروری ہے۔ اگر درخواست ہمدردانہ بھی ہو، مخلصانہ بھی ہو اور قرآن وحدیث کی روشنی میں، تو غور ضرور کرنا چاہئے۔ آپ تو وکلاء ہیں۔، آپ کا تو کام ہی غور وفکر کرنا ہے۔

تو میری اس گزارش پر بھی غور فرمائیں۔

اگر آج ہمارا ایک شعبہ عدل، یہ اگر اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکموں پر آ جاتا ہے تو سارے پاکستان کا ایک ایک مسئلہ حل ہو کر بیچ منجدار سے کشتی نکلے گی اور جا کے گھاٹ پہ اترے گی۔ لیکن عدل زندہ نہیں ہوتا تو کچھ بھی نہیں۔

اور عدل دل سے اُٹھتا ہے، دماغ سے نہیں اٹھتا۔ بڑے بڑے عہدوں سے، جھنڈے والی کاروں سے نہیں اٹھتا وہ تو دل سے اٹھتا ہے۔ دل میں عدل ہوگا تو ہر طرف عدل چھاتا چلا جائے گا۔

گزارش ومعذرت

تو یہ میری چند گزارشات تھیں۔ اس پر آپ غور فرمالیں اگر وقت ملے تو تبلیغ میں نکل کر اس کو دیکھ لیں، سیکھ لیں اور دورانِ گفتگو کوئی بات ایسی آئی ہو جو آپ کے مزاج کے، ماحول کے یا اس جگہ کے وقار کے منافی ہو تو مجھے اللہ کے واسطے معاف فرمائیں۔

پہلے بھی چوہدری صاحب پکڑ کر لے آئے۔ آج بھی لے آئے ہیں۔ میں تو ادھر مانسہرہ میں پھر رہا تھا جماعت میں، وہاں سے سیدھا آپ کے پاس آ گیا ہوں۔ ابھی تو میں گھر بھی نہیں گیا ہوں۔ تو ایسی مجلس میں آنے کے لئے قبل از وقت تیاری ہونی چاہئے۔ وہ تو میرے پاس وقت ہی نہیں تھا۔ رائیونڈ سے سیدھا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ تو ممکن ہے ایسی کوئی بات آ گئی ہو۔ تو ہر چیز کی تیاری کی جاتی ہے نا! میں نے تو کچھ بھی نہیں تیار کیا۔ اللہ کے نام پر آ کے بیٹھ گیا ہوں تو ممکن ہے کوئی ایسی بات آئی ہو جو آپ حضرات

کے وقار کے، مجلس کے، اس ماحول کے منافی ہو تو اللہ کے واسطے معاف فرما دیں۔

واللہ یحِبُّ المحسنین......

''اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

تبلیغ کے کام کی اساس

یہ چوہدری صاحب فرما رہے ہیں ایک آیت ہے جو اس محنت کو، اس امت کی طرف منتقل کرتی ہے۔ انہوں نے تو ایک اور آیت بتائی، میں ایک اور آیت کی تشریح کرنا چاہتا ہوں:

قل ھٰذہٖ سبیلی ادعوآ الی اللہ علیٰ بصیرۃٍ انا و من اتّبعنی وسبحٰنَ اللّٰہِ ومآ انا من المشرکین O

آپ کہیے میرے نبی (ﷺ) کہ یہ میرا راستہ ہے۔ میرا راستہ کیا ہے؟

اَدعُوا اِلَی اللہ ...... میں لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ بصیرت کے ساتھ، میں خود اور جو میرا کلمہ پڑھنے والے ہیں وہ بھی بصیرت کے ساتھ میرے پیغام کو اوروں تک پہنچاتے ہیں۔ یہ آیت Basic ہے سارے تبلیغ کے کام کی۔

ہم کوئی جماعت نہیں۔ آپ نے دیکھا مجھے کوئی ڈیڑھ گھنٹہ ہونے کو ہے۔ میں نے کسی بھی فرقے کی طرف کوئی بھی لفظ، ایک بھی لفظ نہیں آیا ہوگا، ان شاء اللہ العزیز۔ کوئی سہواً آ گیا ہو تو میں اس سے بری الذمہ ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا ہوں۔ لیکن یہ تبلیغ وہ محنت ہے جو ہمیں محبت و اُلفت کے اصولوں پر لا کر اُمت کو اس ڈگر پر چلانے کے اصول وضع کر رہے ہیں اور یہ بات عرض کر رہے ہیں کہ ہر ہر مسلمان اللہ کے دین کو دنیا میں پھیلانے کا ذمہ دار ہے۔ تھوڑا اس آیت کی تشریح ہو جائے:

آیت (قُل ھٰذہٖ......) کی تشریح

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کہیے: قُل ھٰذہٖ، یہ ھٰذہٖ اشارہ قریب ہے۔ ذالک اشارہ بعید ہے۔ یہ ھٰذہٖ کا مطلب یہ ہے یہاں کہ جو چیز قریب ہوتی ہے اس کا پکڑنا آسان، لینا آسان۔ لفظ ھٰذہٖ میں دو مطلب ہیں کہ یہ دعوت الی اللہ کا کام کوئی مشکل نہیں،

آسان ہے۔ کرو گے تو طبیعت کھل جائے گی، کرنے سے پہلے مشکل نظر آ رہا ہے۔ پھر یہاں لفظ مؤنث استعمال ہو رہا ہے۔ مذکر نہیں ہے۔ ھٰذا سبیلی نہیں، ھٰذہٖ سبیلی ہے اور سبیل عربی میں مذکر بھی ہوتا ہے، مؤنث بھی۔ مؤنث لانے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے عورت کا مزاج ایسا بنایا ہے کہ نرمی سے، پیار سے، محبت سے اس کو چلاؤ تو جان بھی قربان کرے گی۔ اگر سختی سے کرو گے، درشتگی کے ساتھ چلو گے تو وہ اپنے آپ کو بھی گنوا دے گی اور آپ کو بھی ضائع کر دے گی۔

لفظ ھٰذہٖ میں اشارہ یہ ہے کہ یہ دعوت الی اللہ کا کام لطافت سے چلتا ہے، نزاکت سے چلتا ہے، اُلفت و محبت سے چلتا ہے۔ ڈنڈے سوٹے سے نہیں چلتا۔ لفظ ھٰذہٖ میں مونث کی طرف اشارہ ہے کہ جیسے عورت کو لینے کے لیے لطافت چاہئے، حسنِ اخلاق چاہئے۔

اہل وعیال سے خوش اخلاقی

آپ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے سب سے بہترین انسان وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور میں سب سے زیادہ اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرتا ہوں۔

کتنے بڑے نبی ہیں۔ حضرت عائشہؓ کے ساتھ سفر میں صحابہؓ سے کہا: تم سب آگے چلے جاؤ۔ وہ سب آگے چلے گئے۔ حتیٰ کہ نظروں سے اوجھل ہو گئے تو حضرت عائشہؓ سے کہنے لگے: دوڑ لگاؤ گی میرے ساتھ، دوڑ لگاؤ گی؟ کہا: لگاؤں گی۔ تو دونوں نے دوڑ لگائی تو حضرت عائشہؓ آگے بڑھ گئیں، جیت گئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیچھے رہ گئے۔ پھر سال دو سال کے بعد پھر ایک سفر سے واپس تشریف لا رہے تھے۔ صحابہؓ سے کہا: تم سب آگے چلے جاؤ۔ وہ سب اتنا گئے، اتنا گئے کہ وہ سب نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ پھر کہنے لگے: دوڑ لگاؤ گی؟ کہا: لگاؤں گی۔ اب جب دوڑ لگائی تو کہتی ہیں: فلما تبدّنتُ سال دو سال میں تھوڑا سا میرے جسم پر چربی آ گئی تھی اور میں ذرا موٹی ہو گئی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ گئے اور میں پیچھے رہ گئی۔ تو فرمایا: تِلْکَ بِتِلْکَ، کہا: یہ اُدلے کا بدلہ ہو گیا۔ پہلے تم جیت گئی، اب میں جیت گیا۔ اتنے بڑے رسول اور اتنی محبت والفت۔

کسی نے پوچھا: گھر میں کیا کرتے تھے؟ فرمایا: گھر میں جھاڑو دیتے تھے، اپنا آٹا خود گوندھ لیتے تھے، اپنا جوتا خود گانٹھ لیتے تھے، اپنا کپڑا خود سی لیتے تھے۔ گھر میں مسکراتے ہوئے، ہنستے ہوئے رہتے تھے۔

عبوسًا قمطریرا، منہ چڑھا ہوا۔ حاکمانہ انداز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر میں نہیں تھا۔ حالانکہ اتنے بڑے رسول، اتنے بڑے رسول۔

تو اب لفظ ھٰذہٖ میں اشارہ ہے کہ دعوت الی اللہ کا کام لطافت چاہتا ہے۔ شدت کے ساتھ نہیں چلتا۔ لطافت کے ساتھ چلتا ہے۔

''سبیل'' اور ''طریق'' کی تشریح

پھر سَبِیۡلِیۡ، سَبِیۡل: سَبَل سے ہے، ایک ہوتا ہے سَبِیۡل اور ایک ہوتا ہے طَرِیۡق۔ طَرِیۡق ہوتا ہے قدموں پر چلنے سے جو راستہ بن جائے۔ اُس کو کہتے ہیں طریق۔ قدموں سے چلنے سے تو نشان پڑ جاتے ہیں، پگڈنڈیاں۔ سَبِیۡل ہوتا ہے جو ڈیزائن کیا جائے۔ تیار کیا جائے۔ پورا Setup، نقشہ، ڈیزائن پھر بنانا، چلانا، نشانِ منزل بتانا، اپروو (Approve) کرنا، یہاں سے یہاں تک، اس کو کہتے ہیں عربی میں سَبِیۡل۔

تو طریق ہے طَرَقَ سے۔ یہ طَرَقَ ہے۔ سَبِیۡل سَبَل سے ہے، سَبَلُ کسے کہتے ہیں؟ جب بارش کا پانی بادل سے نکلتا ہے اور زمین کی طرف سفر شروع کرتا ہے، اس وقت اپنی شفافیت کی انتہا پر ہوتا ہے۔ جب یہ سمندر سے اُڑتا ہے تو کچھ نمک ساتھ لے کے جاتا ہے۔ سارا نمک چھوڑ کے نہیں اُڑتا کچھ نمک کے ذرات اپنے ساتھ لے کر جاتا ہے۔ یہی نمک اوپر جا کے ٹھنڈک کا باعث بنتا ہے اور یہی ٹھنڈک بخارات کو کھینچ کر بادل بناتی ہے اور پھر وہ پانی کا خزانہ اکٹھا ہوتا ہے اور اس کا وزن ہوا سے بڑھ جاتا ہے تو پھر وہ قطرہ قطرہ بن کے زمین کی طرف سفر کرتا ہے اور جب یہ زمین کی طرف آتا ہے تو اب یہ نمک سے پاک ہو چکا ہے۔ سمندر کی آلودگی سے پاک ہو چکا ہے۔ ہر قسم کی آلودگی سے پاک قطرے کو عربی زبان میں سَبَلُ کہتے ہیں۔

یہ کتنا پاک اور صاف اور شفاف ہوتا ہے۔ اس کے چند ذرات جو فضا میں باقی رہ

جاتے ہیں اس پر جب سورج کی شعاعیں پڑتی ہیں تو سارا اُفق سات رنگ کی مالا پہن کر ساری دنیا کا دل لبھانے کے لیے سامنے آجاتا ہے اور قوسِ قزح کے رنگین مناظر وہ ایسے پھیل جاتے ہیں جیسے آسمان نے دلہن کی طرح سات رنگ کا لاکٹ پہن لیا ہو۔ یہ اس کی شفافیت ہے تو لفظ سَبِیْل:

سَبَلٌ	پاک پانی	سَبِیْل	پاک راستہ
سَبَلٌ	شفاف پانی	سَبِیْل	شفاف راستہ
سَبَلٌ	آلودگی سے پاک پانی	سَبِیْل	آلودگی سے پاک راستہ
سَبَلٌ	منور اور روشن پانی	سَبِیْل	منور اور روشن راستہ

یہ وجہ تھی کہ لفظ سَبِیْل کو سَبَلٌ سے لیا گیا۔ یہ ہے میرا راستہ، یہ ہے میرا راستہ۔ راستے کی وضاحت صرف سبیل میں ہی ہوگئی۔

روشن بھی ہے......

صاف بھی ہے......

منور بھی ہے......

خوبصورت بھی ہے...... اور

سیدھا بھی ہے......

اس کا ڈیزائنر "Designer" اللہ ہے۔

اس کا نگران محمد رسول اللہ (ﷺ) ہے۔

اس کا بچھانے والا سوا لاکھ صحابہؓ کا مجمع ہے۔ جنہوں نے مل کر یہ راستہ بنایا اور اسے دنیا کے لیے کھول کر چلایا اور جو اس راستے پر چلے گا تو وہ دین کے زندہ ہونے کا ذریعہ بنے گا۔

لفظ سَبِیْل سے دعوت کو تشبیہ دینے کی وجہ

اب دعوت الی اللہ کی تشبیہ دی گئی سَبِیْل کے ساتھ۔ دعوت تو ایک معنوی چیز ہے۔ اب جو میں آپ سے بات کر رہا ہوں، اس کا خارج میں کوئی وجود نہیں۔ ہوا میں تحلیل ہو رہی ہے۔ لیکن دعوت الی اللہ کو تشبیہ دی گئی ہے، راستے کے ساتھ، سبیل کے ساتھ۔ معنوی

چیز کو مادی چیز سے تشبیہ دے کر ہمیشہ بات کو واضح کیا جاتا ہے تو لفظ سبیل کے ساتھ تشبیہ دینے میں یہ اشارہ ہے کہ جیسے راستے پر پڑنے سے گھر آ جاتا ہے، ایسے ہی دعوت الی اللہ پر جب اُمت کھڑی ہوگی تو اسلام بھی آ جائے گا۔ حق بھی زندہ ہو جائے گا۔ باطل بھی ٹوٹ جائے گا۔ اللہ بھی مل جائے گا، جنت بھی مل جائے گی۔

دعوت اور داعی میں تشبیہ

یہ لفظ سَبِیْل سے اس لئے تشبیہ دی گئی۔

وہ سبیل ہے کیا، ادعُوا اِلی اللّٰہ، اللہ کی طرف بلانا۔

لوگو! اللہ کی مان لو......

لوگو! اللہ کی مان لو......

اس کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے طریقے پر چلو۔

زادِ راہ کیا ہے؟ عَلٰی بَصِیْرَۃٍ، یہاں بصیرت علم، تقویٰ کو سواری سے تشبیہ دی گئی ہے اور داعی الی اللہ کو سوار سے تشبیہ دی گئی ہے۔ دعوت کو سَبِیْل سے تشبیہ دی گئی ہے۔

اب یہ ساری آیت بڑے خوبصورت انداز میں واضح ہو کر آتی ہے کہ:

دعوت الی اللہ ایک راستہ ہے......

یقین، توکل، تقویٰ اس کی سواری ہے......

داعی الی اللہ اس کا سوار ہے......

یہ کام لطافت و نزاکت کا ہے......

شدت وسختی اور درشتگی کا نہیں ہے......

اور نزاکتوں کے ساتھ اصول چاہتا ہے۔ اپنی ذات میں یہ کام آسان ہے۔ لفظ ھٰذِہٖ اشارہ قریب کی وجہ سے ہے۔

ہر کلمہ گو کا کام

اور یہ کام صرف ہمارے نبی ﷺ کا نہیں، اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِیْ ...... جو میرا کلمہ پڑھتے ہیں ان کا بھی یہ کام ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی طرف بلائیں۔ یہ بنیاد ہے اس تبلیغ کی

محنت کی ورنہ ہم کوئی تبلیغی جماعت کے ممبر نہیں اور آپ کو تبلیغی جماعت میں شامل کر کے ہمیں فائدہ کیا ہے؟ دنیوی لحاظ سے کوئی فائدہ نہیں۔ اتنا فائدہ ضرور ہے کہ آپ بڑے علم والے لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو قوتِ کلام سے نوازا ہے۔ اگر آپ حق کے لیے بات کریں گے تو اس میں ہمارا حصہ پڑ جائے گا۔ اتنا لالچ ضرور ہے کہ ہم اس کمپنی میں تھوڑا سا اپنا شیئر ڈالنا چاہتے ہیں۔ جو اس سے Profit آئے گا وہ بہت زیادہ ہوگا۔ تو ہمیں بھی مل جائے گا آخرت میں اور آپ عدل والے بن جائیں گے تو آپ کے ذریعے سے مظلوم کو مدد ملے گی۔ اس کی جو آپ کو دعا ملے گی اس سے جو آپ کی نسلیں نہال ہوں گی۔ اس میں بھی ہمارا حصہ پڑ جائے گا۔ اس کے علاوہ تو اور کچھ نہیں آپ سے مطالبہ۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو جس قوت سے نوازا ہے وہ اللہ کے کلمے کے لیے استعمال ہو۔

تاجر کی...... مزارع کی...... عالم کی...... زمیندار کی...... ہر ایک کی...... وَمَنِ اتَّبَعَنی ...... وَمَنِ اتَّبَعَنی جو میرا اتباع کرتا ہے اس کا بھی یہی راستہ ہے کہ وہ اللہ کی طرف بلاتا ہے۔

دعوت کا دائرہ محنت

اب بلانے کا دائرۂ محنت کیا ہے؟ وہ ہے:

کنتُم خیرَ اُمَّةٍ اُخرِجَتْ لِلنَّاسِ......

دائرۂ محنت ہے۔ ساری دنیا کے انسان، ان سب کو اللہ کی طرف بلانا، یہ دائرہ محنت ہے۔

ایک اشکال اور اُس کا جواب

اب چھوٹا سا اشکال ہے۔ انہوں نے بات چھیڑ دی ورنہ میں تو بات ختم کر چکا تھا۔ آپ سے زیادہ میں تھکا پڑا تھا۔ تھوڑی سی تشنگی رہ جائے گی۔ اس کو میں پورا کر دوں۔

ایک سوال یہ اُٹھتا ہے، خود تو کرتے نہیں اوروں کو تبلیغیں کرتے ہیں۔ خود تو ٹھیک ہیں نہیں، اپنے بچے ٹھیک ہیں نہیں اوروں کو تبلیغیں کرتے ہیں اور اپنا عمل ہے نہیں اور اوروں کو جا کر سناتے پھرتے ہیں۔ لِمَ تقولونَ مالا تفعلون کی آیت کو بطورِ استدلال

پیش کیا جاتا ہے۔ میں اس آیت کو تھوڑا سا واضح کرنا چاہتا ہوں۔
اس آیت کے دو مطلب ہیں۔ ایک اس آیت کا مطلب جو ہم سمجھے وہ یہ ہے: جو عمل نہ کرو دوسروں کو بھی نہ کہو۔ ہم اس کا یہ مطلب سمجھے ہیں لہٰذا یہ عیب بن جاتا ہے۔
اور تو کیوں دوسریاں نوں کہہ رہیا، خود تاں تیرا عمل نئیں ہوراں دے پچھے پے گیا ایں۔ یہ ہمارے لیے جو مفہوم سمجھا گیا ہے، ہمارے ماحول میں۔ لِمَ تقولون ما لا تفعلون.
کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہے جو تم کرتے نہیں ہو اس کا کہنا بھی چھوڑ دو۔ یہ ہے ہمارے معاشرے میں اس آیت کا مفہوم۔ لکھے پڑھوں میں بھی ان پڑھوں میں بھی۔ میں آپ کو اگلے جملہ کا ترجمہ سناؤ۔ کَبُرَ مَقْتًا بہت بڑا گناہ ہے، کبیرہ گناہ ہے، عِنْدَاللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ۔ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔ تم وہ بات کہو جو کرتے نہیں ہو۔ یہ بہت بڑا کبیرہ گناہ ہے۔ اگلی آیت، اگلی آیت کا مطلب آپ ذہن میں رکھیں اور میری مثال اور اس کو منتقل کریں۔

مجھ پر کیا بیتی؟

مجھے جس نے میڈیکل چھوڑنے کی ترغیب دی وہ تو ایک دکاندار تھا۔ چار مہینے کا آخر تھا۔ تو اس نے مجھ سے تعارف کیا کہ تم کون ہو، کیا کرتے ہو؟ میں نے اسے بتایا کہ بھائی میں نے میڈیکل میں جانا ہے، باپ زمیندار ہے۔ یہ ہمارا علاقہ ہے۔ اس نے کہا: تم کیوں ڈاکٹری پڑھتے ہو؟ تم تو کچھ بھی نہ کرو تب بھی ساری زندگی آسودگی سے روٹی کھا سکتے ہو۔ تو تم علم حاصل کرو۔ میں اسے یہ کہتا: خود تو عالم ہے نہیں مجھے کس بات کی تبلیغ کرتا ہے۔ جو آج کا مفہوم ہے اور آج کے مفہوم کے مطابق اس نے بہت بڑا گناہ کیا کہ خود تو عالم ہے نہیں مجھے کہتا ہے علم پڑھو اور اب بھی وہ دکاندار ہے یونیورسٹی گراؤنڈ پشاور میں۔ کوثر نام تھا، اللہ نے اُسے ذریعہ بنایا۔ میں نے کالج چھوڑا۔ آٹھ مہینے ماں باپ کی مار کھائی، پٹائی۔ رشتہ داروں کی، بڑوں کی، چھوٹوں کی لعن طعن، جوتے، ''اوتو مولوی بنتا اے؟ تو مولوی بنتا اے، تو مولوی بنتا ایں؟ تینوں کون پچھے، تینوں کون پچھے، دال کھانی اے!'' چھولیاں دی

دال ہونی تے توں ہونا اے" ہور کوئی ہونا ای نئیں اور ہمارے زمینداروں میں تو مولوی کی ہوتا ہے۔ شام کو وہ چنگیر اٹھاتا ہے، گھر گھر سے روٹی مانگتا ہے۔ پھر لا کر بچوں کو بھی کھلاتا ہے، بیچارہ خود بھی کھاتا ہے۔ تو سارے مجھے کہتے: توں راتیں چنگیر چاونی اے؟ گھر گھر توں بویا پٹنا اے، روٹی لیاتے توں بچیاں نوں وہ کھوانی اے تے آپ وی کھاونی اے۔ توں ایہو زندگی گزارنی اے۔

کتنی آنکھوں پہ پٹی بندھی ہوئی ہے۔ وہ دیکھ رہے ہیں یہ آدمی ایک آسودہ حال گھر کا بچہ ہے۔ اگر یہ کچھ بھی نہ کرے تو بھی وراثت میں اتنی زمین ہے کہ یہ باعزت روٹی کھا سکتا ہے۔ پھر مجھے کہہ رہے ہیں: توں مولوی بننا اے، توں بھکیاں مرنا اے، تینوں کائیں ٹھنا اے۔ یہ آٹھ مہینے کی چکی میرے اوپر چلی، آٹھ مہینے اور ہر تیر جو تیز سے تیز تھا، اسے زہر آلود کر کے میرے سینے پر مارا گیا۔ ذلیل کرنے کا جو آخری حربہ ہے وہ اپنے استعمال کر رہے ہے۔ یہ مولوی بن جائے گا۔

Seventy (۱۹۷۰ء) میں مولوی کا تصور، پیچھے محرک ایک لڑکا ہے جو آج بھی ایک جنرل سٹور کا مالک ہے۔ میں اگر اسے کہتا، جا اپنا کم کر۔ آپ مولوی بنیا نئیں مینوں آکھدا اے مولوی بن۔ تو کیا یہ میری بات معقول تھی اور اگر میں نے اس کی بات مان لی اور اللہ نے مجھے توفیق دے دی تو پھر آخر کیا Stage آئی۔

۲۳ر نومبر ۱۹۷۲ء میں صبح ناشتہ کر رہا تھا۔ تو میرے والد نے مجھے فرمایا: اگر تو مولوی بننا اے تاں میرا گھر چھڈ دے۔

نکل جا میرے گھر اچوں جے توں مولوی بننا اے۔ یہ الفاظ تھے۔

نکل جا میرے گھر اچوں جے توں مولوی بننا اے۔

داخلہ مدرسہ عربیہ رائیونڈ

میں رائیونڈ آ گیا۔ میں نے کہا: انہوں نے نکال دیا ہے، اب آپ داخل بھی نہ کرو تو میں کہیں کا بھی نہیں۔ تو ۲۶ر نومبر ۱۹۷۲ء کو میں رائیونڈ مدرسے میں داخل ہو گیا۔ آٹھ سال پڑھا، اس کے بعد تبلیغ میں۔ چھ براعظم میں اللہ نے سفر کروایا۔ تو میرے پندرہ سال

میں ہر سال میں دو سفر، تین سفر، دو سفر تین سفر بیرون ملکوں کے ہو رہے۔

اور یہ سارا ثواب اگر میرا عنداللہ قبول نہ بھی ہو، میں ریا کار بھی ہو سکتا ہوں، میں متکبر بھی ہو سکتا ہوں، میرے اندر عُجب بھی آ سکتا ہے، بڑائی بھی آ سکتی ہے، سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن جو کچھ بھی مجھ سے عمل ہو رہا ہے، سب کا ثواب اُس کو جا رہا ہے۔

اَلدَّالُ علی الْخَیْرِ کَفَاعِلِہٖ......

رہبری کرنے والے کو کرنے والے کا ثواب ہوتا ہے۔

اب آپ سمجھے؟...... بتائیں کَبُرَ مقتاً کی آیت اس پہ کیسے فٹ آتی ہے؟ بہت بڑا جرم ہے...... "خود کرتے نہیں ہو اوروں کو کہتے ہو"۔ وہ خود تو عالم نہیں، مجھے کہہ گیا۔ میں نے کرلیا، چل رہا ہوں۔

موت تک اللہ چلاتا رہے۔ تو اس کو اجر جا رہا ہے، چاہے میرا مردود بھی ہو جائے، اُس کو تو جا رہا ہے۔

تو معلوم ہوا اس آیت کا مطلب کچھ اور ہے۔ وہ نہیں جو ہم سمجھے ہیں۔ لِمَ تقولونَ مالا تفعلونَ...... کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ اَن پڑھ اپنے بیٹے کو کہتا ہے، "جا بیٹا! قرآن پڑھ لے" تو یہ کبیرہ گناہ ہو گیا ہے؟

نشے میں مست باپ اپنے بیٹے سے کہتا ہے: نشہ نہ کرنا، نشہ نہ کرنا۔ آپ اپنی عقل سے پوچھیں یہ کبیرہ گناہ ہے۔

لفظ کَبُرَ مَقْتًا، اس پہ غور کریں۔ کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں، بہت بڑا گناہ ہے۔ کہتے ہو، کرتے نہیں۔

بے نمازی کسی کو کہتا ہے: "بھائی نماز پڑھ لے"، وہ آ کے نماز پڑھ لیتا ہے تو اس کو تو اجر مل گیا۔

آیت "لِمَ تقُولونَ مَا لَا تفعَلون" کے دو مطالب

تو اس آیت کا مطلب کیا بنتا ہے؟ اس آیت کے دو مطلب ہیں:

ایک مطلب یہ ہے: لِمَ تقولون ما لا تفعلون = جو ہم نے کرنا نہیں ہے، اس

کے بارے میں کہتے کیوں ہو؟ ہم کریں گے۔ جو کرتا نہیں ہے اس کے بارے میں کیوں کہتے ہو، ہم کریں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔

"لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُون" جو تم نے کرنا نہیں ہے، اس کے بارے میں کیوں کہہ رہے ہو، ہم کریں گے، ہم کریں گے، ہم کریں گے۔

دوسرا مطلب: "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُون" کیوں کہہ رہے ہو جو کرتے نہیں ہو۔ رات تہجد چھوڑ عشاء بھی نہیں پڑھی اور صبح فجر بھی نہیں پڑھی اور آکے بیٹھے کہہ رہے ہیں، چیمبر میں میں نے عشاء بھی پڑھی، تہجد بھی پڑھی، فجر بھی پڑھی اور اشراق بھی پڑھ کے آیا بیٹھا ہوں۔ یہ ہے: "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُون"، جو کیا نہیں اس کے بارے میں کیوں کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا ہے، اب یہ کبیرہ گناہ ہے۔ كَبُرَ مَقْتًا بہت بڑا گناہ ہے۔ عِنْدَ اللهِ، اللہ کے نزدیک۔ اَنْ تَقُوْلُوْا، تم کہو وہ بات مَا لَا تَفْعَلُوْنَ جو تم نے نہیں کی۔ جو تم نے نہیں کی، اس کے بارے میں تم دعویٰ کر رہے ہو، میں نے کی ہے۔ یہ ہے کبیرہ گناہ اور چونکہ لہجے سے میں نے پہلے آپ کو مثال دی کہ لہجے سے۔ اس آیت کا لہجہ جو عربی میں ہے اس کا اُردو میں ترجمہ تو ہے ہی نہیں۔ میں نے کہا: کیا بات ہے؟ پھر میں نے کہا: کیا بات ہے؟ پھر میں نے کہا: کیا بات ہے! اب اس کا ترجمہ آپ کیسے کریں گے؟ ترجمہ تو کوئی نہیں ہے۔ صرف آپ لہجے سے سمجھ رہے ہیں۔ یہ ایک سوال ہے پھر حیرت، پھر لڑائی۔ "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُون" میں لہجہ جو دلالت کر رہا ہے وہ ترجمے میں آ نہیں سکتا۔ ترجمے میں نہ آنے کی وجہ سے یہ بڑے بڑے پڑھے لکھوں کو اشکال، خود کرتے نہیں اوروں کو کہتے ہیں۔ میں کوئی بدعملی کی چھٹی نہیں دے رہا ہوں کہ ٹھیک ہے اب چھٹی ہو گئی، نہیں! نہیں درمیان میں لانا چاہتا ہوں، درمیان میں کہ اگر ایک آدمی خود عمل نہیں کرتا تو بھی اس کو اوروں کو دعوت دینے کا حکم دیا گیا ہے۔ تو بھی اس کو حکم ہے اوروں کو کہو۔

کامل مسلمان کی شرائط

خود کرنا اوروں کو کہنا...... پورا مسلمان

خود کرتا ہے اوروں کو نہیں کہتا...... آدھا مسلمان

اوروں کو کہتا ہے خود نہیں کرتا...... آدھا مسلمان

پورا مسلمان وہ ہے اِلَّا الَّذِینَ اٰمَنُوا، ایمان پہلی شرط

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ...... دوسری شرط، اچھے اعمال

وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ...... تیسری شرط، حق کی دعوت

وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ...... چوتھی شرط، صبر کی دعوت

یہ چار باتیں مل کر کامل مسلمان بنتا ہے، تو "لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ" اس کے لہجے کو نہ سمجھنے کی وجہ سے یہ غلطی عوام میں، خواص میں عام ہوگئی۔ کتابوں میں بھی آ گئی ہے۔ میں نے آپ کو لہجے کی مثال دی۔ کیا بات ہے۔ کیا بات ہے؟ کیا بات ہے!

دوسری مثال

اب ایک اور مثال دیتا ہوں۔ آپ یہ دیکھ رہے ہیں میں نے ان سے پانی مانگا ہے نا! انہوں نے مجھے ہر دفعہ گلاس میں پانی دیا ہے۔ یہ جو گلاس میں پانی آ رہا ہے، کس وجہ سے؟ گلاس میں کیوں آ رہا ہے؟ بالٹی میں کیوں نہیں آ رہا؟

کہ اس جگہ کا محل وقوع ایسا ہے کہ پانی دو، لفظ مطلق ہے۔

محل وقوع اس کو متعین کر رہا ہے۔ گلاس میں آئے گا، گلاس میں پھر میں جگہ بدلتا ہوں، جگہ بدلتا ہوں اور میں ٹائلٹ کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہتا ہوں، بھائی ذرا پانی دینا، پانی دینا۔ پانی دو، وہی لفظ ہے لیکن اب جو پانی لانے والا پانی لائے گا، گلاس میں کبھی نہیں لائے گا۔ اب وہ لوٹا تلاش کرے گا۔ لوٹا بھر کے لا رہا ہے۔

یہ لفظ "پانی دو" گلاس سے لوٹے میں کس طرح تبدیل ہوا؟ محل وقوع کے تبدیل ہو جانے سے، پھر میں Bath room کے دروازے پر کھڑا ہو جاتا ہوں۔ بھائی پانی دینا، پانی دینا، اب لانے والا کبھی لوٹے میں نہیں لائے گا۔ اب وہ بالٹی تلاش کرے گا۔ بالٹی بھر کے لا رہا ہے اور بالٹی میں پیش کر رہا ہے۔

پانی دو...... گلاس میں آیا

پانی دو...... لوٹے میں آیا

پانی دو...... بالٹی میں آیا!!

لفظ مطلق مراد متعین۔ گلاس میں، لوٹے میں، بالٹی میں...... محل وقوع کی تبدیلی سے آیا۔ ہم قرآن کا محل وقوع جب تک نہیں سمجھیں گے...... کہاں اترا؟...... کن پر کن حالات میں اُترا...... ہم ترجمے سے بھٹک جائیں گے۔ چونکہ محل وقوع سے مفہوم میں تبدیلی آتی ہے، مخاطب کون ہے؟...... اس سے کس فضا میں کہا گیا؟ کس کو کہا گیا؟ کس انداز میں کہا گیا؟ اب انداز کا عربی سمجھے بغیر پتہ ہی نہیں چل سکتا۔ انداز کا تو پتہ ہی نہیں چل سکتا۔ صرف عربی سیکھنا ہی کافی نہیں، اہل زبان کی صحبت چاہیے۔ وہ کس لہجے میں بولتے ہیں، کیونکہ وہ اپنی فطرت پر ہوتے ہیں تو "لِمَ تقُولونَ مَا لَا تفعَلون" سے جو دھوکہ لگا وہ اس چیز کو نہ جاننے کی وجہ سے، ماحول نہیں جانتے۔ محل وقوع نہیں جانتے۔ لہجہ نہیں جانتے۔ صرف ترجمہ دیکھا، کیوں کہتے ہو جو کرتے نہیں۔ لہٰذا یہ بات فٹ کردی چونکہ عمل نہیں، اس کا کہنا بھی چھوڑ دو۔ نہیں! کیوں کہہ رہے ہو جو کرتے نہیں، کہ میں نے کیا ہے تب جا کر یہ کَبُرَ مقتاً میں ہے کہ جھوٹ ہے، جھوٹ ہے۔ کیوں کہہ رہے ہو جو تم نے کیا نہیں ہے۔ یہ نہیں اللہ تعالیٰ کہہ رہے ہے کہ اوروں کو دعوت دینا چھوڑ دو۔

تین فردِ جرم

پھر ایک اور آیت واضح کرتا ہوں:

اَرَءَیْتَ الَّذِی یُکَذِّبُ بِالدِّینِ O

تین جرم لگ رہے ہیں۔ وہ دیکھو، آخرت کا منکر۔

دوسرا جرم: فَذٰلِکَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْم ...... جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔ جو یتیم کو دھکے دے تو ہماری سوچ کے مطابق اس کو اوروں کو روٹی کھلانے کی دعوت دینا اس کے ذمے ہی کوئی نہیں چونکہ خود عمل کوئی نہیں تو اوروں کو کہنا بھی ذمے کوئی نہیں۔ فَذٰلِکَ الَّذِی یَدُعُّ الْیَتِیْم، یہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

اب تیسری فردِ جرم ولا یحُضُّ علٰی طعامِ المِسْکِیْنِ ایسا ظالم ہے نہ خود کرتا ہے نہ اوروں کو کہتا ہے۔ اوروں کو بھی نہیں کہتا کہ غریب کو کھانا کھلاؤ۔ تو یہ تیسرا جرم کیسے

ثابت ہوگیا؟ اگر خود عمل کرنا ہی شرط ہوتا دعوت دینے کے لیے، تو پھر یہ کیسے ثابت ہوگیا۔

فَذَالِکَ الَّذِی یَدُعُّ الْیَتِیْم ، یہ اعتراض چلتا ہے، پڑھے لکھے طبقے میں۔ ان پڑھ طبقے میں کہ خود تو عمل کرتے نہیں اوروں کو کہتے ہیں۔ بھائی! ہم کہتے ہیں:

خود بھی عمل کرو اوروں کو بھی کہو.......

خود بھی عمل کرو اوروں کو بھی کہو.......!!

باقی کامل ہونے کا دعویٰ کرنا تو بہت بڑی حماقت ہے۔ پہلے خود ٹھیک ہو جاؤ پھر اوروں کو ٹھیک کرو۔ اس سے بڑی نادانی والی بات ہی کوئی نہیں۔ بھائی! ہم خود ٹھیک ہونا چاہتے ہیں تو اس کے لئے معیار کیا قائم کریں؟ جو سب سے زیادہ ٹھیک ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لے لو، صحابہ کو لے لو۔ منہ پر ان کا نام آ گیا چلو انہی کی سنا دیتا ہوں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت وعظمت

جو سب سے زیادہ ٹھیک ہیں، کتنے ٹھیک ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہے۔ تو بھائی! اس سے زیادہ ٹھیک کس طرح ہو گا؟ کہا: علی! تجھے بشارت ہو، جنت میں تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہے۔ تو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گھر تو جنت میں سب سے اعلیٰ مقام پر ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر بھی وہیں ہوگیا۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ روزانہ رات کو اُٹھ کر روتے ہیں:

مِن قلة الزَّادِ وطُولِ السَّفرِ ووَحْشَةِ الطَّرِيقِ......

اے میرے مولا! سفر بڑا لمبا ہے، عمل بڑا تھوڑا ہے، تنہا طے کرنا ہے، پتہ نہیں میرے ساتھ کیا ہوگا؟......

تو جو سب سے اعلیٰ، ارفع، کامل واکمل ہیں وہ کہہ رہے ہیں: یا اللہ! میں تو کچھ بھی نہیں۔ یا اللہ! میں تو کچھ بھی نہیں۔ میں تو کچھ بھی نہیں اور ہم یہ کہہ رہے ہیں پہلے خود ٹھیک ہو جاؤ پھر اوروں کو کرنا۔ خود ٹھیک ہونے کا معیار کیا ہے؟ وہ تو جتنا ٹھیک ہوتا ہے وہ اپنے آپ کو گھٹیا اور بُرا سمجھتا ہے۔ جو جتنا بگڑا ہوا ہوتا ہے وہ کہتا ہے: میں بالکل ٹھیک ہوں، میں بالکل ٹھیک ہوں۔ ہاں! اس سے زیادہ ٹھیک کیا ہوگا جس کو نبی (صلی اللہ علیہ وسلم)

بشارت دے رہے ہیں: تیرا گھر میرے گھر کے سامنے ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسن اور حسین (رضی اللہ عنہما) جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں۔ تو سارا مسئلہ حل ہو گیا۔ تو پھر اب سر کٹانے کی کیا ضرورت اور بچے ذبح کروانے کی کیا ضرورت ہے؟

ہم تو کہتے ہیں: بھائی! اللہ کی نافرمانی سے بچو تاکہ جنت ملے۔ اپنے مفادات قربان کرو تاکہ جنت ملے اور ادھر تو جنت مل چکی ہے۔ تو "ہم خرما، ہم کباب" دونوں کام ہو جاتے۔ جنت تو پہلے ہی مل چکی ہوتی، جنت کے نوجوانوں کی سرداری مل گئی۔

اور بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، حسن، حسین، فاطمہ، علی (رضی اللہ عنہم) پانچوں قیامت کے دن اکٹھے ہوں گے۔

واقعہ کربلا کی جھلک

تو اتنی بڑی بشارت کے بعد کیا ضرورت تھی گردن کٹانے کی؟ بچے ذبح، بھائی ذبح، اولاد ذبح، بھتیجے ذبح، ایسا دردناک منظر، زمین و آسمان نے دیکھا نہیں، قیامت تک زمین و آسمان روتے رہیں گے ان پر۔

تو ان کو کیا ضرورت تھی مشقت اُٹھانے کی۔ ان کا تو مسئلہ حل ہوا پڑا ہے لیکن اللہ کے خوف میں، نہیں نہیں! یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ نہیں ہو سکتا۔ یہ سر کٹ تو سکتا ہے لیکن اللہ کا دین نہیں چھوٹ سکتا۔ حالانکہ مسئلہ حل ہوا پڑا ہے، جنت کے وعدے ہو چکے ہیں۔

گھر کی قربانی دے دی، معصوم بچوں کو قربان کرایا۔ ہم تو صرف پراٹھے پورے کرنے کے لئے حرام راستوں پر چلے جاتے ہیں۔ امریکن سکول میں پڑھانے کے لئے حرام راستوں پر چلے جاتے ہیں اور وہ پاکیزہ ترین نسل میں پاکیزہ ترین اولاد پانی مانگ رہی، پانی پانی...... ایک جائز مطالبہ پانی اور آسمان آج پہلے سے زیادہ آگ برسا رہا ہے۔ زمین پہلے سے زیادہ تپ رہی اور معصوم بچہ پانی کے لیے تڑپ رہا ہے۔ باپ کی گود میں، باپ پر کیا بیت رہی ہو گی؟

علی اکبر کی شہادت

جس کی زبان کا ایک بول ساری دنیا کو لا کے ڈھیر کر سکتا ہو اور جنت پہ بھی کوئی اثر

نہ پڑتا ہو، ہمارا مسئلہ تو یہ ہے کہ ہماری دنیا اگر غلط بن بھی جائے تو ہماری آخرت برباد ہوگی، ادھر تو آخرت بن گئی، مسئلہ حل ہو گیا اور معصوم بچہ گود میں تڑپ رہا۔ پانی، ابا پانی ...... یا بت، یا بتِ ......اور حرملہ بن کاہل کا تیر آتا ہے اور گلے سے پار ہو جاتا ہے۔

حرملہ بن کاہل کوفے کا تھا، جس نے تیر مارا اور علی اکبر کے گلے سے پار ہو گیا اور اس کی جو پیاس ہے وہ پانی سے نہیں اپنے ہی خون سے بجھتی ہے۔ وہ سارا اندر بھی باہر بھی، اسی خون سے اپنے چلو کو بھر لیا۔ اپنے چلو کو بھر لیا۔ ایسے اوپر کیا اور عرض کیا:

اے مولا!! اگر تو اس طرح مجھ سے راضی ہے تو میں بھی تجھ سے راضی ہوں۔ جو بنے ہوئے ہوتے ہیں وہ اس طرح قربان ہوتے ہیں۔ ہم کیا معیار قائم کریں۔ پہلے خود ٹھیک ہو جاؤ پھر اوروں کو کرو۔ ہمیں تو ہر حال میں اللہ کے پیغام کو لے کر پھرنا ہے۔ اس کے لیے مارے مارے پھرنا...... یہی ایک علاج ہے، لوگوں کو اللہ کی راہ پر لانے کا۔

ہم ٹکراؤ سے بچتے ہیں۔ پیار، محبت سے سمجھاؤ...... جو سمجھ جائے ٹھیک ہے، جو نہ سمجھے اللہ کے سپرد کرو، یہ بہت بڑی سیاست ہے۔

آخری گزارش

یہی گزارش تھی کہ ہم ہر حال میں اللہ کے پیغام کو لے کر پھرنے والے بنیں اور خود بھی عمل کریں اوروں کو بھی دعوت دیں۔ خود بھی کریں اوروں کو بھی کہیں۔ کمی آئے، اللہ سے مانگیں۔

یہ میری چند گزارشات تھیں۔ ان کے کہنے پر مزید آدھا گھنٹہ اوپر چلا گیا۔ ورنہ میں تو اپنی بات ختم کر چکا تھا۔ اب آپ بھائیوں سے دوبارہ آخر میں کہتا ہوں جو کمی بیشی ہو تو معاف فرما دیجئے گا۔ یہ اچھی مجلس ہے اور بڑے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ بہر حال میری گزارش ہے، آپ بڑے اہم لوگ ہیں، اور عدل کا قلم آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی کل کو آپ کے خلاف مدعی کھڑے نہ کر لیں قیامت کے میدان میں۔ بیوی، بچے سب بھاگ جائیں گے۔ آپ اکیلے کھڑے رہ جائیں گے اور پھر اس وقت کوئی نہیں چھڑا سکے گا، اللہ کے سوا۔ تو اللہ تعالیٰ اگر کوئی بندہ مدعی بن کر کے آ گیا تو اللہ بھی کہے گا: آپس میں نبٹاؤ، آپس میں۔ مسئلہ بڑا سنگین ہوگا۔ اس کو سامنے رکھ کر آئندہ کی بنیاد بنائیں تو انشاء اللہ آپ کی آخرت ہم سے بھی اعلیٰ درجے کی بنے گی۔

محکمہ پولیس کے ملازمین وآفیسرز سے خطاب

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہٖ الکریم، اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم. بسم اللّٰہ الرّحمٰن الرّحیم. اِنَّا عرضنا الامانۃ علی السّمٰوٰتِ والارضِ والجبالِ فاَبینَ اَنْ یَّحمِلنھا واشفقن منھا وحملھا الاِنسان ط اِنَّہٗ کان ظلومًا جھولًا O صدق اللّٰہ العلی العظیم.

خلافت کا تاج

محترم بھائیو اور دوستو! اللہ فرماتے ہیں ہم نے اپنی امانت کو آسمانوں پر پیش کیا انہوں نے انکار کر دیا، پھر زمین پر پیش کیا اس نے بھی انکار کر دیا، پھر پہاڑوں پر پیش کیا ان سب نے معذرت کر دی کہ اے اللہ ہماری ہمت نہیں کہ ہم بوجھ کو اٹھا سکیں۔ کہا حملھا الانسان، انسان نے اس بوجھ کو اٹھا لیا۔ میرے بھائیو! فرشتے انسانوں سے بہت اوپر ہیں، کوئی گناہ نہیں کرتے، اللہ کی خلافت کا تاج ان کے سر پر نہیں...... خلافت کا تاج اس انسان پر ہے جس کے گناہ زیادہ ہیں، نیکیاں تھوڑی ہیں اور کمیاں زیادہ ہیں اور خوبیاں تھوڑی ہیں۔ خلافت کا حق دار اُسے بنایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں امتحان میں ڈالا ہے۔

آسمانوں اور زمینوں میں اللہ کی طاقت

آپ غور فرمائیں، کائنات کی ہر چیز کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم میں اس طرح جکڑا

ہوا ہے کہ ذرہ بھی ادھر اُدھر نہیں ہو سکتی۔ سارا جہان ساری کائنات جو ہم دیکھ رہے ہیں اور جو ہماری نظروں سے اوجھل ہے، اس سب پر اللہ کا قبضہ ہے، والارض جمیعًا قبضتہٗ یوم القیامۃ والسّمٰوٰتُ مطویّٰتٌ بیمینہٖ، پھر دوسری آیت یُمسِکُ السّمٰوٰتُ والارض ان تزولا، آسمان کو زمین کو اللہ نے تھاما ہوا ہے، پھر آسمان کتنی بڑی مخلوق ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، ءاَنتم اشدُّ خلقًا اَمِ السّمآء، تم زیادہ مشکل اور سخت مخلوق ہو یا آسمان؟ آسمان سیدھا کیا ہوا ہے تو ہمیں بھی سیدھا کر سکتا ہے۔ آسمان میں جھول کوئی نہیں، ھَل تریٰ من فطور...... کیا اس میں تمہیں کمی نظر آتی ہے؟ مَا لَھا من فروش، کوئی اس میں شگاف نظر آتا ہے؟ سارے جہان کو، رَفَعَ السّمٰوات آسمان بلند کیے، والارض بعد ذالک دحٰھا، زمین کو بچھایا، وَالْجِبَالَ ارسٰھا پہاڑوں کو گاڑا، ھو الّذی سخّر البحر (وہ جس نے) سمندروں کو قابو کیا، سخّرلکم الانھٰر، دریاؤں کا نظام چلایا، یُرسِلِ الرّیٰح مبشّراتٍ پھر ہواؤں کو پھرایا، کبھی عٰصِفٰت، کبھی مرسلٰت، کبھی عقیم اور کبھی ریاح اور کبھی رِیح، کبھی عذاب کی ہوا چلائی اور کبھی رحمت کی۔ عٰصفًا، قٰصفًا ...... یہ عذاب کی ہوائیں ہیں اور مُرسلات، مبشّرات یہ رحمت کی ہوائیں ہیں۔ تو ہواؤں کے نظام پر قبضہ، پھر ساری کائنات میں ہونے والے درخت ان کے پتے، ان کی چھال، ان کی کھال اور ان کے اندر کے سارے نظام پر اللہ تعالیٰ کی قدرت ہے کہ انگور پر آم لٹکا ہوا نظر آئے تو لوگ کہیں کیا قدرت ہے؟ آم کے درخت پر آم کا لگنا بھی اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی قدرت ہے۔ ہمیں ایک چھوٹی سی بیل پہ کریلا نظر آتا ہے تو ہمیں چونکہ عادت ہو گئی ہے، ہم کہتے ہیں ٹھیک ہے...... یہ کتنی بڑی قدرت ہے کہ ایک زمین ہے، کوئی ذائقہ نہیں، ایک پانی ہے کوئی رنگ نہیں اور ایک ہی کھاد ہے جو ویسے ہی یا تو گوبر ہوتی ہے یا مصنوعی کھاد ہوتی ہے...... زمین کا رنگ کوئی نہیں، کھاد کا ذائقہ کوئی نہیں، پانی کا ذائقہ کوئی نہیں، ہم صرف بیج ڈالتے ہیں...... وہ آسمان پہ بیٹھ کر تربوز کو سرخ بناتا ہے، خربوزے کو سفید بناتا ہے...... کریلے کو کڑوا بناتا ہے...... گاجر کو میٹھا بناتا ہے...... کسی کو زمین کے اندر اُگاتا ہے کسی کو زمین کے اوپر پھیلاتا ہے، کسی کو درخت کے اوپر پھیلاتا ہے، اس میں رنگ بھرتا ہے، اس میں ذائقے بھرتا ہے، اس میں خوشبوئیں بھرتا ہے...... یہ سائنس دان اور

زمیندار تو کچھ نہیں کر رہے...... وہ تو اتنا ہی کر رہے ہیں بیج ڈالا اور بس۔ اگلا کام اس کائنات والے کا چلتا ہے۔ ما کان لکم ان تُنبِتوا شجرھا ،وہ اللہ خود اپنا نظام بتاتے ہیں، انّا صَبَبْنا الماء صبًّا، میں پانی برساتا ہوں...... ثمّ شققنا الارض شقًّا، پھر زمین کو پھاڑتا ہوں...... فانبتنا فیھا حبًّا وعِنبًا وقضبًا وزیتونًا ونخلًا وحدآئق غلبًا وفاکھةً وابًّا، پھر اس میں سے پھل نکالتا ہوں، غلے نکالتا ہوں، جھول نکالتا ہوں، زیتون نکالتا ہوں، گندم کو نکالتا ہوں، باغات بناتا ہوں۔

یہ سب کچھ اے بندے تیرے لئے!

متاعًا لّکم ولانعامِکم...... تمہارے لیے۔ تمہارے جانوروں کے لئے چارا نکالتا ہوں۔ والارضَ بعد ذالک دحٰھا، زمین بچھائی، والجبال ارسٰھا پہاڑ لگائے، اَخرجَ منھا مآء ھا ومرعٰھا ،پانی اور چارہ نکالا، والجِبالَ ارسٰھا، پہاڑوں کو گاڑ کے کیل بنایا۔ بھائی! یہ سارا کام سارا نظام کیوں چلایا؟ متاعًا لّکم ولانعامکم، تمہارے لئے، تمہارے جانوروں کیلئے۔ ھُوَالّذی سخّر البحرِ سمندر قابو کر لیے، ایک موج چھوڑ دیتا تو ساری زمین غرق ہو جاتی۔ تین حصے پانی ہے، ایک حصہ زمین ہے، مسخر کر دیے۔ پھر اس نے کہا، لِتاکلوا منہُ لحمًا طرِیًّا مچھلی نکال کے کھاؤ وتستخرِجوا منہُ حِلیَةً ،موتی نکال کے پہنو۔ وتری الفلک مواخِر فیہ، کشتیاں چلاؤ، تجارت کرو۔ کشتیاں نہ ہوں تو دنیا میں تجارت نہیں ہو سکتی۔ عالمی تجارت ہے ہی سمندر کے راستے سے۔ تو سارے نظام کو اللہ انسان کے گرد گھمار رہا ہے۔ کیونکہ اس کو خلیفہ بنایا ہے نا!

شب و روز میں اللہ کی قدرت

پھر رات کا نظام آ رہا ہے، پھر دن آ رہا ہے۔ یولِجُ الّیل فی النّھارِ رات لمبی ہو گئی، اب ہم سو رہے ہیں۔ یُولِجُ النّھار فی الّیل، دن لمبے ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اَلشّمسُ تَجری لِمُستَقرٍّ لھا، سورج کا اپنا نظام ہے، والقمر قدّرنٰہ منازل چاند کا اپنا نظام ہے۔ پھر ان دونوں میں ٹکراؤ نہیں۔ لا الشّمسُ ینبغی لھآ اَن تدرِک القمر ولا الّیل سابق النّھار ،دن رات نہیں ٹکراتے، سورج چاند نہیں ٹکراتے۔ یہ

سارے اپنے نظام پہ چل رہے ہیں۔ان کو اللہ درہم برہم کردے تو کائنات تباہ ہوجائے۔

قل أرء يتم ان جعلَ اللّٰه عليكم الّيل سرمدًا اِلٰى يومِ القيامةِ من اِلٰهٌ غير اللّٰه يأتيكم بضيآءٍ افلا تسمعون O

تم مجھے بتاؤ اگر میں اسی رات کو کھڑا کردوں، سورج کو نکلنے نہ دوں تو میرے علاوہ کون ہے جو دن نکال کے دکھا سکے؟ اور دن نہ آئے تو زندگی ہی ختم ہوجائے۔سورج کی حرارت پہ تو زندگی ہے۔سورج کو روک دے، رات کو کھڑا کردے تو کون زندگی کو قائم کرسکتا ہے؟ پھر اس کا عکس......

قل أرء يتم ان جعلَ اللّٰه عليكم النّهار سرمدًا اِلٰى يومِ القيامةِ من اِلٰهٌ غير اللّٰه يأتيكم بليلٍ تسكنون فيه ؕ افلا تبصرون O

اگر میں تم پر دن کو کھڑا کردوں، رات کو نہ آنے دوں تو میرے علاوہ کون ہے جو تمہارے لیے رات لاسکے؟ کچھ تو تمہیں غور کرنا چاہیے۔

پھر ایک اور نظام میں غور فرمائیں۔ زمین چوبیس ہزار کلومیٹر کے دائرے میں ہے۔گیند ہے چوبیس ہزار کلومیٹر کا۔اللہ نے اس کی رفتار ہزار میل فی گھنٹہ بنائی ہے۔ ہزار میل فی گھنٹہ کے اعتبار سے گھومتی ہے۔تو چوبیس گھنٹے میں اپنا چکر پورا کرتی ہے۔اس میں آدھا وقت رات ہوجاتا ہے آدھا وقت دن ہوجاتا ہے۔اس کی رفتار ہم نے تو نہیں فکس کی، نہ ہی کسی سائنس دان نے فکس کی ہے، اللہ نے ہی فکس کی ہے۔اللہ ہی ایکسی لیٹر بڑھا دے اور ہزار سے دو ہزار میل فی گھنٹہ کردے تو چھ گھنٹہ کا دن ہوجائے گا اور چھ گھنٹے کی رات ہوجائے گی۔نہ ہم کام کرسکیں گے نہ ہم آرام کرسکیں گے۔ اللہ ایکسی لیٹر سے پیر ہٹالے اور اس کی رفتار کو کم کرکے پانچ سو میل فی گھنٹہ کردے تو چوبیس گھنٹے کا دن ہوجائے گا اور چوبیس گھنٹے کی رات ہوجائے گی۔کام کرتے کرتے بھی کمر ٹوٹے گی اور لیٹے لیٹے بھی کمر ٹوٹے گی۔نہ رات گزرنے کو آئے گی نہ دن گزرنے کو آئے گا۔یہ اس مالک الملک کا نظام ہے جو انسان کے گرد گھمایا ہے کہ یہ بارہ گھنٹے کا دن بارہ گھنٹے کی رات، اس میں اس کا نظام چل سکتا ہے۔

زمین میں اللہ کی قدرت

اللہ نے زمین کو ایک حکم دیا ہے کہ عاجزی سے چلو۔

هو الّذی جعل لکم الارض ذلولًا......

الم نجعل الارضَ مهٰدًا......

اور......

والی الارضِ کیف سطحت......

والارضَ وما طحٰها......

والارضَ بعد ذالک دحٰها......

امَّن جعل الارضَ قرارًا وجعل خِللٰها انهٰرًا وجعل لها رواسِی وجعل بین البحرینِ حاجزًا ءَ اِلٰهٌ مَّع اللّٰه بل اکثرهم لا یعلمون......

یہ اللہ تعالیٰ کی صرف زمین پر قدرت ان ساری آیات میں ہے۔ زمین کے ذریعے سے ہم پر کیا رحم کر رہا ہے، وہ ہمیں بتا رہا ہے۔ میں نے تمہارے لئے زمین بچھونا بنائی، قرار بنایا، رہنے کی جگہ بنائی، ٹھہرنے کی جگہ بنائی، اس کو ایک نظام کے تحت تمہارے لیے مسخر فرمایا، کوئی اور بھی ہے جو میرے علاوہ کر سکے؟...... ءَ اِلٰـهٌ مَّع اللّٰه؟...... کوئی اور ہے جو تمہارے لیے یہ سارا نظام چلا سکے؟ اللہ تعالیٰ نے اس سارے نظام کو انسان کے گرد گھمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک اور حرکت پیدا کی۔ یہ جب گھومتی ہے تو ساتھ ساتھ رقص بھی کرتی ہے، جھومتی بھی ہے، گھومتی بھی، تو جھومتے جھومتے تیس ڈگری پر آتی ہے، ایسے...... وہاں سے جھومتے جھومتے اِدھر جاتی ہے تیس ڈگری پر، یہاں آتی ہے اور وہاں سے یوں، یہاں سے یوں۔ آج تک اس کو چوبیس ڈگری پہ نہیں دیکھا گیا۔ تیس پہ نہیں دیکھا گیا، انیس پہ نہیں دیکھا گیا۔ تیس پر آ کے اس نے یوں آنا ہے پھر تیس پر یوں جائے گی۔ اگر اللہ اس کے جھومنے کو بند کر دے اور یوں یوں ایک سیکنڈ بند کرے تو زمین پر موسم ختم ہو جائے گا۔ موسم گرمی، سردی، خزاں، بہار یہ ختم ہو جائے گا اور نارتھ اور ساؤتھ پول کی جو برف ہے وہاں

سے جو ہوائیں چلیں گی تو سارے جہاں پر برف چھا جائے گی اور جب وہ ہوائیں بند ہوں گی تو سورج کی آگ ہمیں تڑپا کے رکھ دے گی تو ساری کائنات یا جل جائے گی یا ٹھہر جائے گی۔ اسے یوں یوں حرکت دینا اس میں نہ پولیس والوں کی کوئی طاقت خرچ ہو رہی ہے نہ فوج والوں کی طاقت استعمال ہو رہی ہے، نہ سائنس دانوں کی کوئی طاقت استعمال ہو رہی ہے.....اللہ ہے جو اپنی طاقت سے یہ سارا نظام سیٹ کر کے چلا رہا ہے، پھر اللہ نے زمین میں کشش رکھی ہے کہ چیزوں کو کھینچتی ہے۔ اوپر ہوا کا غلاف ہے پانچ سو میل لمبا۔

ستاروں میں اللہ کی قدرت

کبھی آپ نے رات کو ستارے ٹوٹتے دیکھے ہوں گے...... یہ وہ شیلنگ ہے اگر اللہ اس کو ہوا میں نہ چلاتا تو ہر سیکنڈ میں لاکھوں بم زمین پر گر رہے ہوتے۔ جن کی رفتار بندوق کی گولی سے نوے گنا زیادہ ہوتی ہے۔ چالیس میل فی سیکنڈ ان کی رفتار ہوتی ہے جو آپ سمجھتے ہیں ستارے ٹوٹ رہے ہیں، یہ ستارے نہیں ہیں یہ فضا میں بکھرے ہوئے وہ ٹکڑے ہیں جو بڑے بڑے ستاروں سے کسی جھٹکے سے ٹوٹے ہیں۔ پھر چھوٹے چھوٹے ہو کر فضا میں بکھرتے ہیں۔ وہ چلتے چلتے جب زمین کے غلاف میں داخل ہوتے ہیں تو ان کی رفتار اللہ تعالیٰ اتنی تیز فرما دیتا ہے جو چالیس میل فی سیکنڈ پہ آ جاتے ہیں اوپر جو غلاف ہے اتنا کثیف ہے اتنا موٹا ہے کہ وہ اس کے ساتھ رگڑ کھاتے ہیں، کھا کر چمکتے ہیں، ہم سمجھتے ہیں وہ شیطان کو مارا جا رہا ہے وہ جو پتھر ہوتے ہیں اپنی رگڑ سے رفتار کی تیزی سے ہوا کی رگڑ سے جل کر وہیں فضا میں راکھ ہو جاتے ہیں، اللہ اگر وہ کام کر دے کہ اوپر والی جو ہوا کا غلاف ہے اسے پتلا کر دے اور اس کی رفتار کو سست کر دے تو روزانہ اسلام آباد پہ نہیں سارے امریکہ و یورپ، ایشیا پہ ہر وقت بم باری ہو رہی ہو گی۔ نہ گھر سلامت رہیں گے نہ جان سلامت رہے گی۔ کیسا نظام چلایا ہے؟...... "وجعلنا السّماء سقفًا محفوظًا" ہم نے تمہارے اوپر محفوظ چھت کو قائم کر دیا ہے۔

سورج کا حیرت انگیز نظام الٰہی

سورج ایک سیکنڈ میں، صرف ایک سیکنڈ میں جتنی آگ پھینکتا ہے دس لاکھ ایٹم بم

زمین پر گرائے جائیں اس سے جتنی آگ اور حرارت نکلتی ہے سورج اتنی حرارت ہر سیکنڈ میں زمین پہ پھینک رہا ہے اور جب سے چل رہا ہے پھینک رہا ہے۔ وجعلنا فیہا سراجا وہاجا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے دہکتا ہوا چراغ اور انگارا تمہارے سروں کے اوپر جلا دیا اور اس میں سے جو آگ نکلتی ہے اس کے بیس کروڑ حصے کئے جائیں تو بیس کا کروڑواں حصہ دنیا میں آ رہا ہے، باقی انیس کروڑ ننانوے لاکھ ننانوے ہزار نو سو ننانوے حصے اللہ تعالیٰ فضا میں جلا رہا ہے اور ختم کر رہا ہے۔ اگر اللہ صرف بیس کروڑ میں کا ایک کی بجائے دو حصے ڈالنا شروع کر دے، تین حصے ڈالنا شروع کر دے تو ساری کائنات جل کے راکھ ہو جائے گی۔ یہ وہ اللہ کا نظام ہے جو فرعون کے لیے بھی چل رہا ہے، موسیٰ علیہ السلام کے لیے بھی چل رہا ہے۔ پولیس والوں کے لئے بھی چل رہا ہے فوج والوں کے لئے بھی چل رہاہ ¥ اور اس میں اللہ تعالیٰ نے کوئی بخل نہیں کیا۔

اور یہ سارے انعامات دے کر اللہ ہم سے صرف ایک مطالبہ کرتا ہے کہ اپنے جسم وجان کو میری مرضی کے مطابق استعمال کرو، اپنی مرضی کے مطابق استعمال مت کرو۔

ہوا اور گیس میں رب کی طاقت

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس ہوا کے غلاف کو اٹھا دے، کیسے اٹھائے؟ زمین اس کو سکیڑ دے، زمین سکڑ جائے تو اس کی کشش گھٹ جائے گی تو ہوا میں اڑ جائے گی یا زمین باقی رکھے اس کی کشش خود ختم کر دے اس کو کیا مشکل پڑتی ہے؟ تو ہوا اڑ جائے گی۔ کبھی آپ نے دیکھا ہے یہ بچے گیس والا غبارہ لے کر چل رہے ہوتے ہیں نا، وہ ہاتھ سے چھوٹ جائے تو یوں فضا میں اڑ جاتا ہے۔ ہم پورے گھروں، بنگلوں، گاڑیوں سمیت ہوا میں اڑ جائیں گے زمین پہ ٹک نہیں سکتے۔ ہوا کے پریشر نے، زمین کی کشش نے ہمیں زمین پہ بٹھایا ہوا ہے۔ ایک دفعہ میں لیٹا ہوا تھا دیکھا چھپکلی اوپر جا رہی تھی۔ میں نے کہا اے اللہ تیری کیسی قدرت ہے کہ یہ الٹی چل رہی ہے، تھوڑی دیر کے بعد خیال آیا کہ ہم بھی تو اُلٹے بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ زمین ہے اور یہ پاؤں ہیں اور سر فضا میں ہے۔ ہم سارے کے سارے الٹے زمین کے ساتھ چپکے ہوئے ہیں۔ الٹے چل رہے ہیں کبھی محسوس ہوا کہ الٹے چل رہے ہیں؟ چھپکلی بھی الٹی چل رہی ہے گرتی بھی نہیں، ہاں ہم بھی تو پچاس سال سے

الٹے چل رہے ہیں کبھی گرے نہیں۔

سب عظمتوں کے مالک اللہ

اللہ اگر ایک کام کر دے، ہوا کو کہہ دے واپس آ جا۔ ہوا واپس آ جائے، یوں جائیں گے جیسے غبارہ ہوا میں اڑتا ہے۔ یہ وہ اللہ کی نشانیاں ہیں "سنریھم ایتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق"، ہم تمہیں اپنی نشانیاں دکھائیں گے جس سے تمہیں میری قدرت نظر آئے گی اور میری طاقت نظر آئے گی کہ وہ ذات حق ذات ہے جس کے ہاتھ میں ساری کائنات ہے۔ وہ لا شریک لہ، شرک سے پاک ہے۔ لا وزیر لہٗ، وزیر اس کا کوئی نہیں۔ لا مُشیر لہٗ، مشیر اس کا کوئی نہیں۔ لا مِثال لہٗ، مشابہ اس کا کوئی نہیں۔ لا شبیہَ لہٗ، اس جیسا کائنات میں کوئی نہیں۔ المَلِک لا شریک لہٗ، الفردُ لا نِدَّ لہٗ اَلْعَلیُّ لا سمیع لہٗ اَلْغَنِیُّ لا وَلِیَّ لہٗ یہ سارے حدیث پاک کے الفاظ ہیں جو میں نے بولے ہیں، کہ وہ غنی ہے مددگار کوئی نہیں، اکیلا ہے شریک کوئی نہیں، وہ بلند ہے اس کا ہمسر کوئی نہیں۔ ایک آیت بڑی عجیب اللہ نے قرآن میں کہی ہے، ھل تعلم لہٗ سمِیًّا...... تمہیں پتہ ہے کہ کوئی میرے جیسا ہے تو بتاؤ تاکہ پھر مقابلہ تو ہو جائے۔ تو وہ اللہ جو ساری کائنات کو بنانے والا ہے اور بنانے میں اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں، چلانے میں اکیلا ہے۔ یدبّر الامر من السّماء الی الارض، نظام چلاتا ہے ہو الّذی خلقکم خالق خلق سبع سمٰوات آسمان ومن الارضِ مثلھُنّ زمین، خالق، مدبر اور کائنات میں وہ جو چاہے کر کے دکھلائے، وہ نہیں ہوتا جو پولیس والے چاہتے ہیں۔ وہ نہیں ہوتا جو فوج والے چاہتے ہیں وہ نہیں ہوتا جو پاکستان والے، امریکہ والے چاہتے ہیں، اس کائنات میں وہ ہوتا ہے جو اللہ چاہتا ہے۔

وما تشآء ون اِلّا اَنْ یّشآء اللّٰہ ربُّ العلمین......

یفعلُ اللّٰہ ما یشآء ......

یخلقُ اللّٰہ ما یشآء......

یھدی من یشآء ......

یضلُّ من یّشآء ......

وتعزُّ من تشآء...... عزت

وتذل من تشاء ...... ذلت

ویبسط الرّزق لمن یشاء...... کشادگی

ویقدر، تنگی......امات،موت......احیا،زندگی......اضحک،خوشی......

وابکی،غم......خوشی،غم،زندگی،موت،عزت،ذلت،عروج وزوال،یہ اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں۔ ''میرے ارادے سے ہوتا ہے،تمہارے ارادے سے نہیں ہوتا''۔

اے انسان اپنے بدن میں رب کو پہچان

میرے بھائیو! جس رب نے اتنا بڑا نظام ہمارے لیے چلایا ہے، اچھا یہ تو باہر کا نظام ہے۔ یہ کتنی بڑی قدرت ہے کہ میرے خیالات آواز کی شکل میں بدلتے ہیں وہ آواز الفاظ کی شکل اختیار کرتی ہے پھران الفاظ کو ہوا آپ کے کانوں تک پہنچاتی ہے اور خیالات آپ سمجھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے۔ یہ گوشت کالوتھڑا ہے جو ہلتا ہے اور پیچھے خیالات جو آگے آتے ہیں زبان پہ آتے ہیں تو الفاظ کا روپ دھارتے ہیں آواز کی شکل الفاظ میں بدلتی ہے اور اگر درمیان میں ہوا نہ ہو تو میں چلا رہا ہوں گا آپ ایک لفظ بھی نہیں سن رہے ہوں گے۔ ہوا ہمارے پیغام کو آپ کے کانوں تک پہنچاتی ہے، پھر وہ الفاظ مفہوم لے کر آپ کے دماغ میں چلے جاتے ہیں۔ یہ کتنی بڑی اللہ کی قدرت ہے۔ زبان سے بولنا ہوتا تو زرافہ بولتا جس کی اتنی لمبی زبان ہے، اللہ اتنی چھوٹی سی زبان کو الفاظ سے مزین فرمارہے ہیں۔

کانوں میں دو لاکھ ٹیلی فون

پھر ہمارے ایک ایک کان میں ایک لاکھ ٹیلی فون لگے ہوتے ہیں ایک لاکھ پردے ہیں یوں سمجھو ایک لاکھ ٹیلی فون ہیں، ایک لاکھ اِدھر ایک لاکھ ادھر، آپ اگر ٹیلی فون کا بل نہیں دیں گے تو محکمے والے کاٹ کے چلے جائیں گے۔ اور اللہ نے دو لاکھ ٹیلی فون لگائے ہیں کوئی بل نہیں لیا نہ کبھی مانگا ہے صرف ایک بل مانگا ہے وہ کوئی بھی نہیں دیتا، إلّا ما

شاء اللہ...... کہ اے میرے بندے! ان کانوں سے گانے نہ سنا کر، گالی نہ سنا کر، غیبت نہ سنا کر اور غلط باتیں نہ سنا کر، ان کانوں سے وہ سن جو میں کہتا ہوں۔ اپنی ضرورت کی سن، اپنی دنیا کی ضرورت کی سن، اپنی ضروریاتِ زندگی کی سن، قرآن سن، اچھی باتیں سن، پر کسی کی گالی نہ سن، کسی کا گلہ نہ سُن، کسی کی غیبت نہ سُن، گانا بجانا نہ سن، رنڈی کا گانا نہ سن، میرا اتنا ہی بل ہے۔ آپ کا تو ٹیلی فون گورنمنٹ کاٹ جائے اِدھر دو لاکھ ٹیلی فون ہیں مگر بل دینے والے کوئی لاکھوں میں نظر نہیں آتا ہے۔ پھر بھی اللہ کا کنکشن جاری ہے۔ ٹھیک ہے، بھائی چلنے دو، کبھی تو توبہ کرے گا۔

آنکھوں میں تیرہ کروڑ بلب

پھر ہماری دو آنکھیں ہیں، اس ایک آنکھ میں تیرہ کروڑ بلب لگے ہوئے ہیں، تیرہ کروڑ، جو جلتے بجھتے ہیں، جو آپ کو رنگ بتاتے ہیں، آپ کو روشنیاں بتاتے ہیں۔ چھ لاکھ بلب ہیں جو رنگ بتاتے ہیں اگر وہ چھ لاکھ بلب اللہ بجھا دے تو سفید کالے پیلے سب غائب ہو جائیں گے ہر چیز سفید نظر آئے گی اور چند بلب ایسے ہیں وہ اللہ تعالیٰ بجھا دے تو فاصلے کی سمجھ ختم ہو جائے گی کہ آپ مجھ سے کتنے فاصلے پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ نظر تو آئے گا مگر ججمنٹ ختم ہو جائے گی۔ روز ٹکر، روز ٹکر، او جی میں سمجھا کہ میں قریب سے گزر رہا ہوں، یہ نہیں پتہ کہ اوپر ہی چڑھ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان بلبوں کو بجھا دے تو فاصلے کا ناپنا ختم ہو جائے گا۔ چند بلب اور ہیں، اللہ ان کو بجھا دے تو سائز کا پتہ نہیں چلے گا کہ یہ دو فٹ چوڑا ہے دو فٹ لمبا ہے۔ اس کی تمیز اللہ تعالیٰ ختم کر دے گا اور سارے ہی بجھا دے تو اندھا ہی ہو گیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے تیرہ کروڑ بلب لگا کر ان کا صرف ایک بل مانگا ہے۔ صرف ایک بل......

یاابن ادم جعلتُ لک عینَین، تجھے دو آنکھیں دی ہیں...... **وجعلت لهُما الغِطَی**، اس پر پردہ لگایا ہے۔ **فانظر بعینیک کما احللتُهٗ لک** اپنی آنکھوں سے وہ دیکھ جو میں نے تیرے لیے حلال کر دیا ہے۔ حلال دیکھو، حرام کیا ہے وہ سب کو پتہ ہے اور اگر تیرے سامنے وہ شکل آئے جس کا دیکھنا میں روک چکا ہوں جس کا دیکھنا میں بے حیائی قرار دے چکا ہوں تو یہ پردہ (پلکیں) یوں گرا لیا کر! فرمایا ”میرا اور کوئی بل نہیں“...... کتنے ہیں

جو یہ بل دیتے ہیں؟ اگلی بات یا ابن ادم ، جعلتُ لک فرج و جعلتهٔ ستراً ، میں نے تیرے اندر شہوت رکھی اوراس کے ساتھ حیا کا پردہ بھی رکھا۔اپنی شہوت کو وہاں استعمال کر جہاں میں نے حلال قرار دیا ہے، اگر کوئی حرام چیز کی طرف شیطان دعوت دے تو حیا کے پردے کو گرا، تو نہیں حیا کرے گا تو اور کون کرے گا!!

تیری زبان رب کے تابع

پھر تیسری چیز جعلتُ لک لساناً و جعلتهٔ باباً تجھے زبان دی ہے، زبان پہ (ہونٹوں کے) دو دروازے لگائے ہیں۔ایک تو یہ بولنے کا کام دیتی ہے اور ایک یہ ذائقے بتاتی ہے۔زبان میں تین ہزار خانے ہیں چھوٹے چھوٹے۔آپ میٹھا کھائیں گے تو بتائیں گے جناب ایس پی صاحب آپ میٹھا کھا رہے ہیں۔آپ ٹھنڈا کھائیں گے تو وہ آپ کو پیغام دیں گے کہ آپ ٹھنڈا کھا رہے ہیں، اور آپ کڑوا کھائیں گے تو فوراً بتائیں گے کہ آپ کڑوا کھا رہے ہیں، اگر اللہ ان خانوں کو بند کر دے تو پتھر کھلا دو گوشت کھلا دو تو برابر ہے، میٹھا کھلا دو کڑوا کھلا دو تو برابر ہے اور اسے دوا کھلا دو مٹی کھلا دو تو برابر ہے۔ان ذائقوں کو کھولتے رہنا ان خانوں کو کھولتے رہنا اور پھر ساتھ ساتھ بولنے کی طاقت دیتے رہنا کتنا عظیم کارنامہ ہے!

حضرت عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے خطیب گزرے ہیں، آٹھ آٹھ گھنٹے ساری ساری رات بولا کرتے تھے۔ایک ایک ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کے مجمع تک بغیر لاؤڈ سپیکر کے ان کی آواز جاتی تھی۔آخری عمر میں صرف زبان پہ فالج ہوا، پھر وہ آہستہ آہستہ ٹھیک ہوئی تو لڑکھڑانے لگی۔ایک دن کہنے لگے، اللہ نے مجھے بتایا ہے کہ عطاء اللہ میں بلواتا تھا، تو نہیں بولتا تھا۔اپنی طاقت سے بولتا ہے تو اب بول کے دکھا۔بلوانے والا اللہ تعالیٰ ہے۔تو کیا کہا؟ تجھے زبان دی، اس پر دروازہ لگایا ما نطق بلسانک ما احللتهٔ لک اپنی زبان سے وہ بول جس کی میں نے تجھے اجازت دی ہے۔اب اگر آپ کو چڑھ گیا غصہ تو پکڑ لیا اور گالی دینے لگے جیسے عام طور پر سپاہیوں کی عادت ہے۔سپاہی کیا سارے ہی تاجروں کی چھوٹے چھوٹے بچے گالیاں دیتے پھرتے ہیں۔آپ کا ہی نہیں سب کا یہی

حال ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ واذا تسابت امتی سقطت من عین اللّٰہ جب میری امت میں گالی گلوچ عام ہو جائے گی تو اللہ کی نظر سے گر جائے گی۔افسر کی نظر سے گر جائیں تو کتنا بُرا حال ہوتا ہے۔نیند اُڑ جاتی ہے اور اللہ کی نظر سے گر جائیں تو کتنا بُرا حال ہوگا......تو کیا کہا اللہ نے، جب تیری زبان پر کوئی غلط بول آنے لگے تو اپنی زبان کو بند کر دے۔ اَغْلِقْ علیکَ الباب تالا لگا دے زبان بند کر لے۔آگے کیا کہا اللہ تعالیٰ نے، یا ابن آدم لا تُطِیق عذابی و لا تتحمّلُ سخطی وتعصِینی......اے میرے بندے نافرمانی نہ کیا کر، تو میرے عذاب کو سہہ نہیں سکے گا، میری پکڑ کو سہہ نہیں سکے گا تو میری نافرمانی نہ کیا کر، میرا عذاب توسہہ نہیں سکے گا۔

سب انتظامات تیرے لئے

تو میرے بھائیو! ہمارا تو سارا کا سارا وجود ہی اللہ کا مرہونِ منت ہے کہ نطفے سے انسان بنے ہوئے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ساری کائنات ہماری خدمت میں لگا کر ہم سے صرف ایک مطالبہ کیا ہے یا ابن آدم خلقتُ الاَشیاء لِاَجْلِکَ، میرا بندہ سارا جہان تیرے لیے ہے، وخلَقْتُکَ لِاَجلِیْ اور تو میرے لیے ہے، لہٰذا میری مان کے چل۔ ہمیں بھائی آپ کی خدمت میں دو تین باتیں کرنی ہیں۔ان میں سے پہلی بات میں نے مکمل کی ہے کہ ہم اللہ کے ماننے والے بنیں۔وہ نہ مانیں جو میرا جی چاہتا ہے، وہ مانیں جو اللہ چاہتا ہے۔آپ لوگ حکومت کو مانتے ہیں تو آپ کو تنخواہ ملتی ہے نا! اور آپ حکومت کو ماننا چھوڑ دیں تو حکومت والے نکال دیں گے۔تو جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ تو حکومت سے زیادہ غیرت والا ہے۔جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ کے غیبی خزانے کھلیں گے۔حکومت جب غیرت کھاتی ہے تو جب آپ اللہ کے سپاہی بنیں گے تو اللہ غیرت کتنی کھائے گا، یقیناً اللہ کا غیبی نظام آپ کے لیے حرکت میں آئے گا۔

اپنے کریم رب کے حضور جھک جا (سچی توبہ کر)

تو بھائی، ہم اللہ کی مانیں۔آج تک جو ہوا اس سے توبہ کر لیں، اللہ کی ذات جیسی رحیم اور کریم اور اس سے بڑا مہربان اور معاف کرنے والا بحر و بر میں کوئی نہیں۔۔ساری

زندگی گناہوں میں گزر جائے صرف ایک دفعہ کہہ دے، اے اللہ معاف کر دے...... اللہ سارے ہی معاف کر دیتے ہیں طعنے بھی نہیں دیتا۔ آپ کی اور ہماری ماں خدانخواستہ ناراض ہو جائے اُسے راضی کرنا پڑے تو پہلے طعنے بولیاں دے گی پھر معاف کرے گی، اور اللہ تعالیٰ سبحان اللہ، یا اللہ مجھے معاف کر دے، غلطی ہو گئی...... چل میرا بندہ سارے ہی معاف۔ تو بھئی ہم معافی مانگ لیں۔ اللہ سے صلح ہو جائے گی تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا (نافرمان کے لیے) زمین و آسمان جوش کھاتے ہیں کہ اے اللہ اجازت ہو تو تیرے نافرمانوں کو نگل جائیں۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ سے بڑا کوئی سخی ہو سکتا ہے؟ میں تو اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کرتا ہوں۔

اللّٰہ اکبر مَنْ اقبلَ اِلَیّ ، کلام میں غور فرمائیں، میں اللہ اور اللہ کے حبیب کا کلام عرض کرر رہا ہوں۔ میری اپنی کوئی بات نہیں۔ اللہ کی بات ہے۔ یا اللہ کے حبیب ﷺ کی بات ہے۔ مَن اَقْبَل اِلَیَّ ، جو میری طرف چل پڑتا ہے چاہے سارا دامن اس کا گناہوں سے آلودہ ہو چکا ہے اور رواں رواں اس کا گناہوں میں جکڑا ہوا ہے لیکن جب میری طرف چل پڑے، فلقیتهٗ من بعید ، آگے بڑھ کر میں استقبال کرتا ہوں۔ اللہ اکبر! جس سے آپ کو تعلق ہوتا ہے نا، آپ اسے دیکھ کر اٹھ پڑتے ہیں اور آگے بڑھ کر اس کو ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں جو میری طرف آ جائے، میں آگے بڑھ کے اس کو ملوں گا پھر یہی نہیں، ہم سے جو منہ موڑے ہم دس دفعہ اس سے منہ موڑتے ہیں،۔ و من اعرض عنّی اور جو مجھ سے منہ موڑ لیتا ہے نادیتهٗ قریب میں اس کے قریب جا کر اسے یوں بلاتا ہوں، اے میرا بندہ کہاں جا رہا ہے؟ مسئلہ تو ادھر حل ہو گا مجھے چھوڑ کر کہاں چل دیا اور اس کو قرآن میں اس طرح بیان کیا ہے،

یٰۤاَیُّها الْاِنْسَانُ ما غرّک بربّک الکریم،

اے میرے پیارے بندے تجھے کس نے دھوکہ دیا ہے اپنے رب کی ذات کے بارے میں کہ تو رب سے جفا کر بیٹھا اور مخلوق سے وفا کر بیٹھا ہے، ما غرّک بربّک الکریم...... کیا ہوا تجھے کہ رب کو بھلا کر مخلوق کے پیچھے بھاگ پڑا؟ یہ قرآن کے الفاظ ہیں اس کی طرف آئیں جو انتظار میں ہے۔ اور حدیث میں ہے، یا ابن آدم اذکرک

وتنسانی...... تو مجھے بھول جاتا ہے میں تجھے یاد رکھتا ہوں۔ استر ...... میں تیرے گناہوں پہ پردے ڈالتا ہوں تو پھر بھی دلیر ہو کر گناہ کرتا رہتا ہے۔ انْ ذکرتنی ذکرتک...... تو یاد کرتا ہے تو تجھ کو میں یاد کرتا ہوں، اِنْ نسیتنی ذکرتک، تو اگر بھول جاتا ہے میں پھر بھی تجھے یاد کرتا ہوں۔ بھائی ہم توبہ کریں۔ اللہ کی بارگاہ کی طرف رجوع کریں۔ وَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا تم دیکھو گے میں کیسا مہربان ہوں پھر اس سے اگلی بات بتائی۔ ایک آدمی نے توبہ کی پچھلے گناہ معاف ہو گئے۔ نہیں صرف معاف نہیں ہوئے فَاُولٰئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنَاتٍ جب آدمی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں تمہارے گناہوں کو مٹا کر پھر اس کے بدلے میں نیکیاں لکھ دیتا ہوں جو گناہ کئے ہیں ناں وہ بھی اللہ نیکیاں بنا دیتا ہے کب جب توبہ کرلے اور توبہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔

توبہ کرنے والے کی خوشی میں آسمانوں پر چراغاں:

جب آدمی توبہ کرتا ہے تو آسمان پہ ایسی چراغاں ہوتی ہے جیسے آدمی نے لائٹیں جلائی ہوں تو فرشتے کہتے ہیں کیا ہوا بھائی یہ روشنیاں کیوں ہیں تو فرشتہ اعلان کرتا ہے۔ اِصْلَحَ الْعَبْدُ عَلٰى مَوْلَاهَا بھائی آج ایک بندے نے اپنے مولا سے صلح کر لی ہے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس خوشی میں چراغاں کرو کہ میرا بندہ آ گیا ہے۔ تو بھائی ہم چاہے پولیس والے ہوں چاہے زمیندار ہوں چاہے تاجر ہوں مسئلہ تو ہم سب کا اللہ ہی سے جڑا ہوا ہے لہٰذا ہم اپنے اللہ کو منانے کے لئے اللہ کی طرف رجوع کریں اور توبہ کریں۔

عاجزی پر رب العلمین کی مہربانی

بنی اسرائیل میں ایک نوجوان تھا۔ تھا گنہگار بڑا نافرمان۔ لوگوں نے شہر سے نکال دیا۔ ویرانے میں جا کر پڑ گیا وہاں بیمار ہو گیا کوئی پوچھنے نہ آیا۔ مرنے کا وقت آ گیا تو آسمان کو دیکھ کر کہنے لگا، یا اللہ مجھے عذاب دے کر تیرا ملک زیادہ نہیں ہوگا۔ مجھے معاف کر کے تیرا ملک تھوڑا نہیں ہوگا، تو دیکھ رہا ہے، لآ اجد قریبًا ولا حمیمًا ، نہ میرا کوئی رشتے دار میرے پاس ہے نہ میرا کوئی دوست میرے پاس ہے، سب نے مجھے ٹھکرا دیا ہے، میں ہوں ہی اس قابل کہ ٹھکرایا جاؤں اور تو میری اُمید کو پورا فرما دے اور مجھے محروم نہ فرما اور

مجھے معاف کر دے بے شک تیرا فرمان ہے اِنّی انا الغفور الرّحیم، یہ کہہ کر اس کی جان نکل گئی۔ موسیٰ علیہ السلام پر وحی آئی کہ میرا ایک دوست فلاں ویرانے میں مر گیا ہے، اسے جا کے غسل دو اور جنازہ پڑھو اور جتنے شہر کے بدمعاش اور نافرمان ہیں ان سے کہو کہ اس کے جنازے میں شرکت کر لیں ان کی بھی بخشش کر دوں گا۔ یہ جو اعلان ہوا تو لوگ بھاگے بھاگے گئے کہ ہر کوئی گنہگار ہے۔ آگے جا کر دیکھا تو وہی شرابی جواری، زانی۔ اے موسیٰ! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ تو ایسا تھا۔ انہوں نے کہا، یا اللہ! تیرے بندے تو یہ کہہ رہے ہیں، آپ وہ کہہ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ بھی سچے ہیں میں بھی سچا ہوں۔ یہ ایسا ہی تھا جیسے یہ کہہ رہے ہیں لیکن جب مرا ہے تو ایسی بے بسی میں مرا ہے اور مجھے پکارا ہے تو اس طرح تڑپ کے پکارا ہے کہ مجھے میری ذات کی قسم اس نے تو صرف اپنی ہی بخشش مانگی کم ظرف نکلا، سارے جہان کی بخشش مانگتا تو میں سب کو معاف کر دیتا۔ تو بھائی، یہ جو تبلیغ کا کام ہو رہا ہے دنیا میں، کوئی الگ محنت نہیں ہے۔ بلکہ اس بات کی محنت ہے کہ ہر مسلمان خواہ جس شعبے سے تعلق رکھتا ہے، اللہ کا بندہ اللہ کا فرمانبردار بن کے چلے ایک بات۔

رب راضی ہوگا محمد رسول اللہ ﷺ کی اتباع سے

اگلی بات..... فرمانبرداری کیسی ہو؟ ہم نے تو اللہ کو نہیں دیکھا۔ تو اللہ اور بندوں کے درمیان ایک دوسرا راستہ ہے، وہ ہے محمد رسول اللہ ﷺ، جو ہمارے کلمے کا دوسرا جزو ہے۔ لا الٰہ اِلّا اللّٰہ محمد رّسول اللّٰہ..... اللہ اور بندوں کے درمیان حضور ﷺ ایک واسطہ ہیں: آئی جی صاحب ہو یا سپاہی صاحب ہو اور وہ سی این سی صاحب ہوں یا صوبیدار صاحب ہوں، صدر پاکستان ہو یا تھرپارکر کے صحرا میں رہنے والے ہوں۔ سب کے لئے اللہ کو راضی کرنے کا جو ذریعہ ہے اور جو قانون ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگی ہے اس کے علاوہ کوئی بھی اللہ کو راضی نہیں کر سکتا۔

محمدی وردی (نورانی طریقہ زندگی)

بھائی ہم محمدی بن جائیں، محمدی وردی پہنیں۔ آپ وردی میں ہوں اور آپ پر کوئی ہاتھ ڈالے تو گویا اس نے حکومتِ پاکستان پر ہاتھ ڈالا ہے اور اگر آپ وردی اُتار دیں

تو پھر ہمارے جیسے ہی ہیں یعنی ریٹائر ہو جائیں تو پھر ہمارے جیسے ہی ہیں۔ اور جب تک وردی میں ہیں تو آپ پر ہاتھ ڈالنا گویا حکومت پاکستان پہ ہاتھ ڈالنا ہے۔ جو حکومتیں طاقت ور ہوتی ہیں وہ خود انتظام کرتی ہیں۔ ایک جنرل فرانکو تھا جو ڈکٹیٹر بھی تھا اس کے سپاہی کو لڑکوں نے مارا۔ تین چار لڑکوں نے خوب پٹائی کی۔ اس نے چاروں کے چاروں کو پھانسی پہ لٹکا دیا۔ لوگوں نے کہا، سارا کا سارا میڈیا تیرے خلاف ہو جائے گا، کیا کر رہا ہے؟ اس نے کہا انہوں نے سپاہی کو نہیں مارا، فرانکو کو مارا ہے۔ اگر میرے ہاتھ میں طاقت ہے تو اس کا انتظام کر سکتا ہوں۔ جتنا کوئی طاقت ور ہوتا ہے اتنا ہی وہ بدلہ لینے پہ آتا ہے۔ اگر ہم محمدیؐ وردی میں آ جائیں تو اللہ اپنی بادشاہی کے ساتھ پیچھے آ کر کھڑا ہو جائے گا، پھر جو آپ پہ ہاتھ ڈالے گا، تو وہ نہیں بچ سکتا۔ اس لیے کہ پیچھے اللہ ہے اللہ! وما رمیت اذ رمیت ولکنّ اللہ رمیٰ...... یہ بات بدر میں ہوئی کہ آپ ﷺ نے جب ریت اٹھا کے پھینکی تو سارے کافروں کی آنکھوں میں پڑ گئی۔ تو اللہ نے کہا آپ ﷺ نے ریت نہیں پھینکی میں نے پھینکی ہے۔ ولم تقتلوھم ولکنّ اللہ قتلھم...... آپ نے ان کافروں کو قتل نہیں کیا، آپ کے ساتھیوں نے قتل نہیں کیا بلکہ آپ ﷺ کے رب نے ان کو قتل کیا ہے۔ ساری قیمت وردی کی ہے بھائی۔ وردی اتر جائے تو کوئی بھی نہیں پوچھے گا۔ وردی ہو تو حکومت پاکستان آپ کے پیچھے ہے۔ اگر محمدیؐ وردی جسم پر ہے گھر میں بھی اور دفتر میں بھی تو زمین آسمان کے رب کی قسم زمین آسمان والا بادشاہ آپ کی پشت کے پیچھے کھڑا ہے، کوئی آپ کو میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا۔ آنکھ نکال دی جائے گی ہاتھ نہیں کوئی اٹھا سکتا، توڑ دیا جائے گا۔ پاؤں نہیں کوئی اٹھا سکتا وہیں کاٹ دیا جائے گا۔ سکیموں کو توڑ دیا جائے گا۔

وقد مکروا مکرھم وعند اللہ مکرھم وان کان مکرھم لِتزول منه الجبال فلا تحسبنّ اللہ مخلِفَ وعدہٖ رسلهٗ ط انّ اللہ عزیزٌ ذوانتقام O

قرآن بتا رہا ہے کہ ان کی تدبیریں تمہارے خلاف ایسے چلیں گی کہ پہاڑ بھی راستے میں آئیں تو ان کی تدبیریں پہاڑوں کو توڑ دیں لیکن آپ کا رب ان کی تدبیروں کو کرش کرتا چلا جائے گا۔ توڑتا چلا جائے گا۔ اس لیے کہ اللہ اپنے وعدے میں جھوٹا نہیں، اس

کا رسولوں کے ساتھ کیا ہوا وعدہ سچا ہے، وہ غالب ہے وہ انتقام لے سکتا ہے۔

دونوں جہانوں کی کامیابی کا راز

اللہ پاک کو راضی کرنے کی، اللہ پاک کے خزانوں سے دنیا و آخرت میں نفع اٹھانے کا جو ضابطہ ہے وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے۔ جتنے وہ بڑے ہیں ان کا طریقہ جو اپنا لے گا وہ بھی اتنا ہی بڑا بن جائے گا۔ اور آپ ﷺ کی پرواز ہے عرش تک۔ نہیں، عرش سے بھی اوپر عرش کے اوپر، ستر ہزار نور کے پردے ان سے بھی اوپر، اور ان پردوں کے اوپر اللہ کے سامنے...... ثُمَّ دنی فتدلّٰی فکان قاب قوسینِ اَوْ اَدْنٰی، کمان کے برابر تک کی پرواز ہے محمد مصطفیٰ ﷺ کی۔ کس نے کہہ دیا ہے کہ سنت کی خیر ہے...... سنت ہی تو ہے نا! یہاں ایک پھول اُتر جائے یا ایک پھول زیادہ ہو جائے تو کیا فرق پڑتا ہے؟ ایک پھول یہاں زیادہ ہو جائے تو حکومت کے نظام آپ کے لئے بدلے گا یا نہیں بدلے گا؟ اور وہی پھول کم ہو جائے تو حکومت کا نظام بدلے گا کہ نہیں بدلے گا؟؟ ایک سنت چھوڑی، کس کی؟...... دو جہاں کے سردار ﷺ کی، جنت کی چابی والے کی، اللہ کا جھنڈا اُٹھانے والے کی، نبیوں کے سردار ﷺ کی، عرب اور عجم کے سردار کی، نبیوں کے نبی کی سنت چھوڑی تو اللہ کا نظام کیا نہیں بدلے گا؟...... ایک پھول کم ہو جائے تو حکومتی نظام بدل جاتا ہے، ایک پھول زیادہ ہو جائے تو حکومتی نظام بدل جاتا ہے۔

اسی طرح ایک سنت چھوٹتی ہے تو اللہ کا نظام بدل جاتا ہے...... ایک سنت زندہ ہوتی ہے تو اللہ کا نظام بدل جاتا ہے...... اللہ کی ذات سے جڑنے کا راستہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی ہے۔ لہٰذا بھائی، ہر مسلمان محمدی بن کے چلے، آپ وردی میں ہوتے ہیں تو کوئی بتانا پڑتا ہے کہ میں فوجی ہوں؟...... دور سے پتہ چلتا ہے کہ پولیس والا ہے، فوج والا ہے...... مسلمان کو کیوں بتانا پڑتا ہے کہ میں مسلمان ہوں، یہ محمدی وردی میں آ جائے...... لاکھوں کروڑوں میں نظر آئے گا کہ وہ مسلمان ہے...... وہ محمدی ہے...... پھر آپ اپنی طاقت دیکھنا کہ کیسے ظاہر ہوتی ہے۔ جس کی پرواز عرش تک ہے۔

بڑی شان والا نبی ﷺ

اللہ نے کسی نبی کی قرآن میں قسم نہیں کھائی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جان کی قسم کھائی ہے...... لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون...... آپ ﷺ کی جان کی قسم! آپ کے بول کی قسم کھائی، وقیلہٖ یا ربّ اِنّ ھٰؤلآء قومٌ لّا یؤمنون...... آپ کی رسالت پر قسم کھائی، یٰسٓ والقرآنِ الحکیم انّک لمن المرسلین...... آپ کے شہر کی قسم کھائی، لآ اُقسمُ بھٰذا البلد...... وھٰذا البلدِ الامین...... آپ کے اخلاق کی قسم کھائی ہے، نٓ والقلم وما یسطرون، مآ انت بنعمة ربّک بمجنون واِنّ لک لاَجرًا غیر ممنون وانّک لعلٰی خلقٍ عظیم...... آپ ﷺ کی صفائی پیش کرتے ہوئے قسم کھائی ہے، وَالنّجمِ اذا ھوٰی ما ضلّ صاحبکم وما غوٰی وما ینطق عنِ الھوٰی اِن ھو اِلّا وحیٌ یُّوحٰی...... آپ ﷺ کو تسلی دینے کے لئے......

درمیان میں کچھ وحی بند ہوگئی تو کافر کہنے لگے تیرے رب نے تجھے چھوڑ دیا ہے تو آپ کو غم ہوا، تو پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن اُتارا، پہلے قسمیں کھائیں پھر تسلی دلائی...... اللہ ویسے ہی کہہ دیتا کہ میں نے تجھے نہیں چھوڑا۔

نہیں نہیں! فرمایا، وَالضُّحٰی والّیلِ اِذا سجٰی ما ودّعک ربّک وما قلٰی...... قسم ہے دن کی، رات کی، گویا قسم ہے ساری کائنات کی، ما ودّعک ربّک وما قلٰی، آپ کے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا۔ آپ کا رب آپ سے ناراض نہیں ہے۔

وللاٰخرةُ خیرٌ لّک من الاُولٰی......

آخرت آپ کے لئے دنیا سے بہتر ہے......

ولسوف یعطیک ربّک فترضیٰ،

آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

اللہ کے حبیب ﷺ کا مقام

اب آپ فرق ملاحظہ فرمائیں، موسیٰ علیہ السلام کلیم اللہ، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم حبیب اللہ ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام کو حکم ملا میرے پاس آؤ، موسیٰ علیہ السلام دوڑے ہوئے

آئے، تو کہنے لگے یا اللہ! عجلتُ الیک رب لترضٰی ، میں جلدی اس لیے آیا تا کہ آپ راضی ہو جائیں، آپ خوش ہو جائیں۔ یہ تو موسیٰ علیہ السلام کہہ رہے ہیں۔ اب اللہ اس کے برعکس اپنے حبیب ﷺ سے کہہ رہا ہے ولسوف یعطیک ربک فترضٰی...... آپ کا رب آپ کو اتنا دے گا آپ راضی ہو جائیں گے۔ آپ نے فرق ملاحظہ فرمایا۔ ہم تو سارے اس فکر میں ہیں کہ اللہ کی رضا کو تلاش کریں۔ اور اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے میرا حبیب میں آپ کو راضی کروں گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ کہا، صرف اللہ کی رضا سے کام نہیں چلے گا، واللہ ورسولہٗ احق اَنْ یُّرضُوْہُ ...... کہا مجھے بھی راضی کرنا پڑے گا میرے رسول کو بھی راضی کرنا پڑے گا۔ تو اللہ سے جُڑنے کا راستہ محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی ہے۔ میں قرآن سے اللہ کے حبیب ﷺ کا مقام آپ کے سامنے بیان کر رہا ہوں جو اللہ نے بیان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کا ادب کی وجہ سے نام نہیں لیا

پھر ایک اور بات ملاحظہ فرمائیں...... کسی کو لقب سے پکارنا اعلیٰ درجہ ہے اور نام سے پکارنا ادنیٰ درجہ ہے۔ آپ سارے کہتے ہیں آئی جی صاحب آ گئے، یہ بھی تو کہہ سکتے ہیں کہ طارق صاحب آ گئے۔ کوئی طارق صاحب کہنے سے توہین نہیں ہوئی لیکن لقب سے پکارنا ہر زبان کا ادب ہے۔ جیسے لوگ ہمیں مولوی صاحب کہتے ہیں، یہ جنرل صاحب بیٹھے ہیں انہیں جنرل صاحب کہتے ہیں۔ اور کسی کو ایس پی صاحب کہتے ہیں۔ ایس پی صاحب آ گئے...... نام بھی تو لیا جا سکتا ہے نا!، نام لینا ادنیٰ درجے کا ادب ہے، لقب سے پکارنا اعلیٰ درجے کا ادب ہے۔ بات سمجھ میں آ گئی ہو گی!! اچھا، اب قرآن میں دیکھیں جب اللہ تعالیٰ دوسرے نبیوں سے بات کرتا ہے تو نام لیتا ہے، جب اپنے حبیب ﷺ سے بات کرتا ہے تو لقب سے پکارتا ہے، یآ ادمُ نام...... یا نوحُ ، نام لیا...... یا ابراھیمُ، نام لیا...... یا ادم اسکن انت وزوجک الجنۃ، یا نوحُ اھبط بسلامٍ منّا، ونادینٰہ اَنْ یّا ابراھیمُ اور وما تلک بیمینک یٰموسٰی، یٰداوٗدُ اِنّا جعلنٰک خلیفۃً، یٰیحیٰی خذ الکتٰب بقوۃٍ، یا زکریّا اِنّا نُبشّرک بغلامٍ، یٰعیسٰی ابن مریم ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنّاسِ ، یہ پانچ سات انبیاء علیہم السلام سے جب اللہ نے خطاب کیا تو نام لیا

اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات کرنے لگے، ایک دفعہ نہیں سینکڑوں دفعہ کہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا کہا ہے، یا محمّد نہیں کہا، پورے قرآن میں یا محمّد کوئی نہیں آتا، یا احمد نہیں آتا، یآ ایھا النّبیُّ، جیسے آپ کہتے ہیں آئی جی صاحب، ایس پی صاحب، حافظ جی صاحب، مولانا صاحب، قاری صاحب، حاجی صاحب...... اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے یآایُّھا النّبیُّ، یآ ایُّھا الرَّسول، یآ ایھا المزمّل، یا ایھا المدثّر...... ان چار القاب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو قرآن پاک میں خطاب کیا ہے، نام ایک جگہ بھی نہیں لیا۔ اور جہاں نام لیا ہے نا، آپ کا قرآن میں پانچ جگہ نام آیا ہے، چار دفعہ محمد، ایک جگہ احمد...... کسی جگہ بھی محمد کے لفظ کو رسالت سے خالی ذکر نہیں کیا۔

وما مُحَمّدٌ اِلّا رسولٌ ......

ما کان محمّدٌ ابا احدٍ من رّجالکم ولکنْ رّسول اللّٰہ،

تیسری جگہ محمّدٌ رّسول اللّٰہ محمد کے ساتھ رسول آ رہا ہے۔

چوتھی جگہ وامنُوا بِمـا اُنْزِلَ علٰی محمّدٍ وّھو الحقّ یہاں حق بمعنی رسالت کے ہے۔ یہ حق ہے، اس رب کی طرف سے۔

پھر پانچویں جگہ یہاں رسول پہلے ہے اور احمد بعد میں ہے۔ ومُبَشّرًا بِرسولٍ...... مبشر عیسیٰ علیہ السلام ہیں، کہہ رہے ہیں کہ میں تمہیں بشارت دیتا ہوں ایک رسول کی جو آئے گا، یاْتِی مِنْ بَعدی اسْمُہٗ احمد، میرے بعد، نام اس کا احمد ہوگا۔ یہ میں نے اس لئے سنایا ہے کہ دل میں عظمت ہو تو آدمی مانتا ہے، عظمت نہ ہو تو نہیں مانتا، بھلا کس کو نہیں پتہ کہ سنت کیا ہے اور خلافِ سنت کیا ہے، پھر مانتے کیوں نہیں؟

دو ضروری باتیں: دو چیزیں ضروری ہیں۔ محبت ہو اور عظمت ہو۔ دونوں چیزوں کا اللہ اجتماع چاہتا ہے۔ اللہ کہتا ہے مجھ سے محبت بھی کرو اور عظمت بھی دل میں ہو۔ میرے نبی سے محبت بھی ہو اور عظمت بھی دل میں پیدا ہو۔ ایک بھی پیدا ہو جائے تو کام بن جائے گا۔

محکمہ پولیس کا ایک واقعہ

میں اس بات پر آپ ہی کے محکمے کا قصہ سناتا ہوں، جب تک حاکم کی عظمت نہ ہو حکم کی عظمت دل میں نہیں آسکتی۔ حاکم کی عظمت ہوگی تو حکم کی عظمت آئے گی۔ ایک

آپ کے ایس پی ہیں عبدالخالق صاحب فیصل آباد میں لگے ہوئے تھے۔ ہم نے ایسی بات کرتے کرتے ان کو تین دن کے لیے نکالا پھر ان کی ٹرانسفر ہوگئی پھر انہوں نے چار مہینے لگائے، ڈاڑھی آ گئی، وہ چلّہ کے لئے فیصل آباد آ گئے، تو اس وقت جو ایس پی تھا ظفر عباس صاحب وہ میرا کلاس فیلو تھا لاہور میں سکول میں ہم اکٹھے پڑھتے تھے۔ ہم دونوں اس کو میں اور عبدالخالق ملنے کے لئے گئے۔ وہ جو پولیس کا بڑا تھانہ ہے اس کا ایک دروازہ بند رہتا ہے اور ایک دروازہ کھلا رہتا ہے عوام کے لیے ہمیں وہ قریب تھا ہم وہاں سے اندر جانے لگے سامنے سپاہی کھڑا تھا تو عبدالخالق صاحب نے کہا بھائی دروازہ کھولنا۔ اس نے دونوں کو دیکھا صوفی صاحب نظر آئے۔ اس نے کہا اُتوں آ وَ (یعنی اُدھر سے آ وَ) انہوں نے کہا بھائی تیری بڑی مہربانی کھول دے دروازہ۔ اس نے کہا اُتوں آ وَ (یعنی ادھر سے آ وَ) انہوں نے کہا بھائی تیری بڑی مہربانی کھول دے دروازہ۔ اس نے کہا سنیا ئیں بندا ے، اُتوں آ وَ۔ پہلے تو تبلیغی اصول اپنایا، بھائی بڑی مہربانی کھول دے جب وہ نہ مانا تو کہا میں عبدالخالق ایس پی، پھر وہ ٹھک...... (سلوٹ زوردار) چابی بھی نکل آئی اور تالہ بھی کھل گیا دروازہ بھی کھل گیا، کبھی آگے چلے کبھی پیچھے چلے سر سر...... بعد میں مَیں نے عبدالخالق صاحب سے کہا آج مجھے ایک بڑی بات سمجھ میں آئی تیری برکت سے۔ کہنے لگا کیا؟ میں نے کہا جب تک حاکم کی عظمت نہیں ہوگی حکم کی عظمت دل میں نہیں آسکتی۔ اس نے آپ کو پہلے کہہ دیا کہ اُتوں آ وَ، پھر سلوٹ مار دیا پھر تالا کھول دیا، پھر دروازہ کھول دیا پھر آگے پیچھے بھاگ رہا ہے، کیوں؟...... پہلے تمہیں صوفی سمجھ رہا تھا پھر تمہیں ایس پی سمجھا کہ یہ ایس پی تو میرا بہت کچھ کر سکتا ہے۔ لہٰذا سارا وجود خوشامد میں ڈھل گیا بس یہاں سے کٹ کر اللہ رسول کی اطاعت نہیں آسکتی۔ تو بھائی ایک تربیت ہوتی ہے۔ آپ نے سپاہی بننے کی تربیت لی ہے نا! ......ہم مسلمان بننے کی تربیت لیں۔ مسلمان کون ہوتا ہے جو اللہ کے حکم پہ اٹھتا ہے تو بھائی یہ دو باتیں ہو گئیں کہ ہم اللہ کی مانیں کیسے مانیں...... اللہ کے حبیب ﷺ کے طریقے پر مانیں۔

محکمہ پولیس کے فضائل (دو سبق یاد رکھیں)

اگر آپ یہ دو باتیں سیکھ لیں نا! تو میں آپ کو منبرِ رسول پر قسم کھا کے کہتا ہوں کہ آپ کا رات کو گشت کرنا اور ہمارا تہجد پڑھنا آپ کے گشت کا اجر کل قیامت کے دن ہماری

تہجد سے بڑھ جائے گا۔ آپ کا ٹریفک کو کنٹرول کرنا، گرمی میں پسینوں پہ پسینے بہہ رہے ہیں، بُرے حال ہو رہے ہیں، تھک رہے ہیں...... میں آپ کو قسم کھا کے کہتا ہوں ہمارا سارا دن قرآن پڑھنا اور آپ کا دو گھنٹے چوک میں کھڑے ہو کے ڈیوٹی دینا سارے دن کے قرآن پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔ یہ دو باتیں پہلے سیکھیں، یہ شرط ہے یہ جو دو محکمے ہیں نا فوج اور پولیس، یہ براہِ راست عبادت ہیں۔ پولیس کا محکمہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قائم کیا تھا، آپ کی بنیاد حضرت عمرؓ نے رکھی ہے، کیسے پاک ہاتھوں سے آپ کے محکمے کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ اگر یہ دو باتیں پیدا ہو جائیں تو آپ کا راتوں کو پھرنا، مشقت اٹھانا جہاد فی سبیل اللہ کہلائے گا اور آپ کا ان ظالموں کے ہاتھوں شہید ہو جانا سارے گناہوں کی تطہیر کروا کر جنت الفردوس کے عالی درجات تک پہنچائے گا۔ یہ کوئی معمولی محکمہ نہیں ہے۔ سارے پولیس والوں کو بُرا سمجھتے ہیں۔ ارے پولیس والے تو فرشتے بن جائیں اگر دو باتیں سیکھ لیں، تو تہجد گزاروں سے آگے کھڑے ہوں گے قیامت کے دن۔ سارے دن کی تسبیح پھیرنے والے، سارے دن نفلیں پڑھنے والوں سے پتہ چلے گا وہ سپاہی آگے جا رہا ہے جنت کے عالی شان درجوں میں، ارے یہ کیا ہو رہا ہے بھائی؟...... یہ مسلمان کی جان مال کی حفاظت کے لئے کھپتا تھا، تم اپنی عبادت کرتے تھے۔ تم اور یہ برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟...... سارے لوگ آپ کو بُرا سمجھتے ہیں۔ آپ بھی یہ کہتے ہیں کہ ہم تو بھائی ہیں ہی ایسے۔ نہیں نہیں! آپ بڑے قیمتی ہیں، اپنی پہچان کریں طریقہ ٹھیک ہو بس۔ یہ براہِ راست عبادت ہے۔ تجارت میں نیت کرنی پڑے گی تب عبادت بنے گی۔ زراعت میں نیت کرنی پڑے گی تب عبادت بنے گی۔ پولیس اور فوج براہِ راست عبادت ہے لیکن یہ دو باتیں جو میں نے پہلے عرض کی ہیں ان کا سیکھا ہوا ہونا ضروری ہے۔ پھر اللہ سے آپ کے دو نفل وہ کام کروائیں گے جو کلاشن کوف بھی نہیں کروا سکتی۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا درندوں کے نام خط

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے افسر بن کر آئے۔ بڑے گورنر بن کے آئے تو چوریاں شروع ہو گئیں۔ پہلے تو کوشش کرتے رہے کہ ایسے ہی ٹھیک ہو جائیں، پھر کہنے لگے اچھا بھائی کاغذ قلم لاؤ۔ لکھا مدائن کے گورنر کی طرف سے جنگل کے درندوں کے

نام۔آج رات تمہیں جو بھی چلتا پھرتا مشکوک نظر آئے اسے چیر پھاڑ دینا۔اپنے دستخط کر کے فرمایا شہر کے باہر اس کو کیل گاڑ کے لٹکا دو۔ادھر رابطہ دو رکعت کے ذریعے اوپر اور ادھر جنگل کے درندوں کو حکم ۔ادھر رابطہ اوپر ہے تو خالی مہرے ہی ہیں شطرنج کے مہروں کی طرح۔اچھا کہا بھائی آج دروازہ کھلا رہے گا شہر کا دروازہ بند نہیں ہوگا۔جونہیں رات گزری شیر غراتے ہوئے اندر چلے آئے کسی کو جرأت نہیں ہوئی باہر نکل سکے۔آپ کے دو نفل وہ کام کریں گے جو بڑے بڑے ہتھیار کام نہیں کرسکیں گے اور ان سارے ظالموں اور بدمعاشوں کی اللہ تبارک وتعالیٰ گردنیں مروڑ کر تمہارے قدموں میں ڈال دے گا۔صرف اللہ اور اس کے رسول والا طریقہ سیکھ لیں تو اس کی بھی ٹریننگ چاہئے بغیر ٹریننگ کے کیسے آئے گا۔تو جو تبلیغ کا کام ہے اس زندگی کی ٹریننگ ہے کہ جس میں ہمارے سارے جسم کے اعضاء اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کے تابع ہو جائیں۔

جو تو میرا سب میرا (داعی کے ساتھ اللہ کی مدد)

حضرت عقبہ ابن نافع رضی اللہ عنہ جب پہنچے تیونس میں تو کہروان کا شہر اب بھی موجود ہے، یہ پہلے جنگل تھا، گیارہ کلومیٹر چوڑا جنگل تھا۔یہاں چھاؤنی بنانی تھی تو لشکر میں انیس صحابی تھے انہوں نے صحابہ کو لے کر ایک ٹیلے پر چڑھ کر اعلان کیا کہ جنگل کے جانورو! ہم اللہ اور اس کے رسول کے غلام ہیں، یہاں چھاؤنی بنانی ہے تین دن میں خالی کردو، اس کے بعد جو ہمیں ملے گا ہم اسے قتل کر دیں گے۔یہ واقعہ عیسائی مورخین نے بھی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔عیسائی مورخین اس واقعہ کو لکھتے ہیں، اس کی حقانیت کا اعتراف کرتے ہیں۔تو تین دن میں سارا جنگل خالی ہو گیا اور اس منظر کو دیکھ کر ہزاروں امریکن قبائل اسلام میں داخل ہو گئے کہ ان کی تو جانور بھی مانتے ہیں ہم کیسے نہ مانیں! ٹھیک ہے بھائی اب یہ تو پولیس والوں کی بھی ضرورت ہے، سول والوں کی بھی اور سارے دنیا کے مسلمانوں کی ضرورت ہے، مردوں عورتوں کی ضرورت ہے کہ ہم اللہ اور رسول کی مان کے چلیں، اللہ کے نبی ﷺ کی بات یہ ہے کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے آخری نبی بنایا ہے، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔آپ سارے انسانوں کے سارے جنات کے اور آنے والے قیامت تک سارے جہانوں کے نبی ہیں تو ساری دنیا میں اسلام کا پھیلانا آپ

کے ذمے تھا، لیکن آپ کو تیئس سال کے عرصہ گزرنے کے بعد اپنے پاس بلا لیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے پوری کی پوری امت کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت کی وجہ سے یہ تبلیغ کی ذمہ داری سونپی ہے۔

ختم نبوت کا تقاضا (ہماری ذمہ داری)

جیسے آپ اپنے آپ کو پولیس والا سمجھتے ہیں، ہم اپنے آپ کو زراعت والا سمجھتے ہیں، تاجر اپنے آپ کو تجارت والا سمجھتے ہیں۔ لیکن ایک چیز ہم سب کی مشترکہ ہے کہ ہم سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں اور ہم سب کے سب ختم نبوت کے ماننے والے ہیں، ماننے والے ہیں نا بھائی! ختم نبوت کو نہیں مانیں گے تو سارا کلمہ ہی کفر ہو جائے گا۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور لا نبیّ بعدہٗ یہ دونوں مساوی عقیدے ہیں کلمہ نہ پڑھے تو کافر، کلمہ پڑھ لے اور لا نبی بعدہٗ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، اس کو نہ پڑھے تو بھی کافر۔ یہ دونوں مساوی ستون ہیں، تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہمیں اللہ اور اس کے رسول کی زندگی کو ماننے کے لیے تیار کر رہا ہے کہ کلمہ پڑھنے کے بعد تمہاری مرضی ختم اب ہماری مرضی چلے گی۔ حکومت کبھی آپ کا ملتان ٹرانسفر کر دیتی ہے کبھی فیصل آباد بھیج دیتی ہے کبھی لاہور بھیج دیتی ہے، کبھی اسلام آباد بھیج دیتی ہے۔ آپ چلے جاتے ہیں کیونکہ نوکری کرنی ہے نوکری اور نخرہ کیسے جڑ سکتا ہے۔ عام مشہور ہے ملازم طبقہ میں کہ جی نوکری اور نخرہ کیسے چلے، یہی اللہ اور اس کے رسول کے سامنے آ جائے کہ اپنا نخرہ نہیں چلے گا۔ جو اللہ اور اس کا حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کہے گا وہ کریں گے جس سے روکے گا اس کو چھوڑ دیں گے تو پھر اللہ آپ کے نخرے اٹھائے گا۔ فَاِنْ سَلَّمْتَ لِیْ فِیْ مَا اُرِیْدُ کَفَیْتُکَ فِیْ مَا تُرِیْدُ میرا بندہ میری مان لے میں تیری ساری مان جاؤں گا۔

تو بھائی میں تیسری بات کیا عرض کر رہا ہوں کہ ہمارے نبی ﷺ آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کوئی نبی نہیں، آپ کے پیغام مبارک کو ساری دنیا میں پھیلانا پہنچانا پولیس والوں کے بھی ذمے ہے...... فوج والوں کے بھی ذمے ہے...... زمینداروں کے بھی ذمے ہے...... کاشتکاروں کے بھی ذمے ہیں...... تاجروں کے بھی ذمے ہے...... علماء کے بھی

ذمے ہے...... تبلیغی جماعت کوئی جماعت نہیں ہے۔ یہ تو اس طرح ذمہ داری ہے جیسے نماز ذمہ داری ہے۔

سورۃ العصر اور دعوت کا کام

اور اللہ نے کامل نجات کے لیے چار شرطیں لگائی ہیں جو قرآن ہی میں ہیں، کہیں اور نہیں۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ ایک سورت ہوتی اور باقی قرآن نہ ہوتا تو عمل کے لیے پھر بھی کافی تھی۔ کون سی سورت ہے؟...... والعصر...... قسم ہے زمانے کی۔ کس بات پر؟...... اِنَّ الاِنْسانَ لفی خُسْر...... ساری دنیا کے انسان نا کام ہیں، اِلَّا سوائے ان چار صفتوں والوں کے، اِلَّا الَّذین امنوا جو ایمان لائے۔

یہ پہلی صفت ہے اگر کامل کامیابی چاہئے تو ایمان پہلی شرط ہے۔

پھر خالی ایمان کافی نہیں وعملوا الصّٰلحٰتِ بھائی ایمان کے ساتھ نماز بھی پڑھنی پڑے گی، روزے رکھنے ہوں گے...... پیسہ ہے تو زکوٰۃ دینی ہوگی...... حج کرنا ہوگا اور تقویٰ اختیار کرنا ہوگا...... اور حرام سے بچنا ہوگا...... اور جھوٹ سے بچنا ہوگا...... اور سود سے بچنا ہوگا اور رشوت سے بچنا ہوگا اور بد دیانتی اور خیانت سے بچنا ہوگا...... یہ عَمِلُوْا الصّٰلحٰت ہے۔

تیسری شرط وتواصَوْا بِالحقّ پھر ایمان اور اعمال کی دعوت دینی پڑے گی۔

تیسری شرط جو اللہ کا قرآن بتا رہا ہے یہ ہمارے لیے ہے۔ پہلی امتوں کے لیے پہلی دو باتیں تھیں یعنی اَنِ اعبُدُوا اللّٰہ واتقوہ واطیعون...... یہ نوح علیہ السلام اپنی قوم کو کہہ رہے ہیں اللہ کی مانو اور میری مانو، بس کامیاب۔ ہمیں بتایا جا رہا ہے ایمان لاؤ میری مانو میرے نبی کی مانو تواصَوْا بالحق پھر ان دونوں باتوں کی آگے کی تبلیغ کرو، آگے دعوت دو، پھر اس میں آئے گی تکلیف گھر چھوڑنا ہوگا، بیوی بچوں کی جدائی کی تکلیف...... کاروبار سے نکلیں گے تو پیچھے مال کی کمی کی تکلیف...... زراعت چھوڑے گا تو فصل کی کمی کی تکلیف...... اپنا گھر چھوڑے گا تو کبھی سفر کبھی حضر، گرمی سردی کی تکلیف......

کہا وَتواصَوْا بِالصَّبر...... اس تکلیف پر پھر صبر بھی کرنا ہوگا اور دوسروں کو بھی صبر کے لئے آمادہ کرنا ہوگا۔ یہ چار شرطیں کامل کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ نے لگائی ہیں۔ تو

یہ تبلیغ کا کام اس اُمت کا بنیادی کام ہے۔، آپ میں سے ہر مسلمان اس وقت مبلغ اسلام ہے۔ایس پی بن جائے، آئی جی بن جائے، جنرل بن جائے، سپاہی بن جائے، ہمارے جیسا عام آدمی بن جائے، تبلیغ ہم سب کی اجتماعی ذمہ داری ہے کہ ہم خود بھی اس پر عمل کریں گے اوروں کو بھی اس پر تیار کریں گے اور اس کی دعوت دیں گے۔ یہ ایسا عظیم الشان کام ہے کہ اس کے مقابلے میں کوئی اور عمل نہیں ہے۔ایک حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے راستے میں اللہ کے کلمہ کو پھیلانے کے لئے ایک گھڑی، ایک گھڑی بیس منٹ کی ہوتی ہے۔ایک گھڑی کھڑے ہو جانا ستر سال گھر میں عبادت کرنے سے بہتر ہے۔ ستر سال کی عبادت سے زیادہ بہتر ہے۔ایک گھڑی اللہ کے دین کو پھیلانے کیلئے اپنے گھر سے نکل کر چل پڑنا اور کھڑے ہو جانا اور جب آدمی گھر سے باہر نکلتا ہے تو سارے گناہ اس کے وجود سے نکل جاتے ہیں، ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی گناہ اس کے جسم پر باقی نہیں رہتے۔تو بھائی تبلیغ کی ذمہ داری اس اُمت کی پہچان ہے۔

فرانس میں دعوت وتبلیغ کا کام (دس لڑکیاں مسلمان)

فرانس میں پاکستان کی ایک جماعت پیدل چل رہی تھی۔ایک گاڑی رُکی اور اس میں سے دو لڑکیاں نکلیں، انہوں نے جلدی سے پیسے نکالے، کہا: جی! آپ نیک لوگ لگتے ہیں، یہ پیسے ہیں، آپ لوگ سوار ہو جائیں، سردی بہت زیادہ ہے...... وہ پیدل چل رہے تھے...... پیدل چلتی ہیں یورپ میں جماعتیں......

انہوں نے کہا بہن! ہمارے پاس پیسے تو ہیں......!

کہا، پھر پیدل کیوں چل رہے ہو، اتنی زیادہ سردی میں؟

کہا: تم لوگوں کی خیر خواہی میں......اور اللہ پاک کو راضی کرنے کے لئے، کہ اللہ اپنے بندوں سے راضی ہو جائے اور اس کے بندے اللہ کے ماننے والے بن جائیں! اس لئے ہم چل رہے ہیں اور ہم ان کے لئے دعا کرتے ہیں۔

تو لڑکی نے کہا، ہمارے لئے بھی دعا کرتے ہو؟

کہا: آپ کے لئے بھی دعا کرتے ہیں۔

اس لڑکی نے کہا: میں بتاؤں آپ کون ہیں؟

کہا: بتاؤ......!!

کہنے لگی، آپ نبی ہیں!

توانہوں نے کہا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ ہم نبی ہیں؟

کہا: ہماری کتاب میں لکھا ہے کہ یہ کام نبی کیا کرتے ہیں۔

توانہوں نے سمجھایا کہ بہن ہم نبی نہیں، اس نبی ﷺ کے اُمتی ہیں جو ہمارے ذمے نبوت والی ذمہ داری لگا گیا تھا۔

اَلا فَلْیبلّغ الشّاهد الغائب......

''اب میں جارہا ہوں، میرا پیغام آگے پہنچانا تمہارے ذمہ ہے''۔

توہم اس کام کی ادائیگی کے لئے نکلے ہوئے ہیں......

تودونوں لڑکیاں مسلمان ہوگئیں......ایک نے ان سے روٹ پوچھا کہ فلاں دن کہاں رہو گے؟ ایک ہفتے کے بعد آٹھ لڑکیوں کو لے کر آئی اوران کو بھی مسلمان کیا۔

توبھائی یہ امت مبلغ اسلام اُمت ہے۔آپ پولیس کے بھی سپاہی ہیں اسلام کے بھی سپاہی ہیں۔ پولیس کے بھی افسر ہیں اسلام کے بھی افسر ہیں۔اسلام کا پھیلانا بھی آپ کے ذمے ہے جیسے امن وامان قائم کرنا حکومت نے آپ کے ذمے لگایا ہے۔ بھائی، اسلام کا پھیلانا اللہ کے نبی ﷺ نے آپ کے ذمے لگایا ہے۔تو یہ جو تبلیغ کا کام ہورہا ہے یہ ان تین باتوں کی محنت ہے کہ اللہ کی مانیں، اس کے نبی کی طرز پر مانیں جس میں ایک پوری زندگی ہے۔

سب سے پہلا فرض......نماز

جس کی نماز ٹھیک ہوجائے گی نا، اس کی پوری زندگی ٹھیک ہوجائے گی۔آپ پریشان نہ ہوں کہ ہم ایک دم کیسے کریں۔آپ پہلے نماز شروع کریں۔نماز ایک ایسی طاقت ہے جو ہر بُرائی سے کھینچتی آئے گی، کھینچتی آئے گی۔ کہا، کیا کریں جھوٹ بھی بولتے ہیں پھر نماز کا کیا فائدہ؟ ...... یہ شیطان کا چکر ہے۔انہوں نے کہا ہماری کمائی ٹھیک نہیں ہے، نماز کا کیا فائدہ، یہ بھی شیطان کا چکر ہے۔ساری برائیوں سے نکلنے کا راستہ بتارہا ہوں۔اپ نماز زندہ کردیں، اپنے آفس میں اپنے دفتر میں جونہی نماز کا وقت ہوجائے فوراً

دوڑیں نماز کی طرف اور اہتمام اور پابندی کے ساتھ نماز شروع کریں۔ ہر نماز کے بعد دعا مانگیں۔اللہ کے قرآن کا وعدہ سچا ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَ الْمُنْکَرِ...... تم نماز شروع کر دو میں تمہیں ساری برائیوں سے نکال دوں گا۔شیطان نے اُلٹا چکر دے رکھا ہے۔جی جھوٹ بولتا ہے ایسی نماز کا کیا فائدہ......جی رشوت لیتا ہے ایسی نماز کا کیا فائدہ ہے......نہیں بھائی! آپ دو پرچوں میں فیل ہو رہے ہوں، یہ فائدہ ہے یا ایک پرچے میں فیل اور ایک پرچے میں پاس ہو رہے ہوں یہ فائدہ ہے؟؟ ایک آدمی جھوٹ بھی بولتا ہے، نماز بھی نہیں پڑھتا، دونوں پرچوں میں فیل ہو گیا نا......اور نماز شروع کر دی، جھوٹ بول رہا ہے......چلو ایک میں تو پاس ہو گیا اور یہ اس کا نماز پڑھنا باقی بُرائیوں سے بھی نکال لے گا۔ ایک صحابی آئے، یا رسول اللہ! ایک آدمی نماز بھی پڑھتا ہے چوری بھی کرتا ہے۔آپ نے کہا اس کی نماز عنقریب اس کو چوری سے ہٹا دے گی۔نماز زندہ کریں جہاں بھی ہوں اپنی وردی کو پاک رکھیں اور نماز پڑھیں اور کہیں مسجد دور ہے تو کوئی کپڑا ساتھ رکھیں، مصلیٰ ساتھ رکھیں، کوئی پلاسٹک کی چیز صاف رکھیں ورنہ فٹ پاتھ کو صاف کر کے وہیں نماز پڑھ لیں۔ زمین کو اللہ نے پاک بنایا ہے۔اگر اس پر گندگی کوئی نہیں پڑی تو زمین پاک ہے۔فٹ پاتھوں پہ نماز پڑھتے نظر آئیں نا، تو یہ وہ تبلیغ ہے جو ہماری ہزاروں تقریروں سے وہ اثر نہیں ہو گا جو آپ لوگوں کا فٹ پاتھوں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے اثر ہو گا۔نماز سے شروع کریں اور اللہ سے مانگنا شروع کریں۔وہ دنیا بھی دے گا اور آخرت بھی دے گا اور بھائی اوروں کو اس کے لیے تیار کریں۔یہ تین باتیں ہیں جس پر جا کے اسلام مکمل ہوتا ہے۔خود دین پہ چلے، اوروں کو دعوت نہ دے تو ادھورا مسلمان ہے۔اوروں کو دعوت دے اور خود دین پہ نہ چلے، یہ بھی ادھورا مسلمان ہے۔پورا مسلمان وہ ہے جو خود بھی دین پر چلے اوروں کو بھی دین کی دعوت دے، اور اس کے لیے سارا جہان سارا عالم پھرے۔سارے عالم میں اللہ کے دین کا پیغام پہنچانا ہم اور آپ کے ذمے ہے۔اللہ آپ کو ساری دنیا پھرائے گا جو نیت کرتا ہے اللہ اس کو اس کی نیت کے بقدر صلہ دیتا ہے۔

دنیا اور آخرت کا فائدہ (دین و دنیا کی بھلائی)

تو اب اگلی بات یہ ہے کہ یہ جو ہم دین پہ آئیں گے اس سے صرف جنت نہیں

بنے گی، اس سے دنیا بھی بنے گی اور اس سے جنت بھی بنے گی۔ لَوْ اَنَّ اَھْلَ الْقُرٰی اٰمنوا وَاتَّقُوا لفتحنا علیھم برکٰتٍ مِّنَ السَّمآءِ والاَرْض ...... تم میری مان لو میں برکتوں کے دروازے کھول دوں گا۔ یہ دنیا کو بتا رہا ہے، وَلِلّٰہِ العِزَّۃُ وَلِرَسُولِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِین، تم میری مان لو میں تمہاری محبت لوگوں کے دلوں میں ڈال دوں گا۔ ابھی تو لوگ پولیس والوں کو نفرت سے دیکھتے ہیں۔ اگر آپ اللہ و رسول کے ماننے والے بن جائیں گے نا، تو لوگ آپ سے محبت کرنے لگ جائیں گے۔ اللہ محبت ڈالتا ہے۔ یہ دنیا میں مسئلے حل ہونے کی قرآن گواہی دے رہا ہے کہ مان لو تمام مسئلے حل ہو جائیں گے۔ عزت ملے گی، ذلت سے بچو گے، محبت ملے گی نفرت سے بچو گے...... امن آئے گا، عداوت سے بچو گے...... اور کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عزت کے ساتھ سرخرو کر کے اٹھائے گا۔ حضور ﷺ کا ساتھ نصیب فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جنتیں دو بنائی ہیں، ایک جنت الفردوس ہے ایک نیچے کی جنت ہے۔ نیچے کی جنت کو امرِ کن سے بنایا اور جنت الفردوس کو اپنے ہاتھ سے بنایا ہے۔ نیچے کی جنت کی زمین چاندی کی ہے گھاس زعفران کا ہے۔ چھڑکاؤ عنبر اور مشک کا ہے۔ جنت الفردوس کی زمین سونے کی ہے، گھاس زعفران کا ہے، چھڑکاؤ عنبر و مشک کا ہے۔ موتیوں کے، یاقوت کے، زمرد کے، راستے ہیں، ایک اینٹ محل کی سفید موتی کی ہے، دوسری سرخ یاقوت کی ہے، تیسری سبز زمرد کی ہے۔ مشک کا گارا ہے، زعفران کی گھاس ہے، موتیوں کے کنکر ہیں اور اللہ کا عرش ان کی چھت بنایا گیا ہے۔ اللہ کی سب سے خوبصورت مخلوق اللہ کا عرش ہے جو جنت الفردوس کے لئے لنٹر کا کام دیتا ہے۔ پھر ان کے نیچے تحتِھِمُ الانہار من مَّآءٍ پانی کی نہر، لَبَنٌ دودھ، عسل شہد، خمر شراب...... کہا یہاں کی ناپاک شراب چھوڑ دے تجھے وہاں کی پاک شراب اپنے ہاتھ سے پلاؤں گا۔

یہاں کا حرام چھوڑ دے وہاں حلال کھلاؤں گا۔

عَیْنَانِ تَجْرِیَانِ...... دیکھو گے چشمے بہتے ہوئے

عینانِ نضّختانِ...... دیکھو گے چشمے اٹھتے ہوئے، فوارہ مارتے ہوئے۔

ایک دفعہ میں رات کے وقت ماڈل ٹاؤن میں گزر رہا تھا ایک پانی کا چشمہ اوپر جا

رہا تھا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ کہا یہ چشمہ نما فوارہ ہے، ایک کروڑ روپے میں لگا ہے۔ میں نے کہا، سبحان اللہ، اللہ کو بھی پتہ ہے کہ میرے بندوں کو اُٹھتا پانی بھی اچھا لگتا ہے، بہتا پانی بھی اُچھالتا ہے اس لئے کہا فِیۡهِمَا عَیۡنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ اس میں کچھ چشمے فوارے کی طرح اوپر اٹھتے ہوئے ہیں۔

فیهما من کلِّ فاکهةٍ زوجٰن، ہر پھل کی بہتات ہے، موسم کے بغیر ہیں،

ظِلٍّ مَّمۡدُوۡدٍ سائے لمبے ......

وماءٍ مَّسکوب پانی بہتے ......

حورٌ عینٌ کامثالِ اللُّؤلوءِ المکنون اوران کھانوں میں پینے میں گھروں میں محلات میں وہ خوبصورت بیویاں ہیں جیسے موتی، موتی نہیں چھپا ہوا موتی۔ صدف میں چھپا ہوا موتی

کاَنَّهُنَّ الیاقوتُ والمرۡجَان جیسے یاقوت اور مرجان......

فیهِنَّ خیراتٌ حِسان بڑی خوبصورت، خوبصورت ہو اور بد اخلاق ہو تو کس کام کی؟......اس میں اللہ تعالیٰ نے دو باتیں بتائی ہیں۔

فیهِنَّ خیراتٌ حِسانٌ خوبصورت بھی ہیں اخلاق والی بھی ہیں۔

کَاَنَّهُنَّ الیاقوتُ والمرجان یاقوت ومرجان کی طرح اور

قٰصرات الطرف آنکھیں جھکائی ہوئیں......

لم یطۡمِثۡهُنَّ اِنۡسٌ قبلَهُم ولا جآنٌّ انسان جن نے ہاتھ ہی نہیں لگایا۔

ایسی پاک ہیں اور مَقۡصُوۡراتٌ فی الخِیام خیموں میں بیٹھی ہیں......

فَبِاَیِّ الآءِ ربّکما تکذّبان اب بھی میری نعمتوں کا انکار کرو گے؟......سمندر میں تھوک ڈالے گی سمندر میٹھے ہو جائیں گے۔

دنیا اور جنت کی عورت کا تقابل

مالک بن دینار رحمہ اللہ جا رہے تھے، بازار میں ایک باندی دیکھی بڑی خوبصورت، بڑی پُرکشش۔ آگے اس کے خادم، کہا بیٹی! کہا کیا بات ہے؟ کہا میں تجھے خریدنا چاہتا ہوں...... پہلے باندیوں کی خرید وفروخت ہوتی تھی اور جو رئیس زادے عیاش

ہوتے تھے ایک ایک لاکھ درہم کی خرید اکرتے تھے۔

کہا بیٹی میں تجھے خریدنا چاہتا ہوں۔ وہ ہنسنے لگی، اَبِمِثْلِی؟...... کیا میری جیسی کو تو فقیر خریدے گا؟ کہا، ہاں میں خریدنا چاہتا ہوں۔

تو اس نے خدام سے کہا اس کو پکڑ لو، میں اسے اپنے آقا کو دکھاؤں گی، چلو تماشہ ہی رہے گا۔ تو اس نوکرانی کے آگے نوکر تھے تو انہیں پکڑ کر دربار میں لے آئے۔ اس کا سردار تخت پہ بیٹھا تھا۔ تو ہنسنے لگی کہا آقا آج بڑا لطیفہ ہوا۔ کہا کیا؟ کہا یہ بڑے میاں کہتے ہیں میں تمہیں خریدنا چاہتا ہوں۔ ساری محفل ہنسنے لگی۔

اس نے کہا بڑے میاں! کیا آپ واقعی خریدنا چاہتے ہیں؟

کہا، ہاں میں خریدنا چاہتا ہوں۔

کہا، کیا پیسے دو گے؟

کہنے لگے ویسے تو بہت ہی سستی ہے۔ میں زیادہ سے زیادہ کھجور کی دو گٹھلیاں دے سکتا ہوں۔ صرف گٹھلیاں نہیں وہ گٹھلیاں جنہیں چوس کر پھینک دیا ہو، جن پر ذرا بھی کھجور نہ لگی ہو۔ وہ سارے ہنسنے لگے، سردار بھی ہنسنے لگا۔

بڑے میاں! یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ کہا، بات یہ ہے کہ اس میں بہت ساری کمیاں ہیں، اس کی وجہ سے کہہ رہا ہوں۔

کہا، کیا ہیں؟......

کہا، خوشبو نہ لگائے تو اس کے اپنے پسینے سے بدبو پڑ جائے۔ روزانہ کنگھی نہ کرے تو سر میں جوئیں پڑ پڑ کر تیرے سر میں بھی پڑ جائیں۔ چار سال اور گزر گئے تو بوڑھی ہو جائے گی۔ پیشاب پاخانہ اس میں، اور غم اس میں، دُکھ اس میں، لڑائی اس میں، غصہ اس میں......!!! اپنی خواہش پوری کرنے کے لئے تجھ سے محبت کرتی ہے۔ اس کی محبت سچی نہیں غرض کی محبت ہے۔

ایک لونڈی میرے پاس بھی ہے، خریدو گے؟

کہا وہ کون سی ہے؟......

کہا وہ بھی سن لو، وہ مٹی سے نہیں بنی مشک، عنبر، زعفران اور کافور سے بنی ہے۔

اس کے چہرے کا نور اللہ کے نور میں سے ہے (یہ حدیث پاک کا مفہوم ہے) اس کی کلائی، صرف کلائی سات دنیا کے اندھیروں میں آ جائے تو ساتوں دنیا کے اندھیرے روشنیوں میں بدل جائیں گے اور اس کی کلائی سورج کو دکھائی جائے تو سورج اس کے سامنے نظر نہیں آئے گا غروب ہو جائے گا۔ سمندر میں تھوک ڈالے سمندر میٹھا ہو جائے، مُردے سے بات کرے تو مُردے میں روح پیدا ہو جائے، زندوں کو ایک نظر دیکھ لے کلیجے پھٹ جائیں۔ اپنے دوپٹے کو ہوا میں لہرا دے، سارے جہان میں خوشبو پھیل جائے۔ سات سمندر میں تھوک ڈال دے میٹھے ہو جائیں، زعفران کے باغات میں اور مشک کے باغات میں پروان چڑھی ہے۔ تسنیم کے چشمے کا پانی پیا اور اللہ کی جنت میں پروان چڑھی ہے۔ اپنی محبت میں سچی ہے بے وفا ہرگز نہیں، محبت میں سچی ہے۔ وفا میں پکی ہے۔ نہ حیض ہے نہ نفاس، نہ پیشاب ہے نہ پاخانہ، نہ غصہ ہے نہ لڑائی، وہ ہمیشہ راضی، وہ ہمیشہ جوان، وہ ہمیشہ ساتھ رہتی ہے۔ اس پہ موت نہیں آتی۔ اب بتا، میرے والی زیادہ بہتر ہے یا تیرے والی زیادہ بہتر ہے؟

کہنے لگا جو آپ نے بیان کی وہ بہت بہتر ہے۔

کہا اس کی قیمت بتاؤں؟

کہا، بتاؤ......!

کہا دو گٹھلیوں سے بھی زیادہ سستی ہے۔

کہا اس کی کیا قیمت ہے؟

کہا اس کی قیمت ہے اپنے مولیٰ کو راضی کرنے میں لگ جا، مخلوق کو راضی کرنا چھوڑ دے خالق کو راضی کرنا اپنا مقصد بنا لے، جب آدھی رات گزر جائے جب سارے سو رہے ہوں تو اُٹھ کے دو رکعت اندھیرے میں پڑھ لیا کر، یہ اس کی قیمت ہے۔ یہ اس کی قدر ہے۔ جب خود کھانا کھائے تو غریب کو بھی یاد کر لیا کر کہ کوئی غریب بھی ہے کہ جس کو پہنچاؤں؟ یہ ہو جائے تو یہ تیری ہو گی۔

کہنے لگا اپنی باندی سے، تو نے سن لیا جو اس نے کہا؟

کہا، سن لیا۔

کہا، تو اللہ کے نام پہ آزاد، سارے نوکر آزاد، سارا مال صدقہ......ساری دولت

صدقہ اور اپنے دروازے کا جو پردہ تھا اب وہ اُتار کے کُرتہ بنایا، اپنا لباس بھی صدقہ......
اس نے کہا جب تُو نے فقر اختیار کیا میرے آقا تو میں بھی تیرے ساتھ اللہ کو راضی کرنے نکلتی
ہوں۔ پھر دونوں کی مالک نے شادی کر دی۔ پھر دونوں اپنے وقت کے ایسے لوگ بنے کہ
لوگ ان کی زیارت کے لیے آتے تھے۔ اگر حکومت آپ سے مشقت لیتی ہے تو تنخواہ بھی تو
دیتی ہے نا! لیکن وہ بیچاری چھوٹی سی ہے کہ اتنی تنخواہ دیتی ہے، حلال چلنے والے کے لیے
زندگی مشکل ہوگئی۔

ولایت کی علامت

میں آپ کو بتاؤں ولی اللہ آپ لوگ سمجھتے ہوں گے اِدھر مسجد میں مصلّی بچھائے
ہوئے بیٹھا ہوا ہے اور تسبیح چلا رہا ہے، یہ اللہ کا ولی ہے۔ ادھر نفل ادھر اشراق، ادھر چاشت،
ادھر اوّابین، ادھر تہجد ہاں بڑے اللہ کے ولی ہیں۔ ہاں میں بتاؤں وہ سپاہی جو حلال کھا رہا
ہے، کبھی اس کو روٹی کے پیسے بچتے ہیں کبھی نہیں بچتے، کبھی بچے کی دوائی کے پیسے بچتے ہیں
کبھی نہیں بچتے۔ سپاہی چھوڑ و ایس پی بھی حلال پہ آئے تو زندگی دو بھر ہے، کوئی ضرورت
پوری ہو رہی کوئی نہیں ہو رہی۔ اندر کٹ رہا ہے، اندر پس رہا ہے، مجھے میرے رب کی قسم یہ
اس گوشہ نشین سے بڑا ولی اللہ ہے، بڑا ولی ہے۔ ہمارے ہاں ولایت کا مفہوم بدل گیا
ہے۔ ہم سمجھتے ہیں تارک الدنیا ولی ہے۔ آپ ولی اللہ ہیں اگر آپ حلال پہ اپنے آپ کو
روک لیں۔ بلڈوزر چل جائیں حکم نہ ٹوٹے، پھر دیکھو اللہ کیسے آپ کی پرواز بلند کرتا ہے۔
ولایت تو آپ کی ہے آج کا ہر ملازم پیشہ جو حلال پہ چل رہا ہے ہمارے جیسوں سے اوپر
کھڑا ہوگا، کل قیامت کے دن اور بڑے بڑے ولی اس کے نیچے کھڑے ہوں گے۔

اک حوالدار مجھے ملا بہاولنگر میں، تبلیغ میں وقت لگایا، حلال پہ آ گیا۔ مشکل......
دو بھر...... بڑی تنگی...... بڑی تنگی۔ کہنے لگا ایک دن میرے افسر مجھ سے کہنے لگے تم اب
گزارہ کیسے کرتے ہو؟ میں نے کہا جب آدمی طے کر لے تو گزارے ہو جاتے ہیں، نہ طے
کرے تو نہیں ہوتے۔ کہا، بتاؤ تو سہی گزارہ کیسے کرتے ہو؟ کہا بات یہ ہے کہ ایک سال
گزر گیا ہے، میرے گھر میں سالن نہیں پکا ہم چٹنی سے روٹی کھاتے ہیں۔ ایک سال پورا ہو

چکا ہے میرے گھر میں سالن نہیں پکا، یہ وہ اللہ کا ولی ہے کہ بڑے بڑے اولیاء اس کی گرد کو قیامت کے دن نہیں پہنچ سکیں گے۔

خلاصہ بیان

تو میرے بھائیو تین باتیں میں نے عرض کی ہیں۔ ہم اللہ کی مانیں، اللہ کے حبیب کی مانیں، اور اس کو آگے پھیلانے کے لیے وقت نکالیں۔ یہ تین کام ہیں...... تبلیغ کوئی جماعت نہیں ہے۔ نام پڑ گیا تبلیغی جماعت، تبلیغی جماعت کوئی جماعت نہیں ہے۔ ہر مسلمان مبلغ اسلام ہے، ہر مسلمان اللہ کے رسول کا غلام ہے۔ آپ بھی ہم بھی ان کے غلام ہیں۔ آپ بھائی ارادے کریں ہم تو نام لکھاتے ہیں اور نام لکھتے ہیں۔ نہیں اپ کے نام نہیں لکھتے۔ بس ارادے کریں کہ آج کے بعد ہم اللہ اور اس کے رسول کی مان کے چلیں گے۔ بھائی یہ تو ابھی ضرورت ہے نا! آج سے توبہ کرلیں، اے اللہ آج کے بعد ہم تیری مانیں گے چاہے ہمارے سر پر پہاڑ ٹوٹ پڑیں، سمندر اوپر گزر جائیں، وہ کریں گے جو تو کہے گا پھر آپ دیکھنا کہ اللہ تعالیٰ ابراہیم علیہ السلام کی طرح آگ کو کیسے ٹھنڈا کرتا ہے۔ اور یوسف علیہ السلام کی طرح کیسے دروازے کھولتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کی طرح کس طرح سمندر میں راستے دیتا ہے۔ یونس علیہ السلام کی طرح کیسے مچھلی میں پال کے دکھاتا ہے اور اصحابِ کہف کی طرح کس طرح غار کے اندر بٹھا کے پال کے دکھاتا ہے۔ آپ ارادے کر لیں، ارادے کر لئے بھائی؟...... اور جب چھٹی مل جائے تو جماعت میں نکل کر یہ ترتیب زندگی سیکھیں، نماز آج سے شروع کریں حلال کی آج نیت کریں کسی کو گالی نہ دیں، کوئی آپ کو گلیاں دے آپ نہ گالیاں دیا کریں۔

صِلُ من قطعَک، اَعْطِ من حرَمکَ واعفُ عمّن ظلمک......

توڑنے والے سے جوڑو، زیادتی کرنے والے کو معاف کرو، بُرے سے اچھے بنو، نہ دینے والے کو عطا کرو۔

یہ اخلاق سیکھیں لوگ تو جانوروں کی طرح ہیں، ہر کوئی کہتا ہے تم جانتے نہیں میں کون ہوں۔ تم جانتے نہیں میں وہ ہوں۔ اللہ اکبر اصل میں ایک دوسرے کی پہچان بھی دین

کراتا ہے دین نہ ہو تو ہر کوئی رعب ڈالتا ہے اللہ نے فرقِ مراتب رکھا ہے پر کوئی بھی نہیں سمجھتا۔ اللہ نے حکم دیا ہے عوام کو کہ وہ حکومت کی مان کے چلیں اور حکمرانوں کو حکم دیا ہے کہ وہ عدل کا دامن ہاتھ سے نہ جانے دیں وہ انصاف کریں ظلم نہ کریں ظلم جب زمین پہ ہوتا ہے...... دو گناہ ایسے ہیں جن کا بدلہ انسان دنیا میں لے کر مرتا ہے۔ ماں باپ کی نافرمانی اور ظلم...... یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ نقد ہو جاتا ہے اُدھار نہیں اِلاَّ ماشاء اللہ۔ جو بہت زیادہ بڑھ جائے اللہ تعالیٰ کہتا ہے آنے دو چنگیز خاں کی طرح کچھ نہ کہو، آگے اکٹھا ہی پورا کروں گا۔ تیمور لُنگ کی طرح آنے دو آگے ہی اکٹھا کروں گا۔ لیکن عام دستور یہ ہے دنیا میں ہی صفائی ہو جاتی ہے۔ بھئی آپ اخلاق کا مظاہرہ کریں، عبادت سمجھ کر ڈیوٹی پہ کھڑے ہوں، عبادت سمجھ کر اپنے کام کو جائیں پھر آپ کو اللہ کے فضل وکرم سے گارنٹی سے کہتا ہوں کہ آپ کا ڈیوٹی پہ ان صفات کے ساتھ کھڑا ہونا جیسے ہمارا مسجد میں جا کر نفل پڑھنا، ذکر کرنا، تلاوت کرنا۔ تو اس کا سارے بھائی ارادے فرمائیں اور اللہ پاک سے مانگیں کہ اللہ پاک ہمیں اس کی توفیق بخشے اور سارے بھائی نماز کی نیت کریں جو کوئی آپ کا لوگوں سے واسطہ پڑے نا، ان کو بھی آپ نماز کی تلقین کریں، ان کو نماز کی دعوت دیں۔ ان سے قبر آخرت کی بات کریں تو آپ کا انشاء اللہ تبلیغ کا کھاتا آج سے ہی کھل جائے گا اور قرآن پاک کو سیکھیں۔ نہیں آتا تو ایک ایک لفظ سیکھیں، ایک ایک حرف سیکھیں۔ قرآن اللہ کی کتاب ہے، اس کا حق ہے کہ اس کو پڑھا جائے اور چلتے پھرتے اللہ کے ذکر کی عادت ڈالیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ والحمدُ لِلّٰہ ولآ اِلٰہ اِلَّا اللّٰہ واللّٰہ اکبرُ اور درود شریف استغفار چلتے پھرتے سوسو مرتبہ کم از کم اس کو کہہ لیا کریں۔ جتنا زیادہ کہیں گے اتنا زیادہ اللہ دے گا اور بھائی آپ پانچ وقت کی فرض نماز کو ہاتھ سے نہ جانے دیں چاہے کچھ کا کچھ ہو جائے اور جب اللہ آپ کو موقع دیں تو چھٹیوں میں وقت لگالیں اپنی ڈیوٹی کو عبادت سمجھ کے کریں، فوج پولیس براہِ راست عبادت ہے۔ میں بار بار اس لیے کہہ رہا ہوں کہ آپ کو اپنے پیشے کی قدر آجائے۔ لوگ بُرا کہتے ہیں۔ کہتے ہیں نا! اپنے پیشے کی قدر نکل گئی ہے۔ بہت باعظمت بہت باعزت پیشہ ہے۔ عزت اسے نہیں کہتے کہ لوگ سلام کریں۔ عزت اسے کہتے ہیں کہ اللہ راضی ہو جائے۔ تو بھائی سب نے ارادے کر لیے نا! سب نے نیت کر لی ہے نا! اور بھائی نماز آج

سے شروع کریں گے، جھوٹ آج سے چھوڑ دیں گے...... سچ پہ آج سے آ جائیں گے...... حلال پہ آج سے اپنے آپ کو لگائیں گے، پاک دامنی آج سے اختیار کریں گے، جو کام آج سے شروع کرنے ہیں بس آج سے ہی شروع کر دیں اور جو کل کو کرنے ہیں ان کو کل اختیار کریں گے۔ تو بھائی اللہ پاک سے مانگو، ہمارے اعمال پر ہی اللہ کے فیصلے ہوتے ہیں۔ آپ بھی بے بس ہیں، ہم بھی بے بس ہیں، جب تک لوگ توبہ نہیں کرتے اللہ تعالیٰ حالات کو نہیں بدلے گا۔

انسانیت کا قتل عام کیوں؟

یہ قتل وغارت جو ہے اس کی بنیاد فرقہ واریت نہیں ہے، اس کی بنیاد زنا ہے، جب زنا کثرت سے ہوتا ہے تو اللہ قتل وغارت کا بازار گرم کر دیتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے جس قوم میں زنا پھیل جائے گا اس قوم میں موتوں کی کثرت شروع ہو جائے گی۔ تو بھائی، ہم لوگوں سے توبہ کروائیں تاکہ اللہ تعالیٰ کا رحم ہماری طرف متوجہ ہو۔ اللہ کے غضب کے دروازے بند ہوں۔ اب اللہ تعالیٰ لاؤڈ سپیکر پر اعلان تو نہیں کرے گا کہ میں ناراض ہو گیا ہوں۔ اسی طرح بتائے گا ٹکراؤ کرا کے، خون بہا کے، چیزوں کو مہنگا کر کے، ظالموں کو سر پر مسلط کر کے، عزت کو ختم کر کے اور آپس میں توڑ کروا کے بے موسم کی بارشیں کر کے اس طرح اللہ تعالیٰ بتائے گا کہ میں ناراض ہو چکا ہوں، مجھے راضی کرو۔ تو آپ خود بھی توبہ کریں اور لوگوں سے بھی توبہ کروائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

دعا

اللّٰھم لک الحمد کمآ انت اھلہٗ صلِّ علٰی محمّدٍ کمآ انت اھلہٗ فافعل بِنا کمآ انت اھلہٗ اِنّک انت اھل التّقوٰی واھلُ المغفِرۃِ ربّنآ اٰتنا فی الدُّنیا حسنۃً وّفی الاٰخرۃِ حسنۃً وّقنا عذاب النّار، آمین وقنا عذاب النّار.

یا اللہ جتنے بھائی اور جتنے دوست احباب تیری محفل میں شریک ہیں تیرے اس دین کی بات میں شریک ہیں تو ہم سب کی توبہ کو قبول فرما (آمین) یا اللہ جو آج تک جرم

کیے، اکیلے کیے یا مل کے کیے ہیں، تنہائی میں کیے ہیں یا سب کے سامنے، خلوت میں ہیں یا جلوت میں سارے معاف فرما دے (آمین) معاف کرنا تیری صفت ہے، بھول جانا ہماری سرشت ہے۔ یا اللہ ہماری خصلت تو گندی ہے تیری صفت تو اعلیٰ ہے، ہمارے ان جرموں کو اپنی رحمت کے دریا سے صاف کر دے، پاک کر دے (آمین) یا اللہ اس دامن میں بے شمار گناہ ہیں، گندگی کے کیڑے میں بھی اتنی غلاظت نہیں جو آج ہمارے اندر پیدا ہو چکی ہے، یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے اپنے دریائے رحمت کو ہماری طرف متوجہ فرما دے، ہمیں پاک زندگی عطا فرما دے (آمین) اے اللہ ہم نے تیری زمین کو گناہوں سے بھر دیا ہے، نافرمانی کا گند ساری فضا میں پھیلا ہوا ہے۔ یا اللہ اپنا فضل فرما دے (آمین) اپنا کرم فرما دے (آمین) یا اللہ اس گندی زندگی کو ختم کر دے (آمین) پاک زندگی کو وجود عطا فرما (آمین) یا اللہ ہماری نسل برباد ہو گئی ہمارے نوجوان نسل اس شہوت کے دریا میں بہہ گئے، شیطان کے ہاتھوں میں جکڑے گئے، یا اللہ ہم پر فضل فرما (آمین) کمزور بچے پہ ماں زیادہ ترس کھاتی ہے، ہم کمزور مسلمان ہیں، ہم زیادہ پر رحم فرما (آمین) ہمارے چاروں طرف نافرمانی ہے ہمیں سہارا دے (آمین) ہمارا آسرا بن، ہماری مدد فرما (آمین) نفس آیطان کے خلاف ہمیں فتح نصیب فرما، اللہ اپنے حکموں پر چلنا محبوب بنا دے (آمین) نافرمانی کی نفرت پیدا فرما دے (آمین) اپنی محبت میں کامل کر دے (آمین) اپنے محبوب کی محبت میں کامل فرما دے (آمین) یا اللہ تو عوام میں اور حکومت میں جوڑ پیدا کر دے (آمین) ایک دوسرے کے مراتب کا خیال کرنے کی توفیق عطا فرما (آمین) ہمارے جتنے بھی شعبے ہیں ان سب کو تو دین کے مطابق زندہ کر دے (آمین) ان شعبوں سے جتنے بھی منسلک افراد ہیں ان سب کو تو اپنی مرضی کے مطابق چلنے والا بنا دے (آمین) یا اللہ ہمارے ان بھائیوں کو سارے پولیس والوں کی توبہ کا ذریعہ بنا (آمین) جو بھائی جمع ہیں ان سب کو تو ہدایت کا نشان بنا (آمین) یا اللہ انہیں اپنی محبت عطا فرما (آمین) جیسا یہ مقدس پیشہ ہے انہیں صفات بھی عالی نصیب فرما (آمین) جیسا یہ عظیم فریضہ ہے اس کے مطابق تو ہمارے ان بھائیوں کو عظیم صفات بھی نصیب فرما (آمین) اے اللہ ان کی ڈیوٹیوں کو بھی عبادت کا درجہ عطا فرما دے (آمین) ان کے تھکنے کو ان کے گناہوں کی معافی کا ذریعہ بنا دے (آمین) یا اللہ

انہیں وہ مبارک زندگی عطا فرما جسے دیکھ کے تو راضی ہوتا ہے (آمین) ہمیں بھی تو وہ مبارک زندگی عطا فرما جسے تو دیکھ کر رحمت کے دروازے کھولتا ہے (آمین) اے اللہ تو ہدایت کے فیصلے نہ کرے تو ہمارے ہاتھ میں تو رہا نہیں ہم تو بے بس ہو چکے ہیں، اے اللہ ہم تماشائی ہیں نہ ہم میں قوت ہے نہ طاقت ہے، نہ کر سکتے ہیں نہ کہہ سکتے ہیں، تو ہی اپنے فضل سے ان گندی فضاؤں کو پاک فضاؤں سے بدل دے (آمین) یا اللہ مسجدوں کو آباد کر دے (آمین) نوجوانوں میں حیا کو زندہ کر دے (آمین) عورتوں میں پاک دامنی کو زندہ کر دے (آمین) بازاروں میں حلال تجارت کو زندہ کر دے (آمین) دفتروں میں نبوت والے اخلاق کو زندہ کر دے (آمین) زمینداروں میں تواضع اور عاجزی پیدا کر دے (آمین) یا اللہ زندگی کے تمام شعبوں سے منسلک افراد کو اپنی پسندیدہ زندگی عطا فرما دے (آمین) ہمارے اس جمع ہونے کو قبول فرما (آمین) ہمارے بیٹھنے کو قبول فرما (آمین) ہماری توبہ میں ہمیں استقامت نصیب فرما (آمین) اور اس بیٹھنے کو ہماری بخشش کا ذریعہ بنا (آمین) اے اللہ ہماری اولاد کو بھی نیک اور صالح بنا (آمین) اے اللہ ہمارے اہل و عیال کو بھی قبول فرما (آمین) اے اللہ ہمیں حلال اتنا دے کہ حرام سے نگاہ ہٹ جائے (آمین) اپنے سے مانگنے والا بنا لے اور مخلوق سے بے نیاز کر دے (آمین) اور اپنا تو غلام بنا لے (آمین) تیرے در سے لینے والے بنیں اور مخلوق کو دینے والے بنیں (آمین) ہم نہ دنیا کا دُکھ سہہ سکتے ہیں نہ آخرت کا دُکھ سہہ سکتے ہیں، ہمیں دنیا کی بھی عزت دے، آخرت کی بھی عزت دے (آمین) یہاں کی دوزخ سے بھی بچا، آگے کی دوزخ سے بھی بچا (آمین) ہمیں فقر سے محفوظ فرما، ہمیں تنگ دستی سے محفوظ فرما (آمین) ہمیں بیماریوں سے محفوظ فرما (آمین) ظالموں کے تسلط سے محفوظ فرما (آمین) دشمنوں کے تسلط سے محفوظ فرما (آمین) اے اللہ جتنے بھائی بھی تیری بارگاہ میں موجود ہیں تو ہم سب کے اس کہنے سننے کو قبول فرما کر ہمیں اور ہماری نسلوں کو بھی قبول فرما (آمین)

صلّی اللّٰہ تعالٰی علی النّبی الکریم آمین برحمتِک یآ ارحم الرّاحمین۔

عدنان شاہد کی وفات پر بیان

الحمدللّٰہ الذی خلق الموت والحیوٰۃ لیبلوکم ایکم احسن عملًا الحمدللّٰہ الذی بیدہ الملک یفعل ما یشاء. یحیی ویمیت وھو علٰی کل شیءٍ قدیر. الحمدللّٰہ الذی کتب الأثار، ونسق الاعزال، والقلوب عندہٗ مقویہ، والسّرُّ عندہٗ علانیہ، الحلال ما احل، والحرام ما حرم. والدین ما سَرَعَ والْاَمرُ ما قضٰی الخلق خلق والعبد عبد وھو اللّٰہ الروف الرحیم. واشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ واشھد ان سیدنا ومولانا محمدًا عبدہٗ ورسولہٗ.

اما بعد فاعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمٰنِ الرحیم. اِنَّا جَعَلْنَا مَا عَلَی الْاَرْضِ زِیْنَۃً لَّھَا لِنَبْلُوَھُمْ اَیُّھُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا. وَاِنَّا لَجٰعِلُوْنَ مَا عَلَیْھَا صَعِیْدًا جُرُزًاo

وقال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم

الا تعملوا وانتم من اللّٰہ علٰی خبر واعلمو انکم معرضون علٰی اعمالکم فمن یعمل مثقال ذرۃ خیراً یرہٗ ومن یعمل مثقال ذرَّۃٍ شرًّا یرہٗ.

او کما قال صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وبارک وسلم۔

میرے بھائیو اور دوستو اللہ اپنی ذات میں باقی ہے اور موت سے پاک ہے اور باقی ہر کائنات کے لئے موت کا فیصلہ ہے۔

کل من علیھا فان......

ابھی حافظ صاحب نے تلاوت فرمائی، ہر چیز پر فنا ہے پھر اس معنی کو اور اللہ تعالیٰ نے وسعت دے کر فرمایا:

کل نفس ذائقۃ الموت......

ہر نفس کے لئے موت ہے۔

پھر اسے اور وسیع کر کے فرمایا:

کل شیءٍ ھَالِکٌ اِلَّا وَجْھَہٗ......

ہر چیز کے لئے ہلاکت ہے صرف اللہ کی ذات کو بقاء ہے۔

اللّٰہ لا الہ الا ھو ...... جو اپنی ذات میں اکیلا ہے، صفات میں اکیلا ہے الحیُّ القیوم ان دو صفتوں میں بھی اکیلا ہے، زندہ ہے، زندہ رہے گا، زندگی دیتا ہے۔ خود کسی آسرے سہارے کا محتاج نہیں ہے۔ نہ ہی زندگی کے لئے کروڑوں اسباب کا محتاج، میرا اللہ اپنی بقاء میں کسی چیز کا محتاج نہیں ہے۔

القیوم...... وہ اپنی ذات میں قائم ہے اوروں کے قیام کا بھی ذریعہ ہے۔ اپنی ذات کے لئے اسے کسی چیز کی ضرورت نہیں ہے۔ اتنا بے نیاز ہے کہ اتنی بڑی ذات ہوتے ہوئے نہ اسے جگہ چاہئے، نہ مکان چاہئے، نہ زمان چاہئے۔

نہ وہ زمانے کی قید اور بندش میں ہے نہ وہ جگہ کی قید اور بندش میں ہے۔ اتنی بڑی ہستی ہے کہ اسے تو جگہ چاہئے۔ پر وہ کیسا رب ہے جو اپنی ذات میں ایسا اوّل اور آخر ہے کہ نہ ابتداء ہے نہ انتہاء ہے۔ اس کے باوجود وہ زمان میں آتا ہے نہ وہ مکان میں آتا ہے۔ باقی سب کے لئے اللہ کی طرف سے موت کا فیصلہ ہے اور اس نے اعلان کیا ہے:

منکم مَن یّتوَفّٰی من قبلُ......

میں کسی کو عدنان کی طرح جوانی میں اٹھاؤں گا...... پہلے بتا رہا ہوں، قبر کا امتحان ہے:

؎ سینوں پہ تیر کھائے جا آگے قدم بڑھائے جا

اعلان ہے...... **منکم من یتوفّٰی من قبل** ...... جوانی میں موت دوں گا، جوانی میں اٹھاؤں گا تا کہ غفلت میں نوجوان یہ نہ کہے ابھی بڑی زندگی پڑی ہے، پھر توبہ کر لیں گے۔ عدنان کی جوان موت پہ اعلان ہے میرے رب کا ان نوجوانوں کے لئے جن کو مال نے اندھا کر دیا ہے...... جوانی نے مست کر دیا ہے...... اقتدار نے ان کی آنکھوں پر، کان پر پردے اور داغ لگا دیے، یہ ان کے لئے پیغام ہے کہ کوئی ہے جو اس کائنات کا تنِ تنہا بلاشرکتِ غیرے مالک ہے!!

قلِ اللّٰھم مالکَ المُلکِ ......

یہی تو تیرا اللہ ہے......

ومنکم مَن یتوفّٰی من قبلُ ......

کسی کو جوانی میں اٹھاؤں گا، کوئی مجھے گلہ نہ دے کہ یہ نہ کہے بے وقت موت آ گئی، بے وقت موت آ گئی...... نہیں نہیں!! کوئی بے وقت نہیں مرتا جب مرتا ہے یہی اس کا وقت ہوتا ہے۔ میرے اللہ کی طرف سے امتحان ہے:

ومنکم من یّردُّ الٰی ارذلِ العمرِ لکیلا یعلم بعد علمٍ شیئًا۔

کئیوں کو میں لمبی عمر دے دیتا ہوں کہ موت کی تمنا کرتے ہیں، موت نہیں آتی۔ کوئی جینا چاہتے ہیں...... کوئی زیرِ زمین چلے جاتے ہیں...... یہ بھی میرے رب کا نظام ہے۔ آنے میں ترتیب ہے، جانا بے ترتیب ہے۔ جانے میں جوان بھی جا سکتا ہے، بچہ بھی جا سکتا ہے...... بوڑھا بھی جا سکتا ہے...... صحت مند مر جائے بیمار پڑا رہے...... یہ دن رات کے میرے رب کے نظام ہیں تا کہ ہر انسان، آنکھ اس کی کھلی رہے...... کان اس کے، اس کے داغ اتر جائیں، اس سے نکل جائیں۔

وفیٓ اٰذاننا وقرٌ ......

کتنے لوگ ہیں، یہ جو کہتے ہیں ہمیں سنائی نہیں دیتا!!

زبانِ قال سے نہیں، زبانِ حال سے کہتے ہیں...... ہمیں کچھ نہیں سنائی دیتا...... ہمیں کچھ نہیں دکھائی دیتا...... اس لئے میرا اللہ کہہ رہا ہے کھولو آنکھیں کھولو!! یہ دھوکے کا گھر

ہے، یہ مچھر کا پَر ہے...... مکڑی کا جالا ہے...... میری بات نہ سنو، اپنے اللہ کی سنو! جو سارے جہان کو بنانے کے بعد آپ کو یہ جو کہہ رہا ہے:

وما الحیٰوۃُ الدُّنیآ اِلّا متاعُ الغُرور......

یہ دھوکہ ہے...... یہ فریب ہے...... اقتدار...... عزت...... ذلت...... بیماری...... صحت...... عروج...... زوال...... یہ سب تمہاری نظر کا فریب ہے، اصل حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے:

النّاسُ نیومٌ اِذا ماتوا......

لوگ سوئے ہوئے ہیں، موت پر آنکھیں کھلیں گی۔ موت پر بیدار ہوں گے اور میرا اللہ کہے گا:

فکشفنا عنک غطآء ک فبصرُک الیوم حدیدٌ......

آج تیری آنکھوں سے پردہ اٹھا ہے، آج تیری نظر بڑی تیز ہے۔

قیامت...... منظر بہ منظر

ایک عدنان کی موت ہے...... ایک میری آپ کی موت ہے...... ایک پوری کائنات کی موت کی انتظار میں ہے...... وہاں ایک دن ایسا آنے والا ہے:

اِذا زلزلتُ الارْضُ زِلْزالَها......

زمین مرنے لگی ہے، مرنے لگی ہے......

اِذا السّمآء انفطرت......

آسمان پر موت آ گئی!

واِذَا الکواکبُ انتثرت......

ستارے مر رہے ہیں،

واِذا البحارُ فُجّرت......

سمندر مر رہے ہیں،

اِذا السّمآء انشقّت......

آسمان پھٹ رہا ہے،

لیحملوا عرش ربّک فوقھُم یومئذٍ ثمانیه.

عرش کے فرشتوں نے عرش کو چھوڑ دیا ہے کہ عرش کے نیچے سب کو موت دینی ہے۔عرش بچے گا،عرش کے فرشتے بھی مریں گے......عرش والا بچے گا......عرش کے فرشتے بھی مریں گے۔ نیچے، نیچے سب کے لئے موت کا پیغام ہے۔ایک ان اللہ نے رکھا ہے، ایسا ہی دن ہوگا......ایسی ہی نقاب کشائی ہوگی اور ایک آواز آئے گی......ایسی سریلی...... ایسی دلربا......ایسی دلفریب......کہ سب کے کان ادھر لگ جائیں گے کہ کیا آواز ہے؟ پھر وہ تیز بجے گی، پھر وہ شدت پکڑے گی......

لاہور اپنے شباب پر ہوگا......

بچے سکول جا رہے ہیں اور دفتری دفتر کو جا رہے ہیں......

اور حاکم اپنی حکومت کو جا رہے ہیں......

اور مالک اپنی مل کو جا رہا ہے......

اور منڈی والا منڈی کو جا رہا ہے......

ریڑھی والا ریڑھی کو صاف کر رہا ہے......

کاروالا کار کی صفائی کروا رہا ہے......

دکاندار جھاڑو دے رہا ہے......

بچے کے منہ میں نوالہ اماں ڈال رہی ہے......

ہاتھ میں مکھن کا پیڑا بنا کے عورت دیگچی میں ڈالنے کے لئے، ہاتھ یوں اُچھال رہی ہے......

اور ادھر کوئی عورت چولہے میں آگ جلا رہی ہے......

کسی نے ہل کو کھیت میں ڈال دیا ہے......

کسی نے کَسّی کو اٹھا کر پانی کا رُخ موڑنے کی تیاری کی ہے......

کسی کے ہاتھ میں مٹی ہے اور اس کو یوں بکھیرنا چاہتا ہے......

پرندوں کو نہیں پتا کیا ہونے والا ہے......

سورج کو نہیں پتا کیا ہونے والا ہے......

درخت محو ہیں، مست ہیں، کہ......

فاذا جآء تِ الطّآمّۃُ الکُبریٰ......

یہ خوفناک آواز...... یہ خوبصورت آواز بج رہی......

عورت کے ہاتھ سے پیڑا گرے گا......

بچے کے منہ میں جاتا نوالہ زمین پہ گرے گا......

اور گجرے ٹوٹ جائیں گے......

ہار بکھریں گے......

درخت پڑے رہ جائیں گے......

ریڑھیاں ویران ہو جائیں گی......

بازار سنسان ہو جائیں گے......

باراتی ادھر بھاگیں گے، دولہا اُدھر بھاگے گا......

مراثی ادھر بھاگیں گے......

ڈھول ادھر پڑے ہیں......

زمین کی جوانی کام نہ آئے گی...... آج چاروں طرف موت کا وار ہے......

اور موت کا بے خطار قص ہے......

تخت پڑے رہ جائیں گے......

تاج پڑے رہ جائیں گے......

زمین کپکپا اُٹھے گی......

اب پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو جائیں گے......

سورج گرنے لگ جائے گا......

آسمان پھٹنے لگ جائے گا......

انسان بھاگے گا، جگہ نہیں...... چھپنا چاہے گا، جگہ نہیں...... چاروں طرف اُسے موت گھیر رہی ہے...... گھیر رہی ہے...... گھیر رہی ہے......!!

ایک آواز پر اللہ ساری دنیا کے انسانوں کو سُلا دے گا......

آج نہ کوئی موقعے والا ہے......

نہ کوئی مرثیہ کہنے والا ہے......

نہ کوئی آنسو بہانے والا ہے......

نہ کوئی کفن دینے والا ہے......

نہ کوئی قبر کھودنے والا ہے......

آج شیطان پر بھی موت کا وار کارگر ہو چکا ہے اور اسے بھی پکڑا جا رہا ہے......

جب سورج مغرب سے اُبھرے گا...... شیطان سجدے میں گرے گا، کہے گا یا اللہ! آج جس کو بھی کہتا ہے میں سجدہ کرتا ہوں...... تو اس کے شطونگڑے کہیں گے، ہمارے آقا! یہ کام تو آج تک آپ نے نہیں کیا ہے، یہ کیا ہے؟ کہا خطرے کا سائرن بج چکا ہے...... میری مہلت کے ختم ہونے کا وقت آ چکا ہے...... یہ سورج کا مغرب سے نکلنا توبہ کا دروازہ بند کر دے گا...... اس کے بعد کسی کی توبہ قبول نہیں ہے......

پہلے آسمان پہ موت...... پھر دوسرا، پھر تیسرا، پھر چوتھا، پھر پانچواں، پھر چھٹا، پھر ساتواں...... آسمان پہ موت...... موت...... موت...... موت...... اور ملک الموت کے پسینے جو نکل رہے ہیں...... پھر میرے اللہ کی آواز آئے گی جبرئیل، میکائیل مرجائیں......! یہ اللہ کی ہیبت ناک آواز ہے کہ اللہ کا عرش کپکپا کے کہے گا یا اللہ جبرائیل تو بچالے، میکائیل تو بچالے...... تو اللہ کہے گا:

اسکُتْ...... وقد کتبتُ الموت علی من کان تحت عرشی.

چپ رہو! میرے عرش کے نیچے سب مریں گے۔

لو کانتِ الدُّنیا تدوم لاَھْلِھا

لکان رسولُ اللّٰہ فیھا مخلدا

صرف ایک حی وقیوم...... باقی سب فانی

اگر دنیا میں کسی کو ہمیشہ ہمیش کی زندگی ملتی تو اللہ کا رسول ﷺ تھا، اس کو بھی بلا

لیا...... جبرائیل کیا چیز ہے؟...... میکائیل کیا چیز ہے؟...... پھر اللہ فرمائے گا اسرافیل مر جاؤ...... تو اسرافیل کا نور عرش سے معلق ہو جائے گا، اسرائیل مر جائے گا...... پھر اللہ فرمائے گا عرش کے فرشتے مر جائیں...... پھر وہ بھی مر جائیں گے...... اوپر اللہ نیچے ملک الموت...... کون باقی؟...... اوہو! شانِ بے نیازی ہے یہ نہیں کہ پتہ نہیں، کون باقی؟...... تو ملک الموت سمجھ گیا ہے کہ ہُن میرا پھیرا آ گیا اے (اب میرا نمبر آ گیا ہے) آگے نہیں پتہ لگنا موت کیا شے ہے؟...... کون باقی؟...... کہے گا یا اللہ تو باقی، تیرا غلام باقی...... تو اللہ کہے گا "مُت" ...... مر جا...... تو بھی میری ایک مخلوق ہے۔ یہ دیکھو! کل کو دیکھنے والا نیچے سے دکھاؤں،...... کہ دیکھنے والا ہی کوئی نہیں ہے۔ مر گیا، ملک الموت مر گیا...... اور تو اور میرا اللہ کہے گا:

من کان لی شریکًا فلیاتِ......

کوئی ہے میرا شریک تو سامنے آئے، پھر دوبارہ کہے گا.

من کان لی شریکًا فلیاتِ......

کوئی ہے میرا شریک تو سامنے آئے، پھر سہ بارہ کہے گا

من کان لی شریکًا فلیاتِ......

کوئی ہے میرا شریک تو سامنے آئے......!!

پھر اللہ آسمان زمین کو جھٹکا دے گا،

پھر کہے گا **اَنا المَلِکُ**...... میں بادشاہ ہوں

پھر دوسرا جھٹکا دے گا، پھر کہے گا، **انا القدوس السلام المومن**، میں ہوں قدوس السلام اور مومن......

پھر تیسرا جھٹکا دے گا، پھر کہے گا **انا المھیمن العزیز الجبّار المتکبر**، میں ہوں مہیمن، عزیز، جبار، متکبر، پھر اللہ کہے گا ـــ

این الملوک، بادشاہ کہاں ہیں؟...... کدھر گئے بادشاہ؟......

این الجبّارون، ظالم کدھر ہیں؟......

این المتکبرون، تکبر کرنے والے کدھر ہیں؟......

لمن المُلکُ الیوم، آج شہنشاہی کس کی ہے؟......کوئی جواب دینے والا ہی نہیں۔میرا اللہ خود کہے گا:

لِلّٰہ الواحدِ القھّار، آج اکیلے اللہ کی شہنشاہی ہے۔

پھر اللہ کہے گا،

یٰعبادی اِنّی بدأت بالطین ولم تکن شیئًا واَنا الّذی اُعیدھا......

میرے بندے! میں نے تجھے بنایا، میں نے تجھے مارا، میں نے کائنات کو بنایا، میں نے کائنات کو مٹایا۔میں دوبارہ زندہ کروں گا......

وجآء ربُّک والملکُ صفًّا صفًّا......

تمہارا رب آئے گا، عدالت آئے گی، فرشتے آئیں گے...... ظالم اور مظلوم آئے گا، حاکم اور محکوم آئے گا...... راعی اور رعیت آئے گی...... جابر اور مجبور آئے گا...... قاہر اور مقہور آئے گا...... بدکار بھی آئے گا...... شرابی بھی آئے گا......اور حرام سے بچنے والا بھی آئے گا...... عبادت گزار بھی آئے گا...... متکبر بھی آئے گا...... ماننے والا بھی ہے اور منکر بھی ہے......

وجایٓءَ یومَئِذٍ بجھنّم ......

یہ جہنم آرہی ہے......

واُزْلِفتِ الجنّۃُ لِلْمُتّقین......

یہ جنت بھی آگئی......

ونزر الموازین القسط......

یہ ترازو بھی آگیا...... طارق جمیل کو تولنے والا...... یہ آگیا ہے ترازو، آج ہر انسان حسب نسب نہیں تولا جائے گا...... وزن نہیں تولا جائے گا...... آج میرے جسم سے نکلنے والے اجر وثواب کو تولا جائے گا...... اچھے اور بُرے کو تولا جائے گا:

واِنْ مّنکم اِلّا واردُھا ......

پل صراط بھی آگیا، اور میرا اللہ کہے گا، میرے بندے! میرے بندے!

انّی ان تبتُ لکم منه ان خلقتُکم اِلٰی یوم اَحییْتکم......

میرے بندے! میں تمہیں بنا کر تمہاری سنتا رہا، تمہیں دیکھتا رہا، آج کا دن آ گیا

فالیوم تسمعوا لی......

آج تم میری سنو گے، آج میں بولوں گا:

فریقٌ فی الجنّةِ وفریقٌ فی السّعیر......

آج ایک کے لئے جنت کا فیصلہ ہونے والا ہے، ایک کے لئے جہنم کا فیصلہ ہونے والا ہے۔

جنت کا حصول بغیر آزمائش ناممکن

میرے بھائیو! مرنے کا کیا غم ہے؟...... ہاں جوان کی موت کا دُکھ زیادہ ہوتا ہے۔ میں ضیاء صاحب کے چہرے پر نظریں نہیں ڈالتا...... میں نے دو دفعہ دیکھا ہے میرے آنسو آ گئے...... غم کی زبان نہیں ہوتی ہے...... تعبیرات ختم ہو جاتی ہیں...... جو زیادہ الفاظ کا جادو جگائے اس کا مطلب ہے اس کا غم اسے آیا ہی نہیں، ایسے ہی بہانے بنا رہا ہے، غم...... غم پر زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں...... کوئی آدمی کہہ نہیں سکتا ہے لیکن میرے رب کا فیصلہ ہے، میں نے امتحان لینا ہے......!!

ام حسِبتُم ان تدخلوا الجنّة ولمّا یاتِکم مّثلُ الّذین خلوْا من قبلکم مسّتهم الباسآء والضّرّآء وزُلزِلوا حتّٰی یقول الرّسول والّذین معهٗ متٰی نصرُ اللّٰه......

تمہارا کیا خیال ہے کہ جنت اتنی سستی ہے کہ سوتے سوتے لے جاؤ گے...... کھاتے پیتے لے جاؤ گے اور میں تمہیں دیکھوں گا نہیں؟...... میں تمہیں پرکھوں گا نہیں...... دیکھوں گا، میں دیکھوں...... یہ امتحان ہے...... اس سے بہت میرے اللہ کا انعام ہے:

الآ اِنّ صراط اللّٰه العالیه الآ اِنّ صراط اللّٰه الجنة......

اللہ کا سودا بڑا مہنگا ہے، اللہ کا سودا جنت ہے......

من خاف اذنب ، من اذنب بلغ منکم......(الخ)

جس کو ایک کا فکر ہوتا ہے وہ جلدی تیاری کرتا ہے کہ مجھے اللہ کے سامنے جانا ہے...... مجھے پہنچنا ہے...... میں کچھ کرلوں...... اس دن اللہ کہنے والا ہے:

وامتازوا الیوم ایُّها المجرمون......

آج رات چور...... آج رات کے اندھیرے میں چوری چھپ جاتی ہے...... تہجد گزار کی تہجد بھی چھپ جاتی ہے...... زانی کا زنا بھی چھپ جاتا ہے...... اور رات کو رونے والے کا رونا بھی چھپ جاتا ہے۔ کرام کے جام، کرام کے جاموں والے کے بھی چھپ جاتے ہیں اور قرآن کے اعراب لگانے والے کی ورق گردانی بھی چھپ جاتی ہے...... رات کا اندھیرا جوں ہی کپکپاتا ہے اس پہ اللہ مشہور نہیں کرتا......

آج سارے راز کھلیں گے

لیکن آج......

یوم تبلی السّر آئر"...... لیکن آج اللہ چادر اتارنے پہ آ رہا ہے۔

یوم تبلی السّر آئر فمالہٗ من قوۃٍ ولا ناصر...... آج اعلان ہونے والا ہے......

مثقالَ حبّۃٍ مّن خردَلٍ اتینا بھا و کفٰی بنا حٰسبین.

آج تیرا ایک رائی کے برابر اچھائی برائی کا عمل، آج میں تیرے سامنے کروں گا۔ پھر اللہ کی آواز آئے گی:

وامتازوا الیوم ایُّها المُجرِمُون......

آج مجرم الگ ہو جائیں، مجرم الگ ہو جائیں...... یہ بڑی خطرناک اور بھیانک صورت بنے گی، جب اللہ کا اعلان ہوگا کہ مجرم الگ ہو جائیں!!

یہ پاکستان کی جیل نہیں ہے دس بیس سال گزار کر واپس...... یا یہ دنیا کی پھانسی نہیں ہے کہ مر کے ختم...... قضا نہیں...... نہیں نہیں! موت مر گئی ہے......

فیومَئِذٍ لَّا یُعَذّب عذابَہٗ احدٌ ......

آج تیرے رب جیسا عذاب کوئی نہیں دے سکتا......

ولا یُوثِقُ وثاقَہٗ احدٌ......

تیرے رب کی طرح باندھنا کوئی باندھ نہیں سکتا۔

موت مرجائے گی...... جینا ہی جینا ہے...... اور اللہ نے کہا، الگ ہو جائیں...... مجرم الگ ہو جائیں......

نافرمان ادھر ہو جائیں فرمانبردار اُدھر ہو جائیں......

نمازی ادھر ہو جائیں بے نمازی اُدھر ہو جائیں......

شرابی ادھر ہو جائیں...... بکنے والے......

پاکدامن اِدھر اور بدکار اُدھر......

حلال کھانے والے اِدھر، حرام کھانے والے اُدھر......

روزہ رکھنے والے ادھر، روزہ چھوڑنے والے اُدھر......

پرائی زمینیں قبضہ کر لینا، ہڑپ کر جانا، کھا جانا، یہ پاکستان کا قانون ہے کون پوچھتا ہے...... پاکستان کے قانون میں کوئی نہ پوچھے گا......

کیا میرا اللہ سو گیا ہے؟......

کیا مظلوم کے آنسو اوپر نہیں جاتے ہیں؟......

کیا اس کی آہیں در نہیں کھٹکھٹاتی ہیں؟......

کیا وہ کمزور ہو گیا ہے؟......

آپ کی طاقتوں سے ڈر گیا ہے؟......

متاثر ہو گیا ہے؟...... نہیں نہیں! اللہ کی قسم:

لا تحسبنّ اللّٰہ غافِلًا عمّا یعمل الظّالمون انّما یؤخّرھم لیومٍ تشخصُ فیہ الابصار. مھطعی مقنعی رؤسھم لا یرتدُّ الیھم طرفھم و افئدتُھم ھواء.

میرے بندوں کو بتا دو کہ میں ظالم کے ظلم سے غافل نہیں ہوں، ظالم کو یہ تو نہیں کہتے کہ جو کسی کا حق مار لے، جو کسی کا حق دبا لے یہی ظالم ہے...... یہی جو زمین ہتھیا لے یہی ظالم ہے...... ایک اور ظالم بتاؤں؟......

الجفاء کل الجفاء......

میرے نبی نے کہا بڑا ظالم ہے...... بڑا ظالم ہے...... ایسے، صحابہؓ کی آنکھیں کھل گئیں، کون؟...... کون یارسول اللہ!

من سمع النّداء لم یصلّ......

جو اذان سنے اور نماز نہ پڑھے...... بڑا ہی ظالم ہے...... ایسے ظالموں سے لاہور بھرا پڑا ہے...... دیہات بھرے پڑے ہیں...... دفتر بھرے پڑے ہیں...... گھر بھرے پڑے ہیں...... اللہ کی مدد کہاں سے آئے؟

میرے بھائیو! ہر موت میں فرق ہے...... بڑھاپے میں...... جوانی میں...... عدنان جیسے شہزادے کی موت بہت بڑا تازیانہ ہے...... بہت بڑی عبرت ہے...... کہ پتا نہیں بلانے والا کب بلا لے۔ کب اُٹھا لے اٹھانے والا...... کس وقت اس کا بلاوا آئے...... پھر یہ کوئی تھوڑا تخت ہے، تھوڑی مہلت دے دو...... پھر تو جانا ہی ہوتا ہے۔ موت اگر فرمانبرداری میں ہے تو پچھلوں کو کچھ غم ضرور ہے، مرنے والے کے لئے کوئی دکھ کی بات نہیں ہے......

موت تو اللہ کی ملاقات ہے

ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک الموت اُتر آئے، اے خلیل اللہ! موت آ چکی ہے...... موت آ چکی ہے میں حاضر ہو چکا ہوں۔ تو کہنے لگے اچھا، کیا خلیل بھی خلیل کو مارتا ہے؟...... کیا خلیل بھی خلیل کو مارتا ہے؟...... تو ملک الموت واپس چلے گئے۔ وہاں سے جواب آیا کہ جا کر کہو کیا خلیل بھی خلیل کو ملنے کو ناپسند کرتا ہے؟...... موت تو اللہ کی ملاقات ہے۔ موت تو اللہ کی ملاقات ہے...... یہ جوانی میں ہو...... یہ بڑھاپے میں ہو...... یہ بچپن میں ہو...... اگر اللہ راضی ہے تو موت سے بڑھ کر خوبصورت پیغام کوئی نہیں اور اگر وہ ناراض ہے تو موت سے بڑھ کر خوفناک پیغام کوئی نہیں......

بھائیو! اس وقت کی تیاری کرو جس کے لئے عدنان اچانک چلا گیا۔ ایسے لوگ اٹھ جاتے ہیں، پھر کوئی یاد نہیں کرتا۔ یہی زمانے کی روش ہے۔ ہاں ماں باپ کے لئے ایسا داغ ہے، ماں باپ نہیں بھلا پاتے اولادیں بھلا دیتی ہیں...... جنہوں نے جنا ہوتا ہے ان کی

مجبوری ہے، انہیں نہیں بھولتا...... لیکن اولادیں بھلا دیتی ہیں۔ غم تو سب کا ہلکا ہو جاتا ہے۔ ماں باپ کے بھی غم کو اللہ ہلکا کر دیتا ہے، اولاد تو ویسے ہی بھول جاتی ہے۔ لیکن میرے بھائیو! جب اس نے کہہ دیا تھا میں نے تُلانا ہے جوانوں کو بھی، بوڑھوں کو بھی، کوئی گلہ نہیں......کوئی شکوہ نہیں...... پھر صبر تسکین ورضا ہو۔

نبی ﷺ کے فرزند موت کی آغوش میں

میرے نبی ﷺ کی پیاری اولاد آنکھوں کے سامنے چلی گئی، سوائے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کہ جن سے آپ ﷺ کی نسل چلی۔ آپ ﷺ نے کہا میری نسل فاطمہؓ سے چلے گی ورنہ آپ، آپ بدر کے میدان میں ہیں اور اُسامہ بن زیدؓ، زید ابن حارثہؓ فتح کی خوشخبری لے کر مدینے میں داخل ہو رہے ہیں......

اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا قبر میں اُتاری جارہی ہیں۔ جب آپ ﷺ واپس آئے ہیں تو بیٹی کی قبر کو دیکھا ہے، بیٹی کو نہیں دیکھا ہے۔

اُم کلثوم رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے دفن ہوئیں اور آپ ﷺ نے ان کو قبر میں اتارا ہے۔

زینب رضی اللہ عنہا آپ ﷺ کی آنکھوں کے سامنے رخصت ہوئیں اور آپ ﷺ نے ان کو قبر میں اتارا ہے۔

آپ ﷺ کے بیٹے القاسمؓ، جس لحاظ سے آپ ﷺ کی کنیت ابوالقاسم ہے، آپ کی آنکھوں کے سامنے اس دنیا سے رخصت ہوئے ہیں۔ اور سب سے بڑا امتحان ابراہیم کا تھا، جو (۶۱) اکسٹھ برس کی عمر میں اللہ نے عطا فرمایا۔ قاسمؓ گئے...... عبداللہؓ گئے...... تین بیٹیاں گئیں......اور اکسٹھ برس کی عمر میں ابراہیمؓ ہوئے، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے اللہ نے عطا فرمایا، ایک باغ میں ان کے رہنے کا انتظام فرمایا۔ جا کر روز اُن کو ملتے، چومتے، پیار کرتے، دودھ پلانے والی کا انتظام فرمایا، پھر اٹھارہ ماہ کے ہو گئے...... پھر دوڑنے لگے...... بھاگنے لگے...... بابا، بابا کہنے لگے...... آپ ﷺ مسجد میں تھے، عدنان کی طرح اچانک اطلاع ملی، یارسول اللہ! ابراہیم سکرات میں ہیں...... بیمار نہیں ہوئے...... اچانک موت آئی۔ یارسول اللہ! ابراہیم سکرات میں ہے۔ اے ہائے! آج کوئی دیکھے باپ کیا

ہوتا ہے......! اللہ کے نبی ﷺ ہوا کی طرح بھاگ رہے تھے...... ایسے بھاگ رہے تھے کہ پیچھے صحابہ ملائی ہی نہیں دے رہے۔ اتنی تیز رفتاری سے گئے ہیں کہ ہوا کے گھوڑوں پر سوار ہوں...... اندر داخل ہوئے...... یا تو بچے کو انتظار تھا کہ باپ کی گود میں ہی جان دینی ہے...... آپ ﷺ نے جھپٹ کر گود میں لیا اور ایک نظر دیکھا۔ باپ بیٹے کی نظریں چار ہوئیں اور ابراہیمؓ کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ اور آپ رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں چھلک پڑیں اور آپ ﷺ نے کہا، ابراہیم! تیرا جانا دکھ دے گیا ہے۔ تو ضیاء شاہد کی آنکھ کیوں نہ چھلکے گی؟...... یہاں تو رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ کہا بیٹا بڑا دکھ دے کے گیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو میں بھی تیرے پیچھے پیچھے آ رہا ہوں۔ چھ ماہ بعد تو آپ ﷺ کا انتقال ہو گیا ہے۔ ساڑھے باسٹھ سال، تو بڑھاپے کی اولاد جلد ہی دل میں جگہ بنا لیتی ہے اور کہا بیٹا! صدمے کی وجہ سے قبر میں نہیں اُتر سکے۔ دوسرے کو کہا، ابراہیم کو قبر میں اتارو، خود نہیں اتر سکے۔ اور ان کی لحد پہ بیٹھ گئے، ان کو قبر میں اُتارا گیا، پھر کہا ابراہیمؓ! بڑا دکھ دیا ہے تو نے۔ آنکھ اشکبار ہے، دل زخمی ہے پر زبان پر شکر کے سوا کچھ نہ نکلے گا۔

اولاد کی موت پر صبر وسیلۂ ظفر

جب اللہ تعالیٰ کسی کے بیٹے کو اٹھاتا ہے تو فرشتوں سے پھر پوچھتا ہے، میرے بندے نے پھر کیا معاملہ کیا؟ کہا میرے بندے نے کیا معاملہ کیا؟...... کہا یا اللہ اس نے کہا، اللہ تیرا شکر ہے۔ تیری شے، تو نے لے لی، تیرا شکر ہے۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اچھا تو اس کے لئے جنت میں ایک گھر تیار کرو، اس کا نام رکھو شکر کا گھر، بیت الحمد...... باپ کے مرنے پر یہ نہیں ہے، باپ مر جائے بیٹے کو گھر نہیں ملے گا۔ بیٹا مر جائے باپ کو ملے گا۔ لکھو...... گھر کے اوپر لکھو...... مین پلیٹ کیا ہوئی گھر کی؟...... بیت الحمد! یہ بندے اور شکر گزار آدمی کا گھر ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عطا فرمایا ہے۔ میرے رب کا امتحان ہے بھائیو! اس میں ہر ایک نے گزرنا ہے۔ اس کی تیاری کرنے والا وہ عزت والا ہے...... وہ کامیاب ہے...... اور اس سے بھٹکنے والا اور اس سے الگ ہونے والا وہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والا ہے۔ موت پر اکٹھے ہونا ہوتا ہے، بڑے بڑے لوگ نظر آ رہے ہیں، میں سب کے سامنے ہاتھ

جوڑتا ہوں:

دھن رے دھنیے اپنی دھن
پرائی دھنی کا خاتمہ کن
تراڑے ہوئے ہیں چار گنڈھیلے
سب سے پہلے ان کو چن

میں اپنے گریبان میں دیکھوں، میرے اندر بڑی کوتاہیاں ہیں۔ میں انہیں ٹھیک کرنے کی کوشش کروں۔ ہم سب توبہ کی طرف آئیں۔ توبہ ہوگی تو میرے اللہ کی رحمت کے در کھلیں گے۔ توبہ نہیں ہوتی تو حکومتوں کے آنے جانے سے حالات نہیں بدلتے ہیں۔ میرا عمل بگڑے گا، اللہ حالات بگاڑے گا...... میرا عمل بنے گا اللہ حالات بنائے گا...... اللہ تعالیٰ کے محبوب اس کا حل لے کر آئے ہیں۔ آپ ﷺ نے اس کا حل بتایا ہے۔ آپ ﷺ نے بتایا ہے کہ جب تم نافرمان ہوگے تو اللہ کے غضب کے دروازے کھلیں گے۔ جب تم فرمانبردار ہوگے تو اللہ کی رحمت کے دروازے کھلیں گے۔

قیامت کی نشانیاں

ایک حدیث سنا رہا ہوں:

والامانت مغنمًا والزکوٰۃ مغرماً وتعلم لغیر الدین واطاع الرجل......

جب میری امت کیا کرے گی؟...... جب میری امت کے حکمران حکومت کا خزانہ خود لوٹ لیں گے...... جب امانت میں خیانت ہوگی...... امانت لے کے خود کھا جائیں گے، والزکوٰۃ مغرمًا اور جب لوگ زکوٰۃ دینے سے انکار کر جائیں گے "وتعلم لغیر الدین" اور علماء کے قدم اللہ کی طرف اٹھنے کی بجائے حکمرانوں کی طرف اٹھنے شروع ہو جائیں گے، واداء الرّجل زوجتہٗ اور لوگ بیویوں کے فرمانبردار ہو جائیں گے، وعق اُمّہٗ اور ماں باپ کے نافرمان ہو جائیں گے...... ایک بات میں تم پہ واضح کرنا چاہتا ہوں، اللہ تعالیٰ اپنے لیے نافرمانی کا لفظ آئے یا رسول کے لئے نافرمانی آئے تو معصیت کا لفظ

استعمال کرتا ہے، من یعص اللہ ورسولہ...... اور جب ماں باپ کی نافرمانی کا لفظ آئے تو وہاں معصیت کی بجائے عقوا کا لفظ استعمال کرتا ہے۔ "عُقُوْا...... من عق والدیہ"...... عق کا مطلب نافرمانی نہیں ہے، عقا کا مطلب نافرمانی نہیں، عق کا مطلب ہے کسی چیز کو پُرزے پُرزے کر کے اس طرح زیروزبر کر دینا کہ پھر دوبارہ جڑ نہ سکے، دوبارہ جڑ نہ سکے...... تو "عقوا" کا لفظ والدین کے ساتھ استعمال کر کے اللہ کے نبی نے بتایا ہے جو ماں باپ کا نافرمان ہوگا، اس کی دنیا اور اس کی آخرت دونوں پُرزے پُرزے ہو جائیں گے۔ نہ اس کی نماز اسے بچائے گی...... نہ روزہ...... نہ زکوٰۃ، نہ حج...... بلکہ میرے نبی ﷺ نے فرمایا، جس نے ماں باپ کو دُکھ دیا، اس پہ اللہ کی لعنت، فرشتوں کی لعنت...... نہ اس کی نماز قبول ہے...... نہ روزہ قبول ہے...... نہ صدقہ قبول ہے......

پورا معاشرہ والدین کا نافرمان

میرے بھائیو! اللہ چند لوگوں کی بُرائی سے ہمارا نصیب کبھی نہیں، کبھی نہیں بدلے گا۔ سفینے اس وقت ڈوبتے ہیں جب ساری کشتی میں چھید ہو جائیں۔ جب بادبان پھٹ جائیں۔ چند لاپتہ بگاڑ ساری قوم کو ہلاک نہیں کرتا، ایک لاکھ جوان اکٹھے کرو، لاکھ کے لاکھ ماں باپ کے نافرمان ہیں، دس لاکھ جوان اکٹھے کرو تو تب جا کر کوئی ایک آدھ ملیں گے جن سے ماں راضی ہوگی، جن سے باپ راضی ہوگا۔ ورنہ ماؤں کے کلیجے پھٹ چکے ہیں اور باپ چھپتا پھرتا ہے کہ میرا بیٹا کہیں میری بے عزتی نہ کر دے۔ کہیں مجھے ذلیل نہ کر دے۔ او ہو! جب یہ ہوگا تو پھر ہمیں ایٹمی طاقت بھی نہ بچا سکے گی۔ آپ میں جتنی طاقت ہے یہ کچھ نہ کر سکے گی۔ یہ نہ بچا سکے گی۔ میرے نبی ﷺ نے فرمایا:

واطاع الرّجل زوجتہٗ، وعقّ امّہٗ......

بیویوں کا فرمانبردار، ماں کا نافرمان......

واوفٰی صَدیقہٗ واتقٰی اباہ......

دوست کو دیکھ کر بانہیں پھیلا دیتے ہیں، آ، آ، آ!! اور باپ کو دیکھ کے دروازے بند کر دیتے ہیں۔ باپ کو دھکا دیتے ہیں، دوست کو سینے سے لگاتے ہیں۔ باپ کو

بے عزت کرتے ہیں دوست کی عزت کرتے ہیں۔

واکرم الرجل ...... ایک دوسرے کو سلام بھی کرتے ہیں اندر سے منافقت بھی ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کا حال بھی پوچھتے ہیں اندر میں بغض چھپا ہوتا ہے۔

وفاض القبیلة فاسقهم...... قبیلے کا سردار جب فاسق ہوگا......

وتم رئیس القوم ارذلهم...... حکومت نکمے لوگوں کے ہاتھ میں جب ہوگی......

جب گانے والیاں معزز اور محترم ہو جائیں گی اور گانے والے معزز اور محترم ہو جائیں گے......

جب گانے والوں کی بھرمار ہوگی اور موسیقی کے آلات گھر گھر بکھر جائیں گے۔

جب مسجدیں لڑائی کی جگہ بن جائیں گی۔ وہ مسجد جو محبت کی جگہ تھی وہیں پہ فرقہ واریت کے تیر چلیں گے......اور تعصب کی آگ لگائی جائے گی اور ایک دوسرے کے دست بگریباں، جو منبر گھیر لیتا تھا وہ منبر توڑنے کے لئے استعمال ہونے لگ جائے گا...... جو مسجدیں پیغامِ محبت تھیں وہ مسجدیں پیغامِ نفرت جب بن جائیں گی، جب مسجدوں میں لڑائیاں شروع ہوں گی اور مسجدوں میں آوازیں جب بلند ہوں گی......اور مرد ریشم پہنیں گے......اور شراب کی محفلیں سجائی جائیں گی......اور اس امت کے آخری پہلے لوگوں کو بے وقوف کہیں گے...... ان پڑھ کہیں گے...... جب میری امت یہ کام کرے گی تو انتظار کرو......!

اس وقت وہی ہوگا جو میں چاہوں گا...... پھر زمین کپکپائے گی...... آسمان پھڑ پھڑائے گا...... بجلیاں کڑکیں گی اور برسیں گی اور ہوائیں پاگل ہو جائیں گی اور زمین آسمان کا خلا، زمین آسمان کا خلا وہ امت پر تنگ ہو جائے گا۔ جب تک وہ توبہ نہیں کریں گے تو اللہ کی طرف سے رحمت کے در نہ کھلیں گے۔

میرے بھائیو! موت تو ہر موت عبرت دیتی ہے......ایسی موت تو دل کو رُلا دیتی ہے۔ میں سب کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں۔ حکومتوں کا انتظار نہ کرو کہ یہ لوگوں کو ٹھیک کریں...... حکومتوں نے کبھی لوگوں کو ٹھیک نہیں کیا، نہ ہی کر سکتی ہیں۔ خود توبہ کرو...... خود توبہ کرو...... خود توبہ کرو...... اپنے اللہ کے سامنے جھکو، اپنے اللہ کے سامنے رو رو......

مظلوم کی پکار...... عرشِ الٰہی تک

ہر آدمی اپنے اپنے اقتدار میں دیکھے جب ظلم پھیل جاتا ہے تو اللہ کی رحمت اُٹھ جاتی ہے...... مظلوم کافر بھی ہے...... سنو میں کیا کہہ رہا ہوں...... مظلوم کافر بھی ہے تو اللہ اُس کی مدد کرے گا اور ظالم اگر مسلمان بھی ہے تو اللہ اس کی گردن پکڑے گا۔

لینصرنک ولو بعد حینٍ......

میرے اللہ نے فرمایا:

اِتَّقِ دعوت المظلوم...... مظلوم کی بددعا سے بچنا......

فانّ بینہٗ وبین اللّٰہ حجاب...... مظلوم کی دعوت، دعا جب اوپر جاتی ہے تو پھر مظلوم اگر کافر بھی ہوگا تو اللہ کے عرش کے دروازے اس کے لئے کھل جائیں گے......اور اگر مظلوم مسلمان ہے اور مظلوم بے بس ہے...... مظلوم فقیر ہے...... مظلوم بوڑھی ماں ہے...... مظلوم جوان بیٹی ہے...... مظلوم نوجوان ہے...... اللہ کا فرمانبردار ہے تو اس کی ہائے نکلے گی تو کیا میرا اللہ سو گیا ہے؟...... کیا میرا اللہ بیدار نہیں ہے؟...... یہ کوئی دنیا کا حاکم ہے کہ جس کی چھاؤں تلے بھی ظلم ہو تو پتا نہ چلے؟......

عادل کے لئے خصوصی رعایت

یہ تو انسان ہے، اسے کیا خبر اس کے مال میں بھی نقب لگ سکتی ہے، پر میرا اللہ سویا ہوا نہیں ہے...... ظلم پر مٹ جاتے ہیں معاشرے اور ظلم پر دبا دیئے جاتے ہیں معاشرے......اور عدل، عدل...... اللہ تعالیٰ سے پوچھا ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے، یا اللہ فرعون کو تو نے اتنی مہلت کیوں دی؟...... وہ تو کہتا تھا میں خدا ہوں۔ تو نے اسے اتنی مہلت کیوں دی؟...... تو اللہ تعالیٰ نے کہا وہ عادل تھا، عادل...... اپنی رعایا میں عدل کرتا تھا، اس وجہ سے مجھ سے مہلت لیتا رہا۔ عدل تو کافر کو بھی نفع دے جاتا ہے۔ مسلمان عدل کرے گا تو کیا ہوگا...... جو اربابِ اقتدار ہیں، اللہ سے ڈرو...... یہ قلم اتنا سستا نہ بناؤ کہ چند پلاٹوں پہ بک جائے...... چند سکوں پہ بک جائے...... چند کوڑیوں پہ بک جائے...... اس کی قیمت لگاؤ، اس کی قیمت اللہ لگائے گا۔ اگر یہ صحیح چلا تو قیامت کے دن اللہ فرمائے گا: عدل والے

آؤ میرے عرش کے سائے کے نیچے بیٹھو! شہید نہیں آئے گا پہلے...... کوئی غوث، قطب ابدال نہیں آئے گا پہلے...... سب سے پہلے اللہ عدل والے بلائے گا۔ آؤ عادل حکمران میرے عرش کے سائے کے نیچے بیٹھو، جس معاشرے سے عدل مٹتا ہے وہ معاشرہ ہلاک و برباد ہوتا ہے...... روٹی کی کمی سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میرے نبی ﷺ نے کہا تھا "لو فقرَ اخشی علیکم" مجھے تمہارے فقر کا کوئی ڈر نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی بھلائی مانگو

آپ ﷺ نے فجر کی نماز پڑھائی، لمبی نماز کی تھی...... اصحابِ صفہ گرے پڑے تھے...... آپ ﷺ نے کہا اگر تمہیں پتہ چل جائے تمہارے لئے جنت میں کیا تیار ہو رہا ہے، تو اس سے زیادہ فقر کی تمنا کرو۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ ہمیں فقر چاہئے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے خود ہمیں دعا سکھائی، قرآن کی اور حدیث کی ساری دعائیں اکٹھی کرو، حدیث میں ہزاروں دعائیں ہیں، قرآن میں سینکڑوں دعائیں ہیں، ساری اکٹھی کرو تو میرے نبی ﷺ نے فرمایا، تمام دعاؤں کا خلاصہ ایک دعا ہے:

ربّنآ اٰتنا فی الدُّنیا حسَنَةً وَّفی الاٰخرةِ حسَنَةً وَّقِنا عذاب النّار.

ہمارے نبی ﷺ دعا کرتے، اس دعا سے شروع کرتے تھے۔ درمیان میں اس دعا کو لاتے تھے اور ختم اس دعا پر کرتے تھے۔ ایک صحابی، صحابی...... صحابی جو پوری کائنات کا خلاصہ ہیں وہ کہہ رہے تھے:

اللّٰھم صبّرنی ، اللّٰھم صبّرنی......

یا اللہ! مجھے صبر دے، یا اللہ مجھے صبر دے!!

ہمارے نبی ﷺ پیچھے سے گزرے، اس کے پیچھے سے لات ماری اور کہا:

استلیت اللّٰہ البلاء؟......

تو اللہ سے امتحان مانگ رہا ہے؟ کیا تو صبر کرلے گا؟ دعا میں مانگو:

اللّٰھم اٰتنی فی الدُّنیا حسنةً وفی الاٰخرةِ حسنةً وّقنیَ عذاب

النار......

یا اللہ! میری دنیا بھی اچھی کر، میری عقبیٰ اچھی کر......

پھر میں ایک اعتدال کی بات کر رہا ہوں۔ ہم روٹی کے غلام نہ بنیں...... ہم اپنی کرسی کے غلام نہ بنیں...... ہم دھن دولت کے غلام نہ بنیں...... اس اللہ کو سامنے رکھ کر اقتدار میں رہو...... اس اللہ کو سامنے رکھ کر جوانی کو استعمال کرو...... شکر کو استعمال کرو...... طاقت کو استعمال کرو...... تا کہ اللہ راضی ہو اور جب موت کا وقت آئے تو اللہ سے ملاقات کا شوق غالب آ چکا ہو...... اور اللہ ہم سے راضی ہو چکا ہو، اللہ ہم سے راضی ہو۔

حضرت طلحہ کا جنازہ، رسول اللہ ﷺ پڑھاتے ہیں

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی وفات کا واقعہ سنو، کیونکہ ان کا رات کو انتقال ہوا تھا...... اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا جب یہ مر جائے تو مجھے بتانا میں جنازہ پڑھوں گا، ان کو جب ہوش میں آیا تو کہا، نہیں نہیں، میرے نبی کو نہ بتانا...... مجھے دفن کر کے صبح دعا کروا لینا...... رات کا وقت ہے، آپ ﷺ کو تکلیف ہو گی...... راستے میں یہودی رہتے ہیں آپ کو نقصان نہ پہنچائیں...... یہ رہتے تھے اُدھر...... یہ قباء میں رہتے تھے۔ صبح کی نماز میں ان کے عزیز آئے، یا رسول اللہ! طلحہ فوت ہو گئے ہم نے دفن کر دیا، آپ دعا کر دیں۔ فرمایا میں نے جو کہا تھا میں جنازہ پڑھاؤں گا مجھے کیوں نہ بتایا؟......

کہا یا رسول اللہ! انہوں نے روکا تھا کہ رات کو تکلیف نہ دیں۔ کہا میں یہاں دعا نہیں کروں گا۔ اس کی قبر پر لے چلو۔ آپ ﷺ مسجد سے اٹھے اور اس کی قبر پر گئے اور ہاتھ اٹھائے، کہا اے میرے رب! جب طلحہ تیری دربار میں حاضر ہو تو اس کو دیکھ کے خوش ہو رہا ہو۔ مسکرا رہا ہو اور یہ تجھے دیکھ کے مسکرا رہا ہو۔

تو بھائیو! ایسی موت مریں کہ جب اللہ کے سامنے جائیں تو اللہ ہمیں دیکھ کے مسکرائے، ہم اللہ کو دیکھ کے مسکرائیں۔ یہ وقت ہر پر اللہ نے لکھا ہے۔ جو اس کی تیاری کرے گا وہ کامیاب ہے، اور جو اس سے غافل کی زندگی گزار دے گا وہ دونوں جہان میں ہلاک اور برباد ہے۔

عمر کی آزمائیں ہو چکی ہیں، میں بس کرتا ہوں اور سب کے سامنے ہاتھ جوڑتا ہوں، ہاتھ جوڑتا ہوں...... منت کرتا ہوں...... تم اپنے اللہ کو راضی کرنا...... انتظار نہ کریں بوڑھا ہو جاؤں تب کروں گا...... جوانی ڈھل جائے تب کروں گا...... طاقت آ جائے تب کروں گا...... پیسہ ہاتھ میں آئے پھر کروں گا...... آج یہاں سے توبہ کر کے اٹھو تاکہ اس کا ثواب عدنان کی روح کو ملے...... اگر ہم سب مل کر توبہ کریں گے تو اس کا سارا ثواب عدنان کو جائے گا...... اس کے اللہ درجات کو بلند فرمائے گا...... اور اس کی اللہ تعالیٰ قبر کو ٹھنڈا فرمائیں گے۔

ایک دفعہ سارا مجمع زبان سے کہے یا اللہ میری توبہ! ایک دفعہ اور کہہ دو، یا اللہ میری توبہ!...... ایک دفعہ اور کہہ دو یا اللہ میری توبہ...... اللہ میری، آپ کی توبہ قبول فرمائے اور اس کے درجات کو بلند فرمائے۔ اذان ہو جائے پھر بس کرتے ہیں۔ ایک دفعہ سورۃ فاتحہ اور تین بار سورۃ اخلاص پڑھ کر ان کی روح کو ایصالِ ثواب کی نیت کر لیں۔

اللّٰهم لک الحمد كمآ انت اهلهٗ، وصلّ علٰى سيّدنا ومولانا محمّدٍ كمآ انت اهلهٗ، انّک اهل التّقوٰى واهل المغفرة. اللّٰهم اغفرلهٗ وارحمهٗ وتجاوز عنه وابدله دارًا خيرًا من دارهٖ ومالاً خيرًا من مالهٖ واهلاً خيرًا من اهلهٖ ونقّهٖ من الخطايا كما ينق الثوب الابيض من الدنس، وبعّد بينهٗ وبين خطاياه كما بعّدتّ بين المشرق والمغرب. اللّٰهم اغسلهٗ بالماء والثّلج والبرد. اللّٰهم اغفرلهٗ ما تقدّم من ذنبهٖ وما تأخر. وما اسرّ وما اعلن وما انت تعلم بهٖ منهٗ انّک علٰى كلّ شيءٍ قدير.

یا اللہ تیرا بندہ ہے تیری امانت تو نے اسے اٹھا لیا، ہمیں اس پر نہ گلہ ہے نہ شکوہ ہے، تو رب ہے ہم تیرے بندے ہیں، یا اللہ تو نے اسے جوانی میں اٹھا کر اپنے پاس بلایا یہ سارا مجمع تیرے سامنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہے، اس کے بوڑھے باپ کے بھی ہاتھ تیرے سامنے اٹھے ہوئے ہیں، اس کے جوان بھائی کے بھی ہاتھ تیرے سامنے اٹھے ہوئے ہیں۔

میرے مالک میرے آقا اپنی نظر کرم فرما اور اس کی بخشش فرما۔ یا اللہ قبر میں ڈالنے کے بعد ہم بے بس ہیں، ہم کچھ نہیں کر سکتے، نہ وہاں روشنی لا سکتے ہیں نہ وہاں ٹھنڈک لا سکتے ہیں، وہاں تو خالص تیرا ہی نظام چلتا ہے۔ تو جس کی قبر کو چاہتا ہے روشن کرتا ہے، جس کی قبر کو چاہتا ہے تاریک کر دیتا ہے۔ جس کی چاہتا ہے قبر کشادہ کرتا ہے، جس کی چاہتا ہے تنگ کرتا ہے۔ میرے مولا تو عدنان کی قبر کو روشن فرما دے، اس کی قبر کو کشادہ فرما دے۔ میرے مولا حساب کر تو پورا کوئی نہیں سکتا، اگر تو نے ایک پائی کھولی پھر تو کوئی نہیں بچ سکتا۔ پھر تو سب ہی برباد ہو جائیں، ہلاک ہو جائیں۔ یا اللہ تو پائی کھولے بغیر ہی یا اللہ اس کی معافی کا اعلان فرما دے۔ یا اللہ اس کے ماں باپ اس پہ راضی ہیں، ماں باپ کا راضی ہونا یا اللہ تیری رضا کی نشانی ہے۔ سب لوگوں کی زبان پر اس کے خیر کے تذکرے ہیں، لکھنے والوں نے بھی خیر لکھا، کسی نے بھی اس کے لیے کلمۂ خیر کے سوا کچھ نہیں کہا۔ میرے مولا! تیرے نبی ا کا فرمان پہنچا ہے کہ جب کوئی بندہ مرتا ہے تو تُو اس کے گناہوں کو جانتا ہے، پر تیرے بندے کہتے ہیں اچھا تھا، اچھا تھا...... تو تُو کہتا ہے میرا علم چھوڑ دو، یہ میرے بندے گواہی دے رہے ہیں یہ قبول کر لو اور تو معاف کر دیتا ہے۔ میرے مولا! سارے لوگ اس کی نیکی کی، اچھائی کی گواہی دے رہے ہیں، میرے آقا تو مہربانی فرما دے۔ اپنے بندوں کی گواہی اس کے حق میں قبول فرما لے اور اس کے باپ کی شکستہ دلی کی حالت میں اپنے بیٹے کے حق میں اٹھنے والی فریادیں قبول فرما دے۔ اور اس کی ماں کے جگر میں سے نکلنے والی فریادیں تو اس کے حق میں قبول فرما دے۔ اور اس کی جوان بیوی کی آہیں اور یا اللہ آہ و زاریاں تو اس کے حق میں قبول فرما لے اور اس کے معصوم بچوں کا رونا دھونا اور میرے اللہ ان کے آنسو اس کے حق میں قبول فرما لے۔ اور ہم سب نے بھی ہاتھ اٹھائے ہوئے ہیں، بارش کے وقت میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ تیری رحمت برس رہی ہے یہ سارا مجمع اس کے لئے ہاتھ اٹھا رہا ہے، کئیوں نے اس کے لیے قرآن پڑھے ہیں، نوافل پڑھے ہیں۔ ان سب کا اجر تو اُسے پہنچا دے۔ میرے مولا! ہم سب کی سفارش قبول فرما لے اور اس کی قبر کو جنت بنا دے۔ اس کی قبر کو جنت بنا دے۔ میرے مولا! اولاد کے اٹھنے کا درد ماں باپ کو زیادہ ہوتا ہے اور ماں باپ کے جانے کا غم اولاد کو کم ہوتا ہے، اور آج تیرے بندے ضیاء پر جو بیت رہی ہے اور

اس کی، بچے کی ماں پر جو بیت رہی ہے وہ تو تُو بھی جانتا ہے، ان کا یہ غم ان کے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دے، اور ان کے بچے کے درجے کے بلند ہونے کا ذریعہ بنا دے۔ اس کا بھائی تھا، وہ بھی ٹوٹ گیا، اکیلا رہ گیا۔ میرے مولا تو اس کو بھی سمجھ اور بصیرت عطا فرما۔ یا اللہ یہ بھی تو تیرے بندے ہیں، تو ان کو گناہوں پر ندامت عطا فرما، شرمندگی عطا فرما۔ یا اللہ! یا اللہ! جتنا بھی ظلم و ستم ڈھیہ چکا ہے اسے عدل میں بدل دے۔ جتنی غفلت ہو چکی ہے اسے بیداری میں بدل دے۔ جتنی تیری نافرمانی ہو چکی ہے اسے فرمانبرداری میں بدل دے۔ میرے مولا! اپنے اپنے وقت پر ہمارا خاتمہ ایمان پہ فرما، ایمان پہ فرما۔ ماں کی گود میں آئے، میرے مولا! ماں کی گود میں آئے تو کلمہ دے دیا مفت میں، یا اللہ جب قبر کی گود میں جائیں یہ کلمہ ہمارا ساتھی بن کے جائے۔ اے اللہ! اسے ہمارا ساتھی بنا دے۔ قیامت کے دن اے اللہ جب تو اعلان کرے گا "وامتازوا الیوم ایھا المجرمون"، آج کے دن مجرم لوگ الگ ہو جائیں تو اے میرے مولا ہمیں مجرموں کی صف میں جانے سے محفوظ فرما۔ یا اللہ! ہمارے پاس نیک عمل کوئی نہیں ہے کہ ہم تیرے نیک بندوں کی صف میں کھڑے ہو سکیں، تو اپنے ذریعۂ رحمت سے اپنے نیک بندوں کے پیچھے کھڑا فرما۔ یا اللہ! ہم سب کا اپنے وقت پر ایمان پہ خاتمہ فرما۔

یا اللہ! ہم سب نے تیرے دربار میں توبہ کی ہے، ہماری توبہ کو پکا فرما۔ اور اس کا اجر عدنان کی روح کو پہنچا اور اس کے درجات کو بلند فرما۔ اس کی ماں کو، باپ کو صبر عطا فرما۔ ان کے بھائی کو ہمت عطا فرما، ان کی بیوی کو حوصلہ عطا فرما۔ یا اللہ تو ہی ہے اس کی زندگی کا ساتھی اور تو ہی اس کے دل کے زخم پہ مرہم رکھنے والا ہے اور تو ہی اس کے ماں باپ کے پھٹے دل کو سینے والا اور پھٹے جگر کو جوڑنے والا، یہ تیرا ہی کام ہے تو ہی کرے گا۔

ونسئلک خیر الدُّنیا والأخرة یآ ارحم الرّاحمین.

اسلام آباد کا ایک یادگار بیان

نحمدہٗ ونصلّی علٰی رسولہ الکریم، اما بعد! اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرّجیم بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. یٰاَیُّھا المدثّر. قم فانذر. وربّک فکبّر. وثیابک فطھّر. والرُّجز فاھجر. ولا تمنُنْ تستکثر. ولِربّک فاصبر.

میرے محترم بھائیو، دوستو اور بزرگو! اللہ جل جلالہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے لئے رحمت اور تمام کائنات کی طرف رسول بنا کر بھیجا اور جیسے آپ کو ساری کائنات پر اللہ پاک نے فضیلت عطا فرمائی، ساری کائنات پر آپ کو منتخب کیا اسی طرح میرے اللہ پاک نے اُمت محمدیہ کو بھی تمام امتوں سے افضل اور تمام اُمتوں سے اعلیٰ اُمت بنایا۔ اور فرمایا: تم سب سے بڑی اُمت ہو اور سب سے بہتر اُمت ہو۔ جتنی بھی پہلی اُمتیں گزری ہیں، ان میں تمہیں اللہ پاک نے سب سے بہتر اور سب سے افضل بنایا ہے۔ بھائیو! سوچنے کی بات ہے کہ اللہ پاک نے یہ فضیلت ہمیں کیوں عطا فرمائی؟ میرے بھائیو، کسی چیز کی فضیلت اور کسی بھی چیز کی قیمت جو بھی لگتی ہے وہ اس کی صفت پر لگتی ہے۔ کسی عہدے پر لگتی ہے۔ اس امت کو اللہ پاک نے نبوت والا کام عطا فرمایا، اس امت کو اللہ پاک نے نبیوں والی محنت عطا فرمائی اور اس امت کے مقدر میں اللہ پاک نے گھروں کو چھوڑ چھاڑ کر سارے عالم میں ہدایت کے پیغام کو پہنچانا اور سارے عالم میں پھرنا، در بدر کی ٹھوکریں کھانا اور بیوی بچوں کی جدائیاں برداشت کرنا اور اپنے وطن سے دور ہو کر محنت کرنا مقدر فرمایا۔

میرے بھائیو! غریب الوطنی کی، پردیس کی موت مرنا اور اس کے لئے بھوک پیاس کی حالت میں چلنا اس امت کی شان بنایا، کہ یہ اُمت نبیوں کی شان کے ساتھ میرے دین کو لے کر در بدر پھرے گی اور ٹھوکریں کھائے گی اور میرے نام کی طرف دعوت دے گی اور میری طرف پکارے گی، اس طرح میں اس امت کو سارے عالم کا سردار بنا رہا ہوں۔ چنانچہ جب ربیع بن عامر سے رستم نے پوچھا کیوں آئے ہو ہمارے ملک میں؟ کیا تمہیں بھوک نے نکالا ہے یا تمہیں ملک نے نکالا ہے یا تمہیں مال نے نکالا ہے؟ کس چیز کے لئے ہمارے پاس آئے ہو؟ پیسہ چاہتے ہو تو دیتے ہیں، ملک چاہتے ہو تو جتنا فتح کر چکے ہو یہی لے لو واپس چلے جاؤ اور اسی پر اکتفا کر لو۔

ہر ذریعے عامر کو اللہ جزائے خیر دے......! صحابہ نے ساری امت کو دکھلا دیا ہر طریقے میں۔ فرمایا سن لو بھائی رستم نہ ملک نے ہمیں نکالا اور نہ مال نے۔ ہمیں اللہ نے مبعوث فرمایا، بعثت کا لفظ اللہ نبیوں کے لئے استعمال کرتا ہے۔ اور یہاں ابن عامر اپنے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس امت کے لئے بعثت کا لفظ صحابیؓ استعمال کر رہے ہیں۔ ہمیں ہمارے رب نے مبعوث کیا ہے۔ بھیجا ہے، تاکہ لوگوں کو لوگوں کی بندگی سے نکال کر اپنے رب کی بندگی پر ڈال دیں۔

سب کا خالق و مالک و حکمران صرف اللہ ہے

نہ تجارت نہ کاروبار نہ حکومت، نہ باپ، پالنے والا، نہ ماں، نہ زمین، نہ آسمان، نہ زراعت، نہ کاشتکاری، نہ تجارت، نہ کاروبار نہ حکومت تن تنہا پالنے والا ایک اللہ ہے، جو ساری کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے۔ اس اللہ کے ہم داعی ہیں اور اس اللہ کا تعارف کروا رہے ہیں جس اللہ نے زمین کو آسمان کو چھ دن میں بنایا، پھر عرش پر جا کر جلوہ افروز ہوا اور دن اور رات کا نظام چلایا اور سورج کو نکالا اور رات میں چاند کو نکالا، ہم نے چاند کی منزلیں طے کیں اور چاند کی منزلوں کو طے کیا کہ کبھی گھٹتا ہے کبھی بڑھتا ہے، کبھی چڑھتا ہے کبھی غروب ہوتا ہے اور کبھی پتلا ہوتے ہوئے کھجور کی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے اور سورج کا نظام اس کے ساتھ چلایا۔ سورج کو اور چاند کو اپنے اپنے مدار میں چلایا۔ سورج چاند میں ٹکراؤ

نہیں، سورج چاند میں اختلاف نہیں، وہ اپنے مدار میں چلایا، چاند اپنے مدار میں چلایا۔ ان کا نظام اپنے ہاتھ میں رکھا۔ ہزاروں لاکھوں برس گزر گئے کبھی سورج طلوع ہونے اور ڈوبنے میں تاخیر نہیں ہوئی۔ کبھی چاند کے نکلنے اور طلوع ہونے میں تقدیم وتاخیر نہیں ہوئی۔ کبھی ستاروں کے چمکنے اور ماند پڑنے میں تقدیم وتاخیر نہیں ہوئی کہ اپنی تجارت کی شہرت کرتا اور اپنے زراعت کی شہرت کرتا اور پانی کی حکومت کو شہرت کرتا، دیکھو اللہ صحابی کو جزائے خیر دے جو ساری اُمت کو مقصد بتا کے جا رہا ہے۔ کیوں آئے ہو؟ اس دنیا میں کس لیے بھیجے گئے؟ اس دنیا میں نہ تم کاشتکار بن کر آئے نہ تم تاجر بن کے آئے، نہ تم حاکم بن کے آئے، ارے تم تو لوگوں کو لوگوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی پر ڈالنے آئے ہو اور اپنی گردنوں کو بھی اللہ کی غلامی میں دینے آئے ہو کہ ہمارا مالک اور خالق اور رازق اور معز اور مذل اور رازق ایک تنہا اللہ ہے جو سارے کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے۔ سورج کو بھی اس میں کھڑا کردے۔ رات کو کھڑا کردے اور ایک وقت آئے گا کہ اللہ رات کو کھڑا کردے گا، سورج کو کہا جائے گا مت نکلو، رات کو کہا جائے گا مت ڈھل، گہری تاریکی چلتی رہے۔ ساری کائنات کی طاقت آج سورج کو نہیں نکال سکتی کہ تیرے رب کا امر متوجہ ہو چکا ہے۔ اے رات رُک جا اور اے سورج مت طلوع ہو، آج کوئی نہیں نکل سکتا۔ اللہ دکھا رہا ہے کہ میں اگر رات کو روک دوں تو کون سی طاقت ہے جو تمہارے لیے سورج کو لائے گی؟؟

اللہ کا اپنے بندے سے خطاب

تم دیکھ سکو...... کچھ تو سمجھو، کچھ تو دیکھو، کچھ تو غور کرو کہ میں تمہیں کیسی کیسی نشانیاں بتلا کے اپنی طرف بلا رہا ہوں۔ میری طرف تو آؤ۔ اے میرے بندو میری طرف کو دوڑو، میری طرف آؤ۔ اے میرے بندے مجھے تم سے محبت ہے تجھے میری عزت کی قسم میرے حق کی قسم تو بھی میرے سے محبت کر۔ تو کس کے پیچھے دوڑتا ہے؟ میں نے تمہیں پروان چڑھایا۔ پالا پوسا، جوان کیا اور رزق دیا۔ عقل اور فہم دی، اب تو بیوی کی خاطر مجھے ٹھکراتا ہے؟ اور دوکان کی خاطر مجھے ٹھکراتا ہے اور کرسی کی خاطر مجھے ٹھکراتا ہے اور وزارت کی خاطر میرے عمل کو توڑتا ہے؟ میرے امر سے تجھے عزت ملی، میرا اُمر تجھے ذلت کی وادیوں میں

پھینک دے گا۔ میرے امر سے تجھے زندگی ملی، میرا اَمر تجھے موت کے گھاٹ اتار دے گا۔ میرے امر سے تجھے رزق ملا اور میرا اَمر تمہیں بھوک میں مبتلا کر سکتا ہے اور تو کدھر کو بھاگتا ہے مجھے چھوڑ کر۔ میں نے تجھے پیدا کیا، پروان چڑھایا اور سارے عالم سے بہتر بنایا اور تجھے اس طرز پر اٹھایا اور پروان چڑھایا کہ میں تمہاری خواب گاہوں میں تمہاری حفاظت کرتا ہوں۔ میں اپنے فرشتوں کو تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہوں اگر تمہاری حفاظت کے لئے میرے فرشتے نہ اُتریں تو تمہیں میری ساری پوشیدہ بلائیں چیر پھاڑ کر کھا جائیں۔ میرے فرشتے تمہاری حفاظت کے لئے چل رہے ہیں۔ میرا غیبی نظام ہے جو تمہیں آفات سے بچا رہا ہے اور آسمانی بلاؤں سے بچا رہا ہے۔ چھپے ہوئے فتنوں کو تم سے دور کر رہا ہے اور تم سے ساری بلاؤں کو دھکیل رہا ہے اور پھر تم مجھے کہاں چھوڑ کر بھاگتے ہو اور میرے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ ہوتے ہو، میں ہی اکیلا ہوں میں ہی تن تنہا ہوں، میں ہی اکیلا، کوئی میری مثال نہیں...... کوئی میرا بدل نہیں...... لاشریک...... کوئی میرا مشابہ نہیں...... کوئی میرا مقابل نہیں...... کوئی میرے سامنے نہیں آ سکتا...... میں اکیلا تن تنہا ہوں جو تجھے عدم سے وجود میں لایا...... سوچ تو سہی، تو کیا تھا جب نہ تیرا زمینوں میں ذکر تھا نہ آسمانوں میں ذکر تھا؟ میں نے زمین اور آسمان کی چکی کو چلایا، سورج چاند کی گردش کو چلایا اور تجھے مٹی سے نطفہ بنایا، پھر تجھے نطفہ بنا کے ماں کے پیٹ میں ٹھہرایا۔ پھر تجھے خون میں بدلا، پھر تجھے لوتھڑے سے بدلا، پھر تجھے ہڈیوں سے بدلا، پھر تم پہ گوشت چڑھایا، پھر تمہیں ایک نئی خوبصورت شکل دی، پھر بھی تو میرے سے بھاگتا ہے؟؟

اللہ بندے پر بڑے مہربان ہیں

حالانکہ تو مجھے یاد کرتا ہے میں تجھے یاد کرتا ہوں، تو مجھے بھول جاتا ہے میں پھر بھی تجھے یاد کرتا ہوں اور میں تیری طرف نگاہ لگا کے رکھتا ہوں کہ میرا یہ بندہ مجھے بھولا ہوا ہے۔ اسے مہلت دو، اسے ڈھیل دو شاید میرا بندہ میری طرف لوٹے۔ شاید میری طرف لوٹے۔ میں موت تک تجھے مہلت دیتا چلا جاتا ہوں۔ موت تک تجھے ڈھیل دیتا چلا جاتا ہوں۔ آج آجائے، آج آجائے، آج آجائے...... میرے بنائے ہوئے سمندروں میں تو جوش اٹھاتا

ہے اور میری بنائی ہوئی زمین میں زلزلے آتے ہیں۔ زمین پھٹنے کو ہوتی ہے۔ آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو ہوتا ہے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہونے کو ہو جاتے ہیں، جن کو تم میرا شریک ٹھہراتے ہو۔ میں زمین اور آسمان کو گرنے سے روک دیتا ہوں کہ نہیں نہیں ابھی مت کرو۔ تجھے گرنا ہے ابھی مت گر، میں انسان کا انتظار کر رہا ہوں، اس کی توبہ کا منتظر ہوں۔ سمندر جوار بھاٹا ہوتا جوش آتا ہے وہ کیا کہتا ہے؟ سمندر میں جوش آتا ہے۔ اے میرے رب! مجھے اجازت دے میں تیرے نافرمانوں کو غرق کروں اور سمندر میں غیظ وغضب اٹھ رہا ہے۔ اے میرے رب، اجازت دے میں ان سب کو غرق کر دوں۔ سمندر ہم سے دور، زمین ہمارے نیچے، زمین اجازت مانگتی ہے اے میرے رب! مجھے اجازت دے میں تیرے اس نافرمان کو، آدم کی اولاد کو کھڑے کھڑے نگل جاؤں، نشان مٹا دوں، اور بعض کو حکم دیا اے زمین نگل جا، یا دھنسا دے۔ میرے پانیوں نے انہیں غرق کیا ہے کسی پر میرا امر آیا، فرشتے اجازت مانگتے ہیں، اے اللہ اجازت دے اس انسان کو ختم کر دیں جو تیری نافرمانی کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بعض کو ختم کیا، فرشتے کی چیخ نے ان کے کلیجوں کو پھاڑ دیا اور انہیں ہلاک و برباد کر دیا، دیکھ تیرے رب نے کیا سلوک کیا قومِ عاد کے ساتھ؟ جن جیسا پیدا کبھی نہیں کیا تھا۔ بالغ ہونے میں تین سو برس میں ان کا بچہ بالغ ہوتا تھا، ہزار ہزار برس کی عمریں تھیں۔ ایسا تو میں نے پیدا نہیں کیا، ٹکر لی اللہ کی ذات سے ...... اللہ کی ذات پہ قربان جائیں، بندوں سے محبت ہے...... نبیوں کو بھیجتا ہے اور اللہ کو پتہ ہے کہ اس قوم میں صرف ایک ایمان لائے گا، اس کی خاطر بھی نبی آ رہا ہے کہ جاؤ اسے سمجھاؤ۔ ایسی محبت لوگوں سے...... جب تو بھول جاتا ہے تب بھی تمہیں میں یاد رکھتا ہوں اور ایسی محبت بندوں سے کہ سمندر بھی اجازت چاہے کہ اے اللہ غرق کر دے؟...... زمین بھی اجازت چاہے کہ اے اللہ دھنسا دوں؟ فرشتوں کو اجازت چاہئے کہ اے اللہ ان کو ہلاک کر دیں؟ آسمان سے عذاب بھیج کر لیکن وہ کریم ذات میرے بھائیو، نافرمانوں سے اتنی محبت کرتی ہے تو فرمانبرداروں سے محبت کا کیا اندازہ ہوگا کہ اللہ فرماتے ہیں اگر یہ تمہارے بندے ہیں اور تمہارے پیدا کردہ ہیں تو یہ پکڑ لو اور ہلاک کر دو، اگر یہ میرا بندہ ہے تو بیچ میں سے ہٹ جاؤ۔

اللہ کی قدرتِ کاملہ اور انسان کی تخلیق

میں بندے کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ اگر دن میں بھی توبہ کا خیال آ گیا تو میں اس کی توبہ کو قبول کروں گا۔ کبھی رات میں توبہ کا خیال آ گیا تو میں اس کی توبہ کو قبول کروں گا۔ اے میرے بندے! مایوس نہ ہو، اگر تیرے گناہ زمین کو بھر دیں اور اوپر اٹھتے چلے جائیں اور خلا کو بھر دیں اور خلاء سے نکل کر آسمان کے کناروں تک چلے جائیں ہماری کائنات تیرے گناہوں سے بھر کر اور تیرے گناہوں سے بھر کر اور تیرے گناہ آسمان کو چھونے لگیں پھر تجھے ندامت آ جائے اور تیرے آنسو نکل جائیں اور تو توبہ کیلئے ہاتھ اٹھائے،...... میں ایسا کریم میں ایسا سخی میں ایسا رحیم کہ تیرے سارے گناہوں پر قلم پھیر دوں گا۔ اور مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا! کیا؟...... مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا! میں تیری توبہ کا منتظر ہوں کہ تو میری طرف کو جھکے، میری طرف کو آئے۔ ماں سے زیادہ محبت کرنے والا کوئی نہیں، سب سے رحیم ذات سب سے کریم ذات اور سب سے مہربان ذات اللہ پاک کی ذات عالی ہے۔ اللہ جل جلالہٗ کی ذات عالی اور اللہ پاک جیسی رحیم و کریم ذات، اے میرے بندے میں تیرے سے محبت کرتا ہوں، تجھے میری طرف کو آنا ہے۔ میری طرف کو آ...... نبیوں کا سلسلہ چلایا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو بھیجا کہ جاؤ میرے بھٹکے ہوئے بندوں کو میرے سے جوڑو، یہ میرے سے جُڑیں۔ میں انہیں سب سے زیادہ سب سے بڑی قدرت اللہ پاک کی انسان کی تخلیق میں استعمال ہوئی ہے۔ زمین و آسمان کو بہت بڑی قدرت کے ساتھ پیدا کیا۔ ٹپکتی ہوئی کھنکتی ہوئی مٹی مرد عورت کا پانی، کیا تو ایک ٹپکتی ہوئی مٹی کا قطرہ نہیں ہے؟...... کیا تو ذلیل پانی سے نہیں بنا؟...... گندا، ناپاک پانی تمہیں کھنکتی مٹی سے بنایا اور بنا کر کہاں سے وجود دیا؟ ماں کے پیٹ کو تیرے لئے قرار بنایا۔ اے میرے بندے! ماں کے پیٹ میں تجھے مضبوط جگہ عطا فرمائی اور تجھے پردوں میں لپیٹا کہ ماں کے پیٹ میں تجھے اندھیرے سے خوف محسوس نہ ہو، ماں کے پیٹ کے اندر کے اندھیروں سے تجھے خوف محسوس نہ ہو، میں نے تجھے پردوں میں لپیٹا۔ تین پردے چہرے کو تیری ماں کی پشت کی طرف پھیر دیا۔ تاکہ اندر کھانے کی گندگی سے تجھے تکلیف نہ ہو اور میرا نظام فرعون کے لئے بھی چل رہا ہے اور یہ میرا نظام میرے موسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی چل رہا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ پیٹ میں بننے والا فرعون بنے گا، یہ پیٹ میں بننے والا شداد بنے گا اور یہ

پیٹ میں بننے والا کیا کچھ بنے گا......!!

اللہ نے فرمایا، میری قدرت میری محبت اور میری رحمت ہے کہ میں تجھے اسی طرح سے پالتا ہوں کہ جیسے میں نبیوں کا نظام چلاتا ہوں۔ نہ خود بچہ اپنی طاقت سے پیچے کو ہوتا ہے اور نہ بچہ اپنی طاقت سے وجود میں آتا ہے۔ اللہ کا غیبی نظام ہے جو اس پر اُتر رہا ہے۔ اے میرے بندے! آج تو روزی کی خاطر اور ان کے رزق کی خاطر تو نے میرے دین کی محنت کو چھوڑا، یہ بتا کہ تجھے ماں کے پیٹ میں روزی کس نے پہنچائی تھی؟ جب تو ماں کے پیٹ میں تھا وہاں کونسا نظام تھا؟ دوکان کونسی، کونسی تجارت تھی کون سی حکومت تھی، کون سی زراعت تھی، کون سا نقشہ تھا، کوئی نہیں تھا، میرا نظام تھا!!

میری تدبیر تیرے لئے چلتی رہی۔ تجھے پروان چڑھاتی رہی، جسے توڑنا چاہتا ہوں فرشتوں کو کہتا ہوں میں نے اسے پروان نہیں چڑھانا، اسے ختم کر دیا جاتا ہے اور جسے میں نے پروان چڑھایا، اسے میں وجود دے کر کہتا ہوں اسے پیدا کیا جائے گا، تیری قبر کی مٹی کو لا کر تیرے نطفے میں گوندھ کر ماں کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے اور تجھے وہیں دفن ہونا ہوگا جہاں سے تیری مٹی کو اٹھا کر تیرے نطفے میں ڈالا گیا۔

ایسا قوی نظام ہے تیرے دانے دانے پر میں نے مہر لگا دی، تیرے آنے سے پہلے اور جب تیرا ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ پورا ہو گیا، میں نے اس فرشتے کو بھیجا جس کے ذمے میں نے کام ہی یہی لگایا ہے کہ ماں کے پیٹ سے بچے کو باہر لاؤ، اس فرشتے نے تمہیں اپنے پَر کے اوپر باہر نکالا۔ میں ہی ہوں جو تیرے دنیا میں آنے کے راستے کو آسان کرتا ہوں۔ راستہ آسان کیا...... ماں کے پیٹ سے باہر نکالا...... ماں کے پیٹ سے گود میں آیا...... اس حال میں آیا تیرے منہ میں دانت نہیں کسی چیز کو کاٹ سکے، ہاتھ میں طاقت نہیں کسی چیز کو پکڑ سکے۔

آج جوانی پر ناز کرتا ہے، اپنی جوانی پہ مستی کرتا ہے اور وہ وقت بھول گیا جب اس میں اتنی بھی تمیز نہیں تھی کہ پیشاب اور پاخانے میں لتھڑا ہوا ہے۔ آج اپنی عقل پر مست ہوتا ہے، اپنے علم پر ناز کرتا ہے اور اپنی قوت پہ ناز کرتا ہے کہ میں...... میں...... میں...... ارے بھائیو! تن تنہا ایک اللہ ہی ہے جو سب کچھ کرتا ہے۔

جب اللہ کی مدد آئی

حضور ﷺ مکے میں داخل ہو رہے ہیں، خالد ابن ولید رضی اللہ عنہ کا لشکر ساتھ ہے۔ ابوسفیان اوپر کھڑا دیکھ رہا ہے۔ لشکروں پر لشکر گزر رہے ہیں، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرتے ہیں، مسلمانوں کے لشکر لے کر تکبیر پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں۔ زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور بریدہ بن خصیب رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں۔ اور بنو بکر آتے ہیں لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور روزینا قبیلہ آتا ہے، نعمان ابن مقرن رضی اللہ عنہ کی سرکردگی میں اور لشکر کو لے کر نکل رہا ہے، لشکروں کے لشکر نکل رہے ہیں۔ ابوسفیان حیران ہو کر دیکھ رہا ہے اور اتنے میں آواز آتی ہے اور ساری گرد و غبار اٹھتی ہے، اور اب کہنے لگا یہ کیا ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ اللہ کا رسول ﷺ ہے جو مہاجرینؓ و انصارؓ میں آ رہا ہے اور جب لشکر سامنے آتا ہے تو ایک آدمی کی آواز ہے، اس میں کڑک دار آواز ہے۔ ابوسفیان کہتا ہے کہ کس کی کڑک دار آواز سن رہے ہو؟ عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ خطاب کا بیٹا عمر رضی اللہ عنہ ہے، جس کی تم کڑک دار آواز سن رہے ہو۔ ارے اللہ کی قسم یہ بنو عدی ذلت اور قلت کے بعد آج بڑی عزت والے ہو گئے۔ اسلام نے عمر رضی اللہ عنہ کو اونچا کیا ہے، عمر اونچا نہیں تھا اسلام نے عمر کو اونچا کیا ہے اور پھر اس پر کہنے لگا، اے عباس! تیرے بھتیجے کا ملک تو بہت بڑا ہو گیا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں نہیں! یہ ملک نہیں ہے، یہ شانِ نبوت ہے۔ بادشاہ ایسے نہیں ہوا کرتے۔ دس ہزار کا لشکر ہے اور آپ ﷺ کا ماتھا اونٹنی کے پالان کے ساتھ ٹکا ہوا ہے، سر اونچا نہیں جھکا ہوا پالان سے ٹکا ہوا، اور زبان سے الفاظ اللہ ایک اکیلا، تن تنہا، اکیلا تن تنہا...... کسی دس ہزار پر نظر نہیں ہے اللہ کی ذات عالی پر نظر ہے۔

میرے بھائیو! ہمیں مادیت نے اور دنیا نے ہلاک و برباد کر دیا۔ مسلمان بھی کہتا ہے پیسہ ہوگا تو کام چلے گا پیسہ نہیں تو تیرا کوئی رشتہ دار نہیں، پیسہ نہیں تو کوئی سلام کرنے والا نہیں، پیسہ نہیں تو تیرا کوئی کام نہیں۔ تو میری اور کافر کی سوچ میں کیا فرق ہے؟ میں اور کافر ایک ترازو میں آج بیٹھے ہوئے ہیں کہ میں بھی کہتا ہوں کہ میرا کام پیسے سے چلے گا تو کافر سے پوچھو تیرا کام کیسے چلے گا؟ کہتا ہے پیسے سے چلے گا۔ تو میں اور کافر ایک پلڑے میں

بیٹھے ہیں۔ یقین کے اعتبار سے میں نماز بھی پڑھتا ہوں، روزہ بھی رکھتا ہوں، میں حج بھی کرتا ہوں لیکن میرے اندر کی دنیا اور کافر کے اندر کی دنیا ایک ہو چکی ہے۔ مسلمان یہ نہیں کہتا کہ پیسہ نہیں تو رشتہ نہیں، پیسہ نہیں تو کوئی جان واقفیت نہیں، پیسہ نہیں تو کوئی سلام نہیں کرتا، نہیں نہیں! مسلمان کہتا ہے اللہ پاک ساتھ ہے تو سب ہو جائے گا۔ تقویٰ آ جائے تو سب کام بن جائے گا۔ توکل آ جائے تو سب کام بن جائے گا۔ زُہد آ جائے سب کام بن جائے گا۔ دنیا سے نفرت ہو جائے تو سب کام بن جائے گا۔ نماز پڑھنی آ جائے تو سب کام بن جائیں گے۔ ہم پیسے کے محتاج نہیں، حکومت کے محتاج نہیں، حکومت ہماری محتاج ہے۔ ہمیں حکومت کی ضرورت نہیں ہے، ہم نماز پڑھنے والے بن جائیں۔ ایسی نماز سیکھ لیں جو رب کے خزانے کے دروازے کھلوا دے۔ ہمارا کام بن جائے گا۔ اللہ مخلوق کو جھکا دے گا، اللہ مخلوق کو تابع کر دے گا۔ ایک ہے تنِ تنہا اللہ، آج اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے۔

دین اس قدر سستا نہیں ہے!

میرے دوستو! دین سستا نہیں ہے۔ سستا نہیں ہے۔ کیا خیال ہے تم صرف کلمہ پڑھ کر جنت میں چلے جاؤ گے؟ نہیں، میری آزمائش آئے گی، میں کھرے کھوٹے کو الگ الگ کر دوں گا۔ میں دیکھوں گا کلمے میں کون سچا ہے، تمہیں آزمائش میں ڈالوں گا۔ آزمائش آئے گی، میرا کلمہ پڑھنے کے بعد تمہیں آزمایا جائے گا۔ ایک طرف دنیا کھڑی کر دوں گا، اور ایک طرف کلمہ کھڑا کر دوں گا۔ دنیا کہے گی میرے تقاضے پورے کر، کلمہ کہے گا میرا تقاضا ٹوٹ جائے گا۔ بیوی کہے گی میری ضرورت پوری کر، کاروبار کہے گا میں ٹوٹ جاؤں گا۔ میں تیری معیشت اور اپنے امر کے مقابلے میں کھڑا کر دوں گا، میں تیری ضرورت کو اور اپنے حکم کو مقابلے میں کھڑا کر دوں گا۔ حکومت کو دیکھنا ہے تو میرا اَمر قربان ہوتا ہے۔ میرے امر کو دیکھنا ہے تو حکومت قربان ہوتی ہے۔ تو کہاں پر جائے گا؟ تنبیہ کے لئے فرما رہے ہیں۔ تنبیہ کے لئے ...... لو آج اسلام گردش میں ہے، حرکت میں ہے، تم بھی اس کے ساتھ حرکت میں رہنا، گردش میں رہنا۔ ایک وقت آئے گا، میری کتاب الگ ہو جائے گی، حکومت الگ ہو جائے گی۔ حکومت کے چکر میں مت پڑنا۔ حکومت کے پیچھے مت پڑنا۔

میری کتاب کو پکڑ لینا، آزمائش ڈالوں گا، اگر اللہ کا امر لیتا ہے تو حکومت گئی، ساری تجارت کی چھٹی ہوتی نظر آتی ہے۔

دنیا کی حقیقت کچھ نہیں، اصل آخرت ہے

اللہ کے امر کو لیتا ہے تو سب کچھ جاتا نظر آتا ہے اور اللہ کے امر کو چھوڑتا ہے تو سب کچھ نظر آتا ہے۔ مقابلہ ڈال دیا مقابلہ ڈالا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا، اے علی! بتا کیا کرتا ہے، تجھے پانچ ہزار بکریاں دوں یا تمہیں پانچ کلمے سکھاؤں؟ مقابلہ کیوں ڈالا؟...... داماد ہے اور ایسے ایسے نواسوں کا باپ ہے کہ جن کو آپ کہہ رہے ہیں ''مجھے حسن، حسین سبزے کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک ہوتی ہے''۔ ریحان کہتے ہیں تروتازہ ٹہنی کو، جیسے اس کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک ہوتی ہے، حسن حسین (رضی اللہ عنہما) کو دیکھ کر مجھے اسی طرح ٹھنڈک ہوتی ہے اور ان کی چیخ و پکار کانوں میں آرہی ہے کہ میرے نواسے رو رہے ہیں، بھوک کی شدت میں اور بیٹی کے گال پچکے ہوئے اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی نظر آرہی ہیں کہ میری بیٹی فقر و فاقہ کا شکار ہو چکی ہے اور بیمار ہے، بیٹی سے پوچھنے آتے ہیں، ساتھ میں عمران ابن حسین ہیں۔ بیٹی اندر آجاؤں، میرے ساتھ عمران بھی ہیں؟ بیٹی کیا کہتی ہے؟...... یا رسول اللہ! میرے پاس اتنا بھی کپڑا نہیں کہ چہرے کو چھپا سکوں۔ یہ گھر میں حال ہے۔ اتنے سے چہرہ چھپ جائے گا، ایک آدھا گز کپڑا نہیں کہ فاطمہؓ اپنے چہرے کو چھپا سکے۔ عمران سے آپ نے مونڈھے سے چادر اُتاری اور اندر دے دی، بیٹا یہ اوپر لے لو، چادر اوپر لی، آپ ﷺ اندر آئے۔ بیٹی کیا بات ہے؟ اے اللہ کے رسول بیماریاں، درد، تکلیفیں، مصیبتیں پریشانی نے کمر توڑ دی اور آنسو نکل پڑے۔ حضور اکرم ﷺ بھی رونے لگے کہ بیٹی مت رو، تیرا باپ بھی تین دن سے بھوکا ہے، باپ بھی بھوکا ہے بیٹی بھی بھوکی ہے اور یوں کہا اے بیٹی رب مجھے سونا چاندی مت دے۔ میرے رب نے کہا تھا، کہو تو بطحا کے پہاڑ سونا بنا دوں، مکے کے پہاڑ سونا بنا دوں؟ میں نے کہا یا اللہ مجھے سونا چاندی نہیں چاہئے۔ اے سونا اے چاندی کسی اور کو دھوکا دے، مجھے نہیں دھوکا دے سکتے۔ کسی اور کو دھوکا دے۔ میرے رب نے تو کہا تھا۔ لیکن اے میری بیٹی! میں نے کہا، نہیں! اے میرے اللہ! میں نہیں سونا چاندی لیتا۔ ایک دن بھوکا رہوں گا تیرے سامنے زاری کروں گا۔ ایک دن

کھانا کھاؤں گا تیرا شکرادا کروں گا۔اے فاطمہ! تو کیوں گھبراتی ہے؟ خوش ہو جا، کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تجھے اللہ نے جنت کی عورتوں کا سردار بنایا ہے؟ بس خوش ہو گئی اور گلے سے لگایا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا پھوٹ کر رو ئیں۔بس اوپر سے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو اُتار دیا کہ خوش خبری دے دو فاطمہ کو کہ ہم نے اسے جنت کی عورتوں کا سردار بنا دیا۔اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ عصر صحابی کا قول کہ جنت میں ایک چمک اٹھے گی سورج کی طرح تو جنت کا داروغہ رضوان سے کہیں گے، اے رضوان ہم نے تو سنا تھا کہ جنت میں سورج کی چمک نہیں۔یہ علیؓ وفاطمہؓ مسکرا رہے ہیں ان کے دانتوں کی چمک سے روشنی اٹھ رہی ہے۔مقابلہ ڈالا...... بتا علی کیا لیتا ہے؟ بیٹی کی بھوک سامنے ہے، علی کی بھی بھوک سامنے ہے کہ سخت سردی ہے، آپ گھر سے نکلتے ہیں، حضرت علیؓ پریشانی میں ٹہل رہے ہیں۔کس چیز نے نکالا اس حال میں؟...... کہ بیٹھا ہی نہیں جاتا گھر میں۔اوہو! علی اللہ کی قسم مجھے بھی بھوک نے گھر سے نکالا ہے۔

آگے چلے، کچھ صحابہ بیٹھے ہوئے تھے۔آپ کو پتہ ہے جب بھوک زیادہ لگی ہو تو سردی اور لگتی ہے۔کچھ صحابہ بیٹھے ہوئے تھے، ارے بھائی! آپ لوگ یہاں کیا کر رہے ہو؟ یارسول اللہ! کیا کریں بھوک کی شدت سے گھر میں بیٹھا نہیں گیا۔اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ترس آیا، سامنے کھجور کا درخت کھڑا تھا، سردی کا زمانہ تھا۔آپ ﷺ نے کہا علی! اس کھجور کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہیں اللہ کے رسول کہتے ہیں ہمیں کھجوریں کھلاؤ اور وہاں تو مانتے تھے کھلی دلیلیں عقلی گھوڑے نہیں دوڑاتے تھے۔عقلی گھوڑے جب قرآن مجید کی روشنی میں دوڑتا ہے تو پھر وہ گمراہ ہو جاتا ہے۔اللہ کے امر اور نبی ﷺ کے طریقے میں عقل کو نہیں لگایا جا■۔تسلیم ہے تسلیم، سمجھ میں آیا تو بھی، نہ سمجھ میں آیا تو بھی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دل میں آیا، گرمیوں کا زمانہ ہے نہیں، سردیوں کے زمانے میں کیا کہوں کھجور سے جا کے۔بھاگے آ رہے ہیں، اے کھجور اللہ کا رسول کہتا ہے کھجوریں کھلاؤ۔ٹپ ٹپا ٹپ کھجوریں گرنے لگیں۔

جیسے حضرت مریم علیہا السلام کو کھلایا کہ کمرہ بند تھا، باہر سے تالا، راستہ کوئی نہیں۔ مریم اندر تالوں میں بند۔حضرت زکریا علیہ السلام آتے ہیں، آگے پھل پاتے ہیں۔

گرمیوں میں سردی کا سردیوں میں گرمی کا، اے مریم یہ پھل کون لایا؟ اللہ لایا ہے، اللہ کھلاتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جارہے ہیں اور کھجوریں گر رہی ہیں۔ اٹھا کے لائے، لو یہ کھاؤ۔ ان کو بھی کھلایا خود بھی کھایا علی ﷺ کو کھلایا، بچ گئی۔ جاؤ فاطمہ کو دے کے آؤ بھوکی ہوگی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ڈالتا ہے پانچ ہزار بکریاں لیتا ہے یا کہ پانچ ہزار بکریاں بھی دے دوں اور تجھے پانچ بول بھی سکھا دوں محاورہ ڈالا امت کو بتایا کہ جب میں اپنے داماد کو بھوکا رکھ سکتا ہوں اور اپنے نواسوں کی چیخ و پکار کو سن سکتا ہوں اور اپنی بیٹی سے محبوب سب سے پیاری اور سب سے پیاری بیٹی کے بھوک کے آنسو اگر برداشت کر سکتا ہوں اس دین کی خاطر تو اے میری امت کے ہونے کا حق کا ادا نہیں کر سکتے میرے بھائیو! آج بیوی بچوں کی محبت نے حضور اکرم ﷺ کی محبت سے توڑ دیا آج دوکان کی محبت نے مسلمان کو رسول اکرم ﷺ کی محبت سے کاٹ دیا اور رسول اکرم ﷺ کی محبت سے توڑ دیا اور صحابہؓ کہتے تھے اے اللہ کے رسول میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں سیکھا تھا حضرت علی ﷺ نے یہ کیوں نہیں کہا یا رسول اللہ آپ کو تو پتہ ہے گھر میں فاقہ بھوک مصیبت پیاس بکریاں بھی دے دو اور بول بھی سکھا دو نہیں نبی کی بات کو سمجھے نہیں اللہ کا رسول مجھے کہہ رہا ہے بتا تجھے آخرت لینی ہے یا دنیا لینی ہے مقابلہ اللہ ڈال رہا ہے اور یہ مقابلہ قیامت تک چلے گا۔ خواہش امر اللہ کا ضرورت ادھر برادری ادھر امر ادھر حکومت ادھر امر ادھر کرسی ادھر امر ادھر روزی ادھر امر ادھر اپنی حاجات ادھر اللہ کا حکم ایک کو توڑے گا یا اللہ کے امر کو توڑ یا ضرورت کو توڑ یا نبی کی سنت کو توڑ یا اپنی برادری کو توڑ یا اللہ کا حکم کو پکڑ و یا بیوی کو پکڑ و یا اللہ کے حکم کو قربان کر و یا قربان کر دیا بچوں کو قربان کر دا ایک کو قربان کرنا پڑے گا۔ حضرت علی ﷺ نے عرض کی یا رسول اللہ بے شک پانچ ہزار بکری بہت بڑا مال ہے مجھے آپ پانچ بول سکھا دیجئے جو میری دنیا میں بھی مجھے نفع دے اور میری آخرت میں بھی مجھے نفع دے آپ کا دل خوش ہو گیا چہرہ کھل گیا کہ علی کامیاب ہو گیا اور مال کے چکر میں نہیں آیا مال کا دھوکہ نہیں کھایا ہماری طرح کے نہیں تھے مسلمان یا رسول اللہ دونوں ہی دے دو بکریاں بھی دے دو بول بھی دے دو۔

یہ پانچ بول تیرے لئے پانچ ہزار بکریوں سے زیادہ بہتر ہیں مقابلہ آئے گا میرے بھائیو اور جو اس مقابلے میں اتر کر اللہ کے امر کو پکڑے گا دنیا و آخرت میں کامیاب

ہو جائے گا۔ یہ امت اللہ کی سفیر ہے اللہ کی سفیر ہے دو کانیں چلانے نہیں آئے اے میرے بھائیو کاروبار چلانے نہیں آئے بیوی بچوں کا پیٹ پالنا ہمارے مقصد نہیں اپنی ضرورتوں کو پورا کرنا ہے ہمارا مقصد نہیں حکومتیں وزارتیں چلانا ہمارا مقصد نہیں ہمارا مقصد تو ہر حال میں اللہ کے امر کو حضور ﷺ کے طریقے پر پورا رکنا ہے۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ کی نورانی زندگی

حضرت عمرؓ کے خلافت کا زمانہ یہ وہ عمر ہے عمر بن عبد العزیز کہ جب گلی سے گزر رہا ہے ایسا حسن و جمال تھا کہ چہرے پر آنکھ نہیں ٹکتی تھی اور ایسی نخرے والی چال تھی کہ جو دیکھتا تھا دنگ ہوتا تھا اور لمبی عبا ہوتی تھی جو زمین پر گھسیٹتی ہوئی جاتی تھی ایک دفعہ ایک بزرگ نے راستے میں ٹوک دیا اے عمر دیکھو اپنے ٹخنوں سے اونچا کرو کپڑے کو انہوں نے کہا جان کی خیر ہے تو آئندہ مجھے مت کہنا یہ بات ورنہ گردن اڑا دی جائے گی۔ ایک یہ وقت ہے اور جب آئے خلافت پر جو آدمی دنیا کی طلب میں جو آدمی وزارت کی طلب کرے گا جو آدمی حکومت کی طلب کرے گا جو آدمی مال کی طلب کرے گا جب اس کے ہاتھ میں مال ہوگا تو فرعون بنے گا۔ اور ہو آدمی تو اس سے بھاگے گا۔ اور اس سے جان چھڑائے گا۔ اور اس سے پلہ بچائے گا جب اس کے پاس مال آئے گا تو وہ اس کے ذریعے جنت میں جائے گا جب سلیمان مرنے لگا۔ تو ابن ہوا نے کہا کوئی کام کر جا جس سے تیری آخرت بن جائے تو کیا کروں خلافت کے لئے انسان کو چنا سوچ میں پڑ گیا اس کا ارادہ تھا بیٹے کو خلیفہ بناؤں کہنے لگا انشاء اللہ ایسا کام کر جاؤں گا۔ کہ جس سے میرے نفس و شیطان کا کوئی حصہ نہیں ہو گا۔ کہ لکھو میں عمر کو خلیفہ بناتا ہوں اور اس کو لپیٹا اور ماچس کی ایک ڈبیا میں ڈالا کہ جاؤ اس پر لوگوں سے بیعت لو جب باہر نکلے تو حضرت عمرؓ دوڑ کر آئے جا اگر اس میں میرا نام ہے تو مٹا دے مجھے خلافت نہیں چاہیئے اس نے بولا اے جاؤ جاؤ میرا سر نہ کھاؤ مجھے نہیں پتہ کس کا نام ہے آگے حشام ابن ملک ملا انہوں نے کہا ارے جا اللہ کے واسطے اگر اس میں میرا نام لکھ دے جب اس ڈبیا پر بیعت کی تو اور کھولا اس کو بولا اے عمر اٹھو تمہیں خلیفہ بنایا جاتا ہے تو عمر کھڑے نہیں ہو سکے دو آدمیوں نے سہارا دے کر آدھ بھائی اٹھایا اور لڑکھڑاتے ہوئے ممبر پر

آئے کہا مجھے خلافت نہیں چاہئے۔ تم اپنے فیصلے سے کسی اور کو بنا دو مگر نہیں امیر المومنین نے کہہ دیا ہے ایک شامی نے تلوار نکالی اگر تو نے بات کی تو گردن اڑا دوں گا تو امیر کے حکم کے سامنے آواز نکالتا ہے جب خلافت پر آ گئے کہ اب میں اس میں آخرت کو کما کر کھاؤں گا ساری دنیا کے انسانوں کو پتہ چل جائے گا کہ بادشاہت میں بھی آخرت کمائی جا سکتی ہے پھر وہ وقت آیا عید سے پہلے آئے تو چھوٹے چھوٹے بچے رو رہے ہیں کہنے لگے بھئی کیوں رو رہے ہو انہوں نے کہا یوں کہہ رہے ہیں کہ ہمارے سارے دوستوں نے نئے کپڑے بنوائے ہیں عید کے لئے تو ہمارا باپ امیر المومنین ہے ہمارے کپڑے تو پھٹے ہوئے ہیں ہمیں بھی تو کپڑے لے کر دو حضرت عمرؓ نے فرمایا میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں میں کہاں سے لے کر دوں وظیفہ لیتے تھے بیت المال سے جو عام مسلمان کا تھا اس سے روٹی پانی بڑا مشکل سے پورا ہوتا تھا تو بیوی نے کہا اب کیا کریں بچوں کو کیسے سمجھائیں خود تو صبر کر سکتے ہیں بچوں پر آدمی اپنے ایمان کو بیچتا ہے اور جو اولاد پر ایمان بیچتا ہے اللہ اس کی اولاد کو بالغ کر کے اس کے خلاف کھڑا کر دے گا۔ ہاں پھر وہ باپ کی گستاخ بنتی باپ سے کہتی ہے تو نے میرے لئے کیا کیا۔

کیا کمایا ہے تو نے ہمارے لئے چونکہ اس کی جڑوں میں حرام کو ڈالا گیا تھا اس لئے کبھی ماں باپ کی فرمانبردار بن کر نہیں چلے گی یہ ماں کو بھی جوتے مارے گا اور باپ کو بھی جوتے مارے گا حضرت عمرؓ نے کہا میں کہاں سے دوں میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں تو کیا کریں ان کو کیسے سمجھائیں انھوں نے کہا میں کیسے سمجھاؤں بیوی نے کہا ایک مجھے ترکیب سمجھ میں آئی ہے کہ آپ اپنا وظیفہ پیشگی لے لیجئے۔

جو مہینے کا وظیفہ ملتا ہے آپ پیشگی لے لیں ان میں اپنے بچوں کے کپڑے بن جائیں گے ہم صبر کر لیں گے کہنے لگے یہ ٹھیک ہے اسے اپنے خادم نہیں غلام ہے غلام زرخرید مذاہم اسے خزانچی تھا اسے بلایا بھئی ہمیں اس مہینے کا وظیفہ پیشگی دے دو اور مذاہم فرمانے لگے امیر المومنین ایک بات عرض کروں کیا آپ ضمانت دیتے ہیں کہ آپ ایک مہینہ زندہ رہیں گے جو آپ مسلمانوں کا مال لینا چاہتے ہیں اگر آپ ایک مہینے کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ میں مہینہ زندہ رہوں گا تو بیت المال سے میرے سے لے لیں اور اگر آپ ضمانت

نہیں دے سکتے تو آپ کی گردن پکڑی جائے گی قیامت کے دن جائے عمر کی چیخ نکلی نہیں نہیں نہیں حضور فرمارہے ہیں کتنے ہی ہیں دن کو دیکھنے والے جو سورج کا غروب ہوتا نہیں دیکھ پاتے اور قبروں میں چلے جاتے ہیں اور کتنے ہی ہیں جو کل کا انتظار کررہے ہیں اور کل کا سورج نہیں دیکھ پاتے اور قبروں میں چلے جاتے ہیں۔ کہا ارے بچو صبر کرلو جنت میں لے لینا جا کے میرے پاس اس وقت کوئی نہیں ہیں امر کو نہیں توڑا بچے کی خواہش کو توڑ دیا اپنے جذبات کو توڑ دیا اللہ کے امر کو نہیں توڑا ضرورت کو قربان کیا امر الٰہی کو قربان نہیں کیا یہ ہے لا الہ الا اللہ کہ میں اللہ کا غلام ہوں میں بک چکا ہوں میں بیوی بچوں کا نہیں ہوں میں کاروبار کا نہیں ہوں میں تاجر نہیں ہوں میں زمیندار ایک دفعہ حضرت عمرؓ گھر میں آئے بیٹیاں منہ پر کپڑا رکھ کر بات کریں حضرت عمرؓ کہنے لگے بیٹی کیا بات ہے منہ پر کپڑا کیوں رکھتی ہو خادمہ نے کہا امیر المومنین آپ کی بچیوں نے آج کچے پیاز سے روٹی کھائی ہے اس لئے ان کے منہ سے بدبو آرہی ہے۔ ہاں امیر المومنین کہ جس کا امر تین براعظم پہ چلتا ہو اور اربوں مخلوقات اس کے سامنے گردن جھکائے کھڑی ہو اور دمشق سے لے کر ملتان تک دمشق سے لے کر جاٹ تک اور دمشق سے لے کر اندلس تک پرتگال اور فرانس تک جس کا امر چل رہا ہو اس کی بیٹی کچے پیاز سے روٹی کھا رہی ہے۔

عمرؓ کے لئے دوزخ سے نجات کا پروانہ

ہمارے تو چھابڑی والے کی بیٹی کچے پیاز سے روٹی نہیں کھاتی اور اتنے بڑے با اقتدار کی بیٹی کچے پیاز سے روٹی کھا رہی ہے حضرت عمرؓ رونے لگے ہائے میری بیٹی بس تمہیں بڑے اچھے کھانے کھلا سکتا تھا لیکن تیرا باپ دوزخ کی آگ برداشت نہیں کر سکتا میرے سامنے دو راستے تھے۔ تمہیں حلال وحرام اکٹھا کر کے کھلاتا اور خود دوزخ میں جاتا میں اسے برداشت نہیں کرسکتا۔ موت کا وقت آیا مسلمہ نے کہا امیر المومنین کا لباس تو تبدیل کردو میلا ہو گیا ہے حضرت فاطمہ نے کہا بیوی تھی اے بھائی اللہ کی قسم امیر المومنین کے پاس ایک ہی جوڑا ہے تبدیل کہاں سے کروں ایک ہی جوڑا ہے مسلمہ نے کہا امیر المومنین آپ بچے فکروفاقے کی حالت میں چھوڑ کے جارہے ہیں بھوکا چھوڑ کر جارہے ہیں میرے سے ایک لاکھ روپیہ لے لیجئے اور اپنے بچوں کو دے دیجئے میرے بھانجے ہیں فرمایا دیتے ہو کہا

چلو ایک لاکھ وہاں واپس کردو جہاں تم نے ظلم اور رشوت سے حاصل کیا ہے وہاں واپس کرو میرے بچوں کو حرام نہیں چاہیے پھر بیٹیوں کو بلایا میری بیٹیو میرے سامنے دو راستے تھے میں تمہارے لئے مال جمع کر لیتا اور جیسا جمع کرتا تو خود جہنم میں جاتا اور دوسرا راستہ یہ تھا میں تمہیں توکل سکھاتا اور تو بھی جنت میں جاتا بیٹو میں جہنم تو سہہ نہیں سکتا تھا میں نے تمہیں اللہ سے مانگنا سکھا دیا تھا ضرورت پڑے اس سے مانگ لینا وہ کہتا ہے، میں ہوں نیک آدمیوں کا والی۔

جب میت آئی اور جنازہ اٹھا اور قبرستان کو چلا اور قبر پر رکھا گیا تو آسمان سے ایک ہوا چلی اور کاغذ کا پرچہ گرا، کاغذ کو اٹھایا گیا، اس کے اوپر لکھا ہوا تھا، ''اور یہ اللہ کی طرف سے عمر کیلئے آگ سے نجات کا پروانہ ہے، ہم نے عمر کو دوزخ کی آگ سے نجات دے دی، ہم نے ساری دنیا کو بتا دیا کہ سن لو ہم نے عمر کو دوزخ سے نجات دے دی'' اور اس پروانے سمیت حضرت عمر رحمہ اللہ کو قبر میں سلایا گیا۔

روم کے علاقے میں ایک مسلمان قید ہوئے اور وہاں سے بھاگ کر نکل رہے ہیں، تیسری رات ہے ان کو روم میں چلتے ہوئے، ان کے آٹھ ساتھی قتل ہو گئے۔ یہ نویں بچ گئے تھے، یہ وہاں سے بھاگ کے آرہے ہیں تو پیچھے سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی۔ سمجھے بس میں تو پکڑا گیا، میرے پیچھے آئے تو پکڑنے والے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا، ایک نے آواز دی حبیب...... یہ میرا نام کیسے جانتا ہے؟

حبیب قریب آئے تو دیکھا جو ساتھی قتل ہو چکے تھے گھوڑوں پر سوار آ گئے تھے۔

تم تو سارے قتل ہو گئے تھے؟؟

ہاں ہاں! تمہیں خبر ہے؟......

کیا ہوا ہے؟......

کہا، عمر ابن عبدالعزیز کا انتقال ہو چکا ہے اور اللہ نے تمام شہداء کو کہا ہے اس کا جنازہ پڑھو جا کے، ہم سب وہاں جا رہے ہیں۔ تم نے گھر جانا ہے؟...... (یہ روم میں ہیں)

تم نے گھر جانا ہے؟......

کہنے لگے ہاں۔

میرا ہاتھ پکڑو۔ میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے پیچھے گھوڑے پر بٹھایا، اس کا گھوڑا چند قدم چلا ہوگا تو اس نے مجھے زور سے کہنی ماری۔ جو میں الٹ کر گرا تو گھر کے دروازے پر کھڑا تھا۔ روم سے عراق...... یہ استقبال ہے...... یہ استقبال ہو رہا ہے۔ اللہ کی مہمانی ہو رہی ہے۔ فرشتے آ رہے ہیں جو کہ انسان ہیں نہ جنات ہیں اور زبان پر یہ آیت آ گئی، یہ وہ جنگ کا گھر ہم نے بنایا ہے اپنے ان بندوں کے لئے جو دنیا میں بڑائی نہیں چاہتے، غلبہ نہیں چاہتے، فساد نہیں مچاتے۔ جو بڑائی چاہتے ہیں انہیں پست کیا جاتا ہے اور جو پستی چاہتے ہیں انہیں اٹھایا جاتا ہے۔ فرشتے آتے ہیں، حضرت عزرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور چار فرشتے آتے ہیں۔ دو فرشتے پاؤں دباتے ہیں دو فرشتے ہاتھ دباتے ہیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام خوشخبری دیتے ہیں، اے مبارک روح جو مبارک جسم کے اندر تھی، اب آ جا باہر، اب آپ کے باہر آنے کا وقت آ گیا اور جو غائب میں تھا وہ مشاہدے میں چلا گیا۔ آج ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ ہٹا دیا اور اس وقت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہیں تجھے واپس بھیج دیں؟...... تجھے واپس بھیج دیں؟...... وہ جنت کو دیکھ چکا ہے، وہاں کی نعمتیں نظر آ رہی ہیں۔ کہتا ہے ارے اللہ کے بندے عزرائیل، کیا کہہ رہے ہو، مجھے غموں اور مصیبتوں کے گھروں میں بھیجنا چاہتے ہو؟ نہیں نہیں! مجھے آگے کو لے چلو، چاہے جوان ہے چاہے بوڑھا ہے، کہتا ہے آگے کو لے چلو، آگے کو لے چلو۔ میں اگلا منظر دیکھ چکا ہوں اور اس کی روح نکلتی ہے سارے عالم میں خوشبو پھیل جاتی ہے اور اس کو لے کر پہلے آسمان پر جب جاتے ہیں دروازے کھٹکھٹاتے ہیں۔

تو آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں کون؟

بے شک بے شک، وہ فلاں بہت اچھا آدمی ہے، اس نے تو کہا تھا نکلو۔ وہ فرشتے کہتے ہیں آیئے آیئے اندر آیئے، اب اندر آ جایئے، عالم آخرت میں آ جایئے اور خوشخبری لے لیجئے کہ اللہ آپ پر راضی ہو چکا ہے اور جنت آپ کے لئے تیار ہو چکی ہے۔

مسلمان اللہ کا سفیر ہے

میرے محترم بھائیو اور دوستو! مسلمان اللہ کا سفیر ہے، یہ آخرت کا داعی ہے، یہ جنت کا داعی ہے...... یہ جہنم سے ڈرانے والا ہے...... یہ دنیا کے حالات سے نہیں گھبراتا، یہ

ہر قسم کے ستم سہہ رہا ہے اور کھڑا ہو کر کے کہہ رہا ہے، ہم لوگوں کو لوگوں کی غلامی سے نکال کر مولا کی غلامی پر ڈالنے کے لئے آتے ہیں۔

ہم کاشتکار نہیں...... زمیندار نہیں...... تاجر نہیں ہیں...... ہم اللہ کے دین کے داعی ہیں۔ اس وقت میں مسلمانوں سے دعوت چھوٹ چکی ہے۔ دعوت والا کام چھوٹا ہے، مسلمان داعی تھا، داعی...... اور جو اس محنت پر اللہ نے اس امت کو رُتبہ دیا اس دعوت پر اللہ نے اس امت کو اٹھایا...... اگر یہ امت بیٹھی ہے اگر یہ اُمت نقل و حرکت میں نہیں آتی تو یہ اپنے وظیفے کو چھوڑ چکی ہے اور جب کوئی چیز اپنے مقصد سے ہٹ جاتی ہے اپنی قیمت کو کھو دیتی ہے۔

یہ مسلمان جب دعوت کے میدان میں حرکت کر رہا تھا، اس وقت اس کا ایک ایک سانس اللہ پاک کے دین کے لئے وقف تھا...... اور اس کا ایک ایک مال روپیہ پاک دین پر قربان تھا...... اور اس کی تمنا اللہ پاک کے نام پر مرنے کی، اللہ کے راستے میں قبر بنانے کی تھی۔

تو میرے بھائیو! ان کی دعائیں عرش معلیٰ سے ٹکرا رہی تھیں، ان کا رونا فرشتوں کو رُلاتا تھا۔ ایک نوجوان صحابی نماز پڑھ رہا ہے اور نماز میں رویا...... آپ ﷺ نے فرمایا آج تیرے رونے نے بے شمار فرشتوں کو بھی رُلا دیا۔ یہ ایسا جوان تھا کہ اس وقت فرشتے فخر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایسی قیمتی امت ہے کہ اگر میرے ڈرنے والے نوجوان نہ ہوں اور دین میں بڑھانے تک ایسے پہنچے کہ کمریں جھک گئی معذور ہو گئے، اگر ایسے بوڑھے نہ ہوں اور دودھ پیتے بچے نہ ہوں اور یہ مرنے والا جانور نہیں ہوں میں تم پر بارشوں کی طرح عذاب برسا دوں گا۔ اس امت کا نوجوان ایسا قیمتی ہے کہ اگر یہ اللہ پاک کی اطاعت پر آ جاتا ہے تو میرے بھائیو اس کے نکلے ہوئے خوف کے آنسو اللہ کے عذابوں کو اُڑا دیتے ہیں اور اس امت کا بوڑھا اتنا قیمتی ہے کہ اگر یہ جھکی کمر کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا خصوصی معاملہ ہوتا ہے۔ جب یہ میرا بندہ میرے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتا پڑھتا پچاس برس کا ہو جائے تو پھر میں اس کا حساب آسان کر دیتا ہوں اور جب یہ ساٹھ برس کا ہو جاتا ہے میں اسے اپنی محبت دینا شروع کر دیتا ہوں کہ تو میرے آنے کے قریب ہو چکا ہے۔ اس

دنیا سے نکل دوکان میں بیٹھنا جائز نہیں اب تو نکل، اب تو ساٹھ کا ہو گیا میری طرف کو آ، میں اپنی طرف کو رجوع دیتا ہوں، جب ستر سال کا ہو جاتا ہے اللہ اکبر میرے بھائیو، اللہ کتنا مہربان ہے اس امت پر، اللہ تعالیٰ کہتے ہیں پھر میں بھی اور میرے فرشتے بھی اس سے محبت کرتے ہیں کہ یہ ستر برس کا بوڑھا ہو گیا، اسلام میں داڑھی سفید ہو گئی اور جب اَسّی برس کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اَسّی برس کے بوڑھے مسلمان کو دوزخ کا عذاب دیتے ہوئے ہی شرم آتی ہے۔ میں کیسے عذاب دوں کہ بوڑھا ہو گیا ہے۔ ہاں اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اب اس کی نیکیاں ہی لکھتے رہو۔

حجاج بن یوسف اس امت کا سفاک

حجاج بن یوسف اس اُمت کا سفاک ہے لیکن یقین ایسا کامل تھا کہ اس کی بیوی پر کچھ اثرات ہوئے اس نے کسی عامل کو بلوایا، انہوں نے دم کر کے ایک لوہے کا گیند رکھ دیا، کہا اسے دفن کر دو۔ انہوں نے کہا چیز ہے، انہوں نے کہا چیز ہے۔ انہوں نے کہا تم اپنی حبشی بلاؤ۔ دو حبشی غلام بلائے اس میں لکڑی ڈال کے کہا اس کو اٹھاؤ، وہ دو غلام زور لگا رہے ہیں اٹھا رہے ہیں وہ چھوٹا سا گیند نہیں اٹھا۔ پھر دو اور لگائے، چار ہو گئے اور پھر دو اور لگائے چھ ہو گئے دو اور لگائے آٹھ ہو گئے، دو اور لگائے دس بارہ غلام چھ اس طرف چھ اس طرف چھوٹے سے گیند کو اٹھا رہے ہیں اٹھتا ہی نہیں۔ انہوں نے بولا دیکھی اس کی طاقت یہ ہے...... انہوں نے کہا پیچھے ہٹ جاؤ اپنی چھڑی اٹھائی۔ یہ آیت پڑھ کر جو چھڑی لگائی اور یوں کیا، اور ہوا میں اڑتا ہوا وہ گیا۔ انہوں نے کہا بھاگو میں تمہارے عملوں کا محتاج نہیں ہوں، میں نہیں چاہتا کہ لوگ کہیں کہ حجاج اپنے کام عاملوں سے نکلوایا کرتا تھا۔ یقین کی طاقت نے اس کے شیر کو توڑ دیا۔

تو فرزدق ایک شاعر گزرا ہے بیوی کے جنازے میں شریک ہے، حسن بصری بھی آئے ہوئے...... پہلوں کی اولاد تو دنیا میں وفادار ہوتی تھی۔ ہماری اولاد تو دنیا ہی میں بے وفا ہو رہی ہے اور اس وزارت کی خاطر اللہ کے حکم کو توڑ رہے ہیں اور ان چند ٹکوں کی خاطر اللہ کے امر کو توڑ رہے ہیں۔

داؤد علیہ السلام سے اللہ کا خطاب

میرے بھائیو! ایسی کریم ذات کہاں سے ملے گی ہمیں جو انتظار میں بیٹھا ہوا ہو کہ میں اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ فرمایا اے داؤد! (علیہ السلام) جو میرے تعلق کو توڑ چکے ہیں اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں تو ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں محبت میں اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ جب ان سے میرا یہ حال ہے تو اے داؤد! جو میری طرف کو دوڑ رہے ہیں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں گا۔

کوئی سوچ سکتا ہے میرے بھائیو اور دوستو ہم بے وفا نکلے...... ہاں اس لئے ہم کہہ رہے ہیں کہ آج تبلیغ میں نکل کر اللہ سے عہد و پیاں کی تجدید کی جائے، ہمارے حج آج ہمیں اللہ تعالیٰ سے جوڑ نہیں رہے...... ہمارے روزے ہمیں اللہ سے تعلق نہیں دے رہے...... اس لئے کہ ہمارا کلمہ کچا ہے...... ہم نے کلمے کی دعوت کو دینا چھوڑ دیا ہے۔ اس کلمے والی دعوت کو لے کر کہ یہ امت پھرنے والی بنے، حضور ﷺ نے فرمایا ساری اُمتوں پر جنت حرام ہے جب تک میری اُمت کا قدم نہ پڑے، کیونکہ ہم نمازیں زیادہ پڑھتے ہیں یا ہم زیادہ خرچ کرتے ہیں یا ہمارے پاس زیادہ عبادات ہیں جو بنی اسرائیل کا ایک ایک عابد اپنے گرجے میں داخل ہوتا تھا اور تین تین سو برس باہر نکل کر نہیں دیکھتا تھا کہ باہر کیا ہو رہا ہے۔ تو ہماری نماز اس کے مقابلے میں کیسے ٹکر کھا سکتی ہے؟...... نہیں نہیں!! یہ امت رب کے نام کو لے کر پھرنے والی ہے، یہ اللہ کے نام کی داعی ہے، اللہ کا تعارف کراتی پھرتی ہے، اللہ کی طرف بلاتی پھرتی ہے۔ یہ سفیر ہے سفیر...... آپ کو پتہ ہے سفیر کو کتنی مراعات دی جاتی ہیں؟ سفیر سے کتنی رعایت کی جاتی ہے۔ یہ امت سفیر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ جنت کا افتتاح میرے نبی ﷺ سے ہوگا اور میرے نبی کی اُمت سے ہوگا۔

جنت کی نعمتیں

عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کہا، میں نے شجر طوبہ دے دیا ہے اس امت کو۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ وہ طوبہ کیا ہے؟ اللہ نے فرمایا طوبہ وہ درخت ہے جسے میں

نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے جس کا تنا سونے کا، نیچے سونا اور جواہر موتی یاقوت گوند، شہد اور زنجبیل اس کے گوشوں کے جوڑے اور اس کی جڑ میں سے تین چشمے نکالے ہیں، وہ معین کا چشمہ جسے تو پینے والا ہے، پیے گا تو تجھے سرور ہوگا نشہ نہیں ہوگا۔ تجھے لذت تو آئے گی سر میں درد نہیں ہوگا۔ جس میں زنجبیل کی ملاوٹ ہے، سلسبیل میں زنجبیل ہے اور یہ اس کے اندر سے نکل رہا ہے۔ وہ رحیق کا چشمہ ہے جس کا ختام مسک ہے، کستوری پیے گا، پی کر گلاس کی تہہ میں دیکھے گا کہ نیچے کستوری بیٹھی ہوئی ہے اور اس پانی کا ایک قطرہ اگر انگلی کے پورے پر لگا کر آسمانِ دنیا سے نیچے لٹکا دے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری کائنات پانی کے اس ایک قطرے سے خوشبودار ہو جائے گی۔ کیا خیال ہے جنت کی عورت کے بال کا ایک گچھا اگر دنیا میں آ جائے تو ساری کائنات ان کے بالوں سے روشن ہو جائے۔ کیا خیال ہے، ان بیویوں کا جن کی انگلی کا ایک پورہ اگر اس کی انگلی کا ایک پورہ سورج کے سامنے آ جائے تو سورج ایسے غائب ہو جائے جیسے سورج کے سامنے ستارے غائب ہو جاتے ہیں۔ تو اس کے چہرے کے حسن و جمال کا کیا حال ہوگا...... جبرائیل علیہ السلام سے کہا جاؤ میری جنت کو دیکھو، جبرائیل جنت میں آئے نور کی تجلی اٹھی، جبرائیل فرشتہ سجدے میں گیا، کیا کہتا ہے؟ مجھے اللہ اپنا دیدار کروا رہا ہے۔ سجدے میں پڑا ہے، اللہ کے دیدار میں خوش ہو رہا ہے آواز آئی اے روح الامین سجدہ کر رہے ہو، سر اٹھاؤ، سر اٹھا کے دیکھا ایک لڑکی ہے جنت کی حور، اس کے سامنے کھڑی ہے۔ اس کے چہرے کا نور چمک رہا ہے۔ جس کے چہرے کے نور کی چمک کو جبرائیل جیسا مقرب فرشتہ جو سدرۃ المنتہیٰ پر رہتا ہے وہ بھی دھوکا کھا گیا، کہنے لگا اللہ کو دیکھ رہا ہوں...... ایک حور کو دیکھ رہا ہے۔ تو میرے بھائیو جس کی وہ بیوی بنے گی جبرائیل کو تو بیوی کی ضرورت نہیں، جس کی وہ بیوی بنے گی اس کا اندازہ لگاؤ کیا حال ہوگا، اس کی خوشیوں کا کیا حال ہوگا......!!

چالیس چالیس برس تو بیوی کو یوں دیکھتا رہے گا صرف ایک نظر چالیس برس کی ہے اور دیکھنے میں مزہ آ رہا ہے۔ ایک معانقہ کا شر برستا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام حیران ہو کر کہنے لگے، او ہو تجھے اللہ نے کس کے لئے پیدا کیا ہے؟ تو وہ جواب میں کہتی ہے مجھے میرے رب نے ان بندوں کے لئے پیدا کیا ہے جو اپنی خواہشات کو اللہ کے حکم پر قربان کرتے

ہیں۔ ہاں، دوکان نہیں دیکھتے...... خواہشات کو نہیں دیکھتے...... بیوی بچوں کی ضروریات کو نہیں دیکھتے...... اللہ تعالیٰ کے امر کو دیکھتے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کو دیکھتے ہیں...... اللہ کے حکم کو دیکھتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ وہ پانی کیسا بہترین ہے؟...... وہ درخت کیسا اعلیٰ ہے؟...... وہ پانی مجھے بھی پلا...... اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے نبی بات سن لے، سارے نبیوں پر وہ پانی حرام ہے جب تک نبی احمد ﷺ اس کو پی نہ لے۔

ارے میرے بھائیو! ہم اپنی جوانی کو دوکانوں میں لگانے نہیں آئے، ارے مسلمان! تیرے بڑھاپے کا تجربہ دنیا کمانے کے لئے نہیں ہے، تیرا بڑھاپا رب کے دین کو زندہ کرنے کے لئے ہے اور اے جوان تیری جوانی رب کے نام کو زندہ کرنے کے لئے ہے۔ جس جوان نے شہوت کو جوانی میں اللہ کے لئے چھوڑ دیا، اللہ پاک اسے 72 صدیقین کا درجہ عطا فرمائے گا۔ قاضی شریح سے مروی ہے اللہ تعالیٰ اسے 72 صدیقین کا درجہ عطا فرمائے گا۔

امت کے نوجوانوں کی ذمہ داریاں

ارے میرے بھائیو! یہ اُمت کا نوجوان کتنا قیمتی تھا لیکن یہ کہاں گل رہا ہے، سڑ رہا ہے، ہم کہہ رہے ہیں نکلو گھروں سے، دوکانوں سے، بازاروں سے، پھر و اللہ کے نام پر، کلمے کی آواز لگاؤ...... کلمے کو سیکھو۔ میرے بھائیو آج میں نے کلمہ سیکھا ہے نہ آپ نے کلمہ سیکھا ہے اور اس کو سارے عالم میں پھیلاؤ کہ ہم ہی ہیں پھیلانے والے...... ہم ہی ہیں لے جانے والے...... ہمارے ہی ذمے ہے لے کر اس کو پھرنا اور اے میرے بھائیو اور دوستو ضرورت ہے قدم اٹھانے کی، صرف باتوں سے یہ بات نہیں بنے گی قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ بے شک یہ دل گردے کا کام ہے گھروں کو چھوڑنا، لیکن محترم بھائیو دوستو ملنے والا کیا ہے؟...... یہ تو سوچو ملنے والا کیا ہے؟...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس ملے گا...... اور اللہ کا دیدار ملے گا...... اور دن میں دو دفعہ رب براہِ راست بات کرے گا...... چہرے سے پردہ ہٹائے گا، سامنے آئے گا، آواز آئے گی اللہ سامنے ہے۔

میرے بھائیو! اس کے لئے عرض کیا جا رہا ہے کہ ہم نکل کر پھر کر امت جب سے بیٹھی ہے اس کی صفات کو زنگ لگ گیا...... اس کی نمازیں بے جان ہو گئیں...... اس کے

روزے بے جان ہو گئے۔ میرے بھائیو اس کی صفات زنگ آلودہ ہو گئیں...... جب یہ اُمت پھرے گی اور در در کی ٹھوکر کھائے گی اور اس کے جوان بھی پھریں گے اور اس کے جوانوں کا جذبہ دین زندہ کرنا ہوگا اور بوڑھوں کا جذبہ دین بھی زندہ کرنا ہوگا اور ان کی عورتوں کا بھی جذبہ دین زندہ کرنا ہوگا...... تو اللہ تعالیٰ ان جوانوں اور بوڑھوں کو بھی جنت الفردوس میں جگہ دے گا اور ان کی بیویوں کو ان سے پہلے جنت میں پہنچائے گا اور کہے گا جاؤ جنت میں اپنے خاوند کا استقبال کرنے کے لئے پہلے چلی جاؤ، اور اللہ تعالیٰ اس دنیا کی مومن عورت کو...... جنت والا جنتی اپنی حور کے پاس بیٹھا ہوگا کہ اوپر سے روشنی کی چمک...... کہ اوپر دیکھے گا بڑی خوبصورت لڑکی کھڑی ہے کہہ رہی ہے ابھی میرا نمبر نہیں آیا؟......

میرا حصہ کوئی نہیں ہے تیرے اندر؟......

کہے گا تو کون ہے؟......

تیری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوں جو چھپا کے رکھی گئی ہوں۔ اسے چھوڑ کے اس کے پاس جائے گا وہ حسن و جمال میں اس سے بڑھ کر ہوگی اس کے پاس رہے گا اور جب تک اللہ چاہے گا رہے گا، پھر ایک نور کی تجلی زبردست ہوگی، حیران ہو کے دیکھے گا کہ یہ نور کہاں سے آ رہا ہے؟...... ایسا زوردار نور کیا دیکھے گا کہ اس کی دنیا کی مومن بیوی اسے دیکھ کر ہنس رہی ہوگی۔ اس کے دانتوں کے نور سے ساری جنت روشن ہو رہی ہے۔ بیوی خوش ہوگی اور حسد نہیں ہوگا اور خوش ہو رہی ہوگی اور اس کا حسن و جمال جنت کی عورت سے بھی زیادہ خوبصورت کر دیا جائے گا۔

میرے بھائیو! اسے وجود میں لانے کے لئے میدان میں کودنے کی ضرورت ہے۔ کوئی ہمت والا بھائی اور کون ہے مردِ میدان جو اپنی آخرت کو سامنے رکھ کر چلنے والا ہے اور دنیا کو پیچھے چھوڑ دے اور کہے میں اللہ کے دین کو زندہ کروں گا اور تقاضوں کو پورا کروں گا؟...... تو بتاؤ بھائی اس کے لیے کون کون سامنے آئے گا کہ اللہ اسے معاف کر دے گا۔

مقصد تخلیق اُمتِ محمدیہ

الحمد للّٰہ نحمدہٗ ونستعینہٗ ونستغفرہٗ ونؤمن بہٖ ونتوکّلُ علیہ ونعوذ باللّٰہ من شرورِ انفسنا ومن سیّئٰتِ اعمالنا من یھدہِ اللّٰہ فلا مضلّ لہٗ ومن یضلِلہُ فلا ھادِیَ لہٗ ونشھَدُ انْ لّا اِلٰہ اِلّا اللّٰہ وحدہٗ لا شریک لہٗ ونشھد انّ محمّدًا عبدہٗ ورسولہٗ، اما بعد، اعوذ باللّٰہ من الشّیطٰن الرّجیم. بسمِ اللّٰہ الرحمٰن الرحیم. کنتم خیر اُمّۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر وتؤمنون باللّٰہ، وقال اللّٰہ تعالٰی قل ھٰذہٖ سبیلیٓ ادعوآ الی اللّٰہ علٰی بصیرۃٍ انا ومن اتّبعنی وسبحٰن اللّٰہ ومآ انا من المشرکین. وعن ابی معاویۃ الخُضاری رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی ﷺ انّکم علٰی بیّنۃٍ مّنْ رّبکم ما لم تظھر فیکم سطوۃ الجھل وسطوۃ حبّ العیش وانتم تجاھدون فی سبیلِ اللّٰہ وتامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر فاذا دخل فیکم حبُّ الدُّنیا فلا تجاھدون فی سبیلِ اللّٰہِ وتامرون بالمعروفِ ولا تنھون عن المنکر والخافضوْن یومئذٍ بالکتابِ والسُّنّۃِ فالسّابقین الاوّلین من المھاجرین والانصارِ. وقال النبی ﷺ من

خاف ادلج ومن وادلج بلغ المنزل آلا اِنّ سلعة اللّٰہ الجنة.

او کما قال علیہ السّلام.

حضور ﷺ کی طرح امتِ محمدیہ کو ساری کائنات پر فضیلت

میرے محترم بھائیو، بزرگو دوستو! اللہ جل جلالہٗ عم نوالہٗ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام کائنات کے لئے رحمت اور تمام کائنات کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے، جیسے آپ کو ساری کائنات پر اللہ تعالیٰ نے فضیلت عطا فرمائی اور ساری کائنات میں منتخب کیا، اسی طرح میرے بھائیو، اللہ پاک نے اس امت کو بھی تمام امتوں سے بہتر، تمام امتوں سے افضل اور تمام امتوں سے اعلیٰ امت بنایا ہے۔

انتم خیرھا واکرمُھا علی اللّٰہ......

تم سب سے بڑھیا اُمت ہو، تم سب سے بہتر امت ہو جتنی بھی پہلی امتیں گزری ہیں، ان میں سے اللہ پاک نے تم کو سب سے افضل بنایا ہے۔ میرے بھائیو اور دوستو سوچنے کی بات ہے کہ ہمیں یہ فضیلت کیوں دی گئی ہے، سوچنے کی بات ہے کہ اللہ پاک نے فضیلت ہمیں کیوں عطا فرمائی؟

فضیلت عطا فرمانے کی وجہ

میرے بھائیو! کسی چیز کی بھی فضیلت یا کسی چیز کی قیمت لگتی ہے، تو وہ اس کی کسی صفت پر لگتی ہے، کسی عہدے پر لگتی ہے۔ اس امت کو اللہ پاک نے نبوت والا کام عطا فرمایا، اس امت کو اللہ پاک نے نبیوں والی محنت عطا فرمائی اور اس امت کے مقدر میں اللہ پاک نے گھروں کو چھوڑ چھوڑ کر سارے عالم میں ہدایت کے پیغام کو پہنچایا اور سارے عالم میں در بدر پھرنا اور ٹھوکریں کھانا اور بیوی بچوں کی جدائی برداشت کرنا، اور ماں باپ کی جدائیاں برداشت کرنا اور اپنے وطن سے دور اور میرے بھائیو غریب الوطنی کی پردیسی صورت میں مرنا، بھوک پیاس کی حالت میں چلنا اس امت کی شان بنایا کہ یہ امت نبیوں کی شان کی طرح میرے دین کو لے کر در بدر ٹھوکریں کھائے گی اور میرے نام کی طرف دعوت دے گی اور میری طرف پکارے گی۔

اس پر میں اس امت کو سارے عالم کا سردار بنا رہا ہوں۔ چنانچہ جب ربیع بن عامر سے رُستم نے پوچھا، کیوں آئے ہو ہمارے ملک میں؟...... کس چیز کے لئے ہمارے پاس آئے ہو؟...... پیسہ چاہتے ہو تو ہم دیتے ہیں، ملک چاہتے ہو تو جتنا فتح کر چکے ہو یہی لے لو، واپس چلے جاؤ، تمہارے امیر کو دوگنا دے دیں گے، تمہیں بھی اتنا دیں گے، کپڑے بھی دے دیں گے اور تم واپس چلے جاؤ اور اسی پر اکتفا کر لو...... حضرت ربیع ابن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "سنو بھائی رُستم! نہ ملک نے ہمیں نکالا نہ مال نے...... اِنَّ اللّٰہ ابتعثنا...... (بعثت کا لفظ اللہ نبیوں کے لئے استعمال کرتا ہے)......

هو الّذی بعث فی الامّیین رسولًا......

(بعث کا لفظ نبیوں کے لئے آیا ہے) اور یہاں ربیع ابن عامر اپنے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس امت کے لئے بعثت کا لفظ صحابی استعمال کر رہا ہے۔ اَنَّ اللّٰہ ابتعثنا...... ہمیں ہمارے رب نے مبعوث کیا ہے، بھیجا ہے۔ کیوں؟......

اَنْ نخرج العباد من عبادة العباد الٰی عبادةِ ربّ العباد.

کہ لوگوں کو لوگوں کی بندگی سے نکال کر لوگوں کے رب کی بندگی پر ڈال دیں۔

ساری کائنات کا خالق کون......

میرے بھائیو! اللہ پاک تمام صحابہ کو جزائے خیر دے، جو بیوی بچوں کی جدائیاں اور ماں باپ کی جدائیاں اور کاروبار کی جدائیاں اپنی ذات کی قربانیاں اور اپنے جذبات کی قربانیاں اور اپنے احساسات کی قربانیاں اور اپنی ہر چیز کی قربانی دے کر ساری امت کو قیامت کے لئے بتا گئے کہ دین کا کام کس طرح کیا جاتا ہے۔

بوڑھے بھی کر کے دکھا گئے......

جوان بھی کر کے دکھا گئے......

شادی شدہ بھی کر کے دکھا گئے......

غیر شادی شدہ بھی کر کے دکھا گئے......

اور میرے بھائیو! بچے بھی کر کے دکھا گئے......

اور عورتیں بھی کر کے دکھا گئیں...... کہ دنیا میں اس طرح دین کو زندہ کیا جاتا ہے اور اپنے جذبات کو اس طرح پیسا جاتا ہے اور اپنے احساسات کو اس طرح قربان کیا جاتا ہے۔ ہم قیامت تک کے لئے تمہیں نمونہ دے کر جارہے ہیں۔ اب تمہارے لئے کوئی حجت باقی نہیں رہے گی کہ دنیا میں دین کیسے پھیلاتے اور دین کا کام دنیا میں کیسے کرتے ہیں؟ ہمیں یہ معذوری تھی یا وہ معذوری تھی!!

میرے بھائیو! صحابہ نے ساری امت کو دکھایا...... ساری کائنات کا پالنے والا ایک اکیلا تنِ تنہا اللہ ہے، نہ ملک...... نہ مال...... نہ زمین...... نہ آسمان...... نہ زراعت...... نہ کاشتکاری...... نہ تجارت...... نہ کاروبار...... نہ حکومت...... نہ باپ پالنے والا...... نہ ماں پالنے والی...... نہ بھائی پالنے والا...... نہ تجارت پالنے والی...... تنِ تنہا اکیلا اللہ ہے جو ساری کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے۔

خلق السّمٰوٰتِ والارْضَ فی سِتّةِ ایّامٍ ثُمّ استوٰی علی العرشِ یُغشی الّیل النّھار یطلبُهٗ حثیثًا وّالشّمسَ والقمر والنّجومَ مُسخّراتٍ بامرهٖ الا لهُ الخلقُ والامْرُ تبارک اللّٰه ربُّ العالمین.

اس اللہ کے ہم داعی ہیں اور اس اللہ کا تعارف کرا رہے ہیں جس اللہ نے زمین و آسمان کو چھ دن میں بنایا، پھر عرش پر جا کر جلوہ افروز ہوا، دن اور رات کا نظام چلایا اور سورج کو نکالا، رات میں چاند کو نکالا:

والقمر قدّرنٰه منازل حتّٰی عاد کالعرجون القدیم.

ہم نے چاند کی منزلیں طے کیں اور اس طرز پر چاند کی منزلوں کو طے کیا، کبھی گھٹتا ہے، کبھی چڑھتا ہے، کبھی غروب ہوتا ہے اور کبھی پتلا ہوتے ہوتے کھجور کی ٹہنی کی طرح ہو جاتا ہے۔ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ......

اور سورج کا نظام اس کے ساتھ چلایا:

لا الشّمسُ ینبغی لهآ ان تدرک القمر ولا الّیل سابق النّھار وکلٌّ فی فلکٍ یسبحون.

اور ہم نے سورج کے نظام کو چلایا، سورج اور چاند کو اپنے اپنے مدار میں چلایا، سورج کے ڈوبنے میں، طلوع ہونے میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوئی، کبھی چاند کے نکلنے اور طلوع ہونے میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی، کبھی ستاروں کے چمکنے اور ماند پڑنے میں تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی...... میں تنِ تنہا چلا رہا ہوں۔

مسلمان اللہ کا سفیر

میرے بھائیو! مسلمان اللہ کا سفیر تھا، یہ تجارت کا سفیر نہیں تھا کہ اپنی تجارت کی شہرت کرتا اور اپنی زراعت کی شہرت کرتا اور اپنی حکومت کی شہرت کرتا۔ ربیع کا بول دیکھو...... اللہ ربیع کو جزاء خیر دے جو ساری اُمت کو مقصد بتا کے جا رہے ہیں۔ کیوں آئے ہو اس دنیا میں؟...... کس لئے بھیجے گئے ہو دنیا میں؟...... نہ تم کاشتکار بن کے آئے ہو...... نہ تم تاجر بن کے آئے...... نہ تم حاکم بن کے آئے...... ارے تم تو لوگوں کو لوگوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی غلامی میں ڈالنے کے لئے آئے ہو اور اپنی گردنوں کو بھی اللہ کی غلامی میں دینے کے لئے آئے ہو کہ ہمارا مالک، خالق، رازق، اور معزّ اور مذلّ اور محیی اور ممیت اور رزاق ایک اکیلا تنِ تنہا اللہ ہے جو ساری کائنات کے نظام کو چلا رہا ہے۔ اگر سورج کو بیچ میں کھڑا کر دے تو رات نہیں آسکتی، اگر رات کو بیچ میں کھڑا کر دے تو دن نہیں نکل سکتا۔

قل ارء یتم ان جعل اللّٰہ علیکم الّیل سرمدًا الٰی یوم القیامة من اِلٰہٌ غیرُ اللّٰه یاتیکم بضیآءٍ افلا تسمعون.

اللہ اگر سورج کو روک دے......

مجھے بتاؤ اگر تمہارا رب رات کو کھڑا کر دے اور ایک وقت آگے آئے گا کہ اللہ تعالیٰ رات کو کھڑا کر دے گا، سورج کو کہا جائے گا مت نکلو، رات کو کہا جائے گا مت ڈھل، تیری تاریکی چلتی رہے...... ساری کائنات کی طاقت آج سورج کو نہیں نکال سکتی کہ تیرے رب کا امر متوجہ ہو چکا ہے۔ اے رات رُک جا اور اے سورج مت طلوع ہو، آج کوئی نہیں نکال سکتا۔ اللہ دکھا رہا ہے کہ میں اگر رات کو روک دوں تو کون سی طاقت ہے جو تمہارے لئے سورج کو لائے، تم دیکھ سکو۔ کچھ تو سمجھو...... کچھ تو دیکھو...... تو غور کرو کہ میں تمہیں کیسی

کیسی نشانیاں بتلا کے اپنی طرف بلا رہا ہوں۔ میری طرف تو آ ؤ فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰہ......

اے میرے بندو! میری طرف کو دوڑو، فَفِرُّوْا اِلَى اللّٰہ...... میری طرف کو آ ؤ۔

میرے امر سے سب کچھ ممکن......

یا ابن ادم اِنّی لک مُحِبٌّ فَبِحقّی علیک کن لی محبًّا.

میرے بندے مجھے تجھ سے محبت ہے، تجھے میری عزت کی قسم میرے حق کی قسم، تو بھی تو میرے سے محبت کر، تو کس کے پیچھے دوڑتا ہے؟ میں نے تجھے پروان چڑھایا، پالا پوسا، جوان کیا، رزق دیا، عقل اور فہم دی، اب تو بیوی کی خاطر مجھے ٹھکراتا ہے...... اور دکان کی خاطر مجھے ٹھکراتا ہے اور کسی کی خاطر تو میرے امر کو توڑتا ہے......

میرے امر سے تجھے حکومت ملی...... میرا امر تیری حکومت کو فنا کے گھاٹ اتار دے گا......!

میرے امر سے تجھے عزت ملی...... میرا امر تجھے ذلت کی وادیوں میں پھینک دے گا......!

میرے امر سے تجھے زندگی ملی...... میرا امر تجھے موت کی وادی میں بھٹکا دے گا!

تو کدھر کو بھاگتا ہے مجھے چھوڑ کر...... میں نے تجھے پیدا کیا...... پروان چڑھایا اور سارے عالم سے بہتر بنایا اور تجھے اس طرز پر اٹھایا اور پروان چڑھایا (اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں) اپنے فرشتوں کو تمہاری حفاظت کے لئے مقرر کرتا ہوں، اگر تمہاری حفاظت کے لئے میرے فرشتے نہ اُتریں تو تمہیں ساری میری پوشیدہ بلائیں چیر پھاڑ کر کھا جائیں۔ میرے فرشتے حفاظت میں چل رہے ہیں اور میرا غیبی نظام ہے جو تمہیں آفات سے بچا رہا ہے اور آسمانی بلاؤں سے بچا رہا ہے، پھر تم کہاں چھوڑ کے مجھے بھاگتے ہو اور میرے غیر کی طرف متوجہ ہوتے ہو؟...... میں اکیلا ہوں۔ میں ہی تنِ تنہا ہوں......

الصّمد الاحد ...... میں ہی اکیلا ہوں کوئی میری مثال نہیں، کوئی میرا بدل نہیں

کہ لا مثل.....کوئی مثال نہیں،

کہ لا شریک.....کوئی میرے مشابہ نہیں،

لا ضِـــدَّ ...... کوئی میرا مقابل نہیں، کوئی میرے سامنے نہیں آ سکتا۔ میں ہی اکیلا تنِ تنہا ہوں جو تمہیں عدم سے وجود دے رہا ہوں۔

انسانی تخلیق کے مدارج

سوچ تو سہی تو کیا تھا......

هل اتٰى على الانسانِ حينٌ مّن الدهر لم يكن شيئًا مذكورًا.

جب تیرا نہ زمینوں میں ذکر تھا نہ آسمانوں میں، آسمانوں کی چکی کو چلایا، سورج چاند کی گردش کو چلایا اور تجھے مٹی میں نطفہ بنایا، مِنْ سلالةٍ مّن طينٍ،

ثُمّ جعلنا النطفةَ فى قرارٍ مّكينٍ، پھر تجھے نطفہ بنا کے ماں کے پیٹ میں ٹھہرایا!

ثم خلقنا النُّطفة علقةً پھر تجھے خون سے بدلا......

فخلقنا العلقة مضغةً، پھر تجھے لوتھڑے میں بدلا......

فخلقنا المُضغة عظامًا پھر تجھے ہڈیوں سے بدلا......

فكسونَ العِظامَ لحمًا پھر تم پر گوشت چڑھایا......

ثمّ انشأنٰه خلقًا اخر پھر تجھے ایک نئی خوبصورت شکل دی پھر بھی تو میرے سے بھاگتا ہے؟؟

حالانکہ یا ابن آدم اِن ذكَرْتَنِىْ ذكرتُكَ، مجھے یاد کرتا ہے میں تجھے یاد کرتا ہوں...... اِن نَسِيتَنِىْ ذكَرْتُكَ...... تو مجھے بھول جاتا ہے میں پھر بھی تجھے یاد کرتا ہوں اور میں تیری طرف نگاہ لگائے رکھتا ہوں کہ میرا یہ بندہ مجھے بھولا ہوا ہے، اسے مہلت دو، اسے ڈھیل دو، شاید یہ میری طرف کبھی لوٹے، میں موت تک تجھے مہلت دیتا چلا جاتا ہوں، آج آجائے...... آج آجائے...... یا اللہ تیری رحمت، اللہ اکبر!

اللہ تعالیٰ کا بندوں پر خصوصی کرم......

میرے بنائے ہوئے سمندروں میں جوش اُٹھتا ہے...... میری زمین میں زلزلے آتے ہیں......

تكادُ السّمٰوات يتفطرن منه وتنشقُّ الارضُ وتَخِرُّ الجِبَالُ......

زمین پھٹنے کو آتی ہے، آسمان ٹکڑے ٹکڑے ہونے کو ہوتا ہے...... پہاڑ ریزہ ریزہ ہونے کو ہو جاتے ہیں...... جب تم میرا شریک ٹھہراتے ہو...... میں ہوں

"یُمسِکُ السّمٰوٰتِ والارضَ اَنْ تزولَا"

زمین آسمان کو گرنے سے روک لیتا ہوں، کہ نہیں نہیں مجھے نہیں گرانا، ابھی مت گرو...... میں انسان کا انتظار کر رہا ہوں، اس کی توبہ کا منتظر ہوں۔ سمندر میں جوار بھاٹا ہوتا ہے، جوش آتا ہے، اور کہتا ہے

مَا مِن یومٍ الا و البحر یستئذن ربّہٗ فی ان یغرق ابنُ ادم......

سمندر میں جوش آتا ہے، اے میرے رب! مجھے اجازت دے، میں تیرے نافرمان اس آدم کی اولاد کو کھڑے کھڑے نگل جاؤں، نشان مٹا دوں اور اللہ نے بعضوں کو نگل جانے کا حکم دیا۔ اے زمین نگل جا اور زمین نے پکڑا......

وھو یتجلجل فی الارضِ اِلٰی یوم القیامۃ......

اور وہ قیامت تک زمین میں دھنستا جا رہا ہے۔

منھم من خسفنا ...... کسی پر میرا امر آیا اور میں نے زمین میں دھنسایا ہے۔

منھم من اغرقنا...... کسی پر میرا امر آیا اور میرے پانیوں نے انہیں غرق کیا ہے۔ کسی پر میرا امر آیا، فرشتے اجازت مانگتے ہیں، یا اللہ اجازت دے اس انسان کو ختم کر دیں جو تیری نافرمانی کر رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو ختم کیا،

مِنْھُمْ مَّنْ اَھْلَکَتْہُ الصَّیْحَۃُ......

فرشتے کی چیخ نے انسان کے کلیجے کو پھاڑ دیا اور انہیں ہلاک و برباد کر دیا۔

الم تر کیف فعل ربّک بعاد. اِرم ذاتِ العماد.

وفرعون ذی الاوتادِ. الّذین طَغَوْا فی البِلادِ. فاکثَرُوْا فیھا الفَسَادَ. فصَبَّ علیھم ربُّک سوط عذابٍ.

تھوڑا سا ذکر قومِ عاد کا

دیکھ تیرے رب نے کیا سلوک کیا قومِ عاد کے ساتھ ان جیسا پیدا نہیں کیا...... بچہ

پیدا ہوتا تھا، بالغ ہونے تک تین سو برس لگ جاتے تھے، تین سو برس میں ان کا بچہ بالغ ہوتا تھا۔ ہزار ہزار برس کی عمریں تھیں:

لَمۡ يُخۡلَقۡ مِثۡلُهَا فِى الۡبِلَادِ......

ایسا کوئی میں نے پیدا نہیں کیا۔

ٹکر لی اللہ کی ذات سے، اللہ کی ذات پر قربان جائیں، بندوں سے محبت ہے، نبیوں کو بھیجتا ہے اور اللہ کو پتہ ہے کہ اس قوم میں کوئی بھی ایمان نہیں لائے گا، اس کی خاطر بھی نبی آ رہا ہے کہ جاؤ سمجھاؤ۔ ایسی محبت لوگوں سے......

اِنۡ نَسِيۡتَنِى ذَكَرۡتُكَ...... جب تو بھول جاتا ہے تو میں پھر بھی یاد رکھتا ہوں اور ایسی محبت بندوں سے کہ سمندر اجازت چاہے کہ غرق کر دوں، زمین اجازت چاہے، اے اللہ دھنسا دوں...... فرشتے اجازت چاہیں ہلاک کر دیں...... لیکن وہ کریم ذات میرے بھائیو! نافرمانوں سے اتنی محبت کرتی ہے تو فرمانبرداروں سے محبت کا کیا اندازہ ہوگا، کہ

ان كان عبدُكم فشانكم به......

''اگر تمہارے بندے ہیں اور تمہارے پیدا کردہ ہیں تو انہیں پکڑ لو اور انہیں ہلاک کر دو''

وانْ كان عبدى فمِنّى والىّٰ عبدى......

اور اگر یہ میرا بندہ ہے تو تم بیچ میں سے ہٹ جاؤ میں بندے کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں......

اِن اتٰنى نهارًا قبلتُهٗ......

اگر دن میں کبھی توبہ کا خیال آ گیا تو میں اس کی توبہ قبول کر لوں گا۔

يا ابن ادم لو بلغت ذنوبك عِنان السَّماء ثم استغفرتَنِىۡ غفرتُ لك ولآ اُبالى......

اے میرے بندے مایوس نہ ہو، اگر تیرے گناہ زمین کو بھر دیں اور زمین کی وسعتوں کو بھر دیں اور پھر اگر وہ اوپر اٹھتے چلے جائیں اور پھر خلا کو بھر دیں اور خلا سے نکل کر

آسمان کے کنارے تیرے گناہ چھونے لگیں، پھر تجھے ندامت آ جائے اور تیرے آنسو نکل جائیں اور تو توبہ کے لئے ہاتھ اٹھائے، میں ایسا کریم، میں ایسا سخی، میں ایسا رحیم......

غفرتُ لک ولاَ اُبالی......

میں تیرے سارے گناہوں پر قلم پھیر دوں گا اور مجھے کوئی نہیں پوچھ سکتا کیوں کیا، مجھے نہیں کوئی پوچھ سکتا۔ میں تیری توبہ کا منتظر ہوں کہ تو میری طرف کو جھکے، میری طرف کو آئے۔ ماں سے زیادہ مجھے محبت ہے تیرے باپ سے زیادہ مجھے محبت ہے تیرے سے، تو سوچ تو سہی میں نے تجھے کیسے بنایا؟......

میرے بھائیو! میرے دوستو! اللہ سے زیادہ رحیم، اللہ سے زیادہ کریم اور اللہ سے زیادہ محبت کرنے والا کوئی نہیں، سب سے رحیم ذات اور سب سے کریم ذات اور سب سے مہربان ذات عالی ہے اللہ جل جلالہٗ کی ذات عالی اور اللہ جیسی رحیم ذات......

یا ابن ادم، انّی لکَ محِبٌ......

اے میرے پیارے بندے! میں تیرے سے محبت کرتا ہوں، تجھے میری طرف آنا ہے۔ میری طرف کو آ، نبیوں کا سلسلہ چلا اور ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کو بھیجا کہ جاؤ میرے بھٹکے بندوں کو میرے سے جوڑو کہ یہ میرے سے جُڑیں۔

انسان کی حقیقت

میرے دوستو! سب سے بڑی قدرت اللہ کی ذات کی انسان کی تخلیق میں استعمال ہوئی ہے۔ زمین آسمان کو چھوٹی قدرت سے پیدا کیا، فرشتوں کو جنت کو دوزخ کو چھوٹی قدرت سے پیدا کیا، لیکن انسان کو بہت بڑی قدرت سے پیدا کیا۔

من مَّنِیِّ یُّمنٰی...... ٹپکتی ہوئی منی سے

من سُلٰلَۃٍ مّن طینٍ...... کھنکتی ہوئی مٹی سے

من نُطفَۃٍ اَمشاجٍ...... مرد عورت کا پانی

الم یک نطفۃً مّن مَّنِیٍّ یُّمنیٰ...... کیا تو ٹپکتی ہوئی منی کا قطرہ نہیں ہے؟

من مّاءٍ مّھینٍ...... گندہ، ناپاک پانی

وقد خلقنا الانسان من سللة من طين...... تمہیں کھنکتی مٹی سے بنایا اور بنا کر وجود دیا۔ ماں کے پیٹ کو تیرے لیے قرار بنایا،

یا ابن ادم جعلت لک قرارًا فی بطن امک...... اے میرے بندے! ماں کے پیٹ میں تجھے محفوظ جگہ عطا فرمائی

وغشیتک فی غشآء لان لا تفذع من ظلمت...... رحم اور تجھے پردوں میں لپیٹا کہ ماں کے پیٹ کے اندھیروں سے اور اندر کے اندھیروں سے تجھے خوف نہ محسوس ہو، میں نے تجھے پردوں میں لپیٹا......

فی ظلمت ثلاث...... تین پردے

تحوّلت وجهک الٰی ظهرها...... تیرے چہرے کو ماں کی پشت کی طرف پھیر دیا،

لان لا تضرّاک رائحة الطّعام......

تاکہ اندر کے کھانے کی رائحہ گندگی سے تجھے تکلیف نہ ہو اور یہ نظام میرا فرعون کے لئے بھی چل رہا ہے اور یہ نظام میرا موسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی چل رہا ہے۔ مجھے پتہ ہے کہ یہ پیٹ میں بننے والا فرعون بنے گا یہ پیٹ میں پلنے والا شداد بنے گا اور یہ پیٹ میں پلنے والا کیا کچھ بنے گا...... یہ میری قدرت، میری رحمت، میری محبت...... پھر بھی تجھے اس طرح پالتا ہوں جیسے میں نبیوں کا نظام چلاتا ہوں۔ نہ خود بچہ اپنی طاقت سے بچے کو ہوتا ہے اور نہ بچہ اپنی طاقت سے وجود میں آتا ہے، اللہ کا غیبی نظام ہے جو اس وقت اتر رہا ہے۔

یا ابن ادم من اوصل الیک الغذآء وانت جنینٌ فی بطن امک؟......

اے میرے بندے! آج تو روزی کی خاطر میرے دین سے ہٹا...... کاروبار کی خاطر میرے دین سے منہ موڑا...... بیوی بچوں کی خاطر اور ان کے رزق کی خاطر تو نے میرے دین کی محنت کو چھوڑا...... یہ بتا

مَن اوصل الیک الغذاء......

تجھے ماں کے پیٹ میں روزی کس نے پہنچائی تھی؟

وانتَ جَنِيْنٌ فى بطنِ اُمّک......

جب تو ماں کے پیٹ میں تھا، وہاں کونسا نظام تھا دکان کا؟...... وہاں کون سی تجارت تھی؟......کون سی حکومت تھی؟......کون سی زراعت تھی؟......کون سا نقشہ تھا؟...... کوئی نہیں تھا، میرا نظام......

لم اَزَلْ ادبِرُ فیک تدبيرًا ......

میری تدبیر تیرے میں چلتی رہی، تجھے پروان چڑھاتی رہی۔ جسے توڑنا چاہتا ہوں فرشتوں کو کہتا ہوں،

غيرُ مخلَّقةٍ......

میں نے اس کو پروان نہیں چڑھانا، اسے ختم کر دیا جاتا ہے اور جسے میں پروان چڑھاتا ہوں، اسے میں وجود دے کر کہتا ہوں

مُخلَّقةٌ......

اسے پیدا کیا جائے۔

تیری قبر کی مٹی کو لا کر تیرے نطفے میں گوندھ کر ماں کے رحم میں رکھ دیا جاتا ہے......اب تجھے وہیں دفن ہونا ہوگا جہاں سے تیری مٹی کو اٹھا کر تیری ماں کے رحم میں ڈالا گیا......ایسا قوی نظام ہے۔

تیرے دانے دانے پر ہم نے مہر لگا دی، تیرے آنے سے پہلے

فلمّا ان تمّتُ مُدّة اَشهُرٍ......

جب تیرے ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ پورا ہو گیا،

اَوحَيْتُ اِلَى المَلِكِ المؤكّل بالاَرحام......

میں نے اس فرشتے کو بھیجا جس کے ذمہ میں نے کام ہی یہ لگایا ہے کہ ماں کے پیٹ سے بچے کو باہر لاؤ،

فاخرَجک علٰى رِيْشةِ من جَناحِهٖ......

اس فرشتے نے تجھے اپنے پر کے اوپر باہر نکالا......

ثمّ السَّبِيْلَ يَسّرهٗ......

میں ہی ہوں جو تیرے دنیا میں آنے کے راستے کو آسان کرتا ہوں۔ راستہ آسان کیا ماں کے پیٹ سے نکالا، ماں کے پیٹ سے گود میں آیا، اس حال میں آیا:

مَا لَکَ سِنٌّ تقطع......

تیرے منہ میں دانت نہیں کہ تو کسی چیز کو کاٹ سکے...... ہیں دانت؟......

لا لَکَ یدٌ یبطشُ......

ہاتھ میں طاقت نہیں کہ کسی چیز کو پکڑ سکے۔ پکڑ سکتا ہے؟

آج جوانی پر غرور کرتا ہے، اپنی جوانی پر مستی کرتا ہے......اور وہ وقت بھول گیا جب اس میں اتنی بھی تمیز نہیں کہ پیشاب اور پاخانہ میں لتھڑا ہوا ہے۔ آج اپنی عقل پر مست ہوتا ہے اور اپنے علم پر غرور کرتا ہے اور اپنی قوت پر ناز کرتا ہے، مَیں......مَیں......!!

ارے بھائیو! تنِ تنہا اللہ ہی ہے جو سب کچھ کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکے میں داخل ہو رہے ہیں، دس ہزار کا لشکر ساتھ ہے، دس ہزار کا لشکر ہے۔ ابوسفیانؓ اوپر کھڑا دیکھ رہا ہے۔ لشکروں پر لشکر گزر رہے ہیں، خالد بن ولید رضی اللہ عنہ گزرتے ہیں، مسلمانوں کا لشکر لے کر تکبیر پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں......زبیر ابن عوام رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں......ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں......اور بریدہ بن حصیب رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں......اور کعب بن بھاصی رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور مزینہ قبیلہ آتا ہے نعمان ابن مقرن کی سرکردگی میں اور لشکر کو لے کر نکل رہا ہے......لشکروں پر لشکر چل رہے ہیں اور ابوسفیان حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں۔ اتنے میں آواز آتی ہے اور ساری گرد و غبار اُٹھتی ہے اور وہ کہنے لگا:

مَا ھٰذَا، یہ کیا ہے؟......

حضرت عباس ﷛ فرماتے ہیں:

ھٰذا رسولُ اللّٰہ بین المھاجرین والانصارِ

یہ اللہ کا رسول ﷺ ہے جو مہاجرین وانصار میں آرہا ہے۔

جب وہ اٹھا ہوا لشکر سامنے آتا ہے تو ایک آدمی کی آواز ہے، ولـهٗ زعلٌ، اس میں کڑک دار آواز ہے۔ ابوسفیان کہتا ہے یہ کس کی کڑک دار آواز ہے؟ حضرت عباس رضی

اللہ عنہ کہتے ہیں یہ خطاب کا بیٹا عمر رضی اللہ عنہ ہے، جس کی تم کڑک دار آواز سن رہے ہو۔ انہوں نے کہا واہ واہ،

واللّٰہ کعب ابن عدیٔ بعد واللہ ذالّت وقلّت......

ارے! اللہ کی قسم، یہ بنو عدی ذلت اور قلت کے بعد آج بڑی عزت والے ہو گئے۔

تو عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے، ابوسفیان! عزت وذلت یہاں قبیلوں پر نہیں، عزت وذلت یہاں اسلام پر ہے اور اسلام نے عمر رضی اللہ عنہ کو اونچا کیا ہے۔ عمر رضی اللہ عنہ اونچا نہیں تھا، اسلام نے عمر رضی اللہ عنہ کو اونچا کیا ہے اور پھر اس پر کہنے لگا، ارے عباس:

کَبُرَ مُلْکُ ابنِ اخیک......

تیرے بھتیجے کا ملک تو بہت بڑا ہو گیا۔

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا، نہیں نہیں یہ ملک نہیں ہے، اِنّما ھٰذا النُّبوۃ، یہ شانِ نبوت ہے۔ بادشاہ ایسے نہیں ہوا کرتے، دس ہزار کا لشکر ہے اور آپ کا ماتھا اونٹنی کے پالان کے ساتھ ٹکا ہوا ہے۔ سر اونچا نہیں جھکا ہوا، پالان پر ٹکا ہوا اور زبان پر الفاظ "لا الٰہ الّا اللّٰہ وحدہٗ"...... کا ورد اور اللہ اکیلا تنِ تنہا...... لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ وحدہٗ...... کا ورد، اور اللہ اکیلا تنِ تنہا...... کسی دس ہزار پر نظر نہیں ہے، اللہ کی ذاتِ عالی پر نظر ہے۔

دل کی دنیا بدلیں پھر دیکھیں

میرے بھائیو! ہمارے ذہن مادیت نے اور دنیا نے ہلاک اور برباد کر دیئے کہ مسلمان بھی کہتا ہے پیسہ ہوگا تو کام چلے گا...... پیسہ نہیں تو تیرا کوئی رشتہ دار نہیں...... پیسہ نہیں تو کوئی تجھے سلام کرنے والا نہیں...... پیسہ نہیں تو تیرا کوئی کام نہیں...... تو تیری اور کافر کی سوچ میں کیا فرق ہے؟......

میں اور کافر ایک ترازو میں آج بیٹھے ہوئے ہیں، میں بھی کہتا ہوں پیسے سے میرا کام چلے گا، کافر سے پوچھو تیرا کام کیسے چلے گا؟...... کہتا ہے پیسے سے چلے گا۔ تو میں اور کافر ایک پلڑے میں بیٹھے ہیں یقین کے اعتبار سے۔ میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور روزہ بھی رکھتا

ہوں، میں حج بھی کرتا ہوں لیکن میرے اندر کی دنیا اور کافر کے اندر کی دنیا ایک ہو چکی ہے۔ مسلمان یہ نہیں کہتا کہ پیسہ نہیں ہے تو کوئی رشتے دار نہیں ہے...... پیسہ نہیں ہے تو کوئی واقفیت نہیں ہے...... پیسہ نہیں ہے تو کوئی سلام نہیں کرتا......!!

نہیں!! مسلمان کہتا ہے اللہ ساتھ ہو جائے تو سب ہو جائے گا۔ تقویٰ آ جائے تو سب کام بن جائے گا۔ توکل آ جائے تو سب کام بن جائے گا۔ زہد آ جائے تو سب کام بن جائے گا۔ دنیا سے نفرت ہو جائے تو سب کام بن جائے گا...... نماز پڑھنی آ جائے تو سب کام بن جائیں گے...... نماز ہم سیکھ لیں گے تو ہمارے کام بن جائیں گے...... ہم پیسے کے محتاج نہیں...... ہم کپڑے کے محتاج نہیں...... ہم حکومت کے محتاج نہیں...... ہمیں حکومت کی ضرورت نہیں ہے...... ہم نماز سیکھنے والے بن جائیں...... ہم نماز پڑھنے والے بن جائیں...... ایسی نماز سیکھ لیں جو رب کے خزانوں کے دروازوں کو کھلوا دے۔ ہمارا کام بن جائے گا...... اللہ مخلوق کو جھکا دے گا...... اللہ مخلوق کو تابع کر دے گا...... لآ اِلٰـہ اِلّا اللّٰـہ وحدہٗ، اللہ ایک ہے تنِ تنہا...... انجز وعدہٗ...... اللہ اپنے وعدے پورے کر رہا ہے۔

زندگی ایک امتحان

انَّ الَّذی فرض علیک القرآن لرادُّک اِلٰی معادٍ......

اے میرے نبی! حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ہجرت کی ہے، مکے سے مدینہ کو نکلے ہیں جب، میرے بھائیو کیا میں کہوں؟ دین سستا نہیں ہے......

ام حسبتُم اَن تدخلوا الجنَّة ولَمَّا یاتِکم مَّثلُ الَّذین خلَوْا من قبلکم مَّسَّتھم الباسآء والضَّرَّآء وزُلزِلُوا حتّٰی یقولَ الرَّسُوْل والَّذین اٰمنوا معهٗ......

آزمائش آئے گی...... کھرے کھوٹے کو الگ الگ کر دوں گا۔

وَلَیَعْلَمَنَّ الَّذین صدَقُوْا...... میں دیکھوں گا کلمہ پر کون سچا ہے، میں تمہیں آزمائش میں ڈالوں گا۔ آزمائش آئے گی میرا کلمہ پڑھنے کے بعد تمہیں آزمایا جائے گا، ایک طرف دنیا کھڑی کر دوں گا ایک طرف کلمہ کھڑا کر دوں گا، دنیا کہے گی میرے تقاضے

پورے کر، کلمہ کہے گا میرا تقاضا ٹوٹ جائے گا۔ بیوی کہے گی میری ضرورت پوری کر، اللہ کا امر کہے گا میں ٹوٹ جاؤں گا...... بچوں کی ضرورت کھڑی ہو جائے گی میرا تقاضا پورا کر، اللہ کا امر کہے گا میں ٹوٹ جاؤں گا...... میں تیری معیشت اور اپنا امر مقابلے میں کھڑا کر دوں گا...... تیری ضرورت کو اپنے حکم کے مقابلے میں کھڑا کر دوں گا...... میں تیری نفسانیت اور اپنا حکم مقابلے میں کھڑے کر دوں گا...... میں تیری بیوی بچوں اور تیری تجارت کی اور حکومت کی ضروریات کو یوں مقابلے میں ٹکرا دوں گا...... حکومت کو دیکھتا ہے تو میرا امر قربان ہوتا ہے...... میرے امر کو لیتا ہے تو حکومت قربان ہوتی ہے...... تو کہا جائے گا، الا...... تنبیہ کے لئے فرما رہے ہیں،

الا وانّ رحی الاسلام دائرة فدوروا مع الکتاب حیث دار

الا وانّ الکتاب والسّلطان سیفترقان فلا تفارق الکتاب......

سنو! آج اسلام گردش میں ہے، حرکت میں ہے، تم بھی اس کے ساتھ حرکت میں رہنا، گردش میں رہنا۔ حکومت کے چکر میں مت پڑنا، حکومت کے پیچھے مت پڑنا۔

فلا تفارق الکتاب...... میری کتاب کو پکڑ لینا۔ آزمائش میں ڈالوں گا۔ اگر اللہ کا امر لیتا ہے عہدہ رہ گیا، ساری تجارت کی چھٹی ہوتی ہوئی نظر آتی ہے، اللہ کے امر کو لیتا ہے تو سب کچھ جاتا ہوا نظر آتا ہے اور اگر اللہ کے امر کو چھوڑتا ہے تو سب کچھ آتا نظر آتا ہے۔ مقابلہ ڈال دیا......!!، مقابلہ ڈال دیا ہے، فرمایا:

یا علی اعطیک خمسة الاوشاة أُعلّمک خمسة کلمات تنضغک فی الدُّنیا والأخرة......

اے علی! بتا کیا کرتا ہے؟ تجھے پانچ ہزار بکریاں دوں یا تجھے پانچ کلمے سکھاؤں؟......

یہ مقابلہ کیوں ڈالا؟...... داماد ہے اور ایسے نواسوں کا باپ ہے جن کو آپ ﷺ کہہ رہے ہیں ریحانتای...... میری ٹہنیاں۔ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما ہیں، سبزے کو دیکھ کر آنکھوں کو ٹھنڈک ہوتی ہے، ریحانہ کہتے ہیں تر و تازہ ٹہنی کو۔ اس لئے کہا رَیْحَانَتَیَّ اور ان کی چیخ و پکار کی آواز کانوں میں آ رہی ہے کہ میرے نواسے رو رہے

ہیں بھوک کی شدت میں اور بیٹی کے گال پچکے ہوئے اور آنکھیں اندر کو دھنسی ہوئی نظر آ رہی ہیں کہ میری بیٹی فقر و فاقہ کا شکار ہو چکی اور بیمار ہے۔ بیٹی کو پوچھنے آتے ہیں، ساتھ میں عمران بن حصین ہیں، بیٹی اندر آ جاؤں؟...... میرے ساتھ عمران بن حصین بھی ہے۔ بیٹی کیا کہتی ہے؟......

یا رسول اللہ! ما عیت ما استر وجھی......

میرے پاس اتنا بھی کپڑا نہیں ہے کہ میں چہرے کو چھپا سکوں۔

یہ گھر میں حال ہے۔ کتنے سے چہرا چھپ جائے گا؟...... ایک آدھا گز کپڑا گھر میں نہیں ہے کہ جس سے فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے چہرے کو چھپا سکے عمران سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مونڈھے سے چادر اٹھائی، اندر جا کر دی، بیٹا! یہ اوپر لے لو، چادر اوپر لی، آپ ﷺ اندر آئے۔ بیٹی کیا بات ہے؟...... حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا، اللہ کے رسول! حمراء، بیمار اوجاع...... درد، تکلیفیں، مصیبتیں، پریشانی نے کمر توڑ دی اور آنسو نکل پڑے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی رونے لگے، کہا بیٹی مت رو! تیرا باپ بھی تین دن سے بھوکا ہے۔ باپ بھی بھوکا اور بیٹی بھی بھوکی ہے اور یوں کہا، اے بیٹی!

عرض علیّ ربی لیجعل بطحاء مکۃ ذھبًا فابیت فقُلتُ لا یا ربّ اجوع وما اشبع یومًا واذا شبعت تبرّأت الیک وسألتک واذ شبعت حمدُتک وشکرتُک......

اے میرے رب مجھے سونا چاندی مت دے۔ میرے رب نے کہا تھا بطحاء کے پہاڑ سونا بنا دوں؟ کے کے پہاڑ سونا بنا دوں؟ میں نے کہا یا اللہ! مجھے سونا چاندی نہیں چاہیے،...... فرمایا:

یا صفراء یا بیضاء غرّ غیری......

اے سونا، اے چاندی کسی اور کو دھوکہ دے مجھے نہیں دھوکہ دے سکتے کسی اور کو دھوکہ دے۔

میرے رب نے تو کہا تھا لیکن اے میری بیٹی میں نے کہا، نہیں۔ اے میرے اللہ! میں نہیں سونا چاندی لیتا۔ ایک دن بھوکا رہوں تیرے سامنے زاری کروں گا، ایک دن

کھانا کھاؤں گا تیرا شکرادا کروں گا۔اور کہا فاطمہ! تو کیوں گھبراتی ہے؟ تو خوش ہو جا!

اما ترضین ان تکونی سیّدۃ نساء اھل الجنۃ؟......

کیا تو اس بات پر خوش نہیں ہے کہ تجھے اللہ نے جنت کی عورتوں کا سردار بنا دیا؟
بس خوش ہو گئیں اور گلے سے لگایا اور جو فاطمہؓ پھوٹ پھوٹ کر روئیں، اوپر سے اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو اتار دیا کہ تسلی دیدے فاطمہ کو، ہم نے اس کو جنت کی عورتوں کا سردار بنا دیا۔
اور ایک حدیث میں آتا ہے (اثر) صحابی کا قول، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول کہ جنت میں ایک چمک اٹھے گی سورج کی طرح، تو جنت والے داروغہ رضوان سے کہیں گے اے رضوان ہم نے تو سنا تھا کہ جنت میں سورج کی چمک نہیں ہے؟......رضوان کہے گا، علیؓ اور فاطمہ مسکرا رہے ہیں ان کے دانتوں کی چمک سے روشنی ہو رہی ہے۔

مقابلہ کر ڈالا......اے علیؓ! کیا لیتا ہے؟......بیٹی کی بھوک سامنے ہے، علیؓ کی بھی بھوک سامنے کہ سخت سردی ہے، آپ گھر سے نکلتے ہیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ پریشانی میں ٹہل رہے ہیں۔

یا علی! ما اخرجک؟......

اے علی! کس چیز نے تجھے گھر سے نکالا ہے؟

اے اللہ کے رسول! بھوک نے گھر سے نکال دیا، بیٹھا نہیں جاتا، تڑپ بھوک کی!

ووسّع لی خُلقی، فطیب کسْبی، وقنّع لی بما رزقتنی ٭

ولا تنبب قلبی اِلٰی شیءٍ طرحتہٗ عنّی......

یہ پانچ بول تیرے لئے پانچ ہزار بکریوں سے بہتر ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کا قصہ

حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ کی خلافت کا زمانہ......یہ وہ عمرؒ ہے، عمر بن عبدالعزیز، جب گلی میں گزرتا تھا تو اس کی خوشبوؤں کے کُھلے گھروں میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو پتہ چلتا تھا کہ عمر گلی سے گزر رہا ہے، ایسا حسن و جمال تھا چہرے پر، آنکھ نہیں ٹکتی تھی اور ایسی نخرے والی چال تھی جو دیکھتا تھا وہ دنگ رہتا تھا اور لمبی عباء ہوتی تھی کہ گھسٹتی ہوئی جاتی تھی۔

ایک دفعہ ایک بزرگ نے راستے میں ٹوک دیا، اے عمر! دیکھو اپنے ٹخنے سے اونچا کرو کپڑے کو، انہوں نے کہا اگر جان کی خیر ہے تو آئندہ مت کہنا مجھے یہ بات، ورنہ گردن اڑا دی جائے گی۔ ایک وقت یہ ہے اور جب آئے خلافت پر، دنیا کی طلب میں جو آدمی وزارت کی طلب کرنے لگا اور جو آدمی حکومت کی طلب کرے گا اور جو آدمی مال کی طلب کرے گا جب اس کے ہاتھ میں مال آئے گا تو فرعون بنے گا......اور جو آدمی اس سے بھاگے گا اور اس سے جان چھڑائے گا اور اس سے پلّہ بچائے گا جب اس کے پاس مال آئے گا، وہ اس کے ذریعے جنت کمائے گا۔

سلیمان مرنے لگا تو رجاء ابن حیوۃ نے کہا کوئی ایسا کام کر جس سے تیری آخرت بن جائے۔ کہا کیا کروں؟ کہا خلافت کے لئے کسی انسان کو چننا۔ سوچ میں پڑ گیا، اس کا ارادہ تھا بیٹے کو خلیفہ بنانے کا۔ کہنے لگا انشاء اللہ ایسا کر جاؤں گا کہ جس سے میرے نفس اور شیطان کا کوئی حصہ نہیں ہوگا، کہا لکھو، میں عمر کو خلیفہ بناتا ہوں اور اس کو لپیٹا اور ماچس کی ڈبیہ میں ڈالا۔ کہا جاؤ اس پر لوگوں سے بیعت لو، جب رجاء نے بیعت لی تو حضرت عمر دوڑ کر آئے، ارے رجاء! تجھے اللہ کا واسطہ، اگر میرا نام ہے تو اس کو مٹا دے۔ مجھے خلافت نہیں چاہئے۔ اس نے کہا جاؤ جاؤ میرا سر نہ کھاؤ مجھے نہیں پتہ کس کا نام ہے۔ آگے ہشام ابن عبدالملک ملا، اس نے کہا رجاء اگر اس میں میرا نام نہیں ہے تو اس میں لکھ دے۔ ایک کہتا ہے میرا نام مٹا دے، ایک کہتا ہے میرا نام لکھ دے۔ جب ڈبیہ پر بیعت لی اور کھولا اس کو، کہا آؤ بھئی اے عمر، اٹھو تجھے خلیفہ بنایا جاتا ہے۔

تو عمر کھڑے نہیں ہو سکے۔ دو آدمیوں نے سہارا دے کر اٹھایا اور لڑکھڑاتے ہوئے منبر پر آئے اور کہا مجھے خلافت نہیں چاہئے۔ تم اپنے فیصلے سے کسی اور کو بنا دو۔ انہوں نے کہا نہیں امیر المومنین نے کہہ دیا ہے۔ ہشام کی چیخ نکلی، ایک شامی نے تلوار نکالی، آئندہ تو نے بات کی تو تیری گردن اڑا دوں گا۔ تو امیر المومنین کے حکم کے سامنے آواز نکالتا ہے؟ جب آئے گا تو یوں کہا، اب اس سے آخرت کو کما کے دکھاؤں گا تاکہ ساری دنیا کے انسانوں کو پتہ چل جائے کہ بادشاہت میں بھی آخرت کمائی جاسکتی ہے۔

پھر وہ وقت آیا عید کا دن، عید سے ایک دو دن پہلے کی بات اور وہیں چھوٹے

چھوٹے بچے رو رہے ہیں۔ کہنے لگے بچے کیوں رو رہے ہیں؟ بیوی نے کہا بچے یہ کہہ رہے ہیں، ہمارے سارے دوستوں نے نئے نئے کپڑے بنوائے ہیں عید کے لئے۔ ہمارا باپ تو امیر المومنین ہے ہمارے کپڑے پھٹے ہوئے ہیں۔ ہمیں بھی تو کپڑے لے کر دو۔ حضرت عمر رحمہ اللہ نے فرمایا میرے پاس تو پیسے ہی نہیں ہیں میں کہاں سے لے کر دوں؟ وظیفہ لیتے تھے بیت المال سے جو تمام مسلمانوں کا تھا۔ وہ روٹی کا خرچ بڑی مشکل سے پورا ہوتا تھا۔ تو بیوی نے کہا اب کیا کریں؟ بچوں کو کیسے سمجھائیں؟ خود تو صبر کر سکتے ہیں بچے تو نہیں جانتے۔ بچوں پر آدمی ایمان کو بیچتا ہے...... ہاں پھر وہ اولاد باپ کی گستاخ بنتی ہے۔ باپ سے کہتی ہے تُو نے ہمارے لیے کیا کیا ہے، کیا کمایا ہے ہمارے لیے؟ کیونکہ اس کی جڑوں میں حرام کو ڈالا گیا، اس لئے یہ اب کبھی ماں باپ کی فرمانبردار بن کر نہیں چلے گی۔ یہ ماں کو بھی جوتے مارے گا اور باپ کو بھی جوتے مارے گا۔ حضرت عمر رحمہ اللہ نے کہا میں کہاں سے دوں؟ میرے پاس تو پیسے نہیں ہیں تو اس نے کہا کہ کیا کریں! ان کو کیسے سمجھائیں؟ انہوں نے کہا تو پھر میں کیسے سمجھاؤں؟ بیوی نے کہا مجھے ایک ترکیب سمجھ میں آئی ہے، آپ اپنا وظیفہ ایک ماہ پیشگی لے لیں جو مہینہ کا وظیفہ ملتا ہے، ہمارے بچوں کے کپڑے بن جائیں گے۔ ہم صبر کر لیں گے۔ انہوں نے کہا یہ ٹھیک ہے۔ اپنا خادم نہیں غلام ہے، غلام زر خرید مزاحم، اُسے بلایا، خزانچی تھا، کہا ارے میاں مزاحم ہمیں ایک مہینہ کا وظیفہ پیشگی دے دو۔ اور وہ مزاحم فرمانے لگے، امیر المومنین! ایک بات عرض کروں؟...... کیا آپ مجھے ضمانت دیتے ہیں کہ آپ ایک مہینہ زندہ رہیں گے جو آپ مسلمانوں کا مال لینا چاہتے ہیں...... اگر آپ ایک مہینہ کی ضمانت دے سکتے ہیں کہ میں مہینہ زندہ رہوں گا تو آپ بیت المال میں سے مجھ سے لے لیں اور اگر ضمانت نہیں دے سکتے تو آپ کی گردن پکڑی جائے گی قیامت کے دن۔ حضرت عمر رحمہ اللہ کی چیخ نکلی، نہیں نہیں!

كم من مُقبِلٍ يومًا لا يَكمله كم من مستقبَلٍ لغدٍ لا يدركهٗ......

حضور ﷺ فرما رہے ہیں کہ كَمْ مِنْ مُقْبِلٍ يومًا لا يَكمِلهٗ...... کتنے ہی ہیں دن دیکھنے والے جو سورج کا غروب ہونا نہیں دیکھ پاتے اور قبروں میں چلے جاتے ہیں۔

کہا، اے بچو! صبر کرلو جنت میں لے لینا جا کے، میرے پاس اس وقت کوئی نہیں۔

امر کو نہیں توڑا بچوں کی خواہش کو توڑ دیا، اپنے جذبات کو توڑ دیا اللہ کے امر کو نہیں توڑا۔ ضرورت کو قربان کر دیا امر الٰہی کو قربان نہیں کیا۔ یہ ہے لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ...... کہ میں اللہ کا غلام ہوں......

میں بک چکا ہوں......

میں بیوی بچوں کا غلام نہیں ہوں......

میں کاروباری نہیں ہوں......

میں تاجر نہیں ہوں......

میں زمیندار حاکم اور وزیر نہیں ہوں......

میں اپنے اللہ کا غلام ہوں...... مجھے اللہ کے امر کو دیکھنا ہے...... مجھے یہ نہیں دیکھنا کہ کون کیا کرتا ہے!!

گھر میں آئے بیٹیاں منہ پر کپڑا رکھ کر بات کریں، حضرت عمر رحمہ اللہ کہنے لگے بیٹی کیا بات ہے، منہ پر کپڑا کیوں رکھتی ہو؟

فاطمہ (امیر المومنین کی زوجہ) نے کہا اے امیر المومنین! آج تیری بیٹیوں نے کچے پیاز سے روٹی کھائی ہے، اس لئے ان کے منہ سے بدبو آ رہی ہے۔ ہاں امیر المومنین کہ جس کا امر تین براعظم پر چلتا ہو اور اربوں مخلوقات اس کے سامنے گردن جھکائے کھڑی ہو، دمشق سے لے کر ملتان تک اور دمشق سے لے کر استنبول تک اور دمشق سے لے کر کاشغر تک، اور دمشق سے لے کر مصر تک، دمشق سے لے کر چاڈ تک اور دمشق سے لے کر اندلس تک، پرتگال اور فرانس تک جس کا امر چل رہا ہو، اس کی بیٹی کچے پیاز سے روٹی کھا رہی ہے۔ آج ہمارے تو چھابڑی والے کی بیٹی کچے پیاز سے روٹی نہیں کھاتی۔ اور اتنے بڑے با اقتدار کی بیٹیاں پیاز سے روٹی کھاتی ہیں۔ حضرت عمر رحمۃ اللہ علیہ رونے لگے، ہائے، میری بیٹی! میں تمہیں بڑے اچھے کھانے کھلا سکتا تھا۔ لیکن تیرا باپ دوزخ کی آگ برداشت نہیں کر سکتا۔ میرے سامنے دو راستے ہیں۔ تمہیں حلال حرام اکٹھا کر کے کھلاتا، خود دوزخ میں جاتا...... میں اسے برداشت نہیں کر سکتا۔

موت کا وقت آیا، مسلمہ نے کہا امیر المومنین کا لباس تو تبدیل کر دو، میلا ہو گیا ہے۔ اپنی بہن سے کہا، سالا ہے۔ حضرت فاطمہؓ نے کہا (بیوی تھی) اے میرے بھائی! اللہ کی قسم امیر المومنین کے پاس ایک ہی جوڑا ہے۔ تبدیل کہاں سے کروں، ایک ہی جوڑا ہے۔ مسلمہ نے کہا امیر المومنین یہ آپ کے بچے ہیں فقر و فاقے کی حالت میں آپ انہیں چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ فرمایا میرے سے ایک لاکھ روپیہ لے لیجئے اپنے بچوں کو دے دیجئے، میرے بھانجے ہیں۔ اس نے کہا ہاں تو؟ فرمایا چلو ایک لاکھ واپس کر دو جہاں سے تم نے اس کو ظلم اور رشوت سے کمایا ہے، میرے بچوں کو حرام نہیں چاہئے۔ پھر بیٹوں کو بلایا اور کہا بیٹو! میرے سامنے دو راستے تھے، میں تمہارے لیے مال جمع کرتا اور خود جہنم میں جاتا اور دوسرا راستہ یہ تھا، میں تمہیں توکل سکھاتا اور خود جنت میں جاتا...... میرے بیٹو! میں جہنم تو سہہ نہیں سکتا تھا، میں نے تمہیں اللہ سے مانگنا سکھا دیا، ضرورت پڑے تو اس سے مانگ لینا، وہ تمہارا کفیل ہوگا۔ وہ کہتا ہے:

وهو يتولى الصّالحين......

''میں نیک آدمیوں کا والی ہوں''۔

جب موت آئی اور جنازہ اٹھا قبرستان پر چلا اور قبر پر رکھا گیا تو آسمان سے ایک ہوا چلی، اس میں سے ایک کاغذ کا پرچہ گرا۔ اس کاغذ کو اٹھایا گیا اس پر لکھا تھا:

بسمِ اللّٰہِ الرّحمٰنِ الرَّحیم. برآءۃٌ مّن اللّٰہ لِعمر ابن عبدالعزیز من النّار.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، اور یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عمر بن عبدالعزیز کے لئے آگ سے نجات کا پروانہ ہے، ہم نے عمر کو دوزخ سے نجات دے دی۔

ساری دنیا کو بتا دیا کہ سن لو ہم نے عمر کو دوزخ سے نجات دے دی۔ اور اس پروانے سمیت حضرت عمر رحمہ اللہ کو قبر میں اُتارا گیا۔

عمر بن عبدالعزیز کے جنازے میں شہداء کی شرکت

روم کے علاقے میں ایک مسلمان قید ہوئے اور وہاں سے بھاگ کر نکلنے میں

کامیاب ہو گئے۔ اور تیسری رات ہے ان کو روم کے علاقے سے چلتے ہوئے اور ان کے آٹھ ساتھی قتل ہو چکے تھے، یہ نویں بچ گئے تھے۔ یہ وہاں سے بھاگ کر آ رہے تھے تو پیچھے سے گھوڑے کے ٹاپوں کی آواز آئی۔ سمجھنے لگے کہ بس میں تو پکڑا گیا ہوں، پیچھے آئے پکڑنے والے۔ پیچھے دیکھا جو مڑ کر، ایک نے آواز دی ''حبیب''...... ارے! یہ میرا نام کیسے جانتا ہے؟ حبیب قریب آئے تو دیکھا وہ ساتھی جو قتل ہو گئے تھے گھوڑے پر سوار، ارے...... الیس قد قتلتم؟...... ارے تم تو سارے قتل ہو گئے تھے! فرمایا، ہاں! تمہیں خبر ہے؟ کیا ہوا؟...... کہ عمر بن عبدالعزیز کا انتقال ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمام شہداء سے کہا ہے ان کا جنازہ پڑھو جا کر، ہم سب وہاں جا رہے ہیں۔

تم نے گھر جانا ہے؟ یہ روم ہے، گھر جانا ہے؟......

کہتے ہیں، ہاں!

تو اس نے کہا ناولنی، ہاتھ پکڑاؤ۔ میرا ہاتھ پکڑا، وردفنی اور مجھے پیچھے گھوڑے پر بٹھایا، اس کا گھوڑا چند قدم چلا ہو گا، خفقنی خفقته...... اس نے مجھے زور سے کہنی ماری اور میں اُلٹ کے گرا تو گھر کے دروازے کے سامنے پڑا تھا۔

روم سے عراق، یہ استقبال ہے...... یہ استقبال ہو رہا ہے......

تتنزّل علیهم الملائکة اَنْ لّا تخافوا ولا تحزنوا وابْشِرُوا بِالْجنّة الّتی کنتم توعدون. نحنُ اولیآءُ کم فی الحیوٰةِ الدُّنیا وفی الاٰخرةِ ولکم فیها ما تشتهیٓ انفسکم ولکم فیها ما تدّعون. نزُلًا مّن غفورٍ رّحیم.

اللہ کی طرف سے مہمانی ہو رہی ہے، فرشتے آ رہے ہیں...... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جب وصال ہونے لگا تو کہنے لگے ہٹ جاؤ، جاؤ کچھ لوگ آ رہے ہیں۔ جو نہ انسان نہ جنات ہیں اور زبان پر آیت آ گئی:

تِلکَ الدّارُ الاٰخرةُ نجعلُها لِلّذین لا یُریدُوْنَ عُلُوًّا فی الارضِ ولا فسادًا.

یہ وہ جنت کا گھر ہم نے بنایا ہے اپنے بندوں کے لئے جو دنیا میں

برائی نہیں چاہتے، فساد نہیں چاہتے۔

ایمان والوں کے لئے موت کے وقت خوشخبری

جو برائی چاہتے ہیں انہیں پست کیا جاتا ہے...... جو برائی نہیں چاہتے انہیں اٹھایا جاتا ہے...... فرشتے آتے ہیں...... حضرت عزرائیل علیہ السلام آتے ہیں اور چار فرشتے آتے ہیں، دو فرشتے پاؤں دباتے ہیں، دو فرشتے ہاتھ دباتے ہیں، حضرت عزرائیل علیہ السلام خوشخبری دیتے ہیں:

يَآيَّتُهَا النَّفْسُ الحَمِيدَةُ كانت في جسدِ الحميد،

اے مبارک روح جو مبارک جسم کے اندر تھی......

اُخرجِیْ...... اب آ جا باہر، اب آپ کے باہر آنے کا وقت آ گیا،

وَابشِری بِرُوحٍ وَّرَيحانٍ وربٌ راضٍ عنك غير غضبان.

اب آپ خوش ہو جاؤ، جنت آپ کے لئے تیار ہے اور اللہ آپ پہ راضی ہو چکا ہے اور اللہ جنت کا دروازہ کھولتا ہے۔ جب آنکھ پلٹتی ہے، دیکھا نہیں آپ نے، آنکھ پلٹ جاتی ہے، جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے یا جہنم کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

آج سب پردے ہٹا دیے گئے ہیں

ایک منظر دیکھ رہا ہے، یا جہنم دیکھ رہا ہے۔ جو غائب تھا وہ مشاہدے میں آ گیا اور جو مشاہدے میں تھا وہ غائب میں چلا گیا۔

فكشفنا عنك غطائك......

''آج ہم نے تیری آنکھوں سے پردہ ہٹایا''

اور اس وقت عزرائیل علیہ السلام کہتے ہیں:

انرُدُّک الی ذالک الدُّنیا......

تجھے واپس بھیج دیں؟...... اب وہ جنت کو دیکھ چکا ہے اور وہاں کی نعمتیں نظر آ رہی ہیں۔ کہتا ہے ارے اللہ کے بندے! عزرائیل کیا کہہ رہے ہو،

اِلٰی دار الھُموم والاَحزانِ...... مجھے غموں اور مصیبتوں کے گھر میں بھیجنا چاہتے ہو؟ نہیں نہیں، مجھے آگے لے چلو...... چاہے جوان، چاہے بوڑھا، وہ کہتا ہے آگے لے چلو آگے لے چلو...... میں تو اگلا منظر دیکھ چکا ہوں۔ اب اس کی روح نکلتی ہے، سارے عالم میں خوشبو پھیل جاتی ہے اور اس کو لے کر پہلے آسمان پر جاتے ہیں، دروازہ کھٹکھٹاتے ہیں تو آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں کون؟

فلاں ابن فلاں......

ہاں، نعم العبد فلانُ ابن فلان...... بے شک وہ فلاں بڑا اچھا آدمی ہے۔ اس نے تو کہا تھا، اُخرجی، نکلو...... وہ فرشتے کہتے ہیں اُدخلی، آیئے اندر آیئے، ادخلی...... اندر آیئے۔

واَبشِری بِرُوحٍ وَّرَیحانٍ وربٌ راضٍ عنک غیر غضبان.

اب اندر آ جایئے، عالم آخرت میں آ جایئے اور خوشخبری لے لیجئے کہ اللہ آپ پر راضی ہو چکا ہے اور جنت آپ کے لئے تیار ہو چکی ہے۔

میرے محترم بھائیو اور دوستو! مسلمان اللہ کا سفیر ہے، یہ آخرت کا داعی ہے، یہ جنت کا داعی ہے...... میرے بھائیو، جہنم سے ڈرانے والا اور آپ ﷺ کے طریقوں کو وجود دینے والا...... ربیع ابن عامر کھڑا ہو کر کہہ رہا ہے، لوگوں کو لوگوں کی غلامی سے نکال کر اپنے مولیٰ کی غلامی پر ڈالنے کے لئے آئے ہیں۔

جب مسلمان داعی تھا......

ہم کاشتکار نہیں...... زمیندار نہیں...... ہم تاجر نہیں ہیں...... ہم اللہ کے دین کے داعی ہیں اس وقت مسلمان سے اللہ کے دین کی دعوت چھوٹ چکی ہے، دعوت والا کام چھوٹا ہے...... مسلمان داعی تھا داعی...... او ہو! اس محنت پر اللہ نے اس اُمت کو رُتبہ دیا، اس دعوت پر اللہ نے اس امت کو اٹھایا...... اگر یہ اُمت بیٹھتی ہے، اگر یہ امت نقل و حرکت میں نہیں آتی تو یہ اُمت اپنے وظیفے کو چھوڑ چکی ہے۔ اور جب کوئی چیز اپنے مقصد سے ہٹ جاتی ہے، اپنی قیمت کھو دیتی ہے...... یہ مسلمان جب دعوت کے میدان میں حرکت کر رہے تھے اور اس کا

ایک ایک سانس اللہ پاک کے دین کے لئے وقف تھا...... اور اس کا ایک ایک روپیہ اللہ کے دین پر قربان تھا...... اور اس کی تمنا اللہ کے نام پر مرنے کی اور اللہ کے راستے میں قبر بنانے کی تھی...... تو میرے بھائیو! ان کی دعائیں عرشِ معلیٰ سے ٹکرا رہی تھیں ...... اور ان کا رونا فرشتوں کو رلاتا تھا۔

ایک صحابی کے رونے پر فرشتوں کا رونا

ایک نوجوان صحابی نماز پڑھ رہا ہے اور نماز میں رویا، آپ ﷺ نے فرمایا:

لقد ابکیتَ اعتین ملاءً مّن الملائکۃ کثیرًا......

آج تیرے رونے نے بے شمار فرشتوں کو بھی رُلا دیا۔

ایسا جوان تھا، جب یہ اللہ کے دین کی محنت میں اُتر رہا تھا یہ وہ جوان تھا کہ فرشتے اس پر فخر کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسی قیمتی اُمت ہے

لو لا شبابٌ خُشّعٌ...... اگر تیرے سے بڑھنے والے نوجوان نہ ہوں،

وشیوخٌ عقع...... اور دین میں، بڑھاپے میں پہنچ کر کمریں جھک گئیں، معذور ہو گئے اگر ایسے بوڑھے نہ ہوں،

واَطفالٌ رّضِعٌ...... اور دودھ پیتے بچے نہ ہوں،

والبھائِم رفعٌ...... اور چرنے والے جانور نہ ہوں،

صبّ علیکم العذاب صبًا...... میں تم پر بارشوں کی طرح عذاب کو برسا دوں گا!!

خوف کے آنسو اللہ کے عذاب کو اُڑا دیتے ہیں

تو اس اُمت کا نوجوان ایسا قیمتی ہے کہ اگر یہ اللہ پاک کی اطاعت پر آ جاتا ہے تو میرے بھائیو اس کے نکلے ہوئے خوف کے آنسو اللہ کے عذاب کو اُڑا دیتے ہیں۔ اور اس امت کا بوڑھا اتنا قیمتی ہے اگر یہ جھکی ہوئی کمر کے ساتھ قدم اٹھاتا ہے تو اللہ کا عرش بھی ہلتا ہے اور آئے ہوئے عذاب بھی اُٹھ جاتے ہیں۔

اس امت کے ساتھ خصوصی معاملہ

اس امت کے ساتھ اللہ کا خصوصی معاملہ ہے۔

اذا بلغ عبدی خمسین سنۃً حاسبتہٗ حساباً یسیرًا......

جب یہ میرا بندہ پچاس برس کا ہو جائے میرے نبی ﷺ کا کلمہ پڑھتا، تو میں پھر اس کا حساب آسان کر دیتا ہوں۔

واذا بلغ سِتّینَ سنۃً حبّبتُ الیھم اِنابًا......

اور جب یہ ساٹھ برس کا ہو جائے تو میں اسے اپنی محبت دینا شروع کر دیتا ہوں کہ اب تو میرے آنے کے قریب ہو گیا ہے۔ اب تو دنیا سے نکل، دکان میں بیٹھنا جائز نہیں ہے، اب تو نکل، حبّبتُ الیھم اِناباً، اب تو ساٹھ برس کا ہو گیا، میری طرف کو آ، میں اپنی طرف رجوع دیتا ہوں۔

واذا بلغ سبعینَ سنۃً احبَّ اللّٰہ واھل السّماء......

جب ستر سال کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، پھر میں بھی اور میرے فرشتے بھی محبت کرتے ہیں کہ ستر برس کا بوڑھا ہو گیا ہے، داڑھی سفید ہو گئی ہے......

واذا بلغ ثمانین سنۃً ......

جب اَسّی برس کا ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ابناء الثمانین استحیی ان اعذّبھم بالنّار......

اسّی برس کے بوڑھے کو دوزخ کا عذاب دیتے ہوئے مجھے ویسے ہی شرم آتی ہے۔

اللہ اکبر! کہ میں کیسے عذاب دوں کہ یہ بوڑھا ہو گیا۔ ہاں!

کتبت حسناتہٖ و القیت سیّئاتہٖ......

اللہ تعالیٰ کہتا ہے، بھائی اب اس کی نیکیاں ہی لکھتے رہئے...... بس سٹھیا گیا، بوڑھا ہو گیا!!

فرزدق ایک شاعر گزرا ہے، شاعر آزاد ہی ہوتے ہیں عام طور پر لیکن اس زمانے

کا آزاد سے آزاد بھی آج بڑے قطب غوث سے بھی اونچا درجہ رکھتا ہے۔

قرآن پر کامل یقین کا اثر

حجاج ابن یوسف اس اُمت کا سفاک گنا جاتا ہے، اس کی زندگی میں کبھی تہجد قضا نہیں ہوئی اور ہفتے میں قرآن اس کا ختم ہوتا تھا۔ ہفتے میں قرآن ختم کرتا تھا۔ تین دن میں پانچ دن میں قرآن ختم کرتا تھا، کبھی زندگی میں جھوٹ نہیں بولا، مرتے دم تک اور یقین ایسا تھا کہ ایک دفعہ اس کی بیوی پر کچھ اثرات ہوئے، اس نے کسی عامل کو بلوایا، اس نے دم کر کے لوہے کا کیل سا رکھ دیا کہ اس کو دفن کردو، انہوں نے کہا یہ کیا چیز ہے؟ انہوں نے کہا تم اپنے حبشی بلاؤ، دو حبشی بلائے کہ لکڑی ڈال کر اس کو اٹھاؤ، دو غلام زور لگا رہے ہیں اٹھا رہے ہیں، اٹھا رہے ہیں وہ چھوٹا سا کیل نہیں اُٹھتا، پھر دو اور لگائے چار، پھر دو اور لگائے چھ، پھر دو اور لگائے آٹھ، دو اور لگائے دس، بارہ غلام لگائے چھ اس طرف، چھ اس طرف، چھوٹے سے کیل کو اٹھا رہے ہیں وہ اٹھتا ہی نہیں...... اس نے کہا دیکھی اس کی طاقت یہ ہے۔ اس نے کہا پیچھے ہٹ جاؤ، اپنی چھڑی اٹھائی

انَّ ربّکم اللّٰہ الّذی خلق السّمٰوٰتِ والارْضَ فی سِتّةِ ایّامٍ ثُمَّ استوٰی علی العرشِ......

یہ آیت پڑھ کر جو چھڑی ڈالی اور یوں کیا، تو گیند ہوا میں اڑتا ہوا وہ گیا۔ انہوں نے کہا، بھاگ جاؤ میں تمہارے عملوں کا محتاج نہیں ہوں۔ یقین کی طاقت نے اس کے سحر کو توڑ دیا۔

فرزدق شاعر کا فکر

فرزدق ایک شاعر گزرا ہے، بیوی کے جنازے میں شریک ہے، حضرت حسن بصریؒ بھی آئے ہوئے ہیں۔ حضرت حسن بصریؒ نے کہا فرزدق لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرزدق نے کہا آج یوں کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا سب سے بہترین انسان (حسن بصری) آیا ہوا ہے، اور میری طرف اشارے کر رہے ہیں اور لوگ یوں کہہ رہے ہیں کہ اس جنازے میں ہمارے شہر کا بدترین انسان آیا ہوا ہے۔ تو حضرت حسن بصریؒ

نے کہا تو پھر آج کے دن کے لئے تو نے کیا سامان تیار کر رکھا ہے؟ انہوں نے کہا، حسن بصری میرے پاس کچھ بھی نہیں، اتنا ہے کہ اسلام میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور میرے پاس کچھ نہیں۔ میرے پاس اسلام کا بڑھاپا ہے اور میرے پاس کچھ نہیں۔ جب انتقال ہوا تو خواب میں ملا ایک آدمی کو، تو اس نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ کہنے لگا اللہ پاک نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کیا، ارشاد فرمایا تو نے حسنؒ سے کیا بات کہی تھی؟ یاد ہے تجھے؟ میں نے کہا یا اللہ یاد ہے۔ کہا دُہراؤ میرے سامنے۔ تو میں کہنے لگا میرے پاس اس دن کے لئے اللہ کے سامنے کچھ نہیں ہے سوائے اس کے کہ میں اسلام میں بوڑھا ہوا ہوں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ بس تجھے اسی پر معاف کر دیا۔

ہم کیسے بے وفا نکلے......

میرے بھائیو! اس امت پر تو اللہ ایسا مہربان تھا، لیکن ہم کیسے بے وفا نکلے کہ ہمیں دکان نے اللہ سے توڑ دیا...... مٹی کی عورت نے اللہ سے موڑ دیا...... اور اس اولاد نے اللہ سے توڑ دیا جو دنیا ہی میں بے وفا ہو رہی ہے...... پہلوں کی اولاد تو دنیا میں وفادار ہوتی تھی، ہماری اولاد تو دنیا ہی میں بے وفا ہو رہی ہے اور اس وزارت کی خاطر ہم اللہ کے حکم کو توڑ رہے ہیں اور چند ٹکوں کی خاطر ہم اللہ کے امر کو توڑ رہے ہیں...... میرے بھائیو! ایسی کریم ذات کہاں ملے گی ہمیں، جو انتظار میں بیٹھا ہوا ہے کہ میں اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں۔

یا داؤد لو یعلم المدبّرون عنّي ما عندی من الماشواقِ......

اللہ اکبر! اے داؤد جو میرے سے تعلق توڑ چکے ہیں اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں،

تقطعت اوصالُهم...... ان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں محبت میں، اگر انہیں پتہ چل جائے کہ میں ان سے کتنی محبت کرتا ہوں۔ جب اپنے نافرمانوں سے میرے یہ حال ہے تو اے داؤد!

ما ذا تقول فی المُقَلّبین علیّ......

جو میری طرف دوڑ رہے ہیں ان سے میں کتنی محبت کرتا ہوں گا، تو سوچ سکتا ہے؟

ہمارا کلمہ کچا ہے......

میرے بھائیو اور دوستو! ہم بے وفا نکلے...... اس لئے ہم کہہ رہے ہیں آج تبلیغ میں نکل کر اللہ سے عہد و پیمان کرو، ہماری نمازیں ہمیں اللہ سے نہیں جوڑ رہیں۔ ہمارے حج آج ہمیں اللہ تعالیٰ سے نہیں جوڑ رہے...... ہمارے روزے آج ہمیں اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں دے رہے...... اس لئے کہ ہمارا کلمہ کچا ہے...... ہم نے کلمے کی دعوت کو چھوڑ دیا ہے۔ اس کلمے والی دعوت کو لے کر اگر یہ امت پھرنے والی بنے گی، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الجنّة حرّمت على الانبياء حتّٰى ادخلها وانّها لمحرمة على الاُمم حتّٰى تدخلها اُمّتى......

"سارے نبیوں پر جنت حرام ہے جب تک میرا قدم نہ پڑے اور ساری اُمتوں پر جنت حرام ہے جب تک میری امت کا قدم نہ پڑے۔"

کیوں؟...... کیا ہم نمازیں زیادہ پڑھتے ہیں؟......

یا ہم زیادہ مال خرچ کرتے ہیں؟......

یا ہمارے پاس کوئی زیادہ عبادات ہیں بنی اسرائیل سے؟......

بنی اسرائیل کا ایک ایک عابد اپنے گرجے میں داخل ہوتا تھا اور تین تین سو برس باہر نکل کر نہیں دیکھتا تھا۔ باہر کیا ہو رہا ہے...... تو ہماری نماز اس کے مقابلے میں کیسے ٹکر کھا سکتی ہے؟...... نہیں نہیں! یہ اُمت رب کے نام کو لے کر پھرنے والی ہے، یہ سفیر ہے سفیر...... آپ کو پتہ ہے سفیر کو کتنی مراعات ہوتی ہیں...... سفیر سے کتنی رعایت کی جاتی ہے...... یہ اُمت سفیر ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر دیا کہ جنت کا افتتاح میرے نبی ﷺ سے ہوگا اور میرے نبی ﷺ کی امت سے ہوگا۔

عیسیٰ علیہ السلام سے اللہ نے کہا، میں نے شجر طوبیٰ دے دیا ہے اس امت کو۔

عیسیٰ علیہ السلام نے کہا، یا اللہ وَما طوبیٰ، وہ طوبیٰ کیا ہے؟......

غـر صْتُهـا بیـَدَیّ...... طوبیٰ وہ درخت ہے جسے میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔اس کا تنا سونے کا ہے......

من ذهبٍ اسفَلُها ، اعلاها من جواهِرٍ......

نیچے سونا، اوپر جواہر......

مقلّدٌ بالدُّر والیاقوت...... موتی یاقوت اس میں ٹانکے ہیں

سمغُها زنبجیل وعسل...... اس کی گوند شہد اور زنجبیل......

اسـانهـا سندسٍ واستبرق...... اس کے خوشوں میں سے ریشم کے جوڑے نکلتے ہیں، باریک ریشم کے جوڑے اور گاڑھے ریشم کے جوڑے

تین چشمے

ویخرُج من اصلها ثلثة عیون......اور اس کی جڑ میں سے تین چشمے نکالے ہیں

(۱)الـمُعین ، کاسٍ مِنْ مّعِیْنٍ لا یصدعون عنها ولا ینزفون ،وہ معین کا چشمہ، اسے تُو پینے والا ہے، تجھے سرور تو ہوگا نشہ نہیں ہوگا، تجھے لذت تو آئے گی سر میں درد نہیں ہوگا۔

(۲)والسَّلسَبیل، عینًا فیها تسمّٰی سلسَبیلًا...... جس میں زنجبیل کی ملاوٹ ہے،

یسقَون فیها کاسًا کان مزاجُها زنجَبیلًا...... سلسبیل میں زنجبیل ہے، اور اس کے اندر سے نکل رہا ہے۔

(۳)والرحیق ،یسقَون من رّحیقٍ مّختُومٍ ختامهٗ مِسک...... وہ رحیق کا چشمہ ہے جس کا ختام مِسک ہے، کستوری، پیئے گا پی کر گلاس کی تہہ میں دیکھے گا کستوری بیٹھی ہوئی ہے۔اس پانی کا ایک قطرہ انگلی کے پورے سے لگا کر آسمانِ دنیا سے نیچے لٹکا دے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ساری کائنات اس پانی کے ایک قطرے سے خوشبودار ہو جائے گی۔

کیا خیال ہے؟...... کیا خیال ہے؟...... جو چشموں پر بیٹھ کر پیئے گا جس کا ایک

قطرہ سارے عالم کو معطر کر دے گا، کیا خیال ہے؟...... جنت کی عورت کے بالوں کا گچھا اگر اس دنیا میں آ جائے تو ساری کائنات اس کے بالوں سے روشن ہو جائے۔ کیا خیال ہے؟......ان بیویوں کا، جن کی انگلی کا ایک پورا......

بنانٌ من بننها بدءَ کتم الشمس کما کتم الشمسُ ضوءُ النُّجوم......

''اگر اس کی انگلی کا ایک پورا سورج کے سامنے آ جائے تو سورج ایسے غائب ہو جائے جیسے تارے سورج کے سامنے ہو جاتے ہیں''

جنت کی حور کا ایک نظارہ

اس کے چہرے کا حسن و جمال، کیا حال ہوگا......! اللہ تعالیٰ نے جبرائیل سے کہا جاؤ میری جنت کو دیکھو۔ جبرائیل جنت میں آئے، نور کی تجلی اٹھی، جبرائیل فرشتہ سجدے میں گیا۔ خرّا ساجدًا...... کیا کہتا ہے؟...... مجھے اللہ اپنا دیدار کرا رہا ہے۔ سجدے میں پڑا ہے، اللہ تعالیٰ کے دیدار میں خوش ہو رہا ہے۔ آواز آئی ارفع راسک یا روح الامین...... اے روح الامین! کسے سجدہ کر رہے ہو، سر اٹھاؤ، سر اٹھا کر دیکھا فاِذا ھو بِحورا...... ایک کھڑی ہے جنت کی حور جو اس کے سامنے کھڑی ہے۔ یتجَلّلُ وجھُھا نورًا اس کے چہرے کا نور چمک رہا ہے، اس کے چہرے کے نور کی چمک سے جبرائیل جیسا مقرب فرشتہ جو سدرۃ المنتہیٰ پر رہتا ہے وہ بھی دھوکا کھا گیا۔ کہنے لگا اللہ کو دیکھ رہا ہوں، حور کو دیکھ رہا ہو۔

میرے بھائیو! جس کی وہ بیوی بنے گی...... جبرائیل کو بیوی کی ضرورت نہیں ہے، جس کی وہ بیوی بنے اس کا اندازہ لگاؤ کیا حال ہوگا؟......اس کی خوشیوں کا کیا حال ہو گا؟......چالیس چالیس برس تو یوں بیوی کو دیکھتا رہے گا۔ صرف دیکھنا نظرۃً واحدۃً، ایک نظر چالیس برس کی۔ دیکھنے میں ہی مزہ آ رہا ہے، ایک معانقہ ستر برس کا۔

جبرائیل علیہ السلام حیران ہو کر کہنے لگے، اور تجھے اللہ نے کس لئے پیدا کیا ہے؟

تو وہ جواب میں کہتی ہے: لمن اٰثر مرضاتِ اللّٰہ علیٰ ھَواء ......

مجھے میرے اللہ نے ان بندوں کے لئے پیدا کیا ہے جو اپنی خواہشات کو اللہ کے حکم پر قربان کرتے ہیں۔

ہاں! دکان نہیں دیکھتے...... خواہشات کو نہیں دیکھتے...... بیوی بچوں کی ضروریات کو نہیں دیکھتے...... اللہ کے امر کو دیکھتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو دیکھتے ہیں۔ عیسیٰ علیہ السلام نے کہا یا اللہ وہ پانی کیسا بہترین ہے اور وہ درخت کیسا اعلیٰ ہے؟

اسقِنِیْ مِنْ مَّآءِ ھا...... وہ پانی مجھے بھی پلا،

اللہ نے فرمایا، اے میرے نبی میری بات سن لے،

حرامٌ علی الاَنبِیآءِ حتّٰی یشرب منھا احمد......

سارے نبیوں پر وہ پانی حرام ہے جب تک میرا نبی احمد ﷺ اس کو نہ پی لے۔

وحرامٌ علی الاُمَمِ ...... اور ساری امتوں پر وہ پانی حرام ہے جب تک میرے نبی ﷺ کی امت نہ پی لے۔

چند غور طلب باتیں

ارے میرے بھائیو! ہم اپنی قدر کو پہچان لیں...... ارے مسلمان نوجوان تو اپنی جوانی کو عیاشی میں ضائع کرنے کے لئے نہیں آیا...... ارے تو اپنی جوانی کو دکان پر لگانے نہیں آیا...... ارے مسلمان بوڑھے تیرے بڑھاپے کا تجربہ دنیا کے لئے نہیں ہے...... تیرا بڑھاپا رب کے دین کو زندہ کرنے کے لئے ہے...... اور اے جوان! تیری جوانی رب کے نام کو زندہ کرنے کے لئے ہے،

کتبَ اللّٰہ اجر ثنتَینِ وَّسبعین صِدِّیقًا......

اللہ پاک اسے بہتر صدیقوں کا درجہ عطا فرمائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت قاضی شریح سے مروی ہے، اللہ اسے بہتر (۷۲) صدیقین کا درجہ عطا فرمائے گا۔ اے میرے بھائیو! اس امت کا یہ جوان کتنا قیمتی تھا لیکن آج یہ کہاں گل رہا ہے؟...... سڑ رہا ہے؟...... اس لئے ہم کہہ رہے ہیں نکلو گھروں سے، دکانوں سے، تجارتوں سے، پھرو اللہ کے نام پر...... پھرنے کی آواز لگاؤ......

کلمے کو سیکھو...... میرے بھائیو! آج نہ میں نے کلمہ سیکھا ہے نہ آپ نے کلمہ سیکھا ہے اور اس سارے عالم میں پھیلاؤ کہ ہم ہی اس کو پھیلانے والے ہیں اور ہم ہی اس کو لے جانے والے۔ ہمارے ہی ذمہ ہے اس کو لے کر پھرنا اور چلنا۔

اور میرے بھائیو اور دوستو! آج ضرورت ہے بے شک، یہ دل گردے کا کام ہے گھر کو چھوڑنا...... لیکن میرے بھائیو اور دوستو! اس پر ملے گا کیا؟...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس ملے گا اور اللہ کا دیدار ملے گا، اور دن میں دو دفعہ اللہ براہِ راست بات کرے گا۔ تتجلّٰی لھم...... چہرے سے پردہ ہٹائے گا، سامنے آئے گا۔ اور، سلامٌ قولاً مّن رّبٍّ رّحیم...... کی آواز آئے گی، اللہ سامنے ہے۔

میرے بھائیو! اس کے لئے عرض کیا جا رہا ہے، ہم نکل کر، پھر کر...... یہ امت جب سے بیٹھی ہے اس کی صفات کو لگ گیا زنگال...... اس کی نمازیں بے جان ہو گئیں...... اس کے روزے بے جان ہو گئے۔ میرے بھائیو! اس کی صفات زنگ آلودہ ہو گئیں...... جب امت پھرے گی اور در بدر کی ٹھوکریں کھائے گی اور اس کے نوجوان بھی پھریں گے...... اور ان کی عورتوں کا جذبہ بھی دین کا زندہ کرنا ہوگا...... اللہ تعالیٰ ان جوانوں اور بوڑھوں کو بھی جنت الفردوس میں جگہ دے گا اور ان کی بیویوں کو ان سے پہلے جنت میں پہنچائے گا اور کہے گا جاؤ اپنے خاوند کا استقبال کرنے کے لئے جنت میں پہلے چلی جاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ اس دنیا کی مومن عورتوں کو جنت کی عورتوں سے ستر ہزار گنا زیادہ خوبصورتی عطا فرمائے گا۔

ایک کتاب میں میں نے پڑھا، جنت والا جنتی اپنی جنت کی حور کے پاس بیٹھا ہو گا کہ اوپر سے روشنی کی چمک ہو گی اوپر دیکھے گا کہ ایک خوبصورت لڑکی کھڑی ہے کہہ رہی ہے ابھی میرا نمبر نہیں آیا؟......

ھل ما لنا مِنک نصیب؟، اب میرا حصہ نہیں ہے تیرے اندر؟......

کہے گا تو کون ہے؟......

کہے گی، تیری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوں جو چھپا کے رکھا گیا ہے۔

اسے چھوڑ کر یہ اُس کے پاس جائے گا، وہ حسن و جمال میں اس سے بھی بڑھ کر

ہوگی۔اس کے پاس رہے گا جب تک اللہ چاہے گا، پھر اس سے اونچا ایک درجہ نظر آئے گا جہاں اس سے زیادہ حسین وجمیل لڑکی دیکھ رہی ہوگی، جو کہے گی:

ام لک فینا رغبة؟......

آپ کو میری ضرورت نہیں ہے؟......

یہ کہے گا تو کون ہے؟

وہ کہے گی میں بھی تیری آنکھوں کی ٹھنڈک کے لئے چھپا کے رکھی گئی ہوں۔

اسے چھوڑ کر اُس کے پاس جائے گا اور جب تک اللہ چاہے گا رہے گا۔

پھر ایک نور کی تجلی زبردست ہوگی، حیران ہو کے دیکھے گا کہ یہ نور کہاں سے آرہا ہے؟......ایسا زوردار نور کیا دیکھے گا کہ اس کی دنیا کی مومن بیوی اسے دیکھ کر ہنس رہی ہوگی۔ اس کے دانتوں کے نور سے ساری جنت روشن ہو رہی ہے۔ بیوی خوش ہوگی اور حسد نہیں ہوگا اور خوش ہو رہی ہوگی اور اس کا حسن و جمال جنت کی عورت سے بھی زیادہ خوبصورت کر دیا جائے گا۔

تو بھائی ان چیزوں کے حصول کے لئے کون تیار ہے؟......کون اللہ کے راستے میں نکلے گا؟......جو جو بھائی تیار ہیں اپنے نام لکھوا دیں۔اللہ پاک عمل کی توفیق دے۔

اللہ سب سے بڑا حاکم

میرے بھائیو اور دوستو! ہم سب کا خالق اللہ ہے...... ہر چیز کا مالک اللہ ہے...... اور وہ سب سے بڑا بادشاہ ہے...... کوئی اس کا شریک نہیں ہے، کوئی اس کا مثل نہیں...... اتنا اونچا ہے کہ کوئی اس کے برابر نہیں...... ایسا غنی ہے، کوئی مددگار نہیں...... کوئی رب نہیں، اس کے ساتھ جس سے اُمید باندھی جائے۔ کوئی درمیان میں واسطہ نہیں جس کو رشوت دے کر اس تک پہنچا دیا جائے...... اور کوئی اس کا وزیر نہیں جس سے مشورہ کیا جائے...... اکیلا سب پر حاوی ہے۔

ہر جگہ اُس کی حکومت......

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''میری کرسی زمین اور آسمان پر چھائی ہوئی ہے''۔

آسمان پر میری حکومت...... زمین پر میری حکومت...... اس کے درمیان حکومت...... تحت الثریٰ تک حکومت...... زمین پر کیا ہو رہا ہے، اسے پورا پتہ ہے کیا نکلا زمین سے، سب پتہ ہے کیا اُترا آسمان سے سب پتہ ہے، کیا چڑھا آسمان پر پتہ ہے۔ زمین آسمان کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے تھاما ہوا ہے۔ اس نظام کو چلاتے ہوئے تھکتا نہیں...... اس نظام کو چلاتے ہوئے سوتا نہیں...... اونگھتا نہیں...... خزانے نہیں ختم ہوتے...... جتنا چاہو مانگو اللہ کی دو صفتوں کا ظہور، سمیع (یعنی سننے والا) کیسا ہے؟...... کہ سب بولیں، انگریزی، فارسی، ہندی، اردو، سنسکرت، ساری دنیا کی زبانوں میں بولیں، ہزاروں لوگ اپنی اپنی زبانوں میں بولیں ـــــ اللہ تعالیٰ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ سب

کی پکار سنتا ہے...... الگ الگ زبانوں میں سمجھتا ہے...... سب بولیں اسے غلطی نہیں لگتی کون کیا کہہ رہا ہے؟...... سب کی سنی اور پھر سب کو چاہا تو دے دیا۔ سب کی چاہت پوری کر دی۔ کہا میرے خزانوں میں اتنی کمی بھی نہیں آتی جتنا سوئی کو سمندر میں ڈبو دیا جاتا ہے اور اس کے ناکے میں پانی آتا ہے، اللہ بہت بڑا ہے ''اکبر''...... ہم کہیں اکبر تو بھی اکبر...... ہم نہ کہیں اکبر تو بھی اکبر...... وہ اتنا اکبر ہے کہ اس کی کبریائی کی حد نہیں...... وہ اتنا عظیم ہے کہ اس کی عظمت کی حد نہیں اور ہم اتنے حقیر ہیں کہ ہماری حقارت کی حد نہیں۔ اس کا اتنا علم، وہ اتنا قادر کہ اس کی قدرت کی انتہا نہیں۔ ہم عاجز اتنے کہ ہمارے عجز کی حد نہیں۔ صرف وہی تھا جب کچھ نہ تھا، وہی ہوگا جب کچھ نہ ہوگا۔ وہ سب سے اوپر اس کے اوپر کچھ نہیں۔ اس کے سامنے زبانیں بند، اس کے سامنے چہرے جھک گئے۔

اکیلا بادشاہ

اس کے سامنے کوئی نہیں بول سکتا۔ اکیلا بادشاہ ہے زمین آسمان کو توڑ دے گا جیسے بنایا ہے کہ ایسے توڑا پھر انہیں اپنی مٹھی میں پکڑے گا، پھر تین جھٹکے دے گا......

پہلا جھٹکا دے کر کہے گا، میں بادشاہ ہوں......!

دوسرا جھٹکا دے گا، میں ہوں قدوس السلام المومن......!

تیسرا جھٹکا دے گا، میں غالب، میں جابر، میں متکبر......!!!

جابر کہاں ہیں؟......

متکبر کہاں ہیں؟......

بادشاہ کہاں ہیں؟......

کون بادشاہ ہے......؟؟

آج میری بادشاہی ہے، ہمارا دل اللہ کی عظمت سے بھر جائے...... ساری کائنات جیسے اس نے کہا مچھر کا پر نہیں، ایسے مچھر کا پر نظر آئے۔

اللہ کی مدد سے فتح کا حصول

موتہ کی لڑائی میں ایک لاکھ کا لشکر آیا، تین ہزار مسلمان۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا

پہلا معرکہ، ان کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ ثابت ابن عکرمہ انصاری رضی اللہ عنہ پڑوس میں کھڑے تھے۔ بولے ابو ہریرہ! معلوم ہوتا ہے بڑے بڑے لشکر دیکھ کر کچھ اثر ہو رہا ہے؟ کہنے لگے، ہاں اثر ہو رہا ہے۔ فرمانے لگے تُو بدر میں ہوتا تو تجھے کبھی یہ خیال نہ آتا کہ یہ زیادہ ہیں اور ہم تھوڑے۔ ہم کثرت سے نہیں جیا کرتے۔ ارے اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ جب اللہ ساتھ ہو جائے تو پھر کس کی محتاجی، کس کی ضرورت؟ جس کی سلطنت آسمانوں اور زمین پر محیط ہے...... سورج بھی اس کے حکم سے...... چاند بھی اس کے حکم سے...... ستارے بھی اس کے حکم سے...... حکومت اس کی...... اللہ ہی کا حکم چلتا ہے۔ کوئی اس کے سامنے دم نہیں مار سکتا۔ ساری دنیا کا مال مل جانے سے کام نہیں بنتا، اللہ کے ساتھ ہونے سے کام بنتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

جو کہے گا مال سے کام بنتے ہیں اس کا مال کم پڑے گا......

جو کہے گا سلطنت میں عزت ملتی ہے، اللہ ذلیل کرے گا......

جو کہے گا میرا علم، میرا علم...... اللہ اس کو گمراہ کر دے گا۔

جو کہے گا بڑا پڑھا لکھا، بڑا عقل مند، اللہ اس کی عقل خراب کرے گا۔

جو کہے گا کہ میں تجھ پر بھروسہ کرتا ہوں، نہ اس کا مال کم پڑے گا نہ وہ ذلیل ہو گا...... نہ وہ گمراہ ہوگا...... نہ اس کی عقل ماری جائے گی۔ اللہ کافی ہے، میں کافی نہیں۔ میرا بندہ میری تلاش میں مجھے پالے گا تو سب کچھ پالے گا۔ مجھے گم کر دیا تو سب کچھ گم کر دیا۔ رحم ایسا کہ انتہا نہیں، غضب ایسا کہ انتہا نہیں...... صفات دونوں جمع ہو جاتی ہیں۔ غضب و رحم، پوری صفتوں کے اللہ کے ننانوے نام تو حدیث میں ہیں۔ اس کے ناموں کی کوئی حد نہیں۔ ان سب کو جمع کیا جائے تو دو بنتے ہیں رحیم، قادر، جبار، رحمان۔ پھر ان دو کو جمع کیا جائے تو اللہ نے خود فیصلہ کر دیا ہے کہ عرش کے اوپر اللہ کے سوا کوئی مخلوق نہیں۔

عرش کے اوپر ایک بہت بڑی تختی ہے۔ جس کی لمبائی چوڑائی اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ اللہ نے خود لکھوایا ہوا ہے، میری رحمت میرے غصے سے آگے چلی گئی۔ اللہ

فرماتے ہیں:

''اے میرے بندے! میں تو تجھے یاد رکھتا ہوں تو مجھے بھول جاتا ہے، میں تو تیرے گناہوں پر پردہ ڈالتا ہوں تو پھر بھی مجھ سے نہیں ڈرتا، میں پھر بھی تجھے یاد رکھتا ہوں۔ تو مجھے بھول جاتا ہے میں پھر بھی تجھے یاد رکھتا ہوں۔ تو ناراض ہو کر منہ پھیر جاتا ہے میں نہیں منہ پھیرتا۔ میں تیرے انتظار میں رہتا ہوں۔''

سمندر کہتا ہے اللہ اجازت دے، غرق کروں......

زمین کہتی ہے اللہ اجازت دے نگل جاؤں......

آسمان کے فرشتے کہتے ہیں، اے اللہ! اجازت دے تیرے نافرمانوں کو ہلاک کر دیں۔ اور اس کی رحمت کو دیکھو......

میرے بھائیو! اللہ پاک یوں کہتا ہے کہ تمہارا بندہ ہے تو پکڑ لو۔

میرا بندہ ہے تو درمیان میں دخل نہ دو، میں اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کر رہا ہوں۔ کبھی تو رات میں توبہ کرے گا، کبھی تو دن میں توبہ کرے گا اور جب بھی توبہ کرے گا قبول کروں گا۔

اللہ تعالیٰ کی بے انتہا رحمت

میرے بھائیو! اللہ کی رحمت کا مطلب یہ تھوڑا ہے کہ اللہ بڑا مہربان ہے اس کی نافرمانی کرو؟ اللہ نے سورۃ العادیات میں کیسا گلہ کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کی کیوں قسمیں کھائیں؟ اے میرے بندے! نہ تو نے گھوڑا بنایا نہ تو نے اُسے پالا۔ میں نے تیری ملکیت میں دیا۔ چند دن تو نے دانہ کھلایا، پانی پلایا، اب تو اس پر زین رکھتا ہے، اس کو ایڑ لگاتا ہے...... یہ نہیں کہتا میں تھکا ہوا ہوں، چھوڑ دو، مجھے آرام کرنے دو...... نہیں! تیری لگام کے اشارے کو سمجھتا ہے۔ تھاپ مارتا، چنگاری اڑاتا ہے۔ دوڑتا جاتا...... غبار اُڑاتا ہے...... دشمن کے درمیان میں گھستا ہے۔

اے بندے! گھوڑے نے تو تیری فرمانبرداری کی، پر تو میرا نافرمان نکلا۔ میرا

ناشکرا نکلا۔کیسا گلہ اللہ نے کیا؟...... تجھے کس نے دھوکہ میں ڈال دیا؟...... مجھ سے جس کی رحمت کی انتہاء نہیں...... پوری دنیا مل جائے تو اتنے گناہ نہیں کرسکتی کہ زمین بھر جائے، آسمان اور خلاء بھر جائے...... پوری دنیا مل جائے تو اتنے گناہ نہیں کرسکتی لیکن اُس کی رحمت پر قربان جائیں......

وہ آسمانوں کا بھی بادشاہ......

وہ زمینوں کا بھی بادشاہ......

آسمان اُس کا، جو کچھ آسمان میں وہ بھی اس کا......

زمین اس کی، جو کچھ زمین میں ہے وہ بھی اس کا......

اور جو کچھ ان کے درمیان ہے......!!

ہم آہستہ بولیں یا اونچا، اونچی بات کو بھی سنتا ہے، نیچی بات کو بھی سنتا ہے...... وہ اکیلا اللہ بادشاہ ہے شریک۔ اس کا کوئی نہیں۔ زمین پر اس کا قبضہ، آسمان پر اس کا قبضہ...... آسمان کو اونچا کیا ارادے سے، زمین پست کی ارادے سے، اس کو بچھایا اپنے ارادے سے!

زمین اپنے قبضے میں رکھی ہوئی ہے......

آسمان اپنی مٹھی میں ہے......

سورج چاند ستارے اللہ کے قبضے میں ہیں۔

سورج اپنے ارادے سے نہیں، اللہ کے ارادے سے چلتا ہے...... یہ تیرے رب کا بنایا ہوا اندازہ ہے...... چاند کی منزلیں میں نے طے کیں...... وہ ایک ٹیڑھی شاخ بن جاتا ہے...... دن کو لمبا کر دیتا ہے۔

سورج کی گرمی پر اللہ کا قبضہ......

چاند میں ٹھنڈک رکھ دی اور سورج میں گرمی رکھ دی......

نہ اس کی روشنی ذاتی......

زمین کو میں نے پنگھوڑا بنایا......

اے انسانو! پہاڑ میں نے لگائے ——

ہمیں مرد عورت اللہ نے بنایا......

تم تو ایک منی کا ٹپکتا ہوا قطرہ تھے......

تم تو ایک اُچھلتا ہوا پانی تھے......

تم مرد عورت کے پانی سے بنے......

تم تو گندی سڑی ہوئی کالی مٹی سے بنے......

میں ہوں جو تمہیں رحم میں جیسے چاہتا ہوں، جیسا چاہتا ہوں بناتا ہوں۔

میرے بندے! ماں کے پیٹ میں ٹھکانہ دیتا ہوں، پھر ایک اندازے سے تمہیں ماں کے پیٹ میں رکھتا ہوں...... پھر میں تجھے ماں کے پیٹ میں پردوں میں بند کر دیتا ہوں تاکہ تمہیں اندھیروں سے ڈر نہ لگے...... پھر پانی میں رکھتا ہوں...... دنیا میں انسان پانی میں جائے تو مرے اور ماں کے پیٹ میں پانی میں زندہ ہے...... وہ پانی اللہ پیدا کرتا ہے پھر جلد پر ایک پتلی سی تہہ چڑھاتا ہے جس سے بچے کا جسم واٹر پروف ہو جاتا ہے۔
سبحان اللہ!...... پھر اللہ کا اگلا نظام ہے:

میرے بندے! ماں کے پیٹ میں کون تھا جو تیرے لئے روزی لایا کرتا تھا؟

کوئی میرے علاوہ اور بھی ہے جو وہاں اندھیروں میں تجھے دیکھتا ہو؟......

انسان ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟......

بچہ مچھلی کے انڈے میں کیا ہے؟......

کتے، گھوڑے، بلی، گدھے، کے پیٹ میں کیا ہے؟......

کوے، چڑیا، اور مرغی کے انڈے میں کیا ہے؟......

اللہ تعالیٰ کہتا ہے مجھے پتہ ہے، پھر اسے وہاں پر اندازے کے مطابق روزی دیتا ہے۔

کون تجھے روزی دیتا ہے؟......

کون تجھے روزی پہنچاتا رہا ہے؟......

آج تو روزی کے لئے میرا نافرمان بن گیا کہ کہاں سے کھاؤں؟

میرا تو بے فرمان بن گیا، کہاں سے کھلاؤں؟......

اچھا ماں کے پیٹ میں کس نے کھلایا تھا؟......

وہ تو بھول گیا جب تو تین پردوں میں تھا۔ نہ تیری ماں کو پتہ تھا کہ بچے کو کیسے کھلاؤں، جب میں نے وہاں تجھے کھلایا، اب جب تو میرا ماننے والا بن گیا تو میں تجھے کیسے بھول جاؤں!......

میرے بندے میں نے سات آسمان بنائے ہیں، میں نے سات زمینیں بنائی ہیں، انہیں بنا کر تو میں نہیں تھکا، تو تجھے دو وقت کی روٹی کھلا کر تھک جاؤں گا؟......

پرندوں کا رازق، اللہ......

درندوں کا رازق، اللہ......

چوہوں کا رازق، اللہ......

سانپ کو روزی دینے والا، اللہ......

پتنگے کو دینے والا، اللہ......

کیڑے کو دینے والا، اللہ......

کوے کا رازق، اللہ......

ہاتھی کا رازق، اللہ......

وہ اللہ جس کا کوئی مددگار نہیں، اس کا مشورہ دینے والا کوئی نہیں۔

اللہ...... علیم و خبیر

ماضی بھی جانتا ہے...... حال بھی جانتا ہے...... مستقبل بھی جانتا ہے...... کل کیا ہو گا، کل کیا ہونے والا ہے سارا کچھ جانتا ہے...... جس کے سامنے سب جھک جائیں، زمین و آسمان اس کی مٹھی میں، ہمارے اوپر بھی اس کا قبضہ...... تمہارے کان بند کر دوں، کانوں پر اللہ کی حکومت...... زندہ میں کرتا ہوں...... موت میں دیتا ہوں...... عزتیں اللہ کے ہاتھ میں ہیں، ذلتیں اللہ کے ہاتھ میں...... جسے چاہے بادشاہ بنائے، حکومت اللہ کے ہاتھ میں...... جس کو چاہے تخت سے اُتار دے، ذلیل کرنا اللہ کے قبضہ میں...... دولت کے خزانے اللہ کے پاس...... ہوائیں اس کے تابع...... بادل اس کے تابع...... بارش اس کے تابع...... پھر اس پر آنے والے پھول پھل اللہ کے تابع...... اپنے حکم سے بارش برساتا ہے...... سورج کو دہکاتا ہے...... اسے سمندر کی سطح پر ڈالتا ہے...... بخارات کو بادل بنایا، بادل کو ٹھنڈا کیا، پہاڑ

پرلے جا کر برف بنائی...... میدانوں میں بارش برسائی...... پانی کے ایک ایک قطرے کے ساتھ ہزاروں زندگیوں کو وجود بخشا...... سیپ کے منہ میں ڈال کر موتی بنایا...... انسان کے منہ میں ڈال کر پیاس کے دور ہونے کا سبب بنایا...... بکری کے منہ میں ڈال کر اس کا دودھ بنایا...... گائے کے منہ میں ڈالا تو اس کا گوشت بنا...... ہرن کے منہ میں گیا تو مشک بنا...... بچھو کے منہ میں گیا تو زہر بنا...... زمین کے اندر گیا تو سیرابی کا ذریعہ بنا...... سبزہ کا ذریعہ بنا۔ درخت کے پھلنے اور پھولنے کا ذریعہ بنا...... شکل نظر آ رہی ہے، حکم نظر نہیں آ رہا، شکل نظر آ رہی ہے...... حکم اللہ کا، شکل پانی کی۔

میرے بھائیو! اللہ ہم سے چاہتا ہے کہ سارے بڑوں کی بڑائی نکال کر اللہ کی بڑائی ہمارے دلوں میں آ جائے۔ سب سے پہلے وہی سب سے آخر وہی، اس کے بعد کچھ نہیں وہی اوّل، وہی آخر......

وہ اوّل تو ہے مگر اس کا مکاں نہیں......
وہ آخر تو ہے مگر اس کا زماں نہیں......
وہ ابدی تو ہے مگر انتہا سے پاک ہے......
آسمانوں پر بھی اس کی حکومت......
ہواؤں پر بھی اس کی حکومت......
پرندوں پر بھی اس کی حکومت......
فرشتوں پر بھی اس کی حکومت......
جبرائیل، اسرافیل اس کے تابع ہیں......
جنت اس کی رحمت کا ادنیٰ کرشمہ......
دوزخ اس کے عذاب کا ادنیٰ کرشمہ......

وہ اگر چاہے تو ایسی کروڑوں جنتیں ایسی کروڑوں دوزخیں اور بنا دے...... کروڑوں آسمان بنا دے...... کروڑوں زمینیں بنا دے...... نہ خزانے میں کمی نہ طاقت میں کمی...... نہ کوئی چیز اس کے حکم کے بغیر پھر سکے نہ لڑ سکے نہ ٹکر لے سکے۔ آنکھ اس کو دیکھ نہیں سکتی، بڑے سے بڑا خیال اس تک پہنچ نہیں سکتا، حادثات سے اثر نہیں لیتا، انقلاباتِ زمانہ

سے وہ ڈرتا نہیں......!!

تمام خزانوں کا مالک......تمام مخلوق کا رازق

سمندر میں کتنا پانی ہے؟ اس کو ایک ایک قطرے کا پتہ ہے......ایک ایک قطرہ اور مجموعی وزن کا پتہ ہے......سمندر میں چلنے والی مچھلیوں کا پتہ ہے، اس مچھلی کو کون سی مچھلی کھائے گی اس کا پتہ ہے......پھر اس کو کون سا شکاری شکار کرے گا وہ بھی اس کو پتہ ہے...... پھر اس کے کتنے ٹکڑے ہوں گے وہ بھی پتہ ہے......اس کے ایک کانٹے کو کون سی بلی اٹھائے گی، دوسرے کانٹے کو کون سا کوا اٹھائے گا؟ وہ بھی پتہ ہے......یہ انسان جس نے مچھلی کو کھایا کون سی دنیا میں مرے گا ایک مچھلی کا نشان مٹا، ایسی کروڑوں مچھلیاں روز کھائی جا رہی ہیں......اللہ قیامت کے دن کہیں گے زندہ ہو جا، قیامت کے دن ایک ایک الگ زندہ ہو جائے گی......

اُس اللہ کا بھیجا ہوا اسلام ہے......

اُس اللہ کا بھیجا ہوا دین ہے......

عرش پر تخت بچھایا، زمین پر سلطنت بنائی......

جنت میں رحمت بنائی......دوزخ کو عذاب سے بھرا......

میرے بھائیو! اللہ ہمارے دلوں میں اُتر جائے، ہم اللہ کو خالق و مالک جان کر اس کے سامنے جھک جائیں۔ جو وہ چاہتا ہے وہ ہوتا ہے، جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہو سکتا۔ ساری مخلوق بے حیثیت نظر آنے لگے اور اللہ میں سب کچھ نظر آنے لگے۔ پہاڑ، زمین، آسمان بڑے نظر آتے ہیں تو اللہ کہتا ہے کہ میں نے آسمان کو روکا ہوا ہے۔ چاند اور سورج کی گردش نظر آتی ہے تو اللہ فرماتا ہے: ''سارے میرے حکم کے تابع ہیں''۔

سمندروں کی طوفانی موجیں نظر آتی ہیں تو اللہ کہتا ہے: ''میں ہوں جس نے سمندر کو تابع کیا ہوا ہے''۔

ہوائیں چلتی نظر آتی ہیں، دنیا کی طاقت ور ترین مخلوق ہوا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں ہوں ہواؤں کو بھیجنے والا''۔

لوہے کو بنانے والا اللہ......پھر ہمیں لوہا سخت نظر آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

جس نے زمین میں تمام دفینے رکھے ہیں، تارکول کا دفینہ سمندر میں بنتا ہے، بننے میں ۱۰ لاکھ سال لگتے ہیں، اپنی جگہ میں ٹک نہیں سکتا۔ پچھلی صدی میں انسانوں کو اس کی ضرورت تھی، تو اللہ تعالیٰ نے اس نظام کو ہلایا۔ لاکھوں کروڑوں سال میں اللہ نے اسے بنایا، کوئی فیکٹری نہیں لگائی، ایک نظام بنایا سمندروں سے نیچے تیل بنتا ہے، پھر آگے چلتا ہے آگے اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مشکیزے بنائے، پھر ان کو بھر دیا جن کے اوپر کور ہے، جیسے پھلوں کے اوپر چھلکا...... سو میل، دو سو میل، تین سو میل لمبا پہاڑ ہے۔ اللہ نے یہ اس کے اوپر چھلکا بنا دیا ہے۔ اللہ اس کے اندر ڈال کر اسے بند کر دیتا ہے۔ اندر میواہ بھر دیتا ہے، گیس کے نام سے بھر دیتا ہے، اگر اللہ ایک زلزلہ لے آئے تو وہ سارا پھٹ جائے، اس کے اوپر کا چھلکا پھٹ جائے تو سارا تیل نکل جائے، سارے کام رک جائیں، یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس رکھا۔

وہ کہتا ہے: میں نے اس میں رکھا تھا، میں نے خزانے بھرے ہیں۔ نہ ہم نے بھرے نہ ہم نے بنائے ہیں۔ پانی میں ہمیں زندگی نظر آتی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے قبضے میں ہیں۔ مجھے بتاؤ اگر میں تمہارے پانی کو ویسے ہی ختم کر دوں تو کون ہے جو تمہارے لئے پانی برسائے گا!!

اللہ سے ڈرو

جس کے سامنے جبرئیل جیسا فرشتہ بھی دم بخود ہو جاتا ہے، ایسا فرشتہ کہ اگر سات سمندر کا پانی اس فرشتے کے انگوٹھے پر ڈالا جائے تو ایک قطرہ زمین پر نہیں گرے گا۔ وہ خدا اپنی ذات میں کتنا عظیم ہوگا جس کی نہ کوئی ابتدا ہو نہ کوئی انتہا ہو۔ اللہ تعالیٰ قادرِ مطلق ہے۔ موت دیدے تو ہم بچ نہیں سکتے۔ جب تمہاری روح کو حلق میں اٹھاتا ہوں تو لاؤ نہ کسی کو کہ تمہاری زندگی بچا کر تمہیں دکھلائے۔ ہمارے اوپر بھی وہی بادشاہ ہے۔

اونچا کر دے اس کی مرضی......

نیچا کر دے اس کی مرضی......

رزق تنگ کر دے اس کی مرضی......

رزق کھول دے اس کی مرضی......

میرے بھائیو! وہ بادشاہ جو زمین، آسمان، سورج، چاند، ستارے، فضا، ہوائیں، سب کا اکیلا مالک ہے...... یہ دین اس بادشاہ کا ہے...... یہ حکم اس بادشاہ کا ہے کہ میرا بندہ میری مان کے چل!!

''اے میرے بندے! میں تجھ سے محبت کرتا ہوں، میرے حق کا واسطہ تو بھی مجھ سے محبت کر''۔

ماں دودھ کا واسطہ دیتی ہے، اللہ اپنے حق کا واسطہ دیتا ہے اور کہتا ہے: ''میرا وہ حق جو تجھ پر بنتا ہے اس کی قسم دے کر تجھ سے کہتا ہوں یہ میرے لئے ہے''۔

اس میں تمام کاروبار کرو...... حکومت کرو...... چاکری کرو...... سیاست کرو...... مزدوری کرو...... مگر تیرا دل میرے لئے ہے...... اس میں میرا غیر نہ آئے۔

اپنے دل کو صاف رکھ۔ تو اپنے لئے صاف کپڑا پسند کرتا ہے لیکن اپنے دل کو تمام گندگیوں سے بھر لیتا ہے۔ کچھ تو میرا خیال کر، میں نے اسے اپنے لئے چنا ہے...... اپنے لئے کوئی بھی چیز میلی ہو جائے تو دھولو، اور وہ اتنی صفات کا مالک ہر چیز کا مالک اس کے لئے اپنے دل کو گندہ کر دیا......!!

جس دل میں اللہ اُترتا ہے......

جو دل اللہ کی محبت کا عرش ہے......

جو دل اللہ کی محبت کا مسکن ہے، اسی دل میں سارے گناہوں کی غلاظت بھر دی......

آنکھوں سے غلط دیکھا......

کانوں سے غلط سنا......

منہ سے غلط پیا، غلط کھایا......

شہوت کو غلط استعمال کیا...... اپنے دل کی ساری تختی خالی کر دی...... یہ دل اللہ کا مسکن نہیں بن سکتا۔ یہ دین اللہ کا ہے...... اتنے بڑے بادشاہ کا ہے لیکن اسلام کی عظمت ہی دلوں سے نکل گئی۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب میری امت دنیا کو بڑی چیز سمجھے گی تو اسلام کی ہیبت ... سے محروم ہو جائے گی''

کلمہ طیبہ کا پلڑا بھاری

جب یہ کہتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں تو لرز جاتا ہوں کہ تمام سمندر، تمام خلاء، اگر اس سارے نظام میں ایک ارب سال تک جہاز روشنی کی رفتار سے چلتا رہے تو یہ نظام ۱۷ کہکشاؤں کا مجموعہ ہے، ایسی ۱۵ ارب کہکشائیں ہیں، ہمارے نظام شمسی ساڑھے سات ارب میل میں پھیلا ہوا ہے۔ یہ صرف ۳ فیصد ہے۔ باقی ۹۷ فیصد اور تمام فرشتے اگر ترازو کے ایک پلڑے میں رکھے جائیں اور لا الٰہ الا اللہ ایک پلڑے میں رکھا جائے تو وہ پلڑا بھاری ہو جائے گا جس میں دین کا پہلا بول لا الٰہ الا اللہ ہے۔ جس دین کا پہلا بول لا الٰہ الا اللہ اتنا وزنی ہو وہ پورا دین کتنا طاقت ور اور کتنا وزنی ہوگا۔

ہم ایٹم کی طاقت سے ڈر گئے، لا الٰہ الا اللہ کی طاقت کو سمجھتے تو سارے ایٹم مچھر کا پَر نظر آتے۔ ایٹم سے ڈرنا ایسا ہے جیسے کفارِ مکہ لات ومنات سے ڈرتے تھے۔ بت بنا کر کہتے تھے ان سے ہمارے کام بنتے ہیں۔ آج ایٹم سے ڈرنا ایسا ہے جیسے بتوں سے ڈرنا۔

ایٹم پر اللہ کا قبضہ ہے......

ان کے دماغوں پر اللہ کا قبضہ ہے......

ان کی تدبیروں پر اللہ کا قبضہ ہے......

ان کے دلوں پر اللہ کا قبضہ ہے......

اللہ اکبر! یہی بات دنیا کو سمجھانے کے لئے صحابہ کرامؓ نے جان و مال و وقت کی قربانی دی۔

دعوت وتبلیغ کا مقصد

جب ربیع بن عامر رضی اللہ عنہ سے رستم نے پوچھا:

کیوں آئے ہو ہمارے ملک میں؟...... کیا تمہیں بھوک نے نکالا ہے یا تمہیں ملک نے نکالا ہے یا تمہیں مال نے نکالا ہے؟...... کس چیز کے لئے ہمارے پاس آئے ہو؟...... پیسہ چاہتے ہو تو ہم دیتے ہیں" ملک چاہتے ہو تو جتنا فتح کر چکے ہو یہی لے لو، واپس چلے جاؤ، تمہارے امیر کو دوگنا دے دیں گے، تمہیں بھی اتنا دیں گے، کپڑے بھی

دے دیں گے اور تم واپس چلے جاؤ اور اسی پر اکتفا کرلو......

حضرت ربیع ابن عامر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

سنو بھئی رستم! نہ ملک نے ہمیں نکالا، نہ مال نے...... اِنَّ اللّٰہ ابتعثنا...... بعثت کالفظ اللہ نبیوں کے لئے استعمال کرتا ہے، ھو الّذی بعث فی الاُمّیّین رسولًا...... بعثت کالفظ نبیوں کے لئے آیا ہے اور یہاں ربیع ابن عامر رضی اللہ عنہ اپنے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ اس امت کے لئے بعثت کا لفظ صحابی استعمال کر رہا ہے، اِنَّ اللّٰہ ابتعثنا، ہمیں ہمارے رب نے مبعوث کیا ہے۔ بھیجا ہے...... کیوں؟

ان تخرج العباد من عبادة العباد......

کہ لوگوں کی بندگی سے نکال کر لوگوں کے رب کی بندگی پر ڈال دیں۔''

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری تدبیر ساری تدبیروں پر حاوی ہے۔ میں تمہاری تدبیریں جانتا ہوں۔ تم میری تدبیریں نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ طاقت ور سے بے طاقت کر دے، اگر ہم لا الٰہ الا اللہ کی طاقت کو سمجھتے تو یہ سب ہمیں کھلونے نظر آتے۔

خالد ولید رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ ۶۰۰۰ عرب عیسائی اور ۲۴۰۰۰۰ کفار جنگ یرموک میں ان کے سامنے ہیں اور مسلمان ۳۶۰۰۰ (چھتیس ہزار) تھے اور رومیوں کے سردار باہان نے کہا تم عرب ہو تم عرب ہو، تم جاؤ ان کا مقابلہ کرو۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو جب پتہ چلا کہ یہ عربیت کی بنیاد پر یہ کہہ رہے ہیں تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا ۶۰۰۰۰ کے مقابلے میں ۳۰ ہیں؟ پوچھا کہ حقیقت کہہ رہے ہو یا مذاق کر رہے ہو؟ تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے، کفر کے زمانے میں بڑا دلیر تھا، اسلام لا کے بزدل بن گیا؟...... کہنے لگا میں بزدلی کی نہیں انصاف کی بات کرتا ہوں۔ فرمانے لگے نہیں، اگر تم نے جانا ہے تو ۶۰ آدمی لے کر جاؤ۔ کس کس کے مقابلے میں؟ ۶۰۰۰۰ کے مقابلے میں......

یہ ابوسفیان کا مشورہ تھا؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ امیر تھے، انہوں نے فرمایا ابوسفیان ٹھیک کہتے ہیں۔ تو ابو ہریرہؓ نے کہا کہ ۶۰ آدمی لے لو۔ تو کہنے لگے کہ میں ایسے آدمیوں کا انتخاب کروں گا کہ اگر وہ اللہ کے ہاں ہاتھ اٹھائیں گے تو اللہ ان کے ہاتھ خالی

نہیں لوٹائے گا۔ انہیں بتاؤں گا کہ ہم عربی ہونے کی وجہ سے فتح نہیں پا رہے، اللہ کے ساتھ ہونے کی وجہ سے فتح پا رہے ہیں۔

جنگ بدر میں آیتیں اُتری ہیں، تم نے کہا تھا کہ کہاں ہے مدد، تو آ گئی مدد۔ اب بھی باز آ جاؤ تو اچھی بات ہے اور اگر تم نے دوبارہ حملہ کیا تو اللہ کہتا ہے کہ میں حملہ کروں گا پھر تمہاری کوئی طاقت تمہیں نفع نہیں دے سکتی۔ میں ایمان والوں کے ساتھ ہوں۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے آواز لگائی عباس، زبیر، عبیداللہ، عمرو، عبدالرحمٰن، زرار بن ازور کہاں ہیں؟ غرض ۶۰ آدمیوں کو ساتھ لیا اور ۶۰۰۰۰ پر جا کر ٹوٹ پڑے، تو جبلہ کہنے لگا کیا کر رہے ہو؟

کہنے لگا ہوش میں ہو؟

کہنے لگے ہوش میں ہوں۔

ایک حملہ ہوا، دوسرا حملہ ہوا، تیسرے حملے پر دراڑ پڑی، صف میں نو دس ٹولیاں بنا دیں، فرماتے ہیں کہ کوئی ماں ان جیسا نہیں جنے گی۔ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ ۲۰ مرتبہ کفار نے قتل کرنے کے لئے اس ٹولی پر حملہ کیا، حضرت عباس رضی اللہ عنہ آگے بڑھتے تھے اور اعلان کرتے تھے، عباس ﷺ کا بیٹا فضل کہتا تھا کہ اے کتوں کی جماعت! میرے نبی ﷺ کے ساتھیوں سے دور ہو جاؤ۔ تو ساٹھوں نے بیس حملوں کو توڑ دیا۔ وہ اکیلے نہیں توڑا، اللہ فرماتے ہیں:

تم نہیں تیر مار رہے، کہا میں مار رہا ہوں...... تم نہیں قتل رہے میں قتل کر رہا ہوں...... تم نے نہیں مارا میں نے مارا ہے!!

میرے بھائیو! اللہ جب ساتھ ہوتا ہے تو ساری کائنات سمٹتی چلی آتی ہے۔ جس دین کا لا الٰہ الا اللہ اتنا طاقت ور ہو وہ پورا دین کتنا زبردست ہوگا!!

ارے بھائیو! تنِ تنہا اللہ ہی ہے جو سب کچھ کرتا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فتح مکہ کے دن مکے میں داخل ہو رہے ہیں، دس ہزار کا لشکر ساتھ ہے، دس ہزار کا لشکر ہے۔ ابوسفیانؓ اوپر کھڑا دیکھ رہا ہے۔ لشکروں پر لشکر گزر رہے ہیں، خالد بن ولید ﷺ گزرتے ہیں، مسلمانوں کا لشکر لے کر تکبیر پڑھتے ہوئے نکلتے ہیں۔ زبیر ابن عوام ﷺ آتے ہیں اور لشکر کو

لے کر نکلتے ہیں...... ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ آتے ہیں اور لشکر لے کر نکلتے ہیں اور بریدہ بن حصیب آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں، اور کعب بن جصاصی آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور بنو اشجع آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور بنو بکر آتے ہیں اور لشکر کو لے کر نکلتے ہیں اور مزینہ قبیلہ آتا ہے نعمان بن مقرنؓ کی سرکردگی میں اور لشکر کو لے کر نکل رہا ہے، لشکروں پر لشکر چل رہے ہیں اور ابوسفیانؓ حیران ہو کر دیکھ رہے ہیں۔

اتنے میں آواز آتی ہے اور ساری گرد و غبار اٹھتی ہے اور وہ کہنے لگے:

ما ھذا؟ یہ کیا ہے؟......

حضرت عباسؓ فرماتے ہیں: ھذا رسول اللہ بین المھاجرین والانصار...... یہ اللہ کا رسول ﷺ ہے جو مہاجرین اور انصار میں آ رہا ہے۔

جب وہ اٹھا ہوا لشکر سامنے آتا ہے تو ایک آدمی کی آواز ہے، ولہٗ زعل...... اس میں کڑک دار آواز ہے۔ ابوسفیان کہتا ہے یہ کس کی کڑک دار آواز ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: یہ خطاب کا بیٹا عمرؓ ہے جس کی تم کڑک دار آواز سن رہے ہو۔

انہوں نے کہا:

واہ واہ واللہ لقد امر امر بنیص کعب ابن عدیّ بعد واللہ ذالّت قلّتْ......

ارے اللہ کی قسم یہ بنوعدی ذلت اور قلت کے بعد آج بڑی عزت والے ہو گئے......

تو عباس رضی اللہ عنہ کہنے لگے ابوسفیان! عزت و ذلت یہاں قبیلوں پر نہیں عزت و ذلت یہاں اسلام پر ہے اور اسلام نے عمرؓ کو اونچا کیا ہے، عمرؓ اونچا نہیں تھا، اسلام نے عمرؓ کو اونچا کیا ہے اور پھر اس پر کہنے لگا ارے عباس:

کبر ملک ابن عمک......

تیرے بھتیجے کا ملک تو بہت بڑا ہو گیا۔

حضرت عباسؓ نے کہا، نہیں نہیں! یہ ملک نہیں ہے، انّما ھذا النبوۃ...... یہ شانِ نبوت ہے۔ بادشاہ ایسے نہیں ہوا کرتے، دس ہزار کا لشکر ہے اور آپ ﷺ کا ماتھا اونٹنی

کے پالان کے ساتھ ٹکا ہوا ہے۔ سر اونچا نہیں جھکا ہوا پالان پر ٹکا ہوا، اور زبان پر الفاظ لا الٰہ اِلّا اللّٰہ وحدہٗ کا ورد اور اللہ اکیلا تنِ تنہا...... کسی دس ہزار پر نظر نہیں ہے، اللہ کی ذات عالی پر نظر ہے۔ کیونکہ یہ سب کچھ اللہ کی مدد سے ہی ممکن ہوا۔

انسانی جسم میں اللہ کا چلایا ہوا نظام

میرے بھائیو اور دوستو! ہم میں سے کوئی اپنی مرضی سے اس دنیا میں نہیں آیا، پتہ نہیں، کوئی کہاں سے آیا کیسے آیا، اور اپنی مرضی سے کوئی مرتا نہیں۔ اللہ نے جو چاہا بنا دیا، مرد یا عورت......

شکل صورت میں ہمیں اختیار نہیں......

فہم وفراست میں اختیار نہیں......

بنانے والے نے اپنی پسند کا بنایا......

وہ اللہ ہی ہے جو تمہیں ماں کے رحم میں بناتا ہے، جیسے چاہتا ہے۔ کیا تمہیں گندے پانی سے نہیں بنایا؟...... اللہ سوال پوچھتا ہے پھر ایک ٹھکانا ہے ماں کے پیٹ میں، ایک اندازہ جو مجھے پتا ہے، میرے سے بہتر اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ یہ اللہ نے اپنی کتاب میں کہا۔

اب اگلا نظام چلایا......

اے آدم کی اولاد! ماں کے پیٹ میں روزی کون دیتا تھا؟......

جب کوئی راستہ نہیں تھا پہنچانے کے سارے راستے بند ہیں۔ ماں اس بچے کو زندہ رکھنا چاہے اپنی طاقت سے نہیں رکھ سکتی۔ غذا پہنچانا چاہے نہیں پہنچا سکتی۔ غیبی نظام چل رہا ہے۔ وہاں روزی کون دیتا تھا؟......

جب کہ تو چھوٹا سا بچہ تھا ماں کے پیٹ میں، پھر میری تدبیر چلی۔ مسلسل چلی، درجہ بدرجہ پروان چڑھایا۔ جب ماں کے پیٹ میں رہنے کا زمانہ ختم ہوا، پھر میں نے اس فرشتے کو بھیجا جس کے ذمے یہ کام ہے کہ بچے کو دنیا میں لایا جائے۔

تو اس نے اپنے پر بچھائے اور تجھے باہر نکالا......

فرشتے نے پَر کے اوپر تجھے سنبھالا......

انسانی اعضاء پر اللہ کا کنٹرول

نظر کسی کو نہیں آتا۔ کس عالم میں آئے؟......کوئی دانت نہیں ہے جس سے کاٹ سکوں......کوئی ہاتھ میں جان نہیں ہے جس سے پکڑ سکوں...... پاؤں میں طاقت نہیں ہے کہیں چل سکوں...... آنکھ ہے دیکھنے کی صلاحیت پوری نہیں...... زبان ہے بول نہیں سکتی......کان ہے کچھ سن نہیں سکتے آوازوں کو...... ہاتھ پکڑ نہیں سکتا...... پاؤں چل نہیں سکتا......دانت کاٹتے نہیں......ایسی بے بسی جب انسان پر ہوتی ہے کہ نہ پیشاب کی تمیز نہ پاخانے کی، تو کیا کرتا ہوں؟......ماں کی چھاتی سے دو چشمے نکالتا ہوں، گرمی میں ٹھنڈے ہو جاتے ہیں سردی میں گرم ہو جاتے ہیں۔ گرمی میں ٹھنڈا دودھ نکلتا ہے، سردی میں گرم دودھ نکلتا ہے۔ بتا اے انسان! میرے علاوہ اور بھی کوئی ایسا کر سکتا ہے؟؟

میرے بھائیو! اللہ کا تو ایسا نظام چلا، کہاں سے اٹھایا؟......مٹی، نطفہ، خون، پھر لوتھڑا، پھر اس میں ہڈیاں پروئیں، پھر اس پر گوشت کو ترتیب سے لگایا، آنکھ، کان، ناک، ہاتھ، پاؤں پورے، انگلیاں پھر ان پر ناخن ہر چیز بنائی......پھر اس کو ایک نئی شکل دے کر روح پیدا کر کے کامل کر دیا۔ یہ تو اللہ کا نظام چلا میرے بارے میں، دنیا میں آئے تو پھر نظام چلا کہ میں نہیں جانتا کہ مجھے دودھ کہاں سے آ رہا ہے، پرورش نہیں ہو سکتی۔ اپنا بچہ روئے تو دل میں درد ہوتا ہے، پرایا بچہ روئے تو سر میں درد ہوتا ہے۔ مگر یہاں تو ایک ہی پرورش کا نظام ہے جو اللہ ماں باپ کے دل میں ڈالتا ہے۔ پھر یہ بھی نکل گیا آگے کیا ہوا؟......

جب تجھ میں جوانی کی ترنگ آئی، جوانی کی لہر دوڑی...... قد آور ہو گیا......

تیرے بازو اور چھاتی مضبوط ہو گئے اور تو دن رات میری نافرمانی کر کے مجھے للکارنے لگا، اللہ کی نافرمانی، اللہ کو للکارنا ہے۔ لیکن ہے وہ رحیم و کریم اور رؤف...... مہلت دے دیتا ہے۔ اللہ فرماتے ہیں:

"تمہارے گناہوں پر تمہیں پکڑ لوں تو ایک بھی زمین پر چلنے والا نہ رہے"۔

میرے بھائیو! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم میں سے کوئی اپنی مرضی سے نہیں

آیا...... پھر جانا بھی آگے مرضی سے کوئی نہیں۔ عجیب بات ہے آئے تھے اور پتہ نہیں تھا، آنکھ کھلی ہوش میں آئے اس جہان میں جی لگ گیا، مرنے کو جی نہیں چاہتا۔ پیغام آیا کہ مرنا ہے، جانا ہے، دائیں بائیں سے جنازے اٹھتے ہیں، موت کا تیر بھی، نجومی بھی، طبیب بھی کہ کوئی طریقہ بتاؤ میری عمر بڑھ جائے؟...... کہاں جی! عمر تو نہیں بڑھا سکتے!!

دو بادشاہوں کا پڑھا، جس میں ایک چنگیز خان نے طبیب اکٹھے کیے تھے کہ کوئی طریقہ بتاؤ میری عمر بڑھ جائے۔ انہوں نے کہا جی عمر نہیں بڑھا سکتے۔ جو ہے وہ صحت سے گزر جائے ترتیب بتا سکتے ہیں بڑھا نہیں سکتے۔

آمد کا مقصد تو معلوم کریں

تو اب اس کے درمیان کی بات ہے کہ ہم اپنے مقصد کو خود کیوں طے کر رہے ہیں؟...... اسی سے پوچھیں جس نے پیدا کیا ہے۔

اے اللہ! دنیا میں کس لئے آئے ہیں؟...... چنانچہ ہماری عقل بھی ناقص، ذہن بھی ناقص، سننا بھی ناقص، دیکھنا بھی ناقص، بولنا بھی ناقص، جس کے سامنے ادھوری تصویر ہو وہ تو کبھی اس سے صحیح نتیجہ اخذ نہیں کر سکتا۔ جس کا علم کامل، جس کی سوچ اور سننا کامل، قوت، قدرت، طاقت کامل اس کا فیصلہ صحیح ہوگا...... تو اللہ تعالیٰ اپنے علم کے اعتبار سے اولین آخرین ہے، اے بندے تیرے رب سے ایک ذرہ بھی پوشیدہ نہیں۔

اللہ فرماتے ہیں، بولو زور سے یا آہستہ، اندر کے بھید جانتا ہوں۔

جو بول چکے اس کی بات نہیں جو بولنے والے ہو اس کا بھی اللہ کو پتہ ہے۔ جو آئندہ بولیں گے اس کا بھی اللہ کو پتہ ہے، جو آپ سوچ رہے ہیں اس کا بھی اللہ کو پتہ ہے...... جو میں سوچ رہا ہوں اس کا بھی اللہ کو پتہ ہے...... بڑے علم والے کا جو ہمارے حق میں فیصلہ ہے صحیح ہے۔

اولاد کی تربیت صحیح کریں......

تو اللہ نے ہمیں کیوں پیدا کیا ہے؟ ماں باپ نے غلط تربیت کر دی...... بڑا ظلم ہوا ہے آج کل کی انسانیت پر...... میں چھوٹا تھا میرے والد صاحب نے فرمایا: بیٹا تو ڈاکٹر بنے

گا بڑی عزت پائے گا، پندرہ سال یہ سبق سنا اور ہر والد اپنے بچے کو جو اپنے ذہن میں اس کے دنیاوی مقصد کے لئے بہتر سمجھتا ہے وہ ہی بطور مقصد اس کے اندر فیڈ کرتا رہتا ہے۔ جب وہ شعور میں آتا ہے تو یہ بھول جاتا ہے کہ میرا مقصد اللہ ہے اور جنت میرا ٹھکانا ہے، اور دوزخ سے مجھے بچنا ہے اور اللہ کو مجھے راضی کرنا ہے اور وہ پوری طرح اس دنیا کے حاصل کرنے کے لئے اور دنیا کے جاہ وج لال کے لئے تیار ہو چکا ہوتا ہے۔ پٹری سے اُترتا ہی نہیں، بھٹک چکا ہوتا ہے اور یہ اللہ کا فیصلہ ہے جو دنیا کو مقصد بنائے گا ایک ضرورت کی تو اللہ نے اجازت بھی دی اور فضائل بھی بتائے اور بنالیا مقصد، تو اس پر ڈانٹ بھی پلائی اور عذاب بھی سنایا جو دنیا کو مقصد بنالے۔

اللہ کیسے حفاظت کرتا ہے؟......

وَاللّٰهُ یعصِمُک من النّاس...... یہ آیت بڑی زبردست ہے۔ اس میں اشارہ ہے کہ اگر یہ امت قرآن کی تبلیغ کا کام شروع کردے اسلام کو دنیا میں پھیلانا شروع کردے تو اللہ کی حفاظت کا نظام ان کی طرف متوجہ ہو جائے گا۔

وَاللّٰهُ یعصِمُک من النّاس......

''میں تمہاری حفاظت کروں گا''۔

حفاظت کروں گا...... حفاظت کا وعدہ اس کام کے ساتھ اللہ نے جوڑا ہے۔ اس آیت میں ارشاد ہو رہا ہے کہ تم تبلیغ کرو، حفاظت میں کروں گا۔ ابھی اللہ کی حفاظت کا نظام حرکت میں نہیں جب وہ حرکت میں آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کیا کیا نمونے دکھاتا ہے!!

آگ کے ڈھیر پر حفاظت کر کے دکھائی......

مچھلی کے پیٹ میں حفاظت کر کے دکھائی......

چھری کے نیچے حفاظت کر کے دکھائی......

سمندر میں ڈال کر حفاظت کر کے دکھائی......

فرعون کی گود میں بٹھا کر اس کے منہ سے کہلوا کر ''اِنَّهٗ قاتلی'' یہی ہے میرا قاتل، پھر بھی حفاظت کر کے دکھائی۔

یہ اللہ کی حفاظت کا نظام ہے، ابھی وہ نظام متوجہ نہیں ہے۔ جب اللہ کی حفاظت کا نظام متوجہ ہوگا تو اللہ تعالیٰ خود کہتا ہے:

قد مکروا مکرَهُم وعند اللّٰہ مکرُهُم وإن کان مکرُهُم لِتزول منه الجبال فلا تحسبَنَّ اللّٰہ مخلِفَ وعدِهٖ رسلهٗ ط ان اللّٰہ عزیزٌ ذوا انتقام.

ان کی تدبیروں سے نہ ڈرو، اگر چہ ان کی تدبیر پہاڑوں کو توڑ دے، میں ان کی تدبیروں کی کاٹ میں ہوں......

ومکرنا مکرًا وهم لا یشعرون.

ان کے منصوبے میں دیکھ رہا ہوں، میرے منصوبے یہ نہیں دیکھ رہے۔

فانظر کیف کان عاقبةُ مکرهم......

دیکھ ان کی تدبیر کا انجام کیا ہوا؟......

ولا یحیق المکرُ السّیّءُ اِلّا بِاَهلِه......

ان کی ساری تدبیریں ان کے گلے میں ڈال دوں گا۔

کب...... جب اللہ کی حفاظت کا نظام متوجہ ہوگا اور اللہ کی حفاظت کا نظام اس دعوت کے ساتھ جڑا ہوا ہے کہ **بَلِّغُوا** تم تبلیغ کا کام کرو حفاظت اللہ کرے گا۔ اور حدیث پاک میں ہے، ایک آدمی اللہ کے راستے میں نکلتا ہے:

جعل الذّنوبهٗ جسرًا علیه......

اس کے گناہ اس کے سر کے اوپر ایسے کھڑے ہو جاتے ہیں، اور جب گھر سے قدم نکالتا ہے تو

لا ینبغی علیه مثل جناحَ بعوضةٍ......

سارے گناہ جھڑ کر اس کے جسم پر مچھر کے پر کے برابر بھی گناہ نہیں رہتا۔

ایسے صاف ہو کر نکلتا ہے گناہوں سے، **وتکفله اللّٰہ لهٗ باربعٍ......** اور اللہ چار چیزوں میں اس کی ضمانت لے لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے، میں ہوں ضامن چار چیزوں

میں، سب سے پہلے

یخلفهٗ فی اھلہٖ و مالہٖ......

میں تیرے گھر کا تیرے اہل مال کا تیرے عیال کا، تیری دنیا کا میں خلیفہ ہوں، میں ضامن ہوں، یہ سب پہلا وعدہ ہے۔

اللّٰہ یعصمک من النّاس یخلفهٗ فی اھلہٖ و مالِہٖ......

دیکھ قرآن اور حدیث کیسے جڑتا چلا آ رہا ہے، اب ایک قصہ بھی سناتا ہوں۔ حیاۃ الصحابہ میں ہے ایک عورت اللہ کے راستے میں گئی، اس کی دو بکریاں تھیں، دو برش تھے جب واپس آئی تو ایک بکری گم تھی ایک برش گم تھا دھاگہ سیدھا کرنے والا، کہنے لگی:

یا ربّ ضمنت لمن خرج فی سبیلک......

اللہ تو ضامن جو تیرے راستے میں نکلے اس کے مال کا بھی اس کی جان کا بھی۔

اے اللہ! **وعنزتی وصیصتی......** میری بکری گم ہو گئی، میرا برش گم ہو گیا، پھر اس نے **وعنزتی وصیصتی**، میری بکری میرا برش...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی سن رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ارے اللہ کی بندی اللہ پر ایسے دعوے نہیں کیے جاتے، اللہ کے ذمہ تو کوئی چیز نہیں ہے وہ تو احساناً اپنے ذمہ لے لیتا ہے۔ اللہ کے ذمے کوئی نہیں ہے کہ ہمیں جنت میں ڈالے، اللہ نے تو احساناً اپنے ذمے لے لیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ کی بندی ایسے دعوے نہ کر"۔

اس اللہ کی بندی نے حضور ﷺ کی بھی نہ سنی، بس یہی کہتی رہی "**وعنزتی وصیصتی**"...... میری بکری میرا برش، میری بکری میرا برش...... اللہ نے دو بکریاں دو برش حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے کھڑے واپس بھیج دیئے کہ:

یخلفهٗ فی اھلہٖ و مالہٖ......

تم میرا کام کرو، میرا پیغام پھیلاؤ...... نماز پر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے

نماز پر برائی سے بچنے کا وعدہ ہے......

روزے پر اللہ کی حفاظت کا وعدہ نہیں ہے......

روزے پر تقویٰ کا وعدہ ہے......

حج پر غنی ہونے کا وعدہ ہے......

صرف تبلیغ کے کام پر حفاظت کا وعدہ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا وہ ہوکر رہا، اور آئندہ بھی وہی ہوگا جو وہ چاہیں گے۔

لا ریب فیہ...... کچھ اس طرح

یمحقُ اللہ الرّبٰوا، اللہ سود مٹاتا ہے......

قرآن نے کہہ دیا ہم نے دیکھا سود سے پیسہ بڑھ گیا، سو کے ایک سو دس ہو گئے...... قرآن کی پہلی سطر بولو "لا ریب فیہِ"...... نہیں! گھٹ گیا، گھٹ گیا...... نظر آتا ہے بڑھ گیا، نہیں گھٹ گیا!! لا ریب فیہ، یُربی الصّدقات...... اللہ صدقہ کو بڑھاتا ہے۔ کہاں بڑھتا ہے...... وہ اڑھائی روپے سو میں سے چلے گئے، ساڑھے ستانوے باقی رہ گئے تو بڑھ کیسے گئے؟...... اللہ نے کہا بڑھ گئے، ہم نے کہا لا ریب فیہ بڑھ گئے۔ کیوں؟...... بڑھ گئے کہ اللہ کا کلام ہے شروع میں لا ریب فیہِ......

قد افلح المومنون، کامیاب کون ہیں؟......

الّذین ھم فی صلوٰتھم خٰشعون، جن کی نمازوں میں خشوع خضوع ہے وہ کامیاب ہیں!!

لاریب فیہ، پیسہ والا نا کام لاریب فیہ......

بل تؤثرون الحیوٰۃ الدُّنیا. والاٰخرۃ خیرٌ وّابقٰی.

اور آخرت ہمیشہ کی زندگی، باقی زندگی، ہم کہیں گے لاریب فیہ......

دنیا دھوکے کا گھر، لاریب فیہ......

مچھر کا پَر، لاریب فیہ......

مکڑی کا جالا، لاریب فیہ——

چند دن کا کھیل تماشا، لاریب فیہ......

دنیا کی دوڑ ہے چند دن کا کھیل تماشہ ہے، لاریب فیہ......

مال کی حرص، لاریب فیہ......

یہ سراب ہے، بقیعۃٍ یَحسبُہُ الضمأن مآءً ا ...... یہ سب دھوکہ ہم کہیں گے، لاریب فیہ، لا ریب فیہ......

پہلے یہ ریب نکالنا پڑے گا پھر قرآن سمجھ آئے گا، ریب نکلے گا نہیں تفسیریں لکھ کر سمجھ نہیں آیا، یہ سیکھنا پڑے گا الجنّۃ حق...... ہم کہیں گے، لاریب فیہ. کہا ہمیں نہیں پتہ قرآن کہتا ہے:

سارِعُوآ اِلٰی مغفِرۃٍ مِّنْ رَّبکم وجنّۃٍ عرضُھا السّمٰوٰتُ والارضُ

ہم کہیں گے، لا ریب فیہِ......

جنت موجود ہے، فرشتے کہاں ہیں؟ نظر نہیں آتے، ہم کہیں لاریب فیہ، ہیں

اِنّ علیکم لحفظین کرامًا کاتبین...... یہاں بیٹھے ہوئے ہیں

یرسلُ علیکم حفظًا...... حفاظت کرنے والے فرشتے،

بلٰی ورُسُلُنا لدیھِمْ یکتبُونَ...... لکھنے والے فرشتے ہیں، نظر آئیں یا نہ آئیں، ہم کہیں لا ریب فیہِ...... ہم کہیں گے موجود ہیں، اللہ کہاں ہے؟ پتہ نہیں...... کتاب کہتی ہے، لا ریب فیہِ...... محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں، کہاں ہیں؟ ہمیں تو نہیں پتہ، چودہ سو سال پہلے آئے ہیں، اللہ کی کتاب کہہ رہی ہے:

محمدٌ رّسولُ اللّٰہ والّذین معہٗ اَشِدّآء علی الکُفّارِ......

وما محمّدٌ اِلّا رسولٌ قد خلت من قبلہٖ الرُّسُل......

واٰمِنُوا بمآ نُزِّلَ علٰی محمّدٍ وّھو الحقُّ من رّبھم

ومبشّرًا برسولٍ یاتِیْ من بعدی اسمُہٗ احمد......

اللہ کی کتاب کہہ رہی ہے میرا محمد آ رہا ہے، آخری نبی ہے، آخری رسول ہے، یہ دل میں جمانا پڑے گا۔

ومن یطع اللّٰہ ورسولہٗ فقد فاز فوزًا عظیمًا......

ہم کہیں، لا ریب فیہ......

جو اللہ اور اس کے رسول کو ماننے والا ہے وہ کامیاب ہے، ہم کہیں گے لا ریب فیہِ...... اور دوسرے لوگ بھی کہیں:

من یُشاقِقِ اللّٰہ و رسولہٗ فاِنَّ اللّٰہ شدیدُ العقاب......

جو اللہ اور اس کے رسول سے دشمنی لینے والا ہے وہ برباد ہے، ہلاک ہے......

چاہے تخت پر بیٹھا نظر آئے۔ کروڑوں کے بنگلوں میں بیٹھا نظر آئے، دائیں بائیں حشم خدم نظر آئیں۔ ہٹو، بچو کا شور نظر آئے...... سائرن بجاتی گاڑیاں نظر آئیں...... لیکن اللہ کی کتاب نے کہا یہ ہلاک ہے، کیونکہ اللہ اور رسول کا دشمن ہے، ہم کہیں گے **لا ریب فیہ**...... کہیں گے حق ہے۔

میرے بھائیو! پہلے شک نکالنا پڑتا ہے، پھر یقین اُتارا جاتا ہے، پہلے لا ہے، پھر اِلَّا اللّٰہ ہے، کلمہ میں بھی لا اِلٰہ پہلے اِلَّا اللہ بعد میں...... قرآن میں بھی لا ریب، پہلے نفی پھر اثبات بعد میں ہے۔ پہلے وہ شک نکالیں اس شک کی جڑیں نکالیں جہاں دل اٹکا ہوا ہے، وہاں اس کو کھینچیں جن جن علوم کا تاثر ہے، ان ان علوم کے تاثر کو نکال کر کہیں اللہ تیرا فرمان حق ہے، سچ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ بھی ہو کر رہا اور ہو کر رہے گا۔

حضرت ابوذر غفاری کا لا ریب فیہ پر یقین

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے سکوت طاری، جنگل میں پڑے ہوئے......

ایک بیٹی ایک بیوی کوئی ساتھ نہیں، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کی بیوی کہنے لگی،

واکربا واحزنا...... ہائے غم!!

ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے، کیوں کیا بات ہے؟

کہنے لگیں، کون تیرا جنازہ پڑھے گا؟......

کون تجھے غسل دے گا؟......

کون تیری قبر کھودے گا؟......

کون تجھے کفن دے گا؟......

ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں ہے، اس وقت کفن کا کپڑا بھی کوئی نہیں تھا۔ تو ابوذر رضی اللہ عنہ کہنے لگے۔ وما کذِبتُ، اللہ کی بندی میں نہ جھوٹ بول رہا ہوں نہ مجھ سے

جھوٹ کہا گیا ہے۔ میں ایک محفل میں تھا، میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، ان کانوں نے سنا، اس دل نے سنا، یاد رکھا کہ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک تم میں:

یعیش وحیدًا ویموت وحیدًا وجید وحیدًا ویصلّی علیه طائفة من المسلمین......

''تم میں سے ایک اکیلا زندہ رہے گا، اکیلا مرے گا، اکیلا اٹھے گا اور اس کی نماز جنازہ مسلمانوں کی ایک جماعت پڑھے گی۔''

اور میں دیکھ رہا ہوں جو کہ اس وقت موجود تھے، وہ سب کے سب شہروں میں مرے ہیں میں اکیلا ہوں، اکیلا رہا ہوں، اکیلا مرنے لگا ہوں، میرے رب کی قسم! میرے نبی ﷺ کا فرمان ہے...... لاریب فیہ...... اس میں کوئی شک نہیں، مجھے یہ نہیں پتہ کہ کہاں سے آئیں گے، اور کون آئیں گے لیکن کوئی آئے گا میرا جنازہ پڑھنے ضرور آئے گا!!

وقد انقطع الحاج...... جبکہ حج کا زمانہ گزر گیا، ربضہ مکہ اور عراق کے درمیان راستہ پڑتا تھا۔ جو حاجی عراق سے آتے تھے ربضہ سے گزرتے تھے۔ تو بیوی نے کہا حاجی چلے گئے، حج سر پر آ گیا، اب حاجی بھی کوئی نہیں آئیں گے۔ اتنے قریب عمرے کرنے کون آتا ہے؟ تو لہٰذا اب مجھے تو کوئی شکل نظر نہیں آتی۔ کہا چل چل **تتبع الطریق......** جا دیکھ راستہ کوئی آئے گا۔ ایک دن گزرا کوئی نہیں آیا...... دوسرا دن گزرا کوئی نہیں آیا...... اور وہ تیسرے دن آخری دموں پر ہے، تو بیٹی کو بلا کر فرمایا بیٹی! میرے مہمان آئیں گے جنازہ پڑھنے، ان کے لئے کھانا تیار کیا جائے، اتنا یقین لاریب فیہ...... ایسا یقین کہ تین دن گزر چکے ہیں، سانس اُکھڑ چکا ہے، بیٹی کو بلا کر کہہ رہے ہیں بیٹی کھانا پکاؤ، آج مہمان آئیں گے میرا جنازہ پڑھا جائے گا۔

حضرت ابوذر غفاری کا وقتِ وفات

تھوڑی دیر گزری تو دیکھا ایک غبار اڑ رہا ہے۔ تو ان کی بیوی نے کھڑے ہو کر ہاتھ ہلائے تو تیس اونٹنیوں پر سوار کون؟ عبداللہ بن مسعود...... اور ان کے ساتھ انیس آدمی۔ تو بیوی نے کہا کہ:

هل لکم من رغبة الی ابی ذرٍّ رضی الله عنه؟

کہا، کیا تمہیں ابوذر رضی اللہ عنہ کی رغبت ہے؟......

انہوں نے کہا، کیا ہوا؟

وهو فی سیاقة الموت......

کہا، وہ سکرات میں ہے!!

کوئی اس کا جنازہ پڑھنے والا نہیں...... تو سارے رونے لگ پڑے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

نفدیه اُمّهاتُنا و اٰباءُ نا...... ہمارے ماں باپ ابوذر رضی اللہ عنہ پر قربان!!

ہم کیوں نہ کریں گے...... دوڑ کر گئے، وہ آخری دموں پر تھے۔ کہنے لگے بھائی مجھے کفن دو۔ جس نے کبھی حکومت کا کوئی کام نہ کیا ہو وہ مجھے کفن دے...... تو سارے ہی کچھ نہ کچھ کر چکے تھے۔ ایک انصاری نوجوان نے کہا میں نے آج تک حکومت کا کوئی کام نہیں کیا، یہ میری ماں نے اپنے ہاتھ سے احرام کی چادریں بنائی ہیں۔ کہا کہ بس تو مجھ کو کفن دے گا۔

مہمانوں کی خاطر تواضع

اور جب انتقال ہو گیا، جنازہ پڑھا گیا۔ فارغ ہو کر چلنے لگے تو بیٹی نے کہا کھانا تیار ہے، کھا لیجئے۔ کہا، کیسے پتہ ہے آپ کو، تو وہ کہنے لگی میرے ابا نے کہا تھا کہ میرے مہمان آئیں گے میرا جنازہ پڑھنے آئیں گے، ان کے لئے کھانا تیار کر کے رکھنا ہے۔ کہیں میری موت کی مشغولی تمہیں ان کی خدمت سے غافل نہ کر دے۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ رونے لگے اور کہا واہ ابوذر! تو زندہ بھی سخی اور مر کر بھی سخی...... او ہو یہ صحابہؓ...... یہ کہاں سے آ گئے؟...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو خصوصی تقاضا پیش آیا، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھ قرآن پاک کے مشورہ کے بارے میں۔ کہا عبداللہ فوراً میرے پاس پہنچو چاہے تجھے حج ملے یا نہ ملے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا امر پہنچا اور وہ وہاں سے نکلے ہیں عمرے کی نیت کر کے کیونکہ حج پر تو پہنچ نہیں سکتے تھے۔ دراصل وہ عمرے کے لئے نہیں نکلے حضرت عثمان نے نہیں بلایا تھا، ابوذر رضی اللہ عنہ نے بلایا تھا۔ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے

فرمان نے بلایا تھا کہ میرے ایک صحابی کا وقت آ چکا ہے اور میں کہہ چکا ہوں کہ اس کا جنازہ پڑھا جائے گا اور میری امت کی ایک جماعت پڑھے گی۔ نکلو، عمرے کا بہانہ بنا...... حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بلانے کا بہانہ بنا وہ تو محمد ﷺ کا کلام پورا ہوا۔ چنانچہ وہی ہوا جو اللہ نے اپنے نبی ﷺ کے ذریعہ سے صحابہ کرام کو بتایا تھا۔ تو میرے بھائیو! جب دل میں اللہ کی بڑائی آ جائے تو اس کے حکم کے پورا کرنے پر جان، مال اور وقت کی قربانی آسان ہو جاتی ہے۔

آپ اللہ کی مانیں اللہ آپ کی مانے گا

آپ حکومت کو ماننا چھوڑ دیں تو حکومت والے نکال دیں گے۔ تو جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ تو حکومت سے زیادہ غیرت والا ہے، جب آپ اللہ کی مانیں گے تو اللہ کے غیبی خزانے کھلیں گے۔ حکومت جب غیرت کھاتی ہے تو جب آپ اللہ کے سپاہی بنیں گے تو اللہ غیرت کتنی کھائے گا؟...... یقیناً اللہ کا غیبی نظام آپ کے لئے حرکت میں آئے گا۔

تو بھائی! ہم اللہ کی مانیں آج تک جو ہوا اُس سے توبہ کر لیں، اللہ کی ذات جیسی رحیم اور کریم اور اس سے بڑا مہربان اور معاف کرنے والا بحر و بر میں کوئی نہیں، ساری زندگی گناہوں میں گزر جائے صرف ایک دفعہ کہہ دے، اے اللہ! معاف کر دے...... اللہ سارے ہی معاف کر دیتے ہیں۔ طعنے بھی نہیں دیتے۔ آپ کی اور ہماری ماں خدانخواستہ ناراض ہو جائے اسے راضی کرنا پڑے تو پہلے طعنے بولیاں دے گی، پھر معاف کرے گی۔ اور اللہ تعالیٰ، سبحان اللہ! یا اللہ مجھے معاف کر دے، غلطی ہو گئی...... چل میرے بندے سارے ہی معاف...... تو بھائی ہم معافی مانگ لیں۔ اللہ سے صلح ہو جائے گی تو سارا مسئلہ ہی حل ہو جائے گا۔ نافرمان کے لئے زمین و آسمان جوش کھاتے ہیں کہ اے اللہ اجازت ہو تو تیرے نافرمانوں کو نگل جائیں؟...... تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں مجھ سے بڑا کوئی سخی ہو سکتا ہے؟...... میں تو اپنے بندے کی توبہ کا انتظار کرتا ہوں۔

گناہگار جب میری طرف چل کر آتا ہے......

اللہ اکبر! "من اقبل الیّ" کلام میں غور فرمائیں، میں اللہ اور اللہ کے حبیب کا کلام عرض کر رہا ہوں، میری اپنی کوئی بات نہیں، اللہ کی بات ہے یا اللہ کے حبیب کی بات

ہے۔ مَن اقبل اِلَیّ...... جو میری طرف چل پڑتا ہے چاہے سارا دامن اس کا گناہوں سے آلودہ ہو چکا ہے اور رؤاں رؤاں اس کا گناہوں میں جکڑا ہوا ہے، لیکن میری طرف چل پڑے، فلقیتہٗ من بعید...... آگے بڑھ کر میں استقبال کرتا ہوں۔

اللہ اکبر! جس سے آپ کو تعلق ہوتا ہے آپ اسے دیکھ کر اٹھ پڑتے ہیں اور آگے بڑھ کر اس کو ملتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کیا کہہ رہے ہیں جو میری طرف آ جائے میں آگے بڑھ کر اس کو ملوں گا۔ یہی نہیں! ہم سے جو منہ موڑے ہم دس دفعہ اس سے منہ موڑتے ہیں، "ومن اعرض عنّی"...... اور جو مجھ سے منہ موڑ لیتا ہے قریب...... میں اس کے قریب جا کر اسے یوں بلاتا ہوں، اے میرے بندے کہاں جا رہا ہے؟

انسان اللہ کی طرف دھیان دے تو سہی

مسئلہ تو ادھر حل ہوگا مجھے چھوڑ کر کہاں چل دیا...... اور اس کو قرآن میں اس طرح بیان کیا ہے:

یا ایُّھا الاِنسانُ ما غرّک بربّک الکریم......

اے میرے پیارے بندے! تجھے کس نے دھوکہ دیا ہے، اپنے رب کی ذات کے بارے میں؟ کہ تو رب سے جفا کر بیٹھا اور مخلوق سے وفا کر بیٹھا ہے!!

ما غرّک بربّک الکریم......

کیا ہوا تجھے، کہ رب کو بھلا کر مخلوق کے پیچھے بھاگ پڑا؟

یہ قرآن کے الفاظ ہیں اس کی طرف آئیں جو انتظار میں ہے۔ اور حدیث میں ہے:

یا ابن آدم اذکرکَ وتنسٰنی......

تو مجھے بھول جاتا ہے میں تجھے یاد رکھتا ہوں۔

میں تیرے گناہوں پر پردے ڈالتا ہوں تو پھر بھی دلیر ہو کر گناہ کرتا ہے۔

اِن ذکرتَنی ذکرتُکَ......

تو یاد کرتا ہے تو تجھ کو میں یاد کرتا ہوں......

اِن نَسیتَنِیْ ذکرتُک......

تو اگر بھول جاتا ہے میں پھر بھی تجھے یاد کرتا ہوں۔

آؤ توبہ کریں!!

بھائی! ہم توبہ کریں، اللہ کی بارگاہ کی طرف رجوع کریں۔ "وجدوا اللّٰه توّابًا رّحیمًا"...... تم دیکھو گے میں کیسا مہربان ہوں۔ پھر اس سے اگلی بات بتائی۔ ایک آدمی نے توبہ کی پچھلے گناہ معاف ہو گئے، نہیں صرف معاف نہیں ہوئے، فأولئک یبدّل اللّٰه سیّئٰتھم حسنٰت...... جب آدمی توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ میں تمہارے گناہوں کو مٹا کر پھر اس کے بدلے میں نیکیاں لکھ دیتا ہوں جو گناہ کئے ہیں وہ بھی اللہ نیکیاں بنا دیتا ہے۔ کب؟...... جب توبہ کر لے اور توبہ سب سے زیادہ محبوب ہے۔ اللہ پاک مجھ اور آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

ہماری دیگر کتب
دجال (دو جلد) اسرار عالم
مبارک نام عدیم فریدی
بین الاقوامی امن معاہدے مرتضیٰ انجم
تاثیر الحروف صوفی محمد ندیم محمدی
عامل کامل صوفی محمد ندیم محمدی
قواعد عملیات صوفی محمد ندیم محمدی
برجوں کا انسائیکلوپیڈیا صوفی محمد ندیم محمدی
وظائف القرآن صوفی محمد ندیم محمدی
خطبات جمیل مولانا طارق جمیل
بصیرت افروز واقعات مولانا طارق جمیل
فطوحات طارق جمیل مولانا ثناء اللہ سعد
ذہنی نفسیاتی امراض ڈاکٹر امجد علی جعفری
ایک منفرد علامت ایک دوا ڈاکٹر امجد علی جعفری
ادارہ تحقیقات
یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اردو بازار لاہور
0333-4380927

ہماری دیگر کتب

کتاب	مصنف
دجال (دو جلد)	اسرار عالم
مبارک نام	عدیم فریدی
بین الاقوامی امن معاہدے	مرتضیٰ انجم
تاثیر الحروف	صوفی محمد ندیم محمدی
عامل کامل	صوفی محمد ندیم محمدی
قواعد عملیات	صوفی محمد ندیم محمدی
برجوں کا انسائیکلوپیڈیا	صوفی محمد ندیم محمدی
وظائف القرآن	صوفی محمد ندیم محمدی
خطبات جمیل	مولانا طارق جمیل
بصیرت افروز واقعات	مولانا طارق جمیل
فتوحات طارق جمیل	مولانا ثناء اللہ سعد
ذہنی نفسیاتی امراض	ڈاکٹر امجد علی جعفری
ایک منفرد علامت ایک دوا	ڈاکٹر امجد علی جعفری

ادارہ تحقیقات

یوسف مارکیٹ، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار لاہور

0333-4380927